www.KitaboSunnat.com

تاریخ الخلفاء الراشدین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

شخصیت اور کارنامے

ہماری دعوت
اسلاف کا راستہ



تالیف: ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی
مترجم: شمیم احمد خلیل السلفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

١

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

شخصیت اور کارنامے

تالیف

ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی

مترجم

فضیلۃ الشیخ شمیم احمد خلیل السلفی



AL-FURQAN TRUST

الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلۃ تاریخ الخلفاء الراشدین از ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی کی پاکستان میں اشاعت کے لیے جملہ حقوق بحق الفرقان ٹرسٹ تحریری طور پر لیے جاچکے ہیں، لہٰذا اس کو الیکٹرانک میڈیا، فوٹو کاپی، مائیکروفلم یا کسی بھی ذریعے سے چھاپنا غیر قانونی ہوگا۔ خلاف ورزی کی صورت میں پبلشر قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

شخصیت اور کارنامے

تالیف ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی

مترجم فضیلۃ الشیخ شمیم احمد خلیل السلفی

سعودی عرب

دار العلوم الندیه للنشر والتوزیع

س ت: ١٠١٠٢٠٤٨٧٦

فرع: مرکز الجامع التجاری شارع باخشب جده

معرض: ٠٢٦٣٣٦٦٤٠ فاکس: ٠٢٦٨٧٤٥٥٧

المکتب الرئیسی الریاض، حي الفیصلة

هاتف: ٠١٢٤٢٣١٢٦

مکتبه دار الفرقان، الریاض

هاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦، ٠٥٦٣٠٦٤٧٣٦، ٠٥٠٧٤١٩٩٢١

مکتبه بیت السلام، الریاض

هاتف: ٠١-٤٤٦٠١٢٩، ٠٥٠٥٤٤٠١٤٧، ٠٥٠٢٠٣٣٢٦٠

پاکستان

الفرقان ٹرسٹ: خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270

مکتبہ الکتاب: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

ڈیلرز

اسلامی اکیڈمی: الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7357587

کتاب سرائے: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7320318

نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7321865

مکتبہ اسلامیہ: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-7244973

دار الکتب السلفیہ: اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور۔ فون: 0423-7361505

کراچی

ہیثم بک کارنر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور۔ فون: 0300-8010580

فضلی بک سپر مارکیٹ: نزد ریڈیو پاکستان کراچی فون: 021-2212991

AL-FURQAN TRUST

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پہلی فصل :......ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل: ...... وفات نبوی اور سقیفہ بنو ساعدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل :...... لشکر اسامہ اور مرتدین سے جہاد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل :...... دور صدیقی کی فتوحات، خلافت عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

خلفائے راشدین اور ان کے دور خلافت کی خصوصیات و ہمہ جہت مثالی کردار کا مطالعہ کرنے سے پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دور دور نبوی ﷺ کا امتداد تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کی اب تک کی تاریخ میں دور نبوت کے بعد خلافت راشدہ کا دور ہر اعتبار سے سب سے ممتاز اور تابناک رہا ہے، کیونکہ اس کی باگ ڈور ان ہستیوں کے ہاتھ میں تھی جو نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ اور آپ ﷺ کی زبان مبارکہ سے انہیں جنت کی بشارت اور فضل و تقویٰ کا اعلیٰ مقام مل چکا تھا۔ جس طرح انہوں نے قرآن وسنت کے نقل کرنے میں غایت درجہ احتیاط و اتقان سے کام لیا تھا اسی طرح انہوں نے جہاں بینی اور جہاں بانی میں بھی شمع نبوت سے روشنی حاصل کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے فکری، سماجی، سیاسی، اداری، اقتصادی اور جنگی وفتوحاتی ہر میدان میں انسانیت و روحانیت اور امن و آشتی کے لیے ایسے عدیم النظیر نقوش چھوڑے جن سے آج کی ترقی یافتہ کہی جانے والی دنیا بھی درست راہ لینے پر مجبور ہے۔ چنانچہ خلافت راشدہ کے ایک اہم پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

> ''یقینی طور سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ان (ابوبکرؓ) کی خلافت کو ثابت کرنا دین کی بنیادی باتوں میں سے ہے جب تک کہ اس کو یقین کے ساتھ مان نہیں لیں گے شریعت کے مسائل میں سے کوئی مسئلہ یقینی نہیں ہوسکتا۔''

مزید بیان کرتے ہوئے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے چار پہلو اس طرح بیان کرتے ہیں:

اول: امت میں مرتبہ علیا پانا۔ صدیقیت اسی سے مراد ہے۔

دوم: اوّل روز سے سرورِ کونین ﷺ کی اعانت کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دینا۔

سوم: نبوت کے شروع کیے ہوئے کاموں کو اِتمام تک پہنچانا۔

چہارم: آخرت میں علو مرتبہ۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سلسلہ خلافت کی پہلی کڑی ہیں۔ آپ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی جو خطبہ دیا تھا وہ آب زرّ سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس کا ہر ہر جملہ موعظت کی کھلی کتاب ہے۔

آپ کے فضائل کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ مشرف باسلام ہونے کے بعد آپ ﷺ کی رحلت تک پروانہ وار شمع رسالت پر قربان و نثار رہے۔ جنگی معرکوں کے ساتھ ساتھ ملکی انتظام بھی دیکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ زمانۂ جاہلیت میں بھی ایک سلیم الطبع، غم خوار، دانش منداور زندہ دل انسان تھے، اس سے کہیں زیادہ آپ نے حالت اسلام میں صداقت، دیانت، شرافت، امامت اور حق پر ثابت قدمی کے جوہر دکھائے۔ آپ کی پوری زندگی اطاعت نبوی اور استقامت دین کا نمونہ تھی۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی شہادت یوں دی ہے:

''ہم جس نیکی کی طرف جھپٹے، ابوبکرؓ ہم سب سے سبقت لے گئے۔''

آپ کی مدت خلافت مختصر رہی اور اس دوران آپ کو کئی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا، لیکن آپ نے حق کی فتح پر ایمان ویقین رکھتے ہوئے تمام مشکلات کا ایمانی جوش اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا، اور حکومت کرنے والے حکام کے لیے ایسا دستور العمل متعین کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں دیگر بہت سارے اہم مواقف میں آپ نے امت محمدیہ کے لیے اسلامی وحدت، اسلامی نظام سلطنت، دعوت الٰہی اور احیائے سنت نبوی کے لیے نادر مثالیں چھوڑیں۔

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، آپ کے لیے تمام دروازے کھولے جائیں گے، ہر دروازے کا دربان پکارے گا: ''آپ اس دروازہ سے داخل ہوں'' مگر آپ جس دروازے سے چاہیں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ سیرت النبیؐ کی مستند کتاب ''الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم'' از ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ کے بعد الفرقان ٹرسٹ نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین پر کتابیں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل اور بزرگ ہستی پر کوئی ایسی کتاب شائع کروں جو مستند مصادر ومراجع کا مجموعہ ہو۔ آج جب اس سلسلے کی پہلی کتاب منظر عام پر آ رہی ہے تو اس خوشی کا اندازہ قلم سے لگانا مشکل ہے۔ یہ سب میرے رب کا کرم ہے جس نے توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے اپنے دین کو آسان کر دیتا ہے۔

میں قارئین کرام کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ خلفائے راشدین کی سیرت پر اشاعت کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا بلکہ ادارہ بہت جلد سلسلہ تاریخ الخلفاء الراشدین کی دوسری کتابیں بھی شائع کر رہا ہے، آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

مارکیٹ میں سیرت خلفائے راشدین پر پہلے بھی کتابیں موجود ہیں، مگر ان کتابوں میں مفصل حالات اور استناد کا اسلوب اختیار نہیں کیا گیا، جو اس کتاب کا خاصہ ہیں۔ اس کی علمی، تحقیقی، فنی اور منہجی افادیت یوں ہے:

☆ اس کے مصادر ومراجع میں تقریباً دوسو کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، جو کتاب کی اہمیت وافادیت اور انفرادیت پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ مؤلف کی علمی، تحقیقی، تخریجی قابلیت اس کے اسلوب وپیرائیوں سے واضح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مترجم نے ترجمہ میں روانی اور سلاست کو ملحوظ رکھا جس سے یہ اصل تصنیف ہی محسوس ہوتی ہے۔

میں اس کارِ خیر میں جناب مؤلف فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی حفظہ اللہ اور مترجم جناب فضیلۃ الشیخ شمیم احمد خلیل السلفی حفظہ اللہ کا بے حد ممنون ہوں جنھوں نے الفرقان ٹرسٹ کو یہ عظیم موقع فراہم کیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف اور مترجم دونوں کی حفاظت فرمائے۔

سب سے آخر میں، میں اپنے عزیز بھائی عبدالرؤف کا مشکور ہوں جو پاکستان میں الفرقان ٹرسٹ کے رفیق اور مکتبۃ الکتاب کے مدیر بھی ہیں، پہلے اللہ تعالیٰ کی مدد خاص اور پھر ان کی کوشش اور کاوش سے اس کتاب کی خوبصورتی اور معیار کو چار چاند لگے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مولف، مترجم، ناشر اور جن لوگوں نے بھی اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں ہاتھ بٹایا ہے سب کو ایمان صدیقی کا وافر حصہ عطا فرمائے، اور اس عمل کو سب کے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین

آپ کا بھائی
عبدالجلیل (ابوساریہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

(از ......ابن احمد نقوی حفظہ اللہ)

دنیا میں ہر دور میں ایسی عظمت پناہ اور عزیمت مآب ہستیاں گزری ہیں، جنہوں نے تاریخ عالم پر لازوال نقوش چھوڑے ہیں، اسکندر اعظم اور جولیس سیزر جیسے فاتح، افلاطون وارسطو جیسے حکیم، فرعون ونمرود جیسے پیکران تمرد واستکبار اور مسیح اور محمد (علیہما السلام) جیسے انسانیت کے نمونہ کامل اور مجسمہ اخلاق عزم واستقلال، فکر وبصیرت اور عزیمت واستقامت کے ان علمبرداروں کے کارناموں سے ہی تاریخ بنتی ہے اور متضاد صفات کی حامل ان شخصیتوں کے کردار سے ہی خیر وشر کا تارِ حریر دورنگ بنتا ہے لیکن فاتحین عالم ہوں یا بندگان تمرد، ان کے مرقعے اور کارنامے تاریخ کے صفحات کو روشن نہیں کرتے، بلکہ ان سے تاریخ کے وہ ابواب مرتب ہوتے ہیں جن سے انسانیت پشیمان ہوتی ہے، پڑھنے والے ان کے کردار پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان کا نام نفرت وحقارت کی علامت اور استعارہ بن جاتا ہے دوسری طرف وہ عالی مرتبت افراد جنہوں نے انسانیت کا چراغ روشن کیا، انسانوں کو ہدایت کی راہ دکھائی، اخلاق وکردار کی پاکیزگی کا نمونہ بن کر عالم انسانیت کے لیے اسوۂ کامل بنے ان کی سیرت وکارنامے اور کردار سے تاریخ کے روشن اور سنہری ابواب لکھے جاتے ہیں اور راہ حق میں ان کی قربانیاں اور استقامت وعزیمت آنے والی نسلوں کے لیے مشعل ہدایت بنتی ہیں، آپ چنگیز وہلاکو وتیمور کی سفاکیوں کی داستانیں تاریخ میں پڑھیے تو آپ کا دل نفرت وحقارت کے جذبات سے بھر جائے گا، آپ سوچنے لگیں گے کہ اگر یہ فاتح تھے تو قاتل کسے کہتے ہیں؟ اگر یہ حکمراں تھے تو انسانوں پر حکومت کرتے تھے یا ان کی لاشوں پر؟ پھر آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام محمد بن عبدالوہاب نجدی، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ جیسے عبقری اور عالی ہمت علماء مجاہدین کے کارنامے پڑھیں تو آپ کے دل میں فخر وانبساط کے جذبات ابھریں گے۔ اگر طبیعت میں یاس ہے تو امید واہتزاز میں بدل جائے گی، بے حوصلگی ہے تو حوصلہ پیدا ہوگا اور آپ کے اندر ظلم کے خلاف لڑنے اور باطل سے نبرد آزما ہونے کا ناقابل شکست عزم بیدار ہوگا اور آپ ان سکندران عزم اور سلاطین عزیمت کے کردار اور نقوش پا کو اپنا رہنما بنائیں گے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اسلام کی تاریخ ایسی عہد ساز، ملکوتی صفات افراد سے پر ہے تو یہ نہ تو مبالغہ ہوگا، نہ دعویٰ بلادلیل۔ تاریخ کے صفحات کھلے ہوئے ہیں دوست ودشمن سبھی انہیں پڑھ سکتے ہیں اور خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اسلامی تاریخ کے یہ شہاب ثاقب اس زمین پر کیسے روشن نشانات چھوڑ گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کی اس تابناک تاریخ کا یہ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتا ہے۔ بصیرت وتدبر، عزم واستقلال، وفاداری وفداکاری، ایثار وانفاق کا یہ مرقع خیر، مجسم اسلام کے مرد مومن کی سچی تصویر تھا، وہ ثانی اثنین فی الغار، وہ فدائے ذات پاک نبی، وہ پروران رخ زیبائے مصطفوی، وہ اسلام کا پہلا خلیفہ راشد، ہر دور میں اہل حق اور متلاشیان راہِ حق وہدایت کے لیے نمونہ کامل ہے۔ اگر تاریخ کے عالی مرتبت افراد کی کوئی فہرست دیانت داری اور غیر جانب داری سے مرتب کی جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام اس میں سرفہرست ہوگا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اسلام کی تاریخ سے صرف ایک نام پیش کرو جو ہمہ جہت صفات عالیہ اور عزم وتدبر کا پیکر ہوتو ہم بلا جھجک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کر سکتے ہیں۔

افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی تاریخ کو خود ہی مسخ کیا ہے، سیاسی اقتدار کے نصب العین کو مذہبی عقیدہ کا رنگ دے دیا گیا، عرب وعجم کی کشمکش نے اسے نئی شدت اور سنگینی عطا کی، بنوامیہ اور بنوعباس کی ہوس اقتدار نے خوں سے اس کی آبیاری کی، قبائلی عصبیت نے، جسے اسلام نے ختم کر دیا تھا پھر سر ابھارا اور جلد ہی اس شجرۂ خبیثہ نے سادہ لوح عوام کے دلوں میں اپنی جڑیں پیوست کر لیں اور وہ دین جو رحمت للعالمین کے ذریعہ رحمت ومرحمت، رافت ومروت، دوستی ویکجہتی کا پیغام لے کر آیا تھا اس میں مدح ومذمت اور لعنت وتبرا کو جزو ایمان قرار دیا گیا اور امت کے وہ برگزیدہ افراد جو اس زمین پر قدسیوں کی مثال تھے، جن کی قربانیوں سے دین کا پرچم بلند ہوا، جنھیں ان کی زندگی میں ہی مغفرت کی بشارت دی گئی، ان پیکران سعادت کو خود غرضی، بے مہری اور بے کرداری اور حرص وآز کی تصویر بنا کر پیش کیا گیا، ان کی کردارکشی کے لیے حدیثیں وضع کی گئیں، قرآن مجید میں لفظی ومعنوی تحریف کی جسارت کی گئی اور ایک منصوبہ بندمہم کے ذریعے سے ان لغویات کو مذہب وعقیدہ کا نام دے کر بے شعور عوام الناس کو گمراہ کیا گیا۔

خلاف راشدہ کے بعد کا دور دیکھیے تو حیرت ہوتی ہے کہ چند روزہ دنیاوی اقتدار کے لیے کس طرح بعض لوگوں نے انسانیت کے اعلیٰ اصولوں کو پامال کیا اور یہ امت جسے قرآن نے خیر امت قرار دیا تھا، اسے اپنے اقتدار کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا۔ حجاج بن یوسف ہو یا ابراہیم سفاح، مامون عباسی ہو یا اس کے جانشین، ابن علقمی ہو یا اس کے ہم عقیدہ یا ہم قبیلہ، سب نے امت کی تاریخ میں خوں چکاں ابواب کا اضافہ کرنے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

بدقسمتی یہ بھی ہے کہ ہمارے بعض نامور اسکالرز نے جو بزعم خویش اپنے آپ کو مورخ سمجھتے تھے شعوری یا غیر شعوری طور پر تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی، حالات وواقعات کو جانب داری اور رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کیا۔ تاریخ کو اپنے سیاسی ومذہبی عقائد کی تبلیغ کے لیے آلہ کار کے طور پر استعمال کیا۔ حالانکہ ایک مورخ کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ احوال وحوادث کا غیر جانبداری اور باریکی سے مطالعہ ومشاہدہ کرے اور پھر پوری دیانت داری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ انہیں تاریخ کے صفحات پر نقل کر دے۔ یہ معروضیت تاریخ نگاری کی اوّلین شرط ہے، ایک تاریخ نگار کو اس بات کا شعور ہونا چاہیے کہ آج وہ جو کچھ اور جیسا کچھ لکھ رہا ہے وہ آئندہ نسلوں تک پہنچے گا اور ان کی فکر ونظر کو متاثر کرے گا۔ غیر ذمہ داری یا بے شعوری سے لکھی گئی بعض باتیں قوموں کے درمیان نفرت وکشمکش کی بنیاد بن جاتی ہیں۔ برصغیر کی تاریخ ہی کو دیکھ لیجیے، طالع آزمامہم جو بادشاہوں نے کشورکشائی کی خاطر ہر طرف یلغار کی، مفتوح قوموں کی عبادت گاہوں کو برباد کیا اور اس طرح اسلامی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی کی، ان کے درباری وقائع نگاروں نے خوشامد اور ظل سبحانی کی خوشنودی کے لیے ان کارروائیوں کو جہاد قرار دیا اور عبادت گاہوں کی مسماری کو فخر ومباہات کے لہجہ میں رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کیا اور ان سب کو تاریخ قرار دے کر صحف واسفار میں نقل کر دیا۔ اس طرح انہوں نے اسلام پر اور پیروان اسلام کی آنے والی نسلوں پر ظلم کیا، حالانکہ اسلام نے کسی عبادت گاہ کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دی، مساجد، کلیسا، صومع اور خانقاہ جہاں بھی اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور اس کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے تحفظ کی تلقین کی ہے:

﴿وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا﴾ (الحج: ۴۰)

اسی لیے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کو کسی مہم پر روانہ کرتے تھے تو خاص طور سے تلقین فرماتے تھے کہ جو لوگ کلیساؤں میں محو عبادت ہوں انہیں پریشان نہ کرنا۔ ظاہر ہے کلیسا سے مراد غیر مسلموں کی ہر عبادت گاہ ہوگی۔ عربوں نے جب ہندوستان فتح کیا تو یہاں کے ہندوؤں کو اہل کتاب کا درجہ دیا اور انہیں وہ تمام حقوق ومراعات عطا کیں جو اسلام نے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کو عطا کی تھی، سندھ میں عرب اقتدار کے دوران میں کوئی مندر منہدم نہیں کیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت وذمہ داری کے نام پر جو دائمی منشور عطا کیا تھا اس میں کلیسا، اس میں موجود تصویریں (مورتیاں)، دیگر علامات ونشانات، کلیسا کے منصب داروں (پادری وبشپ وغیرہ) سب کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی تھی، ان کی عبادت گاہوں میں کسی جبری تغیر، اوقاف میں مداخلت یا ان کی اراضی واملاک پر تصرف کی صریحاً ممانعت کی گئی تھی۔ عربوں کے پاس یہ منشور تھا اس لیے وہ جہاں بھی گئے اسی منشور نبوی کو بنیاد بنا کر مفتوح غیر مسلموں کے حقوق کی ضمانت دی اور ان سے فراخ دلانہ سلوک کیا، بدقسمتی سے غیر عرب کشورکشاؤں نے اسے پس پشت ڈال دیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے۔

بہرکیف غیر ذمہ داری یا بے شعوری سے تاریخ نگاری میں ہمارے بعض علماء ومفسرین سے اس راہ میں المناک فروگزاشتیں ہوئیں، بعض مفسرین نے اسرائیلیات کو اپنی تفاسیر کا حصہ بنایا اور اکثر مسلمانوں نے ان تفاسیر کو پڑھ کر اسرائیلی داستانوں کو اسلامی تاریخ کا حصہ سمجھ لیا۔ ایک بے ہودہ اور بے سروپا حکایت "تــلـك

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرانیق العلی" کی بابت ہے۔ بعض علماء نے اس کے مضمرات کا اندازہ کیے بغیر اس سنی سنائی بات کو اپنی تصنیف کا حصہ بنا لیا اور اس طرح شعوری یا غیر شعوری طور پر انہوں نے اسلام دشمنوں کے ہراول دستے کا کام کیا۔ آج سے نہیں صدیوں سے مقتدر علماء ان لغویات کی تردید میں اپنے علم وقلم کی بہترین صلاحیتیں صرف کرتے رہے ہیں، لیکن صلیبی اور صیہونی مستشرقین نے تحقیق وتاریخ کے نام پر اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والتسلیم کو بدنام کرنے کے لیے ایسے ہی بے سروپا فسانہ واساطیر کو بنیاد بنا لیا، اب انہیں عام کرنے کے لیے قرطاس وقلم کو وقف کر دیا۔ سلمان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' (The Satanic Verses) اسی بے سروپا حکایت پر مبنی ہے۔ ہم مسلمانوں نے رشدی کے خلاف احتجاج کی صدا بلند کی جس نے ایک مسلمان گھرانے کا فرد ہوتے ہوئے بھی اپنے صلیبی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اسلام پر یہ وار کیا۔ ایران کے علامہ خمینی نے اس کے قتل کا فتویٰ صادر کیا لیکن تمام صلیبی طاقتیں آزادی اظہار کے نام پر اس کے دفاع پر صف بستہ ہوگئیں۔ اناجیل میں بھی متعدد ایسے مقامات ہیں جنھیں نشانِ تنقید وتضحیک بنایا جا سکتا ہے۔ رشدی نے شیطانی انجیل (The Satanic Gospel) لکھنے کا حوصلہ نہیں کیا کیونکہ وہ صلیبیوں کا نمک پروردہ ہے اور انھی کے خوان نعمت کا جوٹھا کھاتا ہے اگر وہ ایسی جسارت کرتا تو اسے صلیبی دنیا تو کیا، دنیا کے کسی گوشہ میں پناہ نہیں مل سکتی تھی۔ خمینی صاحب نے رشدی کی موت کا فتویٰ جاری کیا لیکن خود ہمارے ہی مفسر اور تاریخ نگار دشمنوں کو بارود فراہم کر رہے ہیں تو پھر ان کی طرف سے آتش باری پر ہم کیا اعتراض کر سکتے ہیں؟ ظاہر ہے رشدی نے ''غرانیق العلی'' کی کہانی ہمارے ہی علمی ذخیرہ سے اڑائی تھی۔

صلیبی لوگ تاریخ کو مسخ کرنے اور یہودی صحف میں تحریف کرنے میں یدطولیٰ رکھتے ہیں، ان کے مذہبی صحیفوں میں جو باتیں ان کے نئے عزائم ومقاصد میں حائل ہوتی تھیں یا جو عقائد انہیں اباحیت کی راہ سے روکتے تھے انہوں نے ان سب کو اناجیل محرفہ (Apocrypha) کہہ کر مسترد کر دیا اور صرف وہی صحیفے مستند ومعتبر قرار پائے جو ان کی نئی تشریح وتفہیم اور تفسیر کے مطابق مرتب کیے گئے تھے۔

مسلمانوں کے صحیفہ سماوی میں تحریف ممکن نہیں کیونکہ قرآن عظیم یہ ضمانت ربانی لے کر نازل ہوا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩﴾ (الحجر: ۹)

اسی ابدی ربانی ضمانت کے بعد کسی پہلو سے بھی اس کلام الٰہی میں ردوبدل نہیں کی جا سکتی۔ لیکن مسلمانوں نے تاریخ میں تحریف کرنے اور موضوع احادیث کا انبار لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور ثابت کر دیا کہ اگر وہ قرآن مجید میں تحریف نہیں کر سکتے تو ضلالت وکج روی کے صحرائے بیکراں میں تدلیس وتلبیس کی زہرناک فصلیں تو اگا سکتے ہیں جن سے تعصب کے وہ شجر زقوم برگ وبار لائیں جو امتوں کو ابد الآباد تک خون اگلواتے رہیں۔

ہمارے عالی مرتبت علماء نے احادیث کے ذخیروں کو کھنگال کر ان سے سارا رطب ویابس الگ کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی رحمہ اللہ اور ایسے ہی دیگر علمائے کبار نے امت کو احادیث موضوع کے فتنے سے بچا لیا۔ ان علماء کی سعی مشکور کے سبب آج ہم صحیح اور موضوع احادیث کا بہتر شعور رکھتے ہیں لیکن تاریخ کے میدان میں تحقیق وتفتیش کا یہ عمل نسبتاً سست رہا ہے اگرچہ علمائے سلف نے ان کتب میں مذکور لغویات کی تکذیب وتردید میں خاصا کام کیا ہے اور عصری اسلوب میں ہمارے بعض جدید اسکالرز گرانقدر کام کر رہے ہیں، تاہم مغربی مستشرقین نے اس خس وخاشاک کو لے کر حصار حرم میں آگ لگانے کی جو کوشش کی وہ بہت پہلے اپنا کام کر چکی ہے اور اب ان ذہنوں کو جو مغرب کے غلام بن چکے ہیں اور مستشرقین کو اپنا مرشد مان چکے ہیں، مطمئن کرنا خاصا مشکل مرحلہ ہے۔ تاہم اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ تاریخی غلط بیانیوں کی تردید اور حقائق کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے اسی عمل کو جو اس دور میں افضل الجہاد کا درجہ رکھتا ہے ترک کر دیا جائے یا اس میں تساہل برتا جائے۔

اسلامی تاریخ میں تحریف کی سب سے اذیت ناک مثال وہ سعی نامسعود ہے جو باطنیوں نے شیخین رضی اللہ عنہما، امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور بعض اجلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کردار کشی میں کی اور پھر اس تحریف وتلبیس کو مذہبی عقیدہ کا جز بنا دیا۔ ان کی اس نامبارک کوشش سے امت مسلمہ دولخت ہو کر رہ گئی۔ ہمارے عظیم المرتبت علماء نے ہر دور میں باطنیت کے اس شجرہ خبیثہ کی بیخ کنی کی کوشش جاری رکھی اور یہ ان ہی قدسی صفت علماء کی کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ آج دنیا اسلام کے ان فرزندان وبنات قدسی صفات کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کے جال سے نکل آئی ہے۔ یہ بات باعث مسرت وطمانیت ہے کہ احقاق حق اور تحقیق وتفتیش کی یہ کاوشیں آج بھی جاری ہیں اور ہمارے علماء قابل قدر تالیفات پیش کر رہے ہیں، اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی زیر تبصرہ کتاب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے جسے ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی نے تالیف کیا ہے اور شیخ شمیم احمد خلیل السلفی نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ سوا پانچ سو (۵۲۴) صفحات پر مشتمل یہ بڑا انسائیکلوپیڈیا علمی کارنامہ ہے۔ مصادر ومراجع کے تحت (۱۹۹) مصادر کی فہرست سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مولف نے اس کتاب کی ترتیب میں کتنی عرق ریزی اور جاں فشانی سے کام کیا ہے، بخاری، مسلم، ابن ہشام، ابن کثیر، ابن عساکر، ابن تیمیہ، ابن محمد، خطیب بغدادی، واقدی، بیہقی، سیوطی، رشید رضا مصری، مصطفیٰ سباعی، یوسف القرضاوی، ناصر الدین البانی اور علامہ عبدالرحمن مبارکپوری جیسے عبقری علماء وفضلاء کے اسمائے گرامی اس کتاب کے معتبر ومستند ہونے کی ضمانت ہیں۔

کتاب چار فصلوں پر مشتمل ہے جن کے تحت سیرت صدیق کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، پیدائش سے وفات تک، تجارت سے امامت تک، تبلیغ سے جہاد تک، مہمات وفتوحات، ایثار وانفاق، عزیمت واستقامت، وفات نبوی کے موقع پر تاریخ ساز خطبہ، خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے پر انقلاب آفریں خطاب، غرض اس افضل البشر بعد الانبیاء کی دلنواز وعہد ساز شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ بلاشبہ اہل نظر کے لیے یہ سرمہ بصیرت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ متنازعہ فیہ واقعات کا حقائق وشواہد کی روشنی میں تجزیہ کر کے صحیح نتائج اخذ کیے گئے ہیں مثلاً عام طور پر یہ مشہور ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت سے اختلاف کرتے ہوئے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ ان سے یہ الفاظ منسوب کیے گئے ہیں: ''میں اس وقت تک تم سے بیعت نہیں کروں گا جب تک اپنے ترکش میں موجود تمام تیر تم پر نہ برسالوں اور اپنے نیزے کو خون آلود نہ کرلوں اور اپنی تلوار سے مار نہ لوں۔'' اس کے بعد وہ ان کے ساتھ نہ تو نماز پڑھتے تھے نہ ان کی محفلوں میں شریک ہوتے نہ ان کے فیصلے کو تسلیم کرتے، نہ حج میں ان کا ساتھ دیتے۔'' (ص۲۲۶)

اس روایت کے حوالے سے مولف تحریر کرتے ہیں: ''بعض خواہش پرست اور بدعتی تاریخ نگاروں نے اس بات کی ناپاک کوشش کی ہے کہ وہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کے مخالف اور مدمقابل کے طور پر پیش کریں کہ وہ خلافت کے دعویٰ دار اور خواہش مند تھے اور اس کے لیے سازشیں کررہے تھے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالنے کا ہر اسلوب اختیار کررہے تھے حالانکہ جب ہم اس شخص کی تاریخ کو دیکھتے ہیں اور ان کے منہج وطریق کا جائزہ لیتے ہیں تو اس سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ یہ ان چنندہ لوگوں میں سے ہیں جن کا مقصود دنیا نہ تھا بلکہ وہ دنیا پرستی سے پاک تھے۔ بیعت ثانیہ میں وہ نقباء میں سے تھے...... سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جنہوں نے بدر میں شرکت کی اور اللہ کے نزدیک اس کی شہادت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بعد ان پر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر بھروسہ کرتے تھے، جیسا کہ غزوہ خندق کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے...... سعد رضی اللہ عنہ کا موقف بالکل معروف ومشہور ہے، ایسے صحابی جن کا ماضی اسلام کی خدمت میں تابناک رہا ہو، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت حاصل رہی ہو، ان کے بارے میں سوچا ہی نہیں جا سکتا کہ وہ سقیفہ کی میٹنگ میں جاہلی عصبیت کو اس لیے زندہ کریں کہ اختلاف وانتشار کے نتیجے میں منصب خلافت سے سرفراز ہوں۔ اسی طرح وہ بات بھی صحیح نہیں کہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ ابوبکرؓ کی خلافت کے بعد نہ تو وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے نہ مزدلفہ سے ان کے ساتھ کوچ کرتے تھے، یہ جھوٹ اور افتراء پردازی ہے صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (ص۲۲۵۔۲۲۴)

اسی طرح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کا مسئلہ ہے۔ معاندین نے اسے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت علی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی۔ اس کتاب میں شواہد سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے وفات نبوی کے دوسرے دن خلیفہ اوّل کی بیعت کی، پہلے دن چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین میں مصروفیت رہی اس لیے دونوں اس دن بیعت نہ کر سکے۔ علی اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات خوشگوار تھے اور حضرت علی ہر موقع پر حضرت ابوبکر کے مشیر کے طور پر کام کرتے تھے، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرتدین سے لڑنے کے لیے بنفس نفیس محاذ پر جانے کے لیے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی سواری کی نکیل پکڑی اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! کہاں جا رہے ہیں، میں وہی کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن کہا تھا۔ اپنی تلوار میان میں ڈال لیجیے اور اپنے بارے میں کوئی بری خبر نہ سنوایئے! واللہ اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو آپ کے بعد اسلام کا نظام کبھی قائم نہیں ہو سکتا۔ اس پر حضرت ابوبکر لوٹ آئے۔ (حضرت علی نے احد کے دن کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا تھا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی طرف انہیں قتل کرنے کے لیے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اپنی تلوار بند کرو اور اپنی جگہ لوٹ جاؤ)۔ (ص ۳۸۲)

فدک کا مسئلہ بھی معاندین زور شور سے اٹھاتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا تو وہ ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور بات کرنی چھوڑ دی۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنائی کہ

((نحن معشر الانبياء لانورث ما تركنا صدقة .))

''ہم انبیاء کوئی وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔''

حدیث سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔ (مزید بحث و گفتگو نہیں کی)

جو لوگ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ناراض ہو جانے کی روایت بیان کرتے ہیں اور جو لوگ اس لغو بیانی کو تسلیم کرتے ہیں انہیں احساس نہیں ہوتا کہ وہ بنت رسول اللہ ﷺ پر کتنا بڑا بہتان لگا رہے ہیں۔ کیا کوئی صاحب ایمان ایک لمحہ کو بھی یہ مان سکتا ہے کہ آغوش رسالت میں پالی ہوئی، صبر و تسلیم و رضا کے سانچے میں ڈھالی ہوئی جگر گوشہ رسول اپنے باپ اور اللہ کے پیغمبر صادق (علیہ التحیۃ والتسلیم) کا فرمان واجب الاذعان سن کر اپنی طبیعت میں تکدر اور گرانی محسوس کرے گی اور تکدر بھی اس قدر کہ خلیفہ رسول اللہ سے ترک کلام کا شیوہ اختیار کرے۔ جب کہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵ ﴾ (النساء: ٦٥)

''تیرے رب کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں اے پیغمبر تمہیں اپنا حکم نہ بنائیں اور پھر تم جو فیصلہ کرو اسے برضا و رغبت تسلیم نہ کر لیں اور اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی اور گرانی محسوس نہ کریں۔''

اسی کے ساتھ فرمان خداوندی یہ بھی ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶ ﴾

(الاحزاب: ٣٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب اللہ اور رسول کسی امر میں فیصلہ صادر کر دیں تو پھر کسی مومن مرد، عورت کو یہ اختیار حاصل نہیں رہ جاتا کہ وہ اپنے بارے میں کوئی اور فیصلہ کرے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ شدید گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔''

ان دونوں آیات کی روشنی میں اس واقعہ کو دیکھیے، فاطمہ بنت رسول اللہ، ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فدک کی وراثت کے بارے میں اپنا دعویٰ پیش کیا۔ ابوبکر نے اپنی طرف سے کوئی حکم صادر نہیں کیا اور بنت رسول اللہ کو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنائی جس سے ان کے دعویٰ کی نفی ہوتی تھی۔ فاطمہ اپنے باپ کا فرمان مبارک سن کر کبیدہ خاطر ہوئیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ترک کلام کیا۔ کیا معاندین سمجھتے ہیں کہ اس گرامی مرتبت خاتون جنت کو قرآن عظیم کی ان آیات کا عرفان نہیں تھا، کیا اس جگر گوشہ رسول، مومنہ صادقہ اور صحابیہ سے ایک لمحے کے لیے بھی یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ فرمان رسالت سن کر اپنی طبیعت میں تنگی اور گرانی محسوس کرے اور اگر خدانخواستہ ایسا تھا تو مذکورہ بالا آیات قرآنی کے تناظر میں وہ کہاں ٹھہرتی ہیں۔ یہ بدنصیب و بے شعور عقیدت مندان بنت رسول یہ نہیں سوچتے کہ اپنی جفائے وفا نما سے وہ رسول، جگر گوشہ رسول، امت رسول اور خود دین رسول پر کیسا ستم ڈھا رہے ہیں کیونکہ اس سارے مسئلہ میں ابوبکر پر کوئی الزام نہیں آتا، خود سیدہ فاطمۃ الزہراء کے ملکوتی کردار پر حرف آتا ہے۔ (نعوذ باللہ من شرور انفسنا)

فاضل مولف نے اس بارے میں علامہ عینی کے حوالے سے مہلب رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ''ابوبکر اور فاطمہ کے درمیان میراث کے مسئلہ پر ملاقات ہوئی، اس کے بعد فاطمہ نے گھر کو لازم پکڑ لیا، جسے راوی نے ترک تعلق سے تعبیر کیا۔'' (ص ۳۲۲،۲۳)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عدیم النظیر اور گرانمایہ خدمات میں جو بات بنیادی اہمیت رکھتی ہے وہ اس ذات گرامی کا عزم و عزیمت ہے۔ جب رحلت نبوی کے بعد قبائل نے اعانتیں طلب کرنی شروع کر دیں، زکوٰۃ میں تخفیف کے مطالبات پیش کیے جانے لگے اور اس پر آشوب دور اور نازک حالات کے پیش نظر خود عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا دیدہ ور اور عزیمت آشنا مرد مومن بھی تذبذب کا شکار ہو گیا اور خلیفہ رسول سے سفارش کرنے لگے کہ زکوٰۃ کی وصولی کے سلسلے میں نرمی سے کام لیا جائے۔ اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو اس پیکر عزیمت، افضل البشر بعد الانبیاء پر کہ اس کے ایمان و عزیمت میں لمحہ بھر کے لیے بھی تزلزل نہیں آیا۔ اس نے عمر جیسے صائب الرائے مشیر اور جلیل القدر صحابی کے مشوروں کو یکسر مسترد کر دیا اور مومنانہ عزم و بصیرت کے ساتھ اعلان کر دیا کہ اگر زکوٰۃ میں اونٹ کی ایک رسی بھی روکی گئی تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ فرض کیجیے کہ اگر خلیفہ رسول اس وقت استقامت کا مظاہرہ نہ کرتے، وقتی طور پر نرمی اور رعایت کا وتیرہ اختیار کر لیتے تو دین میں کیسا خلل واقع ہو جاتا وہ وقتی رعایت ارکان دین میں رخصت و رعایت کے لیے نظیر بن جاتی۔ زکوٰۃ کی طرح نماز، روزہ اور حج میں بھی رخصت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واعانت کے لامتناہی دعوے اور مطالبات شروع ہو جاتے۔ افراد اور جماعتیں نئے نئے مسلک اور عقیدے تراش لیتیں جن کی بنیاد تن آسانی کی خاطر وقتی رعایتوں اور سہولتوں پر ہوتی اور دین مصطفوی تحریف وتغیر کا مستقل ہدف بنا رہتا۔ دیگر اہل کتاب کی طرح حسب مرضی ارکان دین میں تغیر وتبدیلی، رخصت و رعایت کے فتوے اور احکامات جاری ہوتے اور اعتراض کی صورت میں خلیفہ اوّل کا فعل بطور دلیل اور نظیر پیش کیا جاتا۔ ابوبکر کی استقامت وعزیمت نے برائی کا یہ دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دیگر تمام خدمات، قربانیوں، فتوحات ومہمات سے صرف نظر کر لی جائے اور صرف قول وعمل کی دو مثالیں ہی سامنے رکھی جائیں یعنی وفات نبوی پر ایمان افروز خطاب اور وفات نبوی کے بعد کے پر آشوب حالات میں پہاڑ جیسی استقامت واستقلال، تو صرف یہی دو باتیں ان کی عظمتوں کی لاثانی اور لافانی دلیل کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔

بلاشبہ یہ ایسی گرانمایہ کتاب ہے جس کے مطالعہ سے فکر کو رہنمائی اور نظر کو روشنائی ملتی ہے، غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے پردے چاک ہوتے ہیں اور دماغ سے تعصب کے جالے صاف ہوتے ہیں اور علم وایمان کو جلا ملتی ہے۔

کتاب کے مترجم شیخ شمیم احمد خلیل السّلفی جامعہ سلفیہ بنارس کے ابنائے قدیم میں سے ہیں اور اس وقت خلیجی خطے میں دینی وعلمی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جامعہ سلفیہ سلفیان وطن کا علمی، دینی وفکری مرکز ہے۔ تقسیم سے قبل جماعت میں دارالحدیث رحمانی دہلی کا جو قابل احترام مقام تھا جامعہ سلفیہ نے وہی مقام حاصل کیا ہے اس کے فارغین اقطاع عالم میں تبلیغ واشاعت کتاب وسنت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

شیخ شمیم احمد خلیل السّلفی اور وہ دیگر تمام علماء جو ہند اور بیرون ہند میں مسلک سلف کو مقبول ومتعارف کرانے کا کام کر رہے ہیں ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ درحقیقت یہ حضرات دفاع ناموس دین متین کے لیے جہاد کر رہے ہیں ان کی زبان وقلم وہی کام کر رہے ہیں جو میدان جہاد میں ایک مجاہد کی شمشیر کرتی ہے۔ آج کے دور میں دین اور اکابر دین کے بارے میں پھیلی غلط فہمیوں کا ازالہ اور حقیقت کو اجاگر کرنا سب سے بڑی دینی خدمت ہے۔ تحقیق وتفتیش کے ذریعے سے تاریخ کی غلط بیانیوں کی اصلاح گویا افضل الجہاد کا درجہ رکھتی ہے۔

ترجمہ صاف اور سلیس ہے اور بڑی حد تک زبان وبیان کی خامیوں سے پاک ہے۔ کتاب اپنے قاموس اور جامع انداز کے سبب ایک گرانقدر علمی تاریخی اور تحقیقی کام ہے۔ اسے ہماری جامعات اور دینی مدارس میں منتہی طلبہ کے لیے اضافی مطالعے کی کتب کی فہرست میں شامل کیا جانا چاہیے۔ پبلک لائبریریوں میں بھی اس کے نسخے دستیاب ہوں تاکہ عام لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ بہتر ہو کہ فاضل مترجم اس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم کی سوانح بھی مرتب کریں۔ مولف ایک دیدہ ور عالم ہیں اور انہیں تحقیق وتفتیش کے اپنے علمی سفر کو جاری رکھنا چاہیے تاکہ تاریخی غلطیاں اور غلط فہمیاں درست کی جا سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝١٠٢﴾

(آل عمران: ۱۰۲)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝١﴾ (النساء: ۱)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝٧٠ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝٧١﴾

(الاحزاب: ۷۰-۷۱)

اما بعد!

الٰہی تیرے ہی لیے حمد وثنا ہے، جیسا کہ تیرے جلال وعظمت کے شایان شان ہے۔ تیرے ہی لیے حمد وثنا ہے، یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور تیرے خوش اور راضی ہونے کے بعد بھی ہم تیری حمد وثناء میں لگے رہیں گے۔

عہد طفولیت ہی سے مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت کے ساتھ شغف تھا۔ آپ کی دلکش عطر بیز سیرت کو پڑھنے اور سننے کا مجھے بڑا شوق تھا۔ اسی کیفیت میں شب وروز گزرتے رہے اور وہ سنہری موقع آیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے مجھے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کرنے کا شرف بخشا، جامعہ میں تاریخ اسلامی کے تحت خلفائے راشدین کی تاریخ مقرر تھی، استاد نے اس سلسلہ میں شیخ محمود شاکر کی التاریخ الاسلامی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ اور ابن اثیر کی الکامل کے مطالعہ کا مطالبہ کیا، اللہ رب العالمین کی توفیق کے بعد استاد کی اس رہنمائی کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور آپ کے دور کی حقیقت کو سمجھنے میں بڑا موثر رول رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب میں نے جامعہ اسلامیہ ام درمان میں دکتورہ کے لیے تسجیل کرائی تو مقالہ کا عنوان تھا: "فقه التمكين في القرآن الكريم واثره في تاريخ الامة" اور یہ مقالہ تین ابواب پر مشتمل قرار پایا: فقه التمكين في القرآن الكريم ، فقه التمكين في السيرة النبوية ، فقه التمكين عند الخلفاء الراشدين ، اور یہ ۱۲۰۰ صفحات سے متجاوز ہوگیا۔ جس کی وجہ سے مشرف کی رائے یہ ہوئی کہ اس سلسلہ میں "فقه التمكين في القرآن الكريم" پر اکتفا کیا جائے اور اسی اساس پر اس کے اندر تعدیل کر دی اور یہ رائے کمیٹی کے سامنے پیش کر کے موافقت لے لی اور مناقشہ کے بعد مجھ سے کہا: اب تم "فقه التمكين في السيرة النبوية" اور "فقه التمكين عند الخلفاء الراشدين" کو کتابی شکل میں شائع کر سکتے ہو تا کہ اہل اسلام اس سے مستفید ہوں۔ اللہ کی توفیق اور جو اسباب اس نے ہمارے لیے مہیا کیے اس کی وجہ سے "فقه التمكين في السيرة النبوية" میں تطور آیا، اور وہ "السيرة النبوية عرض وتحليل" کی شکل اختیار کر گئی۔

یہ کتاب "ابوبكر الصديق شخصيته وعصره" جس کا اس وقت میں مقدمہ تحریر کر رہا ہوں، اس کی تالیف اللہ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے اور پھر اس کا سہرا مشرف محترم اور ان علماء وشیوخ اور دعاۃ کے سر ہے جنھوں نے اس سلسلہ میں ہماری ہمت افزائی کی، ان میں سے ایک کرم فرمانے مجھ سے کہا: مسلمانوں کی نسل جدید اور خلفائے راشدین کے دور کے درمیان بڑا بعد پیدا ہوگیا ہے، اولویات کی ترتیب میں بڑی گڑبڑی رونما ہو گئی ہے، دور حاضر کے نوجوان، علماء ومصلحین کی سیرتوں کے ساتھ خلفائے راشدین کی سیرتوں کی بہ نسبت زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں، حالانکہ خلفائے راشدین کا دور سیاسی، نشریاتی، اخلاقی، اقتصادی، فکری، جہادی، فقہی جوانب سے بھرپور ہے، جن کی آج ہمیں شدید ضرورت ہے۔ آج ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اسلامی سلطنت کے مختلف اداروں کا تتبع کریں اور دیکھیں کہ زمانے کے ساتھ ان میں کس طرح تطور آیا، جیسے قضائی، مالی، نظام خلافت، عسکری اور ولاۃ کی تعیین کے مختلف ادارے اور جب امت اسلامیہ کا فارسی اور رومی تہذیب وتمدن سے پالا پڑا تو اس دور میں کیا اجتہادات رونما ہوئے اور اسلامی فتوحات کی طبعی حالت کیسی رہی۔

اس کتاب کا آغاز غور وفکر سے ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت میں تبدیل کرنا چاہا، اللہ نے مجھے توفیق بخشی اور اس سے متعلق تمام امور آسان کر دیے، دشواریوں اور مشکلات کو دور کر دیا، مراجع اور حوالہ جات کو مہیا کر دیا اور میرے ذہن ودماغ پر اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا بھوت سوار ہوگیا اور میں نے اس کو اپنا سب سے بڑا ہدف بنا لیا، اس کے لیے شب بیداری شروع کر دی، مشکلات وپریشانیوں کی چنداں فکر نہ کی اور اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی کرم رہا کہ اس نے اس سلسلہ میں میری مدد فرمائی۔ بقول شاعر ع

اَلْهَولُ فِـي دَرْبِـي وَفِـيْ هَدَفِـي
وَأَظَـلُّ أَمْـضِـيْ غَيْـرَ مُضْطَـرِبِ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’میری راہ اور مقصد کے سامنے خوف حائل ہوا لیکن میں کسی اضطراب کے بغیر اپنے مشن میں لگا رہا۔‘‘

مَا کُنْتُ مِن نَفْسِی علی خَوَرٍ
أو کُنْتُ مِن رَبِّی علی رَیْبِ

’’میں اپنے نفس کے سلسلہ میں پستی کا شکار نہ ہوا اور نہ اپنے رب سے ناامید ہو کر شک کا شکار ہوا۔‘‘

ما فی المنایا ما أُحاذِرُہُ
اللّٰہُ مِلْءُ القصد والارب

’’موت سے مجھے کوئی خوف نہیں، اللہ تعالیٰ مقصد و ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔‘‘

یقیناً خلفائے راشدین کا دور دروس و عبر سے پر ہے، جو کتابوں اور مراجع کے اندر بکھرے ہوئے ہیں، خواہ وہ تاریخی ہوں یا حدیثی، فقہی ہوں یا ادبی اور تفسیری، ہمیں اس کی جمع و ترتیب اور توثیق و تحلیل کی شدید ضرورت ہے کیونکہ خلافت کی تاریخ کو اگر اچھے انداز میں پیش کیا جائے تو اس سے روحوں کو غذا ملتی ہے، نفوس کی تہذیب ہوتی ہے، عقل کو روشنی ملتی ہے، ہمتیں بڑھتی ہیں، درس و عبرت حاصل ہوتی ہے، فکر میں پختگی پیدا ہوتی ہے، اس سے ہم منہاج نبوت پر نئی مسلم نسل کی تربیت میں استفادہ کر سکتے ہیں اور ان نفوس کی زندگی اور دور کو اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰﴾ (التوبۃ: ۱۰۰)

’’اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔‘‘

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹﴾ (الفتح: ۲۹)

’’محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں......''

اور جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خیر امتی القرن الذی بعثت فیھم .)) ❶

''میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے درمیان میں بھیجا گیا ہوں۔''

اور جن کے بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''جس کو اقتدا کرنی ہے وہ گذرے ہوئے صحابہ کی اقتدا کرے کیونکہ زندوں پر فتنہ کا خطرہ ہے۔ قابل اقتدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، اللہ کی قسم وہ اس امت میں سب سے افضل تھے، ان کے دل سب سے زیادہ نیکیوں کی تڑپ رکھنے والے، وہ سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ ایسے لوگ تھے جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور اقامت دین کے لیے چن لیا تھا۔ لہٰذا تم ان کے فضل ومقام کو پہچانو، ان کے آثار کی اتباع کرو، ان کے اخلاق اور دین کو حتی الوسع مضبوطی سے تھام لو، یقیناً وہ سیدھی ہدایت پر قائم تھے۔'' ❷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلامی احکام کو نافذ کیا اور مشرق ومغرب میں اس کو عام کیا لہٰذا ان کا دور سب سے بہترین دور تھا، انہوں نے ہی امت کو قرآن کی تعلیم دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن وآثار کو روایت کیا لہٰذا ان کی تاریخ وہ گراں مایہ خزانہ ہے جس کے اندر فکر وثقافت، علم وجہاد، فتوحات اور اقوام وامم کے ساتھ تعامل کا سرمایۂ امت محفوظ ہے۔ آنے والی نسلوں کے لیے یہ تابناک تاریخ صحیح منہج اور سچی ہدایت پر سفر زندگی جاری رکھنے میں مدد ومعاون ہوگی۔ اس کی روشنی میں وہ اپنے پیغام اور لوگوں کے درمیان اپنے دور کی حقیقت واہمیت کو پہچانیں گی۔ اعدائے اسلام، یہود ونصاریٰ، سیکولرزم اور کمیونزم کے قائلین اور روافض وغیرہ نے اس تاریخ کی اہمیت اور نفوس کی تربیت اور قوت وطاقت کو برانگیختہ کرنے کے سلسلہ میں اس کے بالغ اثر کو محسوس کیا، جس کی وجہ سے وہ اس تاریخ کو بدنما کرنے اور اس کے اندر خرد برد اور تحریف وتبدیل کرنے اور نئی نسل کے اندر اس سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں لگ گئے، چنانچہ ماضی میں ان خبیث ہاتھوں نے یہ کام انجام دیا اور دور حاضر میں مستشرقین نے اس کے اندر تحریف وتبدیل کا بیڑا اٹھایا، ہماری اسلامی تاریخ یہود ونصاریٰ اور مجوس وروافض کے ہاتھوں تحریف وتبدیل کا شکار ہوئی، جنہوں نے بظاہر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اپنے اندر کفر کو چھپائے رکھا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے ہر محاذ پر ان کو ناکامی ہو رہی ہے، اس کا مقابلہ کرنا ان کے بس میں نہ رہا لہٰذا وہ اسلام کو منہدم کرنے، حکومت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنے کی خاطر سازش میں لگ گئے۔ اس سلسلہ میں خبروں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور جھوٹی

❶ مسلم: ٤/ ١٩٦٣ـ١٩٦٤ . ❷ شرح السنة للبغوی: ١/ ٢١٤ـ٢١٥ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افواہوں کو پھیلانے اور خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرنے اور فتنے گھڑنے میں لگ گئے۔ عبداللہ بن سبا یہودی اور اس کے کارندوں نے فتنے کی آگ بھڑکانے میں اہم رول ادا کیا، جس کے نتیجے میں تیسرے خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ کا مظلومانہ قتل ہوا اور اسی طرح واقعہ جمل میں جبکہ فریقین کے درمیان تمام غلط فہمیاں ختم ہو چکی تھیں اور مصالحت کی بات چل رہی تھی، ان لوگوں نے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ اس کے علاوہ دیگر نقل وحرکت اور سازشیں جن سے مقصود، اسلام اور اتباع اسلام کو تباہ و برباد کرنا تھا، مزید برآں اسلامی تاریخ کے اندر ضعیف وموضوع روایات کا اضافہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت داغ دار کرتی ہیں، جیسے واقعہ تحکیم کا افسانہ جس میں بعض صحابہ کو خدع ومکر اور جاہ وحشمت کی طلب سے متصف قرار دیا گیا تو بعض کو حماقت وغباوت اور کند ذہنی سے متصف کیا گیا۔ اس طرح کی روایات کے وضع کرنے سے مقصود نامحسوس انداز میں اسلام کو متہم قرار دینا اور اس کو ہدف ملامت بنانا تھا کیونکہ اسلام ہمیں صحابہ ہی کے ذریعے سے ملا ہے لہٰذا ان کی ثقاہت وعدالت میں تشکیک لازمی طور پر اسلام کی صحت میں تشکیک ہے۔ ان موضوع ومن گھڑت روایات کا مستشرقین اور ہمارے ہم زبان ان کے مقلدین نے سہارا لیا اور اپنی پوری توجہ ان پر مرکوز کر دی اور اس کی بحث وکرید میں توسع سے کام لیا اور اس کو مال غنیمت سمجھتے ہوئے اس کو جمع کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کیونکہ اس سے اسلام اور صحابہ کرام کے سلسلہ میں طعن وتشنیع اور اتہام جیسے مقاصد میں مدد ملتی ہے۔ ❶

اعدائے اسلام نے ہماری تاریخ کو اپنے منحرف مناہج کے موافق ڈھال کر پیش کیا اور بعض مسلم مورخین ان درآمد شدہ مناہج سے بری طرح متاثر ہوئے اور پچھلی دہائیوں میں انہوں نے اعدائے امت مستشرقین، کیمونسٹوں اور روافض ویہود کی حرف بحرف ترجمانی کر ڈالی۔ کیونکہ اسلام کی روح وطبیعت کا ان کے پاس صحیح تصور نہیں تھا، حالانکہ اسلامی تاریخ پر قلم اٹھانے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ انسان کو اسلامی فکر کی حقیقت اور زندگی اور واقعات اور اشیاء کے سلسلہ میں اس کے نظریات کا بخوبی علم وادراک ہو اور پھر لوگ جن مبادی واصول پر قائم ہیں اس سے موازنہ کیا جائے اور روح وفکر اور نفوس وشخصیات کی تعمیر میں اس کی تاثیر کو سمجھا جائے...... اسلامی شخصیات کا مطالعہ خاص کر اس بات کا متقاضی ہے کہ اسلامی فکر کی تاثیر قبول کرنے کے سلسلہ میں اسلامی شخصیات کے مزاج کا مکمل ادراک ہو، کیونکہ ان تاثیرات کے قبول کرنے کا طریقہ انسان کے شعور وسلوک اور واقعات کے ساتھ تاثر کو ڈھالنے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اسلامی فکر کی حقیقت اور اسلامی شخصیات کے طریقہ اخذ وقبول کا ادراک صرف وہی مولف کر سکتا ہے جو اسلامی فکر پر ایمان رکھتا ہو اور دل کی گہرائیوں سے اس کو قبول کرتا ہو، تاکہ یہ ادراک اس کے ضمیر کی سچی آواز ہو، صرف خالی ظاہری ذہنی اپج نہ ہو۔ ❷

❶ دیکھیے: شیخ صادق عرجون کی کتاب خالد بن الولید پر سید قطب کا مقدمہ، ص ۵۔

❷ دیکھیے: شیخ صادق عرجون کی کتاب خالد بن الولید پر سید قطب کا مقدمہ، ص ۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس منہج کو نہ اختیار کرنے کی وجہ سے بعض معاصر مورخین و مولفین اور ادباء نے سلف صالحین کی تصویر کو مسخ کر ڈالا، ان کو اس شکل میں ظاہر کیا کہ وہ دنیا پر ٹوٹ پڑے اور حکومت وسلطنت کی خاطر ایک دوسرے کا خون بہانے اور اس کو زیر کرنے میں لگ گئے۔ ان لوگوں نے درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور اسلام اور اس کے عقیدہ واصول سے متاثر ہوئے بغیر قلم اٹھا لیا۔ اس طرح کی تالیفات کی وجہ سے ایسی نسل وجود میں آئی جسے اپنی صحیح تاریخ کا پتہ ہی نہیں، تاریخ کے نام سے اسے اپنے سامنے صرف جنگ وخونریزی، مکرو فریب اور حیلہ سازی نظر آئی اور اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تصویر مسخ ہو کر رہ گئی، جس کا اثر یہ ہے کہ بعض مسلمانوں نے حقیقت کو سمجھے بغیر ان اباطیل کو محض اس لیے قبول کر لیا ہے کہ زید یا عمرو نے ان کو اپنی کتابوں میں لکھ مارا ہے۔ ❶

اہل سنت والجماعت کے منہج پر اسلامی تاریخ کی نئے سرے سے تالیف وتصنیف انتہائی ضروری ہوگئی ہے اور الحمد للہ اس منہج کے مطابق تاریخ کی تالیف شروع ہو چکی ہے اور یہ کام یوں ہی شروع نہیں کیا گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین وامت کی حفاظت کی ضمانت لے رکھی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ کے لیے ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا جو ان کے واقعات کی تحقیق کریں، اور اخبار کی تصحیح کریں، خبریں گھڑنے والے وضاع وکذاب لوگوں کا پردہ فاش کریں، یہ تحقیق وتصحیح اولاً اللہ رب العالمین کا فضل واحسان ہے اور پھر ائمہ اہل سنت محدثین وفقہاء کی کوششوں کا نتیجہ ہے، جن کی تالیفات اس طرح کی صحیح روایات اور اشارات سے بھری پڑی ہیں جن سے گھڑنے والوں کے تمام مزاعم کی تردید ہو جاتی ہے۔ ❷

اہل سنت کے منہج پر عمل کرتے ہوئے میں جدید وقدیم مراجع اور مصادر میں لگ گیا اور خلفائے راشدین کے دور کے مطالعہ کے لیے میں نے صرف طبری، ابن اثیر، ذہبی اور مشہور کتب تاریخ پر اکتفا نہیں کی بلکہ میں نے کتب تفسیر، حدیث اور شروحات حدیث، کتب جرح وتعدیل اور تراجم نیز کتب فقہ کی طرف رجوع کیا، تو مجھے ان کتابوں کے اندر بہت زیادہ تاریخی مواد ملے، جن کی حقیقت معروف ومتداول تاریخی کتب کے اندر نہیں مل سکتی ہے۔ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور دور کو موضوع بحث بناتے ہوئے ان کے بارے میں لکھنا شروع کیا۔ آپ تو خلفائے راشدین کے سرخیل ہیں، جن کی سنت کی اتباع اور جن کے طریقے کی پیروی کا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اور اس پر ابھارا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي .)) ❸

---

❶ دیکھیے: محمد مال اللہ کی کتاب ابوبکر رضی اللہ عنہ، ص: ۱۵ ـ ۱۶۔

❷ دیکھیے: ملاحظہ ہو دکتور محمد مخزون کی کتاب "المنهج الاسلامی لكتابة التاريخ" ص ٤ .

❸ ابوداود: ٤/ ٢٠١ ، الترمذي: ٥/ ٤٤ ، حديث حسن صحيح .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم میری سنت کو اور میرے بعد ہدایت یاب خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء ومرسلین کے بعد صدیقین کے سرخیل اور صالحین میں سب سے افضل وبہتر ہیں اور علی الاطلاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل واشرف اور سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ آپ ہی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن اخي وصاحبي .)) ❶

''اگر میں لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔''

نیز آپ اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر وعمر .)) ❷

''میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرنا۔''

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق شہادت دیتے ہوئے فرمایا:

''آپ ہمارے آقا، ہم میں سب سے بہتر وافضل اور رسول اللہؐ کے نزدیک ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔'' ❸

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے اپنے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ابوبکر۔ ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی اسلامی تاریخ کا وہ درخشاں صفحہ ہے جو تمام تاریخ پر فضیلت وفوقیت رکھتا ہے، جس شرف ومنزلت، اخلاص اور بلند مبادی اور اصولوں کی خاطر جہاد ودعوت پر یہ تاریخ مشتمل اور حاوی ہے، تمام اقوام کی تاریخ اس سے خالی ہے۔ اسی لیے میں نے آپ کے واقعات واخبار اور حیات وزمانہ کو مراجع ومصادر میں غوطہ زنی کر کے کتابوں کے اندر سے نکالا اور اس کی ترتیب وتنسیق اور توثیق وتحلیل کی، تاکہ دعاۃ وعلماء، خطباء ومقررین، سیاست داں ومفکرین، قائدین وحکام اور طلبہ بھی اس پر مطلع ہو سکیں اور اپنی زندگی میں اس سے استفادہ کرتے ہوئے عملی جامہ پہنائیں تاکہ دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ ان کو فوز وفلاح سے ہمکنار فرمائے۔

میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل وصفات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان جہاد میں شرکت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدنی معاشرہ میں آپ کے عظیم موقف وکردار ...... کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے امت کو ثابت قدم رکھا...... ان تمام امور کی تلاش وجستجو کی اور ایک ایک کر کے جمع کیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ اور اس میں پیش آنے والے انصار ومہاجرین کے نقوش وگفتگو پر روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں

---

❶ البخاري: فضائل الصحابة، ٣٦٥٦.
❷ صحيح سنن الترمذي للالباني رحمه الله ٣/ ٢٠٠.
❸ البخاري: فضائل الصحابة، ٣٦٦٨.
❹ البخاري: فضائل الصحابة، ٣٦٧١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستشرقین، روافض اور ان کے مقلدین نے جو شبہات ابھارے ہیں اور غلط پروپیگنڈہ کیا ہے اس کا پردہ چاک کیا اور ان شبہات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ لشکر اسامہ کو اپنی مہم پر بھیجنے کے سلسلہ میں صدیق کے موقف کو بیان کرتے ہوئے اس عظیم واقعہ کے اندر شورائیت، دعوت، عزم و حوصلہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء، کتاب وسنت کی طرف رجوع، آداب جہاد سے متعلق جو دروس وعبر ہیں انہیں ذکر کیا، فتنہ ارتداد کی توضیح کی، اس کے اسباب واصناف بیان کیے۔ کس طرح یہ فتنہ دور نبوی کے آخر میں شروع ہوا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے دور میں کیا موقف رہا؟ اس کو ختم کرنے کے لیے آپ نے جو لائحہ عمل وضع کیا اور مرتدین کے خلاف جنگ میں جو اسلوب اختیار کیا اس کو تفصیل سے بیان کیا اور صدیق اکبر کی ان صلاحیتوں کا سراغ لگایا جو آپ کی شخصیت کے اندر موجود تھیں، جن کے ذریعہ...... اللہ کے توفیق کے بعد...... ارتداد کی تحریک کو کچل دیا۔ پھر آپ کے دور سے متعلق گفتگو کی اور کس طرح اس میں غلبہ وتمکین کے شروط واسباب موجود تھے اور غلبہ وتمکین سے بھرپور نسل کی صفات کو بیان کیا جس کی قیادت صدیق نے کی۔ اور آپ نے اپنی حکومت میں خارجہ دخل اندازی کو ختم کرنے کے لیے جو سیاست وپالیسی اختیار کی اس کی طرف اشارہ کیا۔ واقعہ ارتداد کے اہم نتائج کو ذکر کیا۔ مثلاً اسلام کا دوسرے افکار وتصورات اور سلوک واعمال سے ممتاز ہونا، معاشرہ کے لیے قوی بنیادی اصول کا پایا جانا، جزیرۃ العرب کو اسلامی فتوحات کا مرکز بنانا، فتوحات کی تحریک کے لیے قائدین کو تیار کرنا، تحریک ارتداد سے رونما ہونے والی فقہ، سازش گروں کو ان کی اپنی سازش میں مبتلا کر دینے کی الٰہی سنت، جزیرۃ العرب میں اداری نظام کا استقرار اور اسی طرح میں نے عہد صدیقی کی فتوحات پر روشنی ڈالی اور فتح عراق کے سلسلہ میں آپ کی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل کو بیان کیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا، انہوں نے اپنی عظیم جنگی مہموں کے ذریعے سے عراق کے شمال وجنوب کو اسلامی خلافت میں شامل کر لیا، جن کے اندر مثنیٰ بن حارثہ، قعقاع بن عمرو اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم اور آپ کے فتح مند لشکر کی نادرۂ روزگار بہادریاں نمایاں ہوئیں۔ یہ دور صدیقی کے بعد آنے والی عظیم فتوحات کا پہلا قدم تھا، جس نے امت کی تاریخ کو دین کی نشر واشاعت اور اللہ کی راہ میں طویل جہاد کے سلسلہ میں تابناک بنا دیا۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

فالقادسية ما يزال حديثها
عِبَرٌ تُضِيُّ بأطيب الألوان

''قادسیہ کے واقعہ میں برابر دروس وعبر ہیں جو پاکیزہ رنگوں میں ضیا پاشی کرتے ہیں۔''

تُحْكِي مفاخرنا وَتَذْكُرُ مَجْدَنَا
فَتُجِيبُهَا حِطِّيْنُ بالمنوالِ

''یہ واقعہ ہمارے مفاخر کو بیان کرتا ہے اور ہمارے شرف ومنزلت کو ذکر کرتا ہے، پھر اسی طرز پر حطین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا واقعہ نمودار ہوتا ہے۔''

صفحات مجدٍ فی الخلود سطورها
دان الرجال لها بغیر جدال

''مجد و بزرگی کے یہ صفحات، ان کی سطریں ہمیشہ باقی رہیں گی، لوگ بغیر کسی مقابلہ کے اس کی اتباع قبول کرتے رہتے ہیں۔''

وکاننی بابن الولید وجنده
وبکل کف لامع الانصال

''گویا کہ میں خالد بن ولید اور ان کے لشکر اور ان کی ہتھیلیوں میں چمکتے نیزوں کو دیکھ رہا ہوں۔''

نشروا علی ارض الخلیل لواء هم
فغدا یظلل اطهر الاطلال

''جنہوں نے سرزمین فلسطین پر پرچم اسلام لہرایا، جس نے پاکیزہ پہاڑیوں کو اپنے سایہ میں لے لیا۔''

وعن الیمین ابو عبیدة قد اتیٰ
واتی صلاح الدین صوب شمال

''دائیں جانب سے ابوعبیدہ پہنچے تو بائیں جانب سے صلاح الدین آ نمودار ہوئے۔''

یسعی الیهم قد شروا ارواحهم
لله بعد تسابق لقتال

''ان کی طرف وہ لوگ آگے بڑھے جنہوں نے قتال میں مسابقت کرتے ہوئے اپنی روحوں کو اللہ کے حوالے کر دیا۔''

فهم الاعزة فی کتاب خالد
ما بعد قول الله من اقوال

''وہ لوگ اللہ کی کتاب میں عزت والے قرار دیے گئے ہیں اور اللہ کے فرمان کے بعد کسی فرمان کی ضرورت نہیں۔''

میں نے ابوبکر صدیق، خالد بن ولید اور عیاض بن غنم رضی اللہ عنہم کے مابین فتح عراق کے سلسلہ میں جو خط کتابت ہوئی اس کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس طریقہ کار کو تفصیل سے بیان کیا ہے جو فتح شام کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا، جہاد سے متعلق کبار صحابہ سے مشورہ لینا، اہل یمن سے استفسار کرنا، فوج ارسال کرنے کے سلسلہ میں آپ کا طرز عمل، فتح شام پر بھیجے گئے قائدین کو وصیت، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق کے محاذ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہٹا کر شام کے محاذ پر لگانا اور معرکہ اجنادین اور یرموک کے واقعات اور ان فتوحات سے خارجہ سیاست کے سلسلہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض نقوش کو واضح کیا۔ دوسری قوموں کے اندر حکومت کی ہیبت وخوف بٹھانا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جہاد کا حکم فرمایا تھا، اس کو جاری رکھنا، مفتوحہ علاقوں میں عدل وانصاف قائم کرنا، ان کے باشندوں کے ساتھ نرمی برتنا، جبر واکراہ کو دور کرنا، بشریت اور دعاۃ ومصلحین کے درمیان حواجز اور رکاوٹوں کو ختم کرنا۔ اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعض جنگی حکمت عملی کو واضح کیا ہے، مثلاً دشمن کے ملک جب تک مسلمانوں کی فرماں برداری نہ قبول کرلیں اندر تک نہ گھسنا، جنگ کی تیاری اور فوج جمع کرنے کی قدرت، مسلسل جنگی امداد اور کمک کو منظم کرنا، جنگ کے مقصد کو متعین کرنا، جنگی میدان کو اوّلیت دینا، میدان معرکہ سے برطرفی، اسالیب قتال میں بتدریج تبدیلی لانا، اپنے اور قائدین جیش کے درمیان اتصال کو محفوظ ومضبوط رکھنے کا اہتمام، آپ نے قائدین جنگ کو جو ہدایات اور وصیتیں کی ہیں ان کی روشنی میں اللہ تعالیٰ، قائدین اور فوج کے حقوق کو میں نے بیان کیا ہے۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ کا خلافت کے لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمانے اور آپ کے کلمات کو بیان کیا ہے۔ آپ کا آخری کلمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تھا: ﴿تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾
''اے اللہ مسلمان ہونے کی حالت میں میری وفات فرما اور صالحین کے زمرے میں شامل کردے۔''

میں نے اس کتاب میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کیسے سمجھا اور کیسے اس کو عملی جامہ پہنایا اور اپنے دور میں رونما ہونے والے حالات پر کس طرح اثر انداز ہوئے اور آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں؛ سیاسی، عسکری، اداری اور اسلامی معاشرہ میں آپ کی خلافت سے قبل اور خلافت کے بعد کی زندگی پر روشنی ڈالی ہے اور بحیثیت ایک ممتاز اور نادر روزگار حاکم کے آپ کی داخلی اور خارجی سیاست کے کارناموں اور اداری اسلوب کا جائزہ لینے کا اہتمام کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ آپ کے دور میں دارالقضاء کا کس طرح آغاز ہوا تاکہ ہم ان تطورات کو جان سکیں جو اس کے اندر اور حکومت کے دیگر اداروں میں راشدی دور اور اسلامی تاریخ کے اندر رونما ہوئے ہیں۔ یہ کتاب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت کی واضح دلیل پیش کرتی ہے اور قارئین کے لیے یہ ثابت کرتی ہے کہ آپ ایمان، علم، فکر، بیان، اخلاق اور کارنامے ہر اعتبار سے عظیم تھے۔ آپ نے اپنے اندر ہر طرح کی عظمتوں کو جمع کر رکھا تھا اور آپ کو یہ عظمت، فہم اسلام، عملاً اس کی تطبیق اور اللہ رب العالمین سے عظیم تعلق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور سچی اتباع سے حاصل ہوئی تھی۔

یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ائمہ میں سے ہیں جو لوگوں کے لیے نقوش راہ متعین کرتے ہیں اور لوگ اس دنیا کے اندر ان کے اقوال وافعال کی اقتدا کرتے ہیں۔ آپ کی سیرت ایمان، صحیح اسلامی تڑپ اور دین کے فہم سلیم کے قوی ترین مصادر میں سے ہے۔ اسی لیے میں نے آپ کی شخصیت اور آپ کے دور کو پڑھنے میں بھرپور محنت کی ہے لیکن مجھے عصمت کا دعویٰ نہیں اور نہ غلطی ولغزش سے انکار ہے۔ اللہ کی رضا اور اس کے ثواب کے حصول کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے یہ کوشش کی ہے، اسی سے اس سلسلہ میں مدد کی درخواست ہے، یقیناً وہ پاکیزہ ناموں والا اور دعاؤں کو سننے والا ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ، چار فصلوں اور خلاصہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ

پہلی فصل: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ میں

یہ فصل پانچ مباحث پر مشتمل ہے:

۱۔ نام، نسب، کنیت، القاب، صفت، خاندان، دور جاہلیت کی زندگی۔

۲۔ اسلام، دعوت، ابتلاء وآزمائش، پہلی ہجرت۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت مدینہ۔

۴۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ میدان جہاد میں۔

۵۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدنی معاشرہ میں، آپ کے بعض اوصاف وفضائل

دوسری فصل: وفات نبوی اور سقیفہ بنی ساعدہ

یہ فصل دو مباحث پر مشتمل ہے:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور سقیفہ بنی ساعدہ

۲۔ بیعت عامہ اور داخلی سیاست۔

تیسری فصل: لشکر اسامہ اور مرتدین سے جہاد

یہ فصل پانچ مباحث پر مشتمل ہے:

۱۔ لشکر اسامہ

۲۔ مرتدین سے جہاد

۳۔ مرتدین پر عام حملہ

۴۔ مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ

۵۔ مرتدین سے جنگ سے حاصل ہونے والے دروس وعبر اور فوائد

چوتھی فصل: فتوحات صدیق، خلافت کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی اور وفات

یہ فصل چار مباحث پر مشتمل ہے:

۱۔ فتوحات عراق

۲۔ فتوحات شام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اہم دروس وعبر اور فوائد

۴۔ خلافت کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی اور آپ کی وفات

اس کتاب کی تالیف سے بروز جمعہ بعد نماز عشاء بتاریخ ۵ محرم ۱۴۲۲ ہجری موافق ۳۰ مارچ ۲۰۰۱ء فارغ ہوا۔ اوّل وآخر اللہ ہی کا فضل وکرم ہے اور اللہ سے دعا ہے کہ اللہ اس عمل کو اچھی طرح قبول فرمائے اور ہمیں انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی رفاقت سے سرفراز فرمائے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲ ﴾ (الفاطر: ۲)

''اللہ تعالیٰ جو رحمت کھول دے سو اس کو کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے بعد کوئی اس کو جاری کرنے والا نہیں، اور وہی غالب حکمت والا ہے۔''

اس مقدمہ کے آخر میں میرے لیے اس کے علاوہ چارۂ کار نہیں کہ میں اللہ کے حضور اس کے فضل وکرم اور جود وسخا کا اعتراف کرتے ہوئے قلب خاشع کے ساتھ حاضری دوں، وہی فضل وکرم کرنے والا، وہی مددگار اور توفیق بخشنے والا ہے۔ اوّل وآخر اسی کے لیے حمد وثنا ہے کہ اس نے مجھ پر احسان فرمایا، میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس کے اچھے ناموں اور بلند صفات کے ذریعے سے سوال کرتا ہوں کہ میرے اس عمل کو اپنے لیے خالص بنا لے اور اپنے بندوں کے لیے نفع بخش بنا دے اور ہر حرف پر مجھے نیکی عطا فرمائے اور میرے میزان عمل میں شامل کر دے اور میرے جن بھائیوں نے اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنی بساط بھر میرا تعاون کیا ہے ان کو اجر عطا فرمائے اور میں ہر مسلمان سے جو اس کتاب پر مطلع ہوں امید کرتا ہوں کہ وہ اس بندہ فقیر کو اپنی دعاؤں میں نہیں بھولیں گے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

الفقير الى عفو ربه

و مغفرته و رضوانه

علی محمد محمد الصلابي

۵/ ۱/ ۱۴۲۲ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ میں

- نام، نسب، کنیت، القاب، اوصاف، خاندان، دور جاہلیت کی زندگی
- اسلام، دعوت، ابتلاء وآزمائش، پہلی ہجرت
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت مدینہ
- ابوبکر رضی اللہ عنہ میدان جہاد میں
- صدیق رضی اللہ عنہ مدنی معاشرے میں (آپ کے بعض اوصاف وفضائل)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)

نام، نسب، کنیت، القاب، اوصاف، خاندان، دور جاہلیت کی زندگی

نام، نسب، کنیت، القاب:

آپ کا نام عبداللہ ہے، آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے:

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب ❶ بن لوی بن غالب القرشی التیمی۔ ❷

آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں مرہ بن کعب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ لفظ بَکر بکر سے ہے، جس کے معنی نوجوان اونٹ کے ہوتے ہیں۔ ❸ عرب بچوں کا نام بکر رکھتے تھے، ایک عظیم قبیلے کے جد امجد کا نام بکر تھا۔ ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعدد القاب ہیں۔ یہ تمام القاب بلند مرتبت، علو منزلت اور خاندانی شرف پر دلالت کرتے ہیں۔

عتیق (آزاد):

عتیق کا لقب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا، آپ نے فرمایا:

((انت عتیق الله من النار .)) ❺

''تم جہنم سے اللہ کے عتیق (آزاد کردہ) ہو۔''

اس کے بعد آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔

اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

---

❶ سیرۃ وحیاۃ الصدیق: مجدی فتحی السید، ۲۷ .

❷ الاصابة لابن حجر: ٤/ ١٤٤، ١٤٥ .

❸ اسی طرح اس کا معنی والدین کا پہلا بچہ، جوان گائے، کنواری، ہر چیز کا اوّل، انگور کا پہلا دانہ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ دیکھیے: ترتیب القاموس المحیط: ١/ ٣٠٦ . (مترجم)

❹ ابوبکر الصدیق: علی الطنطاوی، ٤٦ .

❺ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: ١٥/ ٢٨٠، إسناده صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((ابشر فانت عتیق الله من النار .)) ❶

''(ابوبکر) تم خوش ہو جاؤ جہنم سے تم اللہ کے عتیق (آزاد کردہ) ہو۔''

اسی روز سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ ❷

مورخین نے اس لقب کے سلسلہ میں دیگر بہت سے اسباب ذکر کیے ہیں۔ بعض نے کہا: آپ کے حسن وجمال کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا گیا۔ ❸ بعض نے کہا: آپ کو شرف ومنزلت اور خیر وبھلائی میں آگے ہونے کی وجہ سے عتیق کہا گیا۔ ❹ اور بعض نے کہا: چہرہ کے موزوں اور خوبصورت ہونے کی وجہ سے عتیق کہا گیا۔ ❺ اور بعض نے کہا کہ آپ کی والدہ کے یہاں کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، لہٰذا جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کو کعبہ کے سامنے کر کے دعا کی: الٰہی یہ بچہ موت سے تیرا عتیق ہے، اسے مجھے عطا فرما، محروم نہ کرنا۔ ❻

ان اقوال میں سے بعض کے اندر توفیق وتطبیق ہو سکتی ہے کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حسن وجمال کے پیکر، اعلیٰ حسب ونسب کے مالک، صاحب جود وکرم تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے پیش نظر آپ جہنم سے اللہ کے عتیق (آزاد کردہ) تھے۔ ❼

صدیق (سچائی کا پیکر):

یہ لقب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا، چنانچہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا، تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اثبت احد فانما علیك نبی وصدیق وشهید ان .)) ❽

''اے احد! ٹھہر جا، اس وقت تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں کثرت تصدیق کی وجہ سے آپ کو صدیق کا لقب ملا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء ومعراج کا واقعہ پیش آیا اور صبح کے وقت آپ نے اس کو لوگوں سے بیان کیا تو کچھ لوگ جو ایمان لا چکے تھے مرتد ہو گئے، لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا: آپ کو اپنے ساتھی کی خبر ہے؟ ان کا تو یہ زعم ہے کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے

---

❶ رواه الترمذی فی المناقب: ٣٦٧٩، وصححه الالبانی رحمه الله فی السلسلة: ١٥٧٤ .

❷ اصحاب الرسول، محمود المصری ١/ ٥٩ . ❸ المعجم الکبیر للطبرانی: ١/ ٥٢ .

❹ الاصابة: ١/ ١٤٦ . ❺ المعجم الکبیر: ١/ ٥٣، الاصابة: ١/ ١٤٦ .

❻ الکنی والاسماء للدُولابی: ١/ ٦، بحواله خطب ابی بکر، محمد احمد عاشور، جمال الکومی: ١١ .

❼ تاریخ الدعوة الی الاسلام فی عهد الخلفاء الراشدین، دکتور یسری محمد هانی: ٣٦ .

❽ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر: ٥/ ١١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت کیا: کیا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: اگر واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی ہے تو سچ ہے۔ لوگوں نے کہا: کیا آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے؟ فرمایا: ہاں ہم تو اس سے بڑی بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ صبح وشام آپ پر آسمان کی خبروں کا نزول ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو صدیق سے ملقب کیا گیا۔ ❶

آپ کا ''صدیق'' نام ہونے پر امت کا اجماع ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں آپ نے سبقت کی اور صدق وسچائی کو آپ نے لازم پکڑا، کبھی اس سلسلہ میں کوتاہی ولغزش کا شکار نہ ہوئے۔ ❷ آپ اس صفت سے ہمیشہ متصف رہے۔ شعراء اس سلسلہ میں آپ کی مدح خوانی میں رطب اللسان ہیں۔ ابومحجن ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَسُمِّيْتَ صدِّيقا وكلُّ مهاجِرٍ
سواكَ يُسمّى باسمه غير منكرِ

''آپ کو ''صدیق'' سے ملقب کیا گیا اور آپ کے علاوہ دیگر مہاجرین کو بلا کسی نکیر کے ان کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔''

سبقت الى الاسلام والله شاهدٌ
وكنت جليسا فى العريش المُشَهَّرِ ❸

''آپ نے اسلام کی طرف سبقت کی اور اللہ اس پر شاہد ہے اور بدر کے دن مشہور سائبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔''

اور مشہور شاعر اصمعی (عبدالملک بن قریب باہلی) نے کہا:

ولكنى أحبُّ بكل قلبى
واعلم ان ذاك من الصَّواب
رسولَ الله والصديق حُبًّا
به أرجو غدا حُسن الثواب ❹

''لیکن میں یہ جانتے ہوئے کہ یہی حق ہے، پورے دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن اس کے ذریعے سے اچھے ثواب کی امید ہے۔''

---

❶ اخرجه الحاكم ٣/ ٦٢، ٦٣ وصححه و أقره الذهبى.
❷ الطبقات الكبرى: ٢/ ١٧.
❸ أسد الغابة ٣/ ٣١٠.
❹ ابوبكر الصديق: للطنطاوى، ٤٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب (ساتھی):

قرآن کریم میں اللہ رب العالمین نے یہ لقب آپ کو عطا فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ (التوبة: ٤٠)

''اگر تم ان نبی (ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جب کہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے، جب یہ اپنے ''ساتھی'' سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں۔ اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز اللہ کا کلمہ ہی ہے۔ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔''

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں اس آیت کریمہ میں صاحب (ساتھی) سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❶

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ غار میں پناہ گزیں تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا: اگر ان کافروں میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، تو اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یا ابابکر ما ظنك باثنین الله ثالثهما .)) ❷

''اے ابوبکر ان دونوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عظیم ترین مناقب میں سے اللہ کا تعالیٰ یہ ارشاد ہے:

﴿ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ...... إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ ﴾ (التوبة: ٤٠)

کیونکہ اس آیت کریمہ میں بلا اختلاف ''صاحب'' (ساتھی) سے مراد ابوبکرؓ ہیں اور غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے ہونے سے متعلق بکثرت مشہور احادیث وارد ہیں۔ اس منقبت میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔ ❸

اتقی (بڑا متقی):

آپ کو یہ لقب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عطا فرمایا ہے:

﴿ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ ﴾ (اللیل: ١٧)

❶ تاريخ الدعوة فی عهد الخلفاء: يسرى محمد هانى، ٣٩ .
❷ البخاری، فضائل الصحابة: ٣٦٥٣ .
❸ الاصابة فی تمييز الصحابة : ١٤٨/٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیز گار ہوگا۔''

اس کی تفصیل ان شاء اللہ، اللہ کی راہ میں ستائے ہوئے لوگوں کے ذکر میں آئے گی، جنہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آزاد کرایا تھا۔

أَوّاہ (نرم دل):

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ''اَوّاہ'' کے لقب سے ملقب کیا گیا، جو اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت پر دلالت کرتا ہے۔ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رافت ورحمت کی وجہ سے ان کا نام ''اوّاہ'' پڑ گیا تھا۔ ❶

ولادت اور پیدائشی اوصاف:

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت عام الفیل کے بعد ہوئی البتہ اس میں اختلاف ہے کہ عام الفیل سے کتنے دنوں بعد ہوئی، بعض لوگوں نے کہا: آپ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد ہوئی اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ دو سال چند ماہ بعد ہوئی، انہوں نے مہینوں کی تعیین نہیں کی ہے۔ ❷ والدین کی گود میں آپ کی بہترین نشوونما ہوئی، آپ کے والدین اپنی قوم میں عزوشرف کے مالک تھے، اس لیے آپ کو عزوشرف وراثت میں ملی تھی۔ ❸

آپ کا رنگ گورا، بدن دبلا پتلا تھا۔ اس سلسلہ میں قیس بن ابی حازم کا بیان ہے: ''میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضری دی، آپ دبلے تھے، بدن پر گوشت کم تھا اور رنگ گورا چٹا تھا۔'' ❹

سیرت نگاروں نے راویوں کی زبانی آپ کا حلیہ مبارک کچھ اس طرح بیان کیا ہے: آپ زردی مائل سفید تھے، قد وقامت اچھا معتدل تھا، دبلے پتلے ہلکے رخسار، پیٹھ خم دار، ازار کمر سے سرک جایا کرتی تھی، چہرہ پر گوشت کم تھا، آنکھیں دھنسی ہوئیں، ناک اونچی، پنڈلیاں پتلی، رانیں مضبوط، پیشانی ابھری ہوئی، انگلیوں کے جوڑ نمایاں تھے، آپ داڑھی اور سفید بالوں میں مہندی وکتم (ایک قسم کی گھاس) کا خضاب لگاتے تھے۔ ❺

خاندان

والد:

آپ کے والد کا نام عثمان بن عامر بن عمرو ہے، ان کی کنیت ابوقحافہ ہے۔ یہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

---

❶ الطبقات الکبری: ۳/ ۱۷۱ .

❷ سیرۃ وحیاۃ الصدیق، مجدی فتحی السید: ۱۲۹، تاریخ الخلفاء: ۵٦ .

❸ تاریخ الدعوۃ الاسلام فی عہد الخلفاء الراشدین: ۳۰ .

❹ الطَّبقات لابن سعد: ۳/ ۱۸۸، إسنادہ صحیح .

❺ البخاری: ۵۸۹۵، مسلم: ۲۳٤۱، ابوبکر الصدیق: مجدی السید: ۳۲ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو کیوں زحمت دی، میں خود آ جاتا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا: ان کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ہی زیادہ اولیٰ ہے۔ ابوقحافہ نے اس موقع پر اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ سے بیعت کی۔ ❶

مروی ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کے اسلام لانے پر مبارک باد دی۔ ❷ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے بال بالکل سفید ہو چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے بالوں میں خضاب لگانے کو کہا، لیکن کالے خضاب سے منع فرمایا۔ ❸

اس واقعہ کے اندر رسول اللہ ﷺ نے بڑے بوڑھوں کی توقیر و احترام کا بہترین اصول و منہج پیش فرمایا ہے، جس کی تاکید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد ہوتی ہے:

((لیس منا من لم یوقر کبیرنا ویرحم صغیرنا .)) ❹

''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کھائے۔''

والدہ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہے اور ان کی کنیت ام الخیر ہے۔ یہ اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لا چکی تھیں۔ اس کی تفصیل ہم اس واقعہ میں ذکر کریں گے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں اسلام کے اظہار اور اعلان کا مطالبہ کیا تھا۔ ❺

بیویاں

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کل چار خواتین سے شادیاں کیں، جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان خواتین کا تذکرہ ہم بالترتیب کر رہے ہیں:

۱۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن اسعد بن جابر بن مالک:

ان کے اسلام کے سلسلہ میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ❻ یہ عبداللہ بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں۔ دور جاہلیت میں آپ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ یہ مدینہ کے اندر اپنی بیٹی اسماء کے لیے پنیر اور گھی کا ہدیہ لے کر آئیں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے ہدیہ قبول نہ کیا اور گھر میں بھی آنے نہ دیا، بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو گھر میں آنے دیں اور ان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدیہ قبول کرلیں۔'' ❶ اور اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ ﴾ (الممتحنة : ٨)

''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا، ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ ان کافروں کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی کا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے مسلمانوں کو نہ تو ستایا اور نہ دین کے بارے میں جھگڑے اور نہ مسلمانوں کو گھروں سے نکالا ہے۔ جیسے عورتیں اور کمزور لوگ۔ ان کے ساتھ صلہ رحمی، ان کی ضیافت، پڑوس کے حقوق وغیرہ سے اسلام نہیں روکتا اور نہ ان کے ساتھ عدل وانصاف مثلاً حقوق کی ادائیگی، ایفائے عہد، امانت کی ادائیگی اور ان سے خریدی ہوئی اشیاء کی پوری قیمت کی ادائیگی سے روکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو عدل وانصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور انہیں پسند فرماتا ہے اور اس کے برخلاف ظلم کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے اور انہیں سزا دے گا۔ ❷

۲۔ ام رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا:

یہ بنو کنانہ بن خزیمہ سے ہیں۔ ان کے پہلے شوہر حارث بن سنجرہ کا مکہ میں انتقال ہوگیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی۔ یہ شروع دور ہی میں اسلام سے مشرف ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ عبدالرحمٰن اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ ٦ ہجری میں مدینہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔ ❸

۳۔ اسماء بنت عمیس بن معبد بن حارث رضی اللہ عنہا:

ان کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ یہ مسلمانوں کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل ہی اسلام سے مشرف ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکی تھیں۔ یہ پہلے پہل ہجرت کرنے والی خوش نصیب خواتین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر ان کے ساتھ وہاں سے ہجرت کر کے ۷ ہجری میں مدینہ تشریف لائیں۔ جنگ موتہ ۸ ہجری میں جب جعفر رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کرلیا تو ان

---

❶ بخاری ومسلم میں اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش سے مصالحت کے دور میں ان کی والدہ ان کے پاس آئیں اور وہ مشرکہ تھیں، انہوں نے اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلی امك . اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔'' البخاری: الھبة، ٢٦٢٠، مسلم: الزكاة، ١٠٠٣. (مترجم)

❷ التفسیر المنیر للزُحیلی: ٢٨/ ١٣٥.　❸ الاصابة: ٨/ ٣٩١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی اور انھی کے بطن سے آپ کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر (حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کے وقت ذوالحلیفہ میں) پیدا ہوئے۔ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں اور ان کے بعد بھی زندہ رہیں۔)

صحابہ میں سے عمر، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عباس اور ام الفضل زوجہ عباس رضی اللہ عنہم نے ان سے احادیث نبویہ روایت کی ہیں۔

سسرالی رشتہ کے اعتبار سے بڑی شرف ومنزلت کی حامل تھیں، آپ کے سسرالی رشتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حمزہ، عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم ہیں۔ ❶

۴۔ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر رضی اللہ عنہا:

انصار کے خزرج قبیلہ سے ان کا تعلق تھا، عوالی مدینہ میں مقام ''سنح'' میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ رہتے تھے، انھی کے بطن سے آپ کی صاحبزادی ام کلثوم آپ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ ❷

اولاد

آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

۱۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما:

آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ حدیبیہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے اور پھر اسلام پر ڈٹ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔ شجاعت وبہادری میں بہت مشہور تھے۔ اسلام لانے کے بعد قابل تعریف موقف رہا۔ (فتنہ ارتداد کا قلع قمع کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یزید کی ولی عہدی کی بیعت کے سال مکہ جاتے ہوئے راستہ میں اچانک انتقال ہوگیا اور مکہ میں مدفون ہوئے۔) ❸

۲۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما:

ہجرت کے موقع پر ان کا اہم کردار تھا، دن بھر مکہ میں گذارتے اور مکہ والوں کی خبریں جمع کرتے اور پھر رات کے وقت چپکے سے غار میں پہنچ کر یہ خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سناتے اور جب صبح ہونے لگتی تو مکہ واپس آجاتے۔ طائف کی جنگ میں آپ کو تیر لگا جس کا زخم ٹھیک نہ ہوا، آخرکار اسی سبب سے خلافت صدیقی (شوال ۱۱ ہجری) میں شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ ❹

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۲ ۔ ❷ الاصابۃ: ۸/ ۸۰ ۔

❸ الاصابۃ: ٤/ ۲۷٤ ، البدایۃ والنہایۃ: ٦/ ۳٤٦ ۔

❹ نسب قریش: ۲۷۵ ، الاصابۃ: ٤/ ۲٤ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما:

یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مدینہ کی میقات ''ذوالحلیفہ'' میں ان کی ولادت ہوئی۔ نوجوانان قریش میں سے تھے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی گود میں ان کی پرورش ہوئی اور انہوں نے اپنے دور خلافت میں آپ کو مصر کا گورنر مقرر فرمایا تھا اور وہیں قتل ہوئے۔ ❶ (فقہائے سبعہ میں سے قاسم بن محمد آپ ہی کے صاحبزادے تھے۔)

۴۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما:

یہ ''ذات النطاقین'' کے نام سے مشہور ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''ذات النطاقین'' کے لقب سے نوازا تھا کیونکہ ہجرت کے موقع پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد کے لیے توشہ تیار کیا اور پھر اس کو باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ ملی تو اپنی کمر بند کو پھاڑ کر توشہ باندھ دیا۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی ہوئی اور بحالت حمل مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں ان کے بطن سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی جو ہجرت کے بعد پیدا ہونے والے سب سے پہلے بچے تھے۔ اسماء رضی اللہ عنہا کو سو (۱۰۰) سال کی عمر ملی، لیکن نہ عقل میں کوئی تغیر آیا اور نہ کوئی دانت گرا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپن (۵۶) حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، آپ کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اور عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ بڑی جود و سخا کی مالک تھیں، مکہ میں ۷۳ ہجری میں انتقال ہوا۔ ❷

۵۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ صدیقہ بنت صدیق ہیں۔ آپ کی عمر جب چھ سال تھی آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور نو سال کی عمر میں شوال کے مہینہ میں آپ کی رخصتی ہوئی۔ خواتین میں سب سے بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ''ام عبداللہ'' کی کنیت عطا فرمائی، آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثالی محبت تھی۔ ❸

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسروق رحمہ اللہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب حدیث روایت کرتے تو فرماتے: ((حدثتني الصديقة بنت الصديق المبرأة حبيبة حبيب الله ﷺ)) ''مجھ سے صدیقہ بنت صدیق، اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ نے حدیث بیان کی جن کی براءت اللہ نے نازل فرمائی۔''

آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایات ایک سو چوہتر (۱۷۴) ہیں، صرف بخاری میں چون (۵۴) اور صرف مسلم میں انہتر (۶۹) احادیث مروی ہیں۔ ❹

❶ نسب قریش: ۲۷۷، الاستیعاب: ۳/ ۱۳۶۶.
❷ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۷.
❸ تاریخ الدعوة في عهد الخلفاء الراشدين: ۳۴.
❹ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۳۹، ۱۴۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی عمر تریسٹھ سال کچھ ماہ تھی، آپ کی وفات ۵۷ ہجری میں ہوئی، آپ سے کوئی اولاد نہیں۔ ❶

٦۔ ام کلثوم بنت ابی بکر:

یہ حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ وفات کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: یہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یہ میری بہن اسماء ہیں، ان کو تو میں جانتی ہوں لیکن میری دوسری بہن کون ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو بنت خارجہ کے بطن میں ہے۔ میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ وہ لڑکی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، آپ کی وفات کے بعد ولادت ہوئی۔ ❷

ام کلثوم کی شادی طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ شہادت کے بعد ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام کلثوم کو اپنے ساتھ لے کر حج کیا۔ ❸

یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مبارک خاندان ہے، جس کو اللہ نے اسلام سے مشرف کیا اور صحابہ کے درمیان یہ خصوصیت صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔ علماء نے اس کی صراحت کی ہے کہ آپ کے علاوہ صحابہ میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی مسلسل چار پشتیں صحابیت سے مشرف ہوں۔ یہ شرف صرف آل ابوبکر کو حاصل ہے، وہ اس طرح کہ عبداللہ بن زبیر اور ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب صحابی ہیں۔ نیز محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم سب کے سب صحابیت سے مشرف ہیں۔ ❹

صحابہ میں کوئی ایسا نہیں جس کے والدین و اولاد اور اولاد کی اولاد اسلام قبول کیے ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے ہوں، یہ شرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ہے۔ لڑکے اور لڑکیوں دونوں طرف سے آپ کو یہ شرف حاصل ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ یہ ہے صدیق کا گھرانہ، سب کے سب ایمان والے، ان میں کوئی منافق نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے علاوہ صحابہ کے کسی گھرانے میں یہ چیز نہیں پائی گئی۔

یہ بات معروف تھی کہ ایمان کے گھرانے ہوتے ہیں، اور نفاق کے گھرانے ہوتے ہیں۔ مہاجرین میں ایمان کے گھرانے میں سے ابوبکرؓ کا گھرانہ تھا اور انصار میں ایمان کے گھرانے میں سے بنونجار کا گھرانہ تھا۔ ❺

جاہلی معاشرہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اخلاقی سرمایہ

دور جاہلیت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قریش کے سرداروں اور ان کے اشراف ومعزز لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

---

❶ طبقات ابن سعد: ٥/ ٥٨، المنذر: ٤/ ٥۔ ❷ الطبقات: ٢/ ١٩٥۔

❸ نسب قریش: ٢٧٨، الاصابة: ٨/ ٤٦٦، تاریخ الدعوة فی عهد الخلفاء الراشدین: ٣٥۔

❹ ابوبکر الصدیق: محمد رشید رضا، ٧۔

❺ ابوبکر الصدیق: ١/ ٢٨٠، محمد مال الله، از افادات، منهاج السنة لابن تیمیه رحمه الله۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور اسلام سے قبل قریش کے دس خاندانوں میں سے دس افراد پر شرف ومنزلت کی انتہا سمجھی جاتی تھی:

۱۔ بنو ہاشم میں سے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

دور جاہلیت میں حجاج کو پانی پلانے کا شعبہ ان کے پاس تھا اور اسلام میں بھی یہ شرف آپ کو حاصل تھا۔

۲۔ بنو امیہ میں سے ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ:

عقاب ، یعنی قومی پرچم کی علمبرداری کا شعبہ ان کے پاس تھا، قریش کے لوگوں کا جب کسی کی قیادت پر اجماع واتفاق نہ ہو پاتا تو ان کو آگے بڑھاتے۔

۳۔ بنو نوفل میں سے حارث بن عامر:

رفادہ ، یعنی اہم معاملات میں صلاح ومشورت کا شعبہ ان کے پاس تھا، قریش کے لوگ کسی اہم معاملہ کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرتے جب تک آپ سے مشورہ نہ لے لیں۔

۵۔ بنو عبدالدار میں سے عثمان بن طلحہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ:

حجابة ، یعنی کعبہ کی کلید برداری اور تولیت۔

۶۔ بنو تیم میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

اشناق ، یعنی جرمانہ، دیت اور مالی تاوان کی نگہداشت کا شعبہ ان کے پاس تھا۔ آپ جب کسی کی ضمانت لے لیتے تو قریش آپ کی تصدیق کرتے اور اس ضمانت کو جاری کرتے لیکن اگر کوئی دوسرا ضمانت لیتا تو اس کو بے یارومددگار چھوڑ دیتے۔

۷۔ بنو مخزوم میں سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

قبہ ، یعنی فوجی کیمپ کا انتظام اور اعنہ یعنی سواروں کے دستوں کی سپہ سالاری کا شعبہ آپ کے پاس تھا۔

۸۔ بنو عدی میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

سفارت ، یعنی دوسری حکومتوں اور قبائل کے درمیان خط کتابت اور گفتگو وغیرہ کا شعبہ آپ کے پاس تھا۔

۹۔ بنو جمح میں سے صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ازلام ، یعنی بتوں سے استخارہ کا شعبہ ان کے پاس تھا۔

۱۰۔ بنو سہم میں سے حارث بن قیس:

حکومت ، یعنی مقدمات کا فیصلہ اور بتوں کے چڑھاوے کے انتظام کا شعبہ ان کے پاس تھا۔ [1]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس جاہلی معاشرہ میں شرفائے قریش میں شمار کیا جاتا تھا، افضل ترین لوگوں میں شمار ہوتا تھا، لوگ اپنے مسائل ومعاملات میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ مکہ میں ضیافت ومہمان نوازی میں انفرادی

[1] اشہر مشاہیر الاسلام: ۱/ ۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت کے مالک تھے۔ ❶ مختلف امور میں آپ شہرت کے حامل تھے:

علم انساب:

عرب کی تاریخ اور انساب کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ کو اس میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ بہت سے علمائے انساب کے آپ استاذ تھے، جیسے عقیل بن ابی طالب وغیرہ اور آپ کے اندر ایسی خصوصیت تھی جس کی وجہ سے عربوں میں آپ ہر دل عزیز تھے۔ آپ بخلاف دوسروں کے انساب میں عیب نہیں لگاتے تھے اور نہ ان کے نقائص وعیوب کو ذکر کرتے تھے ❷ آپ قریش میں قریشی انساب کے سب سے زیادہ ماہر، ان کو سب سے زیادہ جاننے والے اور ان کے خیر وشر سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ ❸ اسی کے متعلق عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان ابابکر اعلم قریش بانسابها)) ❹

"یقیناً ابوبکر قریش میں ان کے انساب کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔"

تجارت:

دور جاہلیت میں آپ تاجر تھے، تجارت کے لیے آپ سرزمین شام میں بصریٰ پہنچے اور مختلف شہروں کا سفر کیا، آپ کا تجارتی رأس المال چالیس ہزار درہم تھا۔ بڑی سخاوت سے اپنا مال خرچ کرتے، جود وسخا اور مہمان نوازی میں آپ جاہلیت میں مشہور تھے۔ ❺

اپنی قوم میں محبت والفت کا مرکز:

ابن اسحق نے سیرت میں ذکر کیا ہے کہ لوگ آپ سے غایت درجہ محبت کرتے تھے آپ کے فضل عظیم اور اخلاق کریمانہ کے سب معترف تھے۔ لوگ مختلف اسباب، علم، تجارت اور حسن مجالست کی وجہ سے آپ کے پاس آتے اور آپ سے محبت کرتے تھے۔ ❻ ہجرت کے ارادہ سے جب آپ مکہ سے نکلے تو راستے میں ابن الدغنہ جب آپ سے ملا تو اس نے صاف طور سے کہا: آپ خاندان کی زینت ہیں، مشکلات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں، فقراء اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔ ❼

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابن الدغنہ کے اس قول پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عظیم ترین مناقب میں سے ابن الدغنہ کا یہ قول ہے، یہاں ابن الدغنہ نے ابوبکرؓ

❶ نهاية الارب: ۱۹/ ۱۰، بحواله تاريخ الدعوة: يسرى محمد، ٤٢.
❷ التهذيب: ٢/ ١٨٣. ❸ الاصابة: ٤/ ١٤٦.
❹ مسلم: ٢٤٩٠، الطبرانى فى الكبير: ٣٥٨٢.
❺ ابوبكر الصديق: على الطنطاوى، ٦٦، التاريخ الاسلامى: الخلفاء الراشدون، محمود شاكر ٣٠.
❻ السيرة النبوية لابن هشام: ١/ ٣٧١. ❼ البخارى: مناقب الانصار، ٣٩٠٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وہی اوصاف بیان کیے ہیں جو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعثت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیے تھے۔ یہ عجیب توارد ہے اور یہ غایت درجہ کی مدح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف شروع ہی سے اکمل ترین اوصاف تھے۔'' ❶

جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی:

دور جاہلیت میں آپ عفت و پاکدامنی میں یکتا تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے اسلام سے قبل ہی اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، نہ تو جاہلیت میں شراب پی اور نہ اسلام میں۔ ایک مرتبہ آپ کا گذر ایک مدہوش شخص کے پاس ہوا، دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پاخانہ میں ڈالتا ہے اور اس کو اپنے منہ سے قریب لاتا ہے اور جب بدبو محسوس کرتا ہے ہٹا دیتا ہے آپ نے کہا یہ شخص جو کر رہا ہے اسے سمجھ نہیں رہا ہے۔ اس کو جو بدبو محسوس ہو رہی ہے اس کی وجہ سے بچ گیا ورنہ کھا لیتا۔ ❷

ایک روایت میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما دور جاہلیت ہی سے شراب سے دور تھے۔ ❸

ایک شخص نے آپ سے پوچھا: کیا آپ نے جاہلیت میں کبھی شراب پی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اعوذ باللہ'' (اللہ کی پناہ)۔ کہا گیا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: میں اپنی عزت و مروت کی حفاظت کی خاطر اس سے دور رہا کیونکہ جو بھی شراب پیتا ہے وہ اپنی عزت و مروت کو ضائع کر دیتا ہے۔ ❹

بت کو سجدہ نہیں کیا:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ آپ نے صحابہ کرام کے ایک مجمع میں فرمایا: میں نے کسی بت کو کبھی سجدہ نہیں کیا کیونکہ جب میں بلوغت کی عمر کو پہنچا تو میرے والد ابوقحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بت خانہ میں لے گئے اور مجھ سے کہا: یہ اونچی شان والے تمہارے معبود ہیں اور وہاں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میں بت سے قریب ہوا اور کہا: میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دو، اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: میں ننگا ہوں مجھے لباس پہنا دو، اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے ایک پتھر اٹھا کر مارا تو وہ منہ کے بل گر پڑا۔ اس طرح آپ کی روشن عقل اور فطرت سلیمہ اور اخلاق حمیدہ نے آپ کو جاہلوں کے افعال میں سے ہر اس فعل سے بچائے رکھا جو اعلیٰ اخلاق کے منافی ہو اور شرافت کو ختم کرتا ہو اور ان تمام اخلاق و عادات سے دور رکھا جو فطرت سلیمہ، عقل راجح اور سچی مردانگی کے منافی تھیں۔ ❶ اور جس شخص کے اخلاق و کردار کا یہ عالم ہو، دعوت حق کے حاملین میں اس کی شمولیت اور ان

---

❶ الاصابة: ٤/ ١٤٧ .
❷ سيرة وحياة الصديق، مجدى فتحى: ٣٤ .
❸ تاريخ الخلفاء للسيوطى: ٤٩ .
❹ تاريخ الخلفاء للسيوطى: ٤٩ .
❺ اصحاب الرسول، محمود المصرى: ١/ ٥٨، الخلفاء: محمود شاكر، ٣١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے صف اوّل میں ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین ہونے پر کوئی تعجب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((خیارکم فی الجاهلیة خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا)) ❶

''تم میں جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ حالت اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ اسلام کی صحیح سمجھ آ جائے۔''

استاد رفیع العظم دور جاہلیت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الٰہی ایسا شخص جو بتوں کے درمیان بغیر کسی دین و شریعت کے نشوونما پایا ہو، اس کے اخلاق، فضائل کا یہ عالم ہو اور عفت و مروت کو اس درجہ تھامے رکھا ہو........... ایسا شخص یقیناً اس قابل ہے کہ وہ اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرے، ہادی برحق پر سب سے پہلے ایمان لانے والا، اہل کبر و عناد کی ناکوں کو اسلام کی طرف سبقت کر کے خاک آلود کرنے والا اور اللہ کے سیدھے دین کی طرف ہدایت کی راہ ہموار کرنے والا بنے اور اس کے نقش قدم پر چل کر ہدایت قبول کرنے والوں کے دلوں سے رذائل اور برے اخلاق کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکے۔'' ❷

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ نے کس قدر عالی مقام عطا فرمایا تھا کہ اسلام سے قبل قریشی معاشرہ میں بلند انسانی قدروں، اخلاق حمیدہ، عادات کریمانہ کا اتنا بڑا سرمایہ رکھتے تھے۔ اہل مکہ نے انسانی قدروں اور اخلاق میں دوسرے لوگوں پر سبقت رکھنے کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت دی، قریش میں ایسا کوئی نظر نہیں آتا کہ جس نے آپ پر عیب لگایا ہو یا آپ کی تنقیص اور تذلیل کی ہو جیسا کہ کمزور مسلمانوں کے ساتھ ان کا وتیرہ تھا۔ ان کے نزدیک آپ کے اندر صرف یہی خامی تھی کہ آپ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے۔ ❸

---

❶ تاریخ الدعوة فی عهد الخلفاء الراشدین: ٤٣ . ❷ اشهر مشاهیر الاسلام: ١/ ١٢ .

❸ منهاج السنة النبویة لابن تیمیة : ٤/ ٢٨٨، ٢٨٩ ، بحواله ابوبکر الصدیق افضل الصحابة واحقهم بالخلافة لمحمد عبدالرحمن قاسم: ١٨، ١٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

اسلام، دعوت، ابتلاء و آزمائش، پہلی ہجرت

اسلام:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسلام تلاش حق کے طویل ایمانی سفر کا نتیجہ تھا۔ آپ کو شروع سے دین حق کی تلاش تھی، جو آپ کی فطرت سلیمہ، دور رس بصیرت اور عقل راجح سے بالکل موافقت رکھتا ہو۔ آپ تجارتی مشغلہ کی وجہ سے زیادہ سفر کرتے تھے، جزیرۃ العرب کے اکثر شہروں، بستیوں اور صحراؤں سے آپ کا گذر ہوتا تھا، شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک کا چکر لگاتے تھے۔ مختلف ادیان کے ماننے والوں، خاص کر نصاریٰ سے گہرا تعلق تھا اور ان لوگوں کی باتیں غور سے سنتے تھے، جو توحید کا پرچم اٹھائے دین حق کی تلاش میں لگے تھے۔ ❶ آپ اپنے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں کعبہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں زید بن عمرو بن نفیل بھی تشریف فرما تھے، اتنے میں امیہ بن ابی الصلت کا گذر ہوا، اس نے کہا: اے خیر کے طالب کیسے صبح کی؟ زید نے کہا: خیر و عافیت کے ساتھ، اس نے کہا: کیا خیر کو پالیا؟ زید نے جواب دیا: نہیں، اس پر اس نے کہا:

كــل ديــن يــوم الــقيــامة الا
مــا مضــى فــى الحنيفية بُورُ ❷

''قیامت کے دن ابراہیمی (دین) کے علاوہ تمام ادیان ہلاکت کا سبب ہوں گے۔''

اور رہی یہ بات کہ یہ نبی منتظر تو ہم میں سے یا تم میں سے ہوگا۔

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس سے قبل میں نے کسی نبی کی بعثت اور اس کے انتظار سے متعلق نہیں سنا تھا۔ یہ سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا جو آسمان میں اکثر غور و فکر کیا کرتے تھے اور اکثر آہستہ سینے سے آواز نکالنے والے تھے۔ میں ان سے ملا اور یہ واقعہ بیان کیا، تو انہوں نے کہا: ہاں بیٹے! ہم کتاب و علم والے ہیں، ہوشیار ہو جاؤ یہ نبی جن کا انتظار ہو رہا ہے، وہ عرب کے بہترین نسب میں سے ہوگا اور میں علم انساب کا ماہر ہوں۔ تمہاری قوم قریش عربوں میں سب سے اعلیٰ نسب کی حامل ہے۔ میں نے عرض کیا: چچا! وہ نبی کیا کہیں گے؟ انہوں نے کہا: وہ وہی کہیں گے جس کے کہنے کا اللہ حکم دے گا، نہ وہ ظلم کریں گے نہ ان پر ظلم ہوگا اور نہ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کی دعوت دیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی میں فوراً ایمان لایا اور آپ کی

---

❶ مواقف الصديق مع النبى بمكة، د: عاطف لماضة: ٦.

❷ تاريخ الخلفاء للسيوطى: ٥٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کی۔ ❶

آپ امیہ بن ابی الصلت کے کلام کو شوق سے سنتے تھے، جیسے اس کا یہ قول:

أَلا نبي لنا منا فيخبرنا
ما بعد غايتنا من راس مجرانا

''خبردار ہو جاؤ ہم میں سے ہمارے لیے ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں جو ہماری زندگی کے مقصد کی ہمیں خبر دیں گے۔''

انی اعوذ بمن حج الحجيجُ له
والرافعون لدين الله اركانا

''یقیناً اس ذات کی پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے حجاج حج کرتے ہیں، اور اللہ کے دین کے ارکان کو بلند کرتے ہیں۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اثر انگیز بصیرت، عقل تاباں، فکر مؤثر، ذہن نیر، تیز ذکاوت اور سنجیدہ و باوقار غور و فکر کے ساتھ اس دور میں زندگی گذاری جس کی وجہ سے انہوں نے بہت سے اشعار و واقعات کو محفوظ کر لیا، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے: تم میں سے کون قس بن ساعدہ کا وہ کلام یاد رکھتا ہے جو اس نے عکاظ کے بازار میں کہا تھا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہاں، یارسول اللہ! مجھے یاد ہے، میں اس دن عکاظ میں موجود تھا، قس اپنے خاکستری اونٹ پر سوار کہہ رہا تھا، لوگو سنو اور یاد کر لو اور جب یاد کر لو تو اس سے استفادہ کرو، یقیناً جو دنیا میں زندہ رہا اس کو موت آئی ہے اور جو مر گیا وہ فوت ہو گیا، ہر آنے والی چیز آ کر رہے گی، یقیناً آسمان میں خبریں ہیں اور زمین میں دروس و عبر ہیں، زمین کا بچھونا بچھا ہوا ہے، آسمان کی چھت بلند ہے، ستارے چکر لگا رہے ہیں، سمندر اترنے والے نہیں، رات تاریک ہے، آسمان برجوں والا ہے۔

قس قسم کھاتا ہے: یقیناً اللہ کا ایک دین ہے جو تمہارے اس دین سے جس پر تم ہو اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ مجھے کیا ہو گیا کہ دیکھتا ہوں لوگ چلے جا رہے ہیں، کوئی لوٹ کر آتا نہیں، کیا نیا مقام ان کو پسند آ گیا ہے کہ اقامت پذیر ہو گئے یا انہیں چھوڑ دیا گیا ہے، پس سو گئے ہیں۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھا:

في الذاهبين الاوّلیـ
ـن القرون لنا بصائر

''گذشتہ زمانے میں گذرے ہوئے لوگوں میں ہمارے لیے درس اور عبرتیں ہیں۔''

---

❶ تاريخ الخلفاء للسيوطي: ۵۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لــمـــا رأيـــتُ مـــواردًا

لــلـمــوت لـيـس لـهـا مـصـادر

’’جب میں نے موت کے ایسے گھاٹ دیکھے کہ جہاں سے واپسی کے امکانات نہیں۔‘‘

ورأيـــت قــومــي نــحـوهـــا

يـسـعـى الاكـــابـر والاصـــاغـر

’’اور دیکھا کہ میری قوم کے چھوٹے بڑے سب اس کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔‘‘

أيــقــنــت انـي لا مـحــا

لةَ حيـث صـــار الـقـوم صـائـر ❶

’’تو مجھے یقین ہو گیا کہ جہاں لوگ جا رہے ہیں وہیں مجھے بھی ضرور جانا ہے۔‘‘

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے سامنے جو کچھ قس نے کہا تھا انتہائی ممتاز ترتیب اور قوی یادداشت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں جس سے واضح ہے کہ آپ کے حافظے نے ان معانی کو پوری طرح محفوظ کر لیا تھا۔❷

جس وقت آپ شام میں تھے ایک خواب دیکھا، اس کو بحیرا راہب سے بیان کیا، اس نے دریافت کیا: آپ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں؟

ابوبکر: مکہ سے۔

بحیرا: مکہ میں کس خاندان سے؟

ابوبکر: قریش۔

بحیرا: آپ کا مشغلہ کیا ہے؟

ابوبکر: تجارت۔

بحیرا: اگر آپ کا خواب سچ ہے تو آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا، آپ اس کی زندگی میں اس کے وزیر ہوں گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے خلیفہ ہوں گے۔ آپ نے یہ بات اپنے جی میں چھپائے رکھی۔❸

آپ کا اسلام لانا تلاش وجستجو اور انتظار کے بعد تھا، دور جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گہرے تعلق اور عمیق معرفت سے اسلام قبول کرنے میں آپ کو مدد ملی، جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا، آپ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینے لگے، آپ نے سب سے پہلے انتخاب صدیق کا کیا، کیونکہ آپ کے

❶ موقف الصديق مع النبي بمكة: ٨.
❷ موقف الصديق مع النبي بمكة: ٩.
❸ الخلفاء الراشدون، محمود شاكر: ٣٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق کریمانہ اور عادات طیبہ سے بخوبی واقف تھے، اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی صداقت اور امانت داری اور ایسے اخلاق سے واقف تھے، جو لوگوں کے ساتھ جھوٹ سے مانع تھے، پھر بھلا اللہ رب العالمین پر کیسے جھوٹ بول سکتے تھے۔ ❶

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف دعوت کا آغاز کرتے ہوئے ان سے کہا: میں اللہ کا رسول و نبی ہوں، مجھے اللہ نے یہ دعوت دے کر بھیجا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، اس کی اطاعت پر دوستی کرو۔ ❷ یہ بات سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ بغیر کسی لیت ولعل اور بلا کسی تاخیر کے فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی تائید ونصرت کا معاہدہ کیا اور اپنے اس عہد کو کما حقہ ادا کیا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سلسلہ میں فرمایا:

((ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر: صدق و واسانی بنفسه وماله ، فهل انتم تارکون لی صاحبی؟ مرتین .)) ❸

''اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم لوگوں نے اوّلاً مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے تصدیق کی اور اپنی جان ومال کے ساتھ میرا ساتھ دیا، تم میری خاطر میرے ساتھی کو چھوڑے رکھو، تم میری خاطر میرے ساتھی کو چھوڑے رکھو۔''

اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، حسان بن ثابت، عبداللہ بن عباس، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم نے کہا: سب سے پہلے اسلام لانے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یوسف بن یعقوب الماجشون کا کہنا ہے کہ میرے والد اور میرے اساتذہ، محمد بن منکدر، ربیعہ بن عبدالرحمن، صالح بن کیسان، سعد بن ابراہیم، عثمان بن محمد الاخنس کو اس بات میں ادنیٰ شک بھی نہیں تھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❹

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر انہوں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار سے استدلال کیا:

اذا تذکّرتَ شجوًا من اخی ثقةٍ
فاذکر اخاك ابابکر بما فعلا

❶ تاریخ الدعوة فی عهد الخلفاء الراشدین: ٤٤ .

❷ السیرة النبویة لابن هشام: ١/ ٢٨٦ ، السیرة الحلبیة: ١/ ٤٤٠ . البدایة والنهایة ٣/ ٣١ ، ط دار المعرفة بیروت .

❸ البخاری: فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، ٣٦٦١ .

❹ صفة الصفوة: ١/ ٢٣٧ ، فضائل الصحابة للامام احمد : ٣/ ٢٠٦ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تمہیں اپنے کسی قابل اعتماد بھائی سے ضرورت یاد آئے تو اپنے بھائی ابوبکر اور ان کے کارناموں کو یاد کرو۔''

خیر البریة اتقاها واعدلها

إلّا النبی و اوفاها بما حَمَلا

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ عدل پسند اور سب سے زیادہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے والے ہیں۔''

الثانی التّالی المحمود مشهدُهٗ

و اوّل الناس ممن صدق الرسلا

''آپ کا دوسرا نمبر ہے، آپ کے واقعات قابل تعریف ہے اور سب سے پہلے آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔''

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو به اذ صعد الجبلا

''اور بلند غار میں آپ دو میں سے دوسرے تھے، جب کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر غار کا چکر لگا رہا تھا۔''

وعاش حمدا لامر الله متبعا

بهدی صاحبه الماضی وما انتقلا

''اللہ کے حکم کی ستائش کرتے ہوئے اور ماضی وحال میں اپنے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے زندگی گزاری۔''

وکان حب رسول الله قد علموا

من البریة لم یعدل به رجلا [1]

''آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے، لوگوں کو معلوم تھا کہ مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کے ہم پلہ کوئی نہ تھا۔''

علماء نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کو موضوع بحث بنایا ہے، کیا آپ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے؟ علماء کی ایک جماعت نے اسی کو اختیار کیا ہے اور کچھ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا قرار دیا ہے اور کچھ لوگوں نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پہلا مسلمان قرار دیا ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان مختلف اقوال کے درمیان بڑی اچھی تطبیق دی ہے۔ فرماتے ہیں: ان تمام اقوال میں اس طرح تطبیق ہو جاتی

[1] دیوان حسان بن ثابت: تحقیق ولید عرفات، ۱/ ۱۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ خواتین میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا مردوں سے بھی پہلے۔ غلاموں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ مشہور قول کے مطابق اس وقت وہ چھوٹے تھے، بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچے تھے اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام سے مشرف ہونے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مذکورہ بالا لوگوں میں سب سے زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا نفع بخش رہا، کیونکہ آپ کو قیادی حیثیت حاصل تھی، قریش کے قابل احترام رئیس تھے، مالی پوزیشن بھی آپ کی اچھی تھی، اوّل دن سے اسلام کے داعی تھے، آپ سے سب ہی محبت کرتے اور آپ کو چاہتے تھے، اللہ ورسول کی اطاعت میں بے دریغ مال خرچ کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان اقوال میں جمع وتطبیق پیدا کرتے ہوئے فرمایا: آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور خواتین میں اس شرف کو پانے والی خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور بچوں میں علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی خوشی ہوئی۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو فوراً ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔ جب ان کے پاس سے چلے تو مکہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے آپؐ سے زیادہ کسی کو خوشی نہ تھی۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک گراں مایہ خزانہ تھے، جسے اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محفوظ کر رکھا تھا۔ قریشیوں میں آپ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ وہ پاکیزہ بلند اخلاق جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیے تھے اس کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے اور آپ کے گرویدہ ہو رہے تھے۔ بلند کردار اور اچھا اخلاق وہ عنصر ہے جو لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے کافی ہے۔ آپ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ارحم امتی بامتی ابوبکر)) ❸

''میری امت میں، میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں۔''

عربوں کے یہاں علم انساب وعلم تاریخ اہم ترین علوم سمجھے جاتے ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان دونوں علوم کے ماہر تھے اور قریش کو اس کا اعتراف تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان میں علم انساب اور علم تاریخ کے سب سے بڑے عالم ہیں، اس لیے قوم کا مہذب اور بصیرت مند آپ کی محفلوں میں شرکت کا اہتمام کرتا تھا کہ آپ کے وسیع علم سے مستفید ہو جو دوسروں کے پاس نہیں مل سکتا تھا۔ سمجھدار اور ذہین نوجوان ہمیشہ آپ کی محفلوں میں شریک ہوتے اور آپ کی فکر وثقافت سے مستفید ہوتے۔ یہ بھی آپ کی عظمت کا ایک پہلو ہے، اسی طرح تاجر اور مالدار لوگ بھی آپ کی محفل

---

❶ البدایة والنهایة: ٣/ ٢٦، ٢٨.
❷ البدایة والنهایة: ٣/ ٢٦، ٢٨.
❸ صحیح الجامع الصغیر للالبانی رحمہ اللہ ٢/ ٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شرکت کا اہتمام کرتے، کیونکہ آپ مکہ کے مشہور ترین تاجر تھے اگر چہ پہلے نمبر کے نہ سہی۔ دیگر لوگ بھی اپنی ضروریات اور مصالح کے پیش نظر آپ کے پاس حاضری دیتے تھے۔ آپ کے بلند اور پاکیزہ اخلاق کے پیش نظر عام لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ مہمان کی آمد پر بے حد خوش ہوتے، ان کی تکریم کرتے، چنانچہ ہر طبقے کے لوگ آپ کی جامع شخصیت سے اپنا مقصود پاتے تھے، کوئی محروم نہ رہتا تھا۔ ❶

آپ کے پاس معاشرہ میں علمی، ادبی اور معاشرتی سرمایہ بھرپور مقدار میں تھا، اس لیے جب آپ اسلام کی دعوت کے لیے اٹھے تو آپ کی دعوت پر لبیک کہنے والے افضل ترین اور چنندہ لوگ تھے۔ ❷

دعوت:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اسلام کی دعوت کا پرچم لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سیکھا تھا کہ اسلام عمل، دعوت اور جہاد کا دین ہے، جب تک انسان اپنی جان، مال اور سب کچھ اللہ کے حوالے نہیں کر دیتا اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ ❸

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾ ﴾ (الانعام: ۱۶۲۔ ۱۶۳)

''آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے، جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔''

اسلامی دعوت کے لیے آپ بڑے متحرک تھے۔ آپ کی دعوت میں بڑی برکت تھی، جہاں جاتے اثر انداز ہوتے اور اسلام کا عظیم فائدہ ہوتا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا زندہ عملی نمونہ تھے:

﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٢٥﴾ ﴾

(النحل: ۱۲۵)

''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور راہ یافتہ

❶ التربية القيادية للغضبان: ۱/ ۱۱۵ . ❷ التربية القيادية للغضبان: ۱/ ۱۱۶ .

❸ تاريخ الدعوة في عهد الخلفاء الراشدين: ۸۷ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔"

دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں آپ کی نقل وحرکت اس دین پر ایمان اور اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کے سلسلہ میں ایسے مومن کی واضح تصویر پیش کرتی تھی جس کو اس وقت تک چین وسکون نہیں آتا جب تک لوگوں کے اندر اپنے ایمان وعقیدہ کو راسخ نہ کر دے۔ یہ کوئی وقتی تحریک وجذبہ نہ تھا جو جلد ہی مضمحل ہو جاتا، بلکہ اسلام کے لیے آپ کی جدوجہد اور نقل وحرکت تادم وفات باقی رہی، کبھی نہ تھکے نہ کمزور پڑے، نہ اکتاہٹ محسوس کی اور نہ عاجز آکر بیٹھے۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا پہلا ثمرہ مقدس ترین ہستیوں کا مشرف بہ اسلام ہونا تھا، وہ ہستیاں یہ تھیں: زبیر بن العوام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن الجراح، عبدالرحمن بن عوف، ابوسلمہ بن عبدالاسد، ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہم۔

آپ ان صحابہ کرام کو الگ الگ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، یہ لوگ پہلے ستون تھے جن پر اسلامی دعوت کی عمارت قائم ہوئی، رسول اللہ ﷺ کی تقویت کا پہلا سبب تھے، ان نفوس قدسیہ کے ذریعے سے اللہ نے آپ کی نصرت وتائید فرمائی۔ مرد وخواتین اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یہ تمام کے تمام اسلام کے داعی ومبلغ تھے۔ ان کے ساتھ السابقون الاوّلون کی جماعت آگے بڑھی، ایک ایک، دو دو، مختصر جماعت، یہ اپنی قلت تعداد کے باوجود دعوت اسلامی کا لشکر تھے، اسلامی رسالت کا قلعہ تھے، اسلامی تاریخ میں ان کے مقام کو کوئی نہ پہنچ سکا۔ ❷

اسلامی دعوت کے سلسلہ میں صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان پر توجہ دی تو اسماء، عائشہ، عبداللہ، آپ کی بیوی ام رومان، آپ کے خادم عامر بن فہیرہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ صفات حمیدہ اور اخلاق کریمہ کا...... جو آپ کی شخصیت کا جز لاینفک ہو چکے تھے...... لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچنے میں اہم رول رہا۔ قوم قبیلے میں آپ کے پاس اخلاق کا عظیم سرمایہ تھا، قوم کے سبھی لوگ آپ کے گرویدہ تھے، آپ سے ان کو محبت تھی، آپ انتہائی نرم خو تھے۔ قریش کے نسب کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور اس فن میں یکتا تھے۔ قابل احترام رئیس اور جود وسخا کے مالک تھے، مکہ میں ضیافت کا جو اہتمام آپ کرتے تھے اس میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ انتہائی فصاحت وبلاغت کے مالک تھے۔ ❸

یہ اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ دعاۃ ومبلغین اسلام کے لیے انتہائی ضروری ہیں ورنہ ان کی دعوت صدا بہ صحرا ہو گی اور راکھ میں پھونک مارنے کے مترادف ہو گی۔ صدیق کی سیرت طیبہ آپ کے فہم اسلام کی تفسیر ہے اور اس

❶ الوحي وتبليغ الرسالة، د. يحيى اليحيى: ٦٢.
❷ محمد رسول الله: عرجون، ١/ ٥٣٣.
❸ السيرة الحلبية: ١/ ٤٤٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی آئینہ دار ہے کہ انہوں نے اسلام کو اپنی زندگی میں کس طرح نافذ کیا تھا؟ آپ کی سیرت اس قابل ہے کہ ہمارے علماء و مبلغین لوگوں کی دعوت و تربیت میں اس کو اسوہ بنائیں۔

ابتلاء و آزمائش:

افراد اور جماعتیں، اقوام و ملل اور ممالک کی تاریخ میں ابتلاء و آزمائش کی سنت جاری رہی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اندر بھی یہ سنت الٰہی قائم رہی اور اس قدر ابتلاء و محن سے دوچار ہوئے کہ دیو ہیکل پہاڑ بھی جواب دے جائیں لیکن ان نفوس قدسیہ نے اپنی جان و مال اللہ کی راہ میں قربان کر دیے۔ جہد و مشقت انتہاء کو پہنچ گئی، اس ابتلاء و محن سے اونچے گھرانے کے مسلمان بھی نہ بچ سکے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو بھی اذیت پہنچائی گئی۔ آپ کے سر مبارک پر مٹی ڈالی گئی، مسجد حرام میں جوتوں سے پٹائی کی گئی، یہاں تک کہ آپ کا چہرہ اس قدر زخمی ہوا کہ ناک و چہرہ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا اور موت و حیات کے عالم میں کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے گھر لایا گیا۔ ❶

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ صحابہ اکٹھے ہو گئے جن کی تعداد ۳۸ ہو گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کیا کہ اب دعوت کو ظاہر کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی ہم تھوڑے ہیں، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر اصرار کرتے رہے، آپ کے اصرار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صحابہ کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف لائے، صحابہ مسجد کے گوشوں میں اپنے اپنے قبیلے کے ساتھ جا بیٹھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطاب کرنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ و رسول کی طرف دعوت دی۔ یہ خطاب سن کر مشرکین آپ پر اور آپ کے دیگر مسلمان ساتھیوں پر بپھر پڑے، مسلمانوں کی سخت پٹائی کی، ابوبکر کو روند ڈالا، سخت مارا پیٹا، ملعون عتبہ بن ربیعہ آپ سے قریب ہوا، آپ کو پیوند لگے جوتوں سے مارنے لگا، آپ کے چہرہ کو نشانہ بنایا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ گیا، کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ چہرہ اور ناک کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ بنو تیم کے لوگ دوڑے ہوئے آئے ان کو دیکھ کر مشرکین آپ کو چھوڑ بھاگے۔ بنو تیم آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے گھر لے گئے، آپ کی موت میں کسی کو شک نہ رہا، پھر بنو تیم کے لوگ مسجد حرام میں واپس آئے اور قسم کھا کر کہا: اللہ کی قسم اگر ابوبکر کی وفات ہو گئی تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس پہنچے، آپ کے والد ابو قحافہ اور بنو تیم کے لوگوں نے آپ سے بات کرنے کی کوشش کی، آپ نے دن کے آخری پہر بات چیت شروع کی تو آپ کا پہلا سوال یہ تھا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟"

اس پر انہوں نے آپ کو ملامت کی اور آپ کی والدہ سے کہا: ان کو کچھ کھلاؤ پلاؤ۔

❶ التمكين للأمة الإسلامية: ۲۴۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب والدہ آپ کے ساتھ تنہائی میں ہوئیں تو کچھ کھانے پینے پر اصرار کیا لیکن آپ یہی کہتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟

والدہ نے کہا: اللہ کی قسم تمہارے ساتھی کی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔

آپ نے کہا: ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے آپ کے بارے میں پوچھو۔

آپ کی والدہ ام جمیل کے پاس پہنچیں اور ان سے کہا کہ ابوبکر، محمد بن عبداللہ کے متعلق دریافت کر رہا ہے کہ ان کا کیا حال ہے؟

ام جمیل نے کہا: میں نہ ابوبکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ کو، لیکن اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے کے پاس چلتی ہوں؟

والدہ نے کہا: ہاں چلیے!

وہ ان کے ساتھ گئیں، آپ کے پاس پہنچ کر جب آپ کی ناگفتہ بہ حالت دیکھی تو پریشان ہوگئیں اور چیخ پڑیں اور کہا کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے وہ انتہائی برے لوگ اور کافر ہیں۔ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آپ کا انتقام ان سے ضرور لے گا۔

آپ نے ان سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟

ام جمیل نے کہا: یہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں۔

کہا: کوئی پروا نہیں۔

بتلایا: آپ صحیح سالم ہیں۔

پوچھا: کہاں ہیں؟

ام جمیل نے کہا: دار ارقم میں۔

آپ نے کہا: میں اللہ کی قسم اس وقت تک نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری نہ دے دوں۔

جب لوگوں کا چلنا پھرنا کم ہوا، ماحول پرسکون ہوا تو ام جمیل اور آپ کی والدہ آپ کو سہارا دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں، آپ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ آپ سے چمٹ گئے اور آپ کو بوسہ دیا اور دیگر مسلمان بھی آپ سے چمٹ گئے۔ آپ کی کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر بڑی رقت طاری ہوئی۔

آپ نے کہا: کوئی پریشانی نہیں، صرف اس فاسق نے میرے چہرہ کی جو حالت بنائی ہے وہی قابل افسوس ہے۔ یہ میری والدہ ہیں، اپنے بیٹے کو بہت چاہتی ہیں۔ آپ کی ذات بابرکت ہے، آپ ان کو اللہ کی طرف دعوت دیجیے اور اللہ سے دعا کیجیے، امید ہے اللہ انہیں آپ کے ذریعے سے جہنم سے بچا لے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اللہ سے دعا کی اور ان کو اسلام کی دعوت دی، وہ فوراً مسلمان ہو گئیں۔ ❶
یہ عظیم واقعہ ان حضرات کے لیے اپنے اندر بہت سے دروس وعبر رکھتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں ان دروس وعبر کو بیان کر رہے ہیں:

- ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کے اعلان اور کفار کے سامنے اس کے اظہار کے بڑے شوقین تھے۔ اس سے آپ کی ایمانی قوت اور شجاعت کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی خاطر انہوں نے بڑی تکلیف اٹھائی، یہاں تک کہ قوم کے لوگوں کو آپ کی موت میں شک نہ رہا، آپ کے دل میں اللہ و رسول کی محبت اپنے نفس سے کہیں زیادہ پیوست تھی۔ اسلام کے بعد آپ کے پیش نظر صرف توحید کا پرچم بلند کرنا اور مکہ کے اندر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا کو عام کرنا تھا اگرچہ اپنی جان دینی پڑے۔ اور عملاً ایسا ہوا بھی کہ اسلام وعقیدۂ توحید کی خاطر قریب تھا کہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔
- لوگوں تک اسلامی دعوت کو پہچانے کے لیے...... جس سے دلوں کو خوشی وسکون ملتا ہے...... جاہلی طوفان کے درمیان اسلام کے اظہار و اعلان پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اصرار، باوجود یکہ آپ کو یہ پتہ تھا کہ اس راستے میں کس قدر مصائب وآلام ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اٹھانے پڑیں گے، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ذاتی منفعت کی فکر کے دائرہ سے نکل چکے تھے۔
- اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں اس طرح پیوست ہو گئی تھی کہ اپنی نفس کی محبت پر غالب تھی، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ باوجودیکہ لوگ آپ کی زندگی سے ناامید ہو چکے تھے، پھر بھی آپ کا پہلا سوال تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ اور آپ نے قسم کھا لی کہ اس وقت تک کچھ کھاؤں پیوں گا نہیں، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں کر لیتا۔ اسی طرح ہر مسلمان کے اندر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے، خواہ اس کی خاطر جان و مال قربان کرنا پڑے۔ ❷
- افراد کے ساتھ تعامل اور واقعات وحادثات کے سلسلہ میں قبائلی عصبیت کا اہم کردار تھا۔ اگرچہ عقیدہ میں اختلاف کیوں نہ ہو، یہاں ہم نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ نے عقیدہ میں اختلاف کے باوجود عتبہ کو دھمکی دی کہ اگر ابوبکر کی موت ہو گئی تو ہم تم کو قتل کیے بغیر نہیں رہیں گے۔ ❸
- اس واقعہ سے ام جمیل رضی اللہ عنہا کا بہترین موقف نکھر کر سامنے آتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دعوت دین کے شوق ومحبت اور اس کے لیے جدوجہد پر کس طرح ان کی تربیت ہوئی تھی۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ

---

❶ السیرة النبویة لابن کثیر: ۱/ ۴۳۹۔ ۴۴۱، البدایة والنهایة: ۳/ ۳۰.

❷ استخلاف ابی بکر الصدیق: د. جمال عبدالهادی، ۱۳۱۔۱۳۲.

❸ محنة المسلمین فی العهد المکی: د. سلیمان السُّویکت، ۷۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو فوراً جواب دیا کہ نہ میں ابوبکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ کو جانتی ہوں۔ کامل احتیاط کا تقاضا یہی تھا کیونکہ اس وقت ام الخیر مسلمان نہ تھیں اور ام جمیل اپنے اسلام کو چھپا رہی تھیں، یہ نہیں چاہتی تھیں کہ ام الخیر کو اس کی خبر ہو۔ اور نہ رسول اللہ ﷺ کے مقام کی خبر دی، کیونکہ خوف تھا کہ کہیں قریش کی جاسوس نہ ہوں۔ ❶ ساتھ ہی ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کیفیت معلوم کرنے اور آپ کی صحت کے سلسلہ میں اطمینان حاصل کرنے کی بھی فکر دامن گیر تھی، اسی لیے ام الخیر سے ان کے بیٹے کے پاس ان کے ساتھ جانے کی پیشکش کی۔ اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو اس سلسلہ میں کامل احتیاط ملحوظ رکھی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کے مقام وجگہ کی خبر کسی کو ملنے نہ پائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے متعلق اطمینان دلایا۔ ❷ اور پھر تینوں کا ایسے وقت میں گھر سے نکلنا جب لوگوں کا چلنا پھرنا بند ہو جائے اور فضا پرسکون ہو جائے، کامل احتیاط کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ لوگوں کے دین سے کھیلا جا رہا تھا اور لوگ آزمائشوں سے دوچار ہو رہے تھے۔ ❸

❁ اس واقعہ سے والدہ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نیکی واحسان کا پتہ چلتا ہے۔ آپ اپنی والدہ کی ہدایت کے لیے انتہائی حریص تھے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یہ میری والدہ اپنے بیٹے کو بہت چاہتی ہیں، آپ کی ذات بابرکت ہے، آپ ان کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور ان کے حق میں اللہ سے دعا کریں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے ان کو جہنم سے بچا لے۔ اس جملے سے عذاب الٰہی کا خوف اور اس کی رضا جوئی وجنت کی رغبت عیاں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی والدہ کے لیے ہدایت کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، آپ کی والدہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور مومنوں کی اس بابرکت جماعت میں شامل ہوگئیں، جو اللہ کے دین کی نشرواشاعت کے لیے کوشاں تھی۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ کس قدر رحم فرمانے والا ہے اور اس واقعہ سے ''احسان پر احسان'' کا قانون ہمارے سامنے نمایاں نظر آتا ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ میں سب سے زیادہ ابتلاء وآزمائش سے دوچار ہونے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، کیونکہ آپ ہمہ وقت آپ ﷺ کی صحبت میں رہتے اور ان مقامات پر آپ کے ساتھ ہوتے، جہاں لوگ آپ کو اذیت پہنچاتے اور آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے۔ اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے دفاع کرتے اور فدائیت کا ثبوت دیتے، اس طرح وہ قوم کی اذیت اور ان کی حماقتوں سے دوچار ہوتے،

---

❶ السيرة النبوية قراءة لحماية الحذر والحماية: ٥٠ .

❷ السيرة النبوية قراءة لحماية الحذر والحماية: ٥١ .

❸ استخلاف الصديق: د. جمال عبدالهادي ، ١٣٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجودیکہ آپ قریش کی بڑی شخصیتوں میں سے تھے اور عقل واحسان میں معروف ترین تھے۔ ❶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت:

جرأت وشجاعت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ امتیازی پوزیشن کے حامل تھے۔ حق بات میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے، دین کی نصرت، اس پر عمل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنے کے سلسلے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے ہرگز خوف نہیں کھاتے تھے۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے بڑی بدتمیزی کیا کی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنا کپڑا آپ کے گلے میں ڈال کر انتہائی سختی سے کھینچا، اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اس کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا ❷ اور یہ آیت تلاوت کی:

﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ﴾ (الغافر: ٢٨)

''کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بری طرح مارا کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، بلند آواز سے پکار کر کہنے لگے، تم تباہ و برباد ہو جاؤ، ﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ﴾ (الغافر: ٢٨) ❸ ''کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''

اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے: ایک پکارنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا: اپنے دوست کے پاس جلدی پہنچو، ابوبکر رضی اللہ عنہ نکل پڑے، آپ کے بالوں کی چار لٹیں تھیں، آپ یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے کہ تم برباد ہو کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے، جب لوٹ کر گھر آئے تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ بالوں کی لٹوں کو جہاں ہاتھ لگاتے ہاتھ میں آ جاتی۔ ❹

اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ خطاب فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے، فرمایا: لوگو! سب سے بڑا بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنین! آپ۔ فرمایا: جو بھی میرے مقابلہ میں آیا میں نے اس سے اپنا حق لیا، لیکن سب سے بڑے بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدر میں سائبان بنایا، سوال پیدا ہوا کہ آپ کے ساتھ کون رہے گا تاکہ کوئی مشرک آپ پر حملہ آور نہ ہو سکے؟ تو اللہ کی قسم صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ

---

❶ محنة المسلمین فی العهد المکی، د. سلیمان السویکت: ٧٥. ❷ البخاری: ٣٨٥٦.

❸ الصحیح المسند فی فضائل الصحابة للعدوی: ٣٧.

❹ منهاج السنة: ٣/ ٤، فتح الباری: ٧/ ١٦٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی تلوار کھینچ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے، جو بھی آپ ﷺ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے سامنے سینہ سپر رہتے، لہٰذا آپ ہی سب سے بڑے بہادر ٹھہرے۔ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قریش پڑ گئے، کوئی آپ پر غصہ اتارتا، کوئی آپ کو تنگ کرتا اور کہتا کہ تم نے تو تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک کو پکڑ لیا ہے۔ اللہ کی قسم جو بھی آپ ﷺ کے قریب آتا ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی کو مار کر بھگاتے، کسی کو برا بھلا کہہ کر دور کرتے، فرماتے: تم برباد ہو، تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر ہٹائی اور اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی، پھر فرمایا: لوگو میں تمہیں قسم دلاتا ہوں، بھلا بتاؤ آل فرعون کا مومن (جس نے موسیٰ علیہ السلام سے تعاون کیا تھا) افضل ہے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ یہ سن کر لوگ رو پڑے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت مومن آل فرعون کی زمین بھر نیکیوں سے بہتر ہے کیونکہ مومن آل فرعون اپنے ایمان کو چھپائے پھرتا تھا اور یہ اپنے ایمان کا اعلان کرتے پھرتے تھے۔ ❶

علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان حق و باطل، ہدایت و ضلالت اور ایمان و کفر کے مابین جاری جنگ کی نوعیت کی عکاسی کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو مصائب و آلام برداشت کیے ہیں ان سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اور ہمارے سامنے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی منفرد شخصیت اور آپ کی نادر الوجود شجاعت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے، جس کی شہادت ایک مدت کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دی اور اس قدر متاثر ہوئے کہ خود رو پڑے اور دوسروں کو رونے پر مجبور کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد پہلے شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں اللہ کی راہ میں ستایا گیا، اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف دعوت دی۔ ❷ آپ رسول ﷺ کا دایاں بازو تھے۔ آپ نے دعوت اور رسول اللہ ﷺ کی دائمی صحبت اور اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی تکریم کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی معاونت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیشکش کی: یا رسول اللہ! انہیں کھانا کھلانے کا موقع آج رات مجھے دیجیے؟ اور پھر ان کے کھانے میں طائف کا منقا پیش کیا۔ ❸ رسول اللہ ﷺ کی معاونت کی یہی کیفیت آپ کی رہی، آپ اپنے متعلق خطرات کو اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کی اصل فکر یہ ہوتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف لاحق نہ ہونے پائے، چاہے وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، جہاں بھی ایسی کوئی بات دیکھتے آپ کی طرف سے دفاع کرتے، جب دیکھتے کہ لوگ آپ کو گھیرے میں لیے ہوئے ہیں اور آپ کو پکڑے ہوئے ہیں ان کے درمیان گھس جاتے، ان کو آپ سے دور

❶ البداية والنهاية: ۳/ ۲۷۱، ۲۷۲۔ ❷ ابوبكر الصديق: محمد عبدالرحمن قاسم، ۲۹، ۳۰۔۳۲۔

❸ فتح الباري: ۷/ ۲۱۳، الخلافة الراشدة: يحيى اليحيى، ۱۵٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھگاتے اور چیخ کر کہتے: تم برباد ہو جاؤ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر آپ پر پل پڑتے، آپ کو مارتے، آپ کے بال نوچتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ آپ کی حالت ابتر نہ ہو جاتی۔ ❶

اللہ کی راہ میں ستائے ہوئے لوگوں کی آزادی کے لیے مال خرچ کرنا:

مکہ کے جاہلی معاشرہ میں اسلامی دعوت کی اشاعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو مشرکین کی طرف سے اذیت رسانی میں اضافہ ہوتا گیا اور اذیت رسانی اپنی انتہا کو پہنچ گئی، خاص کر کمزور اور بے یار و مددگار مسلمانوں کے ساتھ۔ ان کو سخت تکلیف پہنچائی جاتی تھی تاکہ یہ لوگ اپنے عقیدہ و اسلام سے باز آ جائیں اور دوسروں کے لیے عبرت بن جائیں تاکہ دوسرے لوگ اسلام لانے کی جرأت نہ کر سکیں۔ ان کمزوروں کو اذیت دی جاتی تھی اس سے کفار کے بغض وحسد کا اظہار ہوتا تھا۔

اس سلسلہ میں بلال رضی اللہ عنہ بری طرح ستائے گئے، آپ کی پشت پناہی کرنے والا کوئی نہ تھا اور نہ آپ کا خاندان وقبیلہ تھا جو آپ کی حمایت کرتا اور نہ آپ کی طرف سے تلوار اٹھانے والے تھے، جس کے ذریعے سے آپ کا دفاع ہو سکے۔ اس طرح کے انسان کی مکہ کے جاہلی معاشرہ میں کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ خدمت واطاعت اور مویشیوں کی طرح بیچے اور خریدے جانے کے علاوہ زندگی میں کوئی حیثیت نہ تھی۔ ایسے لوگوں کو کسی رائے وفکر یا کسی دعوت وقضیہ کو لے کر اٹھنے کا کوئی حق نہ تھا، مکہ کے جاہلی معاشرہ میں یہ انتہائی سنگین جرم تھا، اس سے جاہلی معاشرہ کی بنیاد ہل جاتی تھی، یہ اس کو منہدم کرنے کے لیے کسی زلزلہ سے کم نہ تھا۔ لیکن یہ نئی دعوت جس کی طرف نوجوان آگے بڑھے جو اپنے آباء واجداد اور بڑوں کے رسم ورواج اور اکڑفوں کو چیلنج کر رہے تھے، یہ دعوت اس گئے گذرے حبشی غلام کے دل میں گھر کر گئی اور اس کو زندگی میں نیا انسان بنا کر کھڑا کر دیا۔ ❷

اس دین پر ایمان لانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والی جماعت کے ساتھ شامل ہونے کے بعد ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو گیا، اور جوش مارنا شروع کر دیا۔ جب اس کی اطلاع آپ کے مالک امیہ بن خلف کو ہوئی تو وہ کبھی آپ کو ڈراتا دھمکاتا اور کبھی لالچ دلاتا، لیکن جب اس نے دیکھا کہ اس سے بلال کے عزم وحوصلے میں اضافہ ہی ہو رہا ہے اور وہ کسی قیمت پر بھی کفر وجاہلیت اور ضلالت وگمراہی کی طرف لوٹنے کے لیے تیار نہیں، تو آپ پر سخت غضبناک ہوا اور آپ کو سخت عذاب میں مبتلا کرنے کا قصد کر لیا، وہ آپ کو چوبیس گھنٹہ بھوکا رکھ کر دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں لے گیا اور جلتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹا دیا، پھر اپنے غلاموں کو حکم دیا اس پر بھاری پتھر رکھو، انہوں نے آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا اور آپ کے دونوں ہاتھ جکڑ دیے گئے، پھر امیہ بن خلف نے کہا: تم جب تک محمد کا انکار نہیں کرتے اور لات وعزیٰ کی پوجا نہیں کرتے، تمہیں یہی سزا ملتی

❶ عبقرية الصديق للعقاد: ۱۸۷ . ❷ التربية القيادية: ۱/ ۱۳۶ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گی۔ بلال رضی اللہ عنہ نے پورے صبر واستقامت کے ساتھ جواب دیا: احد، احد۔ امیہ بن خلف ایک مدت تک بلال رضی اللہ عنہ کو اس دردناک طریقے سے سزا دیتا رہا۔ ❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس جگہ پہنچے، امیہ بن خلف سے گفتگو کی اور فرمایا: اس بے چارے کے بارے میں تم اللہ سے ڈرتے نہیں، کب تک تم اس کو اس طرح ستاتے رہو گے؟ اس نے کہا: تم نے ہی تو اس کو برباد کیا ہے، تم ہی اس کو بچاؤ۔ آپ نے کہا: ٹھیک ہے، میرے پاس اس سے قوی وطاقتور ایک کالا غلام ہے اور تمہارے دین پر ہے، میں تمہیں اس کے بدلے دے رہا ہوں۔ اس نے کہا: میں نے قبول کر لیا۔ آپ نے وہ غلام اس کے حوالے کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر آزاد کر دیا۔ ❷ ایک روایت کے مطابق آپ نے بلال کو سات یا چالیس اوقیہ سونا کے عوض خرید کر آزاد کر دیا۔ ❸

بلال رضی اللہ عنہ کا صبر واستقامت قابل داد ہے۔ آپ کا اسلام سچا اور دل پاک تھا، اسی لیے ڈٹے رہے، ہر طرح کے چیلنج کو قبول کیا، سزائیں برداشت کیں لیکن پائے استقامت میں تزلزل نہ آیا، آپ کے صبر وثبات کو دیکھ کر کفار جل بھن جاتے تھے۔ خاص کر کمزور مسلمانوں میں آپ کی واحد شخصیت تھی جو اسلام پر ڈٹی رہی، آپ نے کفار کی مراد پوری نہ ہونے دی اور کلمہ توحید کے ذریعے سے ان کو کھلا چیلنج کرتے رہے، اللہ کی راہ میں اپنے نفس کی پروا نہ کی۔ ❹

ہر ابتلاء وآزمائش کے بعد نعمت کا حصول ہوتا ہے، بلال رضی اللہ عنہ کو عذاب اور ذلت ورسوائی سے نجات ملی، غلامی سے آزادی نصیب ہوئی، باقی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں گذاری، شب وروز آپ کے ساتھ رہے اور آپ سے راضی رہ کر وفات پائی۔

ستائے ہوئے مسلمانوں کو آزاد کرانے کی جو سیاست ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاری رکھی۔ کمزور مسلمانوں کی تعذیب اور ایذا رسانی کے مقابلہ کے لیے اسلامی قیادت نے جو لائحہ عمل اور منصوبہ تیار کیا یہ اس کا ایک بنیادی طریقہ قرار پایا۔ آپ نے اسلامی دعوت کو مال وافراد سے تقویت پہنچائی، اہل ایمان غلام ولونڈی کو خرید کر آزاد کرتے۔ جن لوگوں کو آپ نے غلامی سے نجات دلائی وہ یہ ہیں:

عامر بن فہیرہ جو بدر واحد میں شریک رہے اور بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ام عبیس۔ زنیرہ، جب ان کو آزاد کیا تو ان کی بینائی چلی گئی، کفار کہنے لگے لات وعزیٰ نے اس کی بینائی چھین لی ہے۔ انہوں نے کہا: کفار جھوٹ کہہ رہے ہیں، اللہ کی قسم لات وعزیٰ نفع ونقصان کی طاقت نہیں رکھتے۔ اللہ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔ ❺ نہدیہ اور ان کی بیٹی کو آزاد کیا یہ دونوں ماں بیٹی بنو عبدالدار کی ایک خاتون کی غلامی میں تھیں، آپ کا ان

---

❶ عتیق العتقاء (ابوبکر الصدیق) محمود البغدادی: ۳۹، ۴۰.
❷ السیرۃ النبویۃ لابن هشام: ۱/ ۳۹۴.
❸ التربیۃ القیادیۃ: ۱/ ۱۴۰.
❹ محنۃ المسلمین فی العهد المکی: ۹۲.
❺ السیرۃ النبویۃ لابن هشام: ۱/ ۳۹۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کے پاس سے گذر ہوا، ان کو ان کی مالکہ آٹا دے کر بھیج رہی تھی اور کہہ رہی تھی تم دونوں کو کبھی آزاد نہ کروں گی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا:

''تو اس قسم کو توڑ دے۔''

اس نے کہا: قسم توڑ دوں؟ تم نے ان دونوں کو برباد کیا، تم ہی ان دونوں کو آزاد کرو۔

آپ نے کہا: اچھا، کتنے میں دو گی؟

اس نے کہا: اتنے میں۔

آپ نے کہا: میں نے خرید لیا اور آج سے یہ دونوں آزاد ہیں۔

اور ان دونوں سے کہا: اس کا آٹا اس کے حوالے کرو۔

ان دونوں نے کہا: ہم اس سے فارغ ہو کر اس کے حوالے کر دیتی ہیں۔

آپ نے فرمایا: جیسا تم چاہو۔ [1]

یہ غور کا مقام ہے کہ اسلام نے کس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں لونڈیوں کے درمیان مساوات پیدا کی کہ وہ دونوں آپ سے اس طرح مخاطب ہوئیں جیسے ہم مقام لوگ ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہیں، یہاں غلام و آقا کا طرز تخاطب نہیں تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت و اسلام میں شرف و منزلت پر قائم رہتے ہوئے بھی اس طرز تخاطب کو قبول کیا، حالانکہ آپ ہی نے ان دونوں کو آزادی دلائی تھی۔ اور کس طرح اسلام نے ان دونوں کو بلند اخلاق سکھائے تھے۔ آزادی اور ظلم سے نجات کے بعد ان کے لیے ممکن تھا کہ اس کا آٹا چھوڑ بھاگتیں، ہوائیں اس کو اڑا لے جاتیں، یا چرند و پرند اس کو کھا لیتے، لیکن سبحان اللہ! انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا جب تک کہ اس سے فارغ ہو کر اس کے حوالے نہ کر دیا۔ [2]

بنو عدی کی شاخ قبیلہ بنو مومل کی ایک لونڈی کے پاس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا، جو مسلمان ہو چکی تھی، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس کو اذیت پہنچاتے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دے، اس کی اس قدر پٹائی کرتے کہ تھک جاتے، جب تھک جاتے تو کہتے: تم کو میں نے تھکنے کی وجہ سے ابھی چھوڑ دیا ہے، وہ جواب دیتی اللہ تمہارے ساتھ ایسا ہی کرے۔ آپ نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا۔ [3]

اس طرح آپ آزادی و حریت کے پیامبر اور غلاموں کو آزاد کرنے والے، باوقار شیخ الاسلام تھے، لوگوں میں آپ سے متعلق یہ بات معروف و مشہور تھی کہ آپ محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ یعنی قرض وغیرہ اپنے سر لے لیتے ہیں، مہمان نوازی اور ضیافت کرتے ہیں، مصائب میں لوگوں کی مدد اور

---

[1] السيرة النبوية لابن هشام: ١/ ٣٩٣.

[2] السيرة النبوية لابي شهبة: ١/ ٣٤٦.

[3] السيرة النبوية لابن هشام: ١/ ٣٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاون کرتے ہیں۔ جاہلیت میں گناہ سے اپنا دامن داغدار نہیں کیا، ہر دل میں آپ کی محبت تھی، کمزوروں اور غلاموں پر آپ کا دل رقت ورحمت سے لبریز ہو جاتا تھا۔ اللہ کی خاطر غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے کے لیے اپنا کافی مال خرچ کیا، حالانکہ ابھی تک غلاموں کو آزاد کرنے کی طرف رغبت دلانے والے احکام اور اس سلسلہ میں ثواب جزیل کے وعدے کا نزول نہیں ہوا تھا۔ ❶

آپ کمزوروں اور بے سہارا لوگوں پر جو بے دریغ اپنا مال خرچ کر رہے تھے اس پر مکی معاشرہ کو بڑا ہی تعجب تھا اور ان کی نگاہ میں یہ عجیب وغریب چیز تھی، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں یہ لوگ آپ کے دینی بھائی تھے، آپ کی نگاہ میں ان میں سے ایک فرد کے مقابلے میں روئے زمین کے تمام مشرکین اور ظالمین کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انھی عناصر پر توحید کی حکومت اور اسلامی تہذیب وتمدن کا قیام عمل میں آیا۔ ❷ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ کسی سے تعریف چاہتے تھے اور نہ جاہ ودنیا کے طالب تھے بلکہ ان تمام اعمال خیر سے آپ کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا حصول تھا۔ ایک دن آپ کے والد نے آپ سے کہا: عزیزم تم کمزور اور ضعیف لوگوں کو آزاد کرتے ہو، اگر تم طاقتور لوگوں کو آزاد کرتے تو وہ تمہارے کام آتے، تمہاری طرف سے دفاع کرتے؟ آپ نے عرض کیا: ابا جان! میں اللہ کے لیے کر رہا ہوں۔ جب آپ کی یہ حالت تھی تو اس میں کوئی تعجب خیز بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل فرمائیں جو قیامت تک تلاوت کی جاتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝٦ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝٧ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝٩ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝١٠ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ۝١١ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۝١٢ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۝١٣ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۝١٤ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝١٥ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝١٦ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝١٧ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝١٨ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝١٩ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝٢١﴾ (اللیل: ۵۔۲۱) ❸

''جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے) اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہا، تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پروائی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی ومشکل کے سامان میسر کر دیں گے، اس کا مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔ بے شک راہ دکھا دینا ہمارے ذمہ ہے اور ہمارے ہی ہاتھ

❶ السيرة النبوية لابن شهبة: ١/ ٣٤٥. ❷ التربية القيادية: ١/ ٣٤٢.
❸ تفسير الآلوسي: ٣٠/ ١٥٢. اکثر مفسرین نے کہا ہے بلکہ بعض نے اجماع تک نقل کیا ہے کہ یہ آیات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت اور دنیا ہے۔ میں نے تو تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے۔ جس میں صرف وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا۔ اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو پرہیزگار ہوگا۔ جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے۔ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو۔ بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لیے۔ یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضا مند ہو جائے گا۔''

اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے سب سے زیادہ مال خرچ کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پہلی اسلامی جماعت کے افراد کے مابین یہ تکافل، خیر وعطا کا مینار تھا۔ اسلام کی برکت سے غلام بھی صاحب عقیدہ وفکر قرار پائے۔ اس موضوع پر گفتگو کرنا، اس سے دفاع کرنا، اس کی راہ میں جہاد کرنا، ان کا نصب العین ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان حضرات کو خریدنا اور آزاد کرنا اسلام کی عظمت کا پتہ دیتا ہے اور اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ دین آپ کے اندر کس طرح گھر کر گیا تھا۔ دور حاضر میں مسلمانوں کو شدید ضرورت ہے کہ وہ اس طرح کے اعلیٰ اقدار اور بلند شعور کو بیدار کریں تاکہ آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو اور افراد امت کے درمیان پیار ومحبت اور تعاون کی فضا ہموار ہو، جو دشمنان دین کا نشانہ بن چکے ہیں اور وہ ان کی بیخ کنی میں لگے ہوئے ہیں۔

آپ کی پہلی ہجرت اور ابن الدغنہ کا موقف:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جب آنکھیں کھولیں تو اپنے والدین کو اسلام پر پایا، ہر روز صبح وشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لاتے تھے۔ جب مسلمانوں کی ابتلاء وآزمائش کا دور آیا تو میرے والد حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے مقام ''برک الغماد'' تک پہنچے، وہاں ابن الدغنہ جو قبیلہ قارہ [1] کا سردار تھا، آپ سے ملا۔

اس نے کہا: ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟

آپ نے کہا: میری قوم نے مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ روئے زمین میں سیر کروں اور آزادی سے اپنے رب کی عبادت کروں۔

ابن الدغنہ نے کہا: ابوبکر! آپ جیسا انسان نہ یہاں سے جا سکتا ہے اور نہ اس کو جانے دیا جائے گا۔ آپ تو محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہیں، لوگوں کا بوجھ یعنی قرض وغیرہ اپنے سر لے لیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصائب میں لوگوں کی مدد اور تعاون کرتے ہیں، میں آپ کو پناہ دیتا ہوں، آپ چلیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

[1] ابن الدغنہ کا نام بعض نے حارث بن یزید، بعض نے مالک، اور بعض نے ربیعہ بن رفیع بتایا ہے، اور قارہ بنو ہون بن خزیمہ کا قبیلہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ لوٹ آئے اور ابن الدغنہ آپ کے ساتھ آیا اور شام کے وقت قریش کے سرداروں سے ملاقاتیں کیں اور ان سے کہا: ابوبکر جیسا نرالا انسان یہاں سے نہیں جا سکتا اور نہ انہیں نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم لوگ ایسے شخص کو یہاں سے نکالنا چاہتے ہو جو محتاجوں کی مدد کرتا ہے، رشتہ داروں کا خیال رکھتا ہے، دوسروں کا بوجھ اپنے سر اٹھاتا ہے، مصائب و آلام میں لوگوں کی مدد کرتا ہے؟

قریش کے سردار ابن الدغنہ کے پناہ دینے کو نہ جھٹلا سکے اور ابن الدغنہ سے کہا: آپ ابوبکر سے کہیں کہ وہ اپنے گھر کے اندر اپنے رب کی عبادت کریں، اس میں نماز ادا کریں اور جو چاہیں پڑھیں لیکن اپنی عبادت وقراءت کے ذریعے سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں اور سب کے سامنے اپنی دعوت کا اعلان کرتے نہ پھریں کیونکہ ہمیں اپنی عورتوں اور نوجوانوں کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔

ابن الدغنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچا دی، آپ اپنے گھر کے اندر اللہ کی عبادت کرنے لگے۔ اپنی نماز وتلاوت گھر سے باہر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ پھر آپ کا ارادہ ہوا اور اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا لی اور اسی میں نماز وتلاوت کرنے لگے۔ آپ کی تلاوت پر کفار ومشرکین کی عورتیں اور نوجوان ٹوٹے پڑتے، ان کو یہ چیز پسند آتی، اس کو غور سے سنتے، اور آپ کی طرف متوجہ ہوتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ انتہائی نرم دل تھے جب قرآن کی تلاوت کرتے تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ پاتے اور رونے لگتے۔ اس سے سرداران قریش خوف زدہ ہو گئے اور ان کو فکر لاحق ہو گئی۔ انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا، جب وہ آ گیا تو اس سے قریش نے کہا:

ہم نے ابوبکر کو تمہاری پناہ کی وجہ سے چھوڑ رکھا تھا اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں عبادت کریں گے لیکن وہ اس سے تجاوز کر کے اپنے گھر کے سامنے مسجد بنا کر علی الاعلان نماز قائم کرتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عورتیں اور نوجوان فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے، آپ ان کو اس سے روک دیجیے، اگر وہ اپنے گھر کے اندر رہ کر عبادت کریں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ ان سے اپنی پناہ واپس لے لیجیے، ہم آپ کی بات کاٹنا نہیں چاہتے اور نہ ابوبکر کو علانیہ طور سے پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے دینا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد ابن الدغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ہمارے اور آپ کے درمیان جو طے پایا تھا وہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں، لہٰذا آپ یا تو اس بات پر قائم رہیں ورنہ ہماری پناہ واپس کر دیں، میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب یہ سنیں کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی لیکن اس کو توڑ دیا گیا۔

اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری پناہ کو لوٹاتا ہوں، میں اللہ کی پناہ کے ساتھ خوش ہوں۔ [1]

جب آپ ابن الدغنہ کی پناہ سے دست بردار ہو گئے تو قریش کا ایک احمق شخص کعبہ جاتے ہوئے راستہ میں آپ کو ملا، اس نے آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی، اتنے میں آپ کے پاس

[1] فتح الباری: ۷/ ۲۷٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل کا گذر ہوا، آپ نے اس سے کہا:

ذرا اس بے وقوف کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟

اس نے کہا: یہ تم نے خود اپنے ساتھ کیا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے گذر گئے: اے میرے رب تو کتنا بڑا بردبار ہے، اے میرے رب تو کتنا بڑا بردبار ہے، اے میرے رب تو کتنا بڑا بردبار ہے۔ ❶

دروس و عبر:

اس واقعہ میں بہت سے دروس وعبر ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل قوم میں آپ کا انتہائی اونچا مقام تھا، لوگوں کی نگاہ میں بڑی عزت تھی، چنانچہ ابن الدغنہ یہ شہادت دینے پر مجبور ہوا کہ اے ابوبکر! آپ جیسا عظیم المرتبت انسان یہاں سے نہیں جا سکتا اور نہ اسے کوئی یہاں سے نکال سکتا ہے، آپ تو مجبوروں کی مدد کرتے ہیں، رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہیں، دوسروں کا بوجھ یعنی قرض وغیرہ اپنے سر لے لیتے ہیں، مہمان نوازی اور ضیافت کرتے ہیں اور مصائب وآلام میں دوسروں سے تعاون کرتے ہیں۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محض اللہ و رسول ﷺ کی محبت میں اسلام قبول کیا تھا، آپ کے پیش نظر جاہ وحشمت کا حصول نہیں تھا، آپ کا مقصود صرف اللہ کی رضا کا حصول تھا، جس کی وجہ سے ابتلاء وآزمائش کا سامنا کرنا پڑا، آپ نے اللہ کی عبادت کی خاطر اہل وعیال، خاندان ووطن کو خیر باد کہنا چاہا، کیونکہ اپنے وطن میں آپ کو آزادی کے ساتھ عبادت الٰہی سے روک دیا گیا۔ ❷

دعوتی زندگی میں آپ کا زاد راہ قرآن کریم تھا، اس لیے اس کے حفظ وفہم اور فقہ وعمل کا آپ نے بھرپور اہتمام کیا۔ قرآن کے ساتھ اس اہتمام کی وجہ سے اپنی دعوت کی تبلیغ میں مہارت وجمال، اسلوب میں حسن، فکر میں گہرائی اور موضوع کو پیش کرنے میں عقلی تسلسل، سامعین کے احوال کی رعایت، برہان ودلیل میں قوت آپ کو حاصل تھی۔ ❸

قرآن کی تلاوت کے وقت آپ بے حد متاثر ہوتے اور روتے۔ اس سے آپ کے یقین کی پختگی اور اللہ تعالیٰ نیز اس کی آیات کی تلاوت کردہ معانی کے ساتھ پوری دلجمعی کا پتہ چلتا ہے۔ شدید حزن یا گہری خوشی کے ساتھ رونے سے قوت تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ حقیقی مومن ایک طرف صراط مستقیم کی طرف اللہ کی دی ہوئی ہدایت سے خوش ہوتا ہے تو دوسری طرف صراط مستقیم سے معمولی انحراف کا خوف بھی اس کو دامن گیر ہوتا ہے۔ اور جب

❶ البدایۃ والنہایۃ: ۳/ ۹۵.

❷ استخلاف ابی بکر الصدیق: ۱۳٤.

❸ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام فی عہد الخلفاء الراشدین: ۸۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا زندہ احساس اور بیدار فکر کا مالک انسان ہو تو یہ قرآن اس کو اخروی زندگی اور اس میں ہونے والے حساب وکتاب، عقاب وثواب کی یاد دلاتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جسم پر خشوع اور لرزہ طاری ہوتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور یہ منظر مشاہدہ کرنے والوں کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتا۔ اسی لیے مشرکین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اثر انگیز منظر سے پریشان ہو گئے اور ان کو اپنی عورتوں اور بچوں کی فکر لاحق ہو گئی کہ کہیں وہ اس سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل نہ ہو جائیں۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی آپ کی تربیت ہوئی تھی، آپ نے قرآن کو حفظ کیا، اپنی زندگی میں اس کو عملی جامہ پہنایا اور انتہائی غور وفکر کیا، اور بغیر علم کے آپ کوئی بات نہ کرتے، جب آپ سے ایک آیت سے متعلق دریافت کیا گیا جس کو آپ نہیں جانتے تھے تو آپ نے فوراً فرمایا:

''کون سی زمین مجھے جگہ دے گی اور کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا، جب کہ میں کتاب الٰہی سے متعلق ایسی بات کہوں جو اللہ کا مقصود نہیں ہے؟'' ❷

قرآن کریم کے اندر تدبر وتفکر پر دلالت کرنے والے اقوال میں سے آپ کا یہ قول ہے:

''اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر کیا تو ان کے اچھے اعمال کا تذکرہ کیا اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیا۔ بندہ کہتا ہے: ان لوگوں میں ہمارا شمار کیسے ہو سکتا ہے؟ تو کہنے والا کہتا ہے: میں ان میں سے نہیں ہوں، حالانکہ وہ انھی میں سے ہوتا ہے۔'' ❸

قرآن کی جس آیت سے متعلق آپ کو اشکال پیدا ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ دریافت کرتے، چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴾ (النساء: ۱۲۳)

''حقیقت حال نہ تو تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے۔ جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اپنے لیے اللہ کے علاوہ کسی کو حامی ومددگار نہیں پائے گا۔''

اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ آیت تو کمر توڑ ہے، ہم میں سے کون گناہ نہیں کرتا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یا ابا بکر! ألست تنصب؟ الست تحزن؟ ألست تصيبك اللأواء ؟ فذلك مما

❶ التاریخ الاسلامی للحمیدی، ج: ۱۹، ۲۰/ ۲۰۹.
❷ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱۱۷ . اس روایت میں انقطاع ہے۔
❸ الفتاوی لابن تیمیة: ٦/ ۲۱۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجزون به.)) ❶

"اے ابوبکر! کیا تمہیں تکلیف نہیں لاحق ہوتی ہے؟ کیا تم کو حزن وغم نہیں پہنچتا ہے؟ کیا تمہیں رنج وسختی نہیں پہنچتی ہے؟ اس طرح تم کو سزا مل جاتی ہے۔"

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض آیات کی تفسیر بھی بیان فرمائی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾﴾ (فصلت : ۳۰)

"(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو، (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔"

اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یعنی انہوں نے ایمان سے سرمو دائیں اور بائیں التفات نہ کیا اور نہ اپنے دلوں کے ساتھ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، نہ محبت کے ساتھ اور نہ خوف کے ساتھ، نہ رجا وامید اور نہ سوال، اور توکل کے ذریعے سے۔ بلکہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں، اس کے ساتھ کسی شریک سے محبت نہیں کرتے، صرف اسی سے محبت کرتے ہیں۔ نہ کسی نفع طلبی کی خاطر اور نہ کسی نقصان کے دور کرنے کی خاطر۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں کھاتے، چاہے کوئی بھی ہو، اور نہ اللہ کے سوا کسی کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں اور نہ اللہ کے سوا کسی کی طرف اپنے دلوں سے راغب ہوتے ہیں۔ ❷

اس طرح دیگر آیات کی تفسیر بھی آپ سے وارد ہے۔

علماء ومبلغین کو ہمہ وقت قرآن کی صحبت میں رہنا چاہیے، اس کی تلاوت کریں اور اس میں غور وفکر اور تدبر کریں، اس کے علوم ومعارف اور خزانہ حکمت ومعرفت کو نکال کر لوگوں کے سامنے پیش کریں، اور قرآن میں جو علمی، تشریعی اور بیانی اعجاز ہے اس کو بیان کریں، اور حروب ومصائب میں گرفتار انسانیت کی نجات کا جو راستہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب حکیم کے اندر بیان کیا ہے اسے لوگوں کے سامنے عصری اسلوب میں پیش کریں، اور دور حاضر کے ترقی یافتہ وسائل دعوت واعلان کو اختیار کریں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ مسجد میں قریش کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت دعوت الی اللہ کا موثر ذریعہ ہے۔ ❸

---

❶ مسند احمد: ۱/ ۱۱۔ علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں لیکن کثرت طرق وشواہد سے یہ صحت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ دیکھیے: مسند احمد (۶۸)۔

❷ مجموع الفتاوی: ۲۸/ ۲۲۔ ❸ تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی عهد الخلفاء: ۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازار میں قبائل عرب کے سامنے دعوت:

ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ علم انساب کے ماہر تھے اور اس فن میں آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام ذہبی رحمہ اللہ کے ہاتھ کا نوشتہ دیکھا ہے، انہوں نے اس میں ان حضرات کا ذکر کرتے ہوئے...... جو اپنے فن میں یکتا تھے......لکھا ہے کہ علم انساب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ یکتائے روزگار تھے۔ ❶ اس طرح صدیق رضی اللہ عنہ نے اس علم انساب کو دعوت الی اللہ کا وسیلہ بنایا، تاکہ ہر ماہر فن کو یہ سکھائیں کہ کس طرح وہ اپنے علم وفن کو دعوت الی اللہ کے لیے مسخر کر سکتا ہے۔ خواہ یہ علم وفن کسی نوعیت کا ہو، نظری علم ہو یا تجربی وعملی، یا کسی اہم پیشہ سے اس کا تعلق ہو۔ ❷ عنقریب ہم دیکھیں گے کہ جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبائل عرب کے سامنے اسلامی دعوت کو پیش کیا تو کس طرح اپنے اس علم کو دعوت الی اللہ کے کام میں لگایا، آپ انتہائی بلیغ خطیب تھے اور آپ کو لوگوں تک معانی کو خوبصورت اور بہترین الفاظ میں پہنچانے کا ملکہ حاصل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور عدم موجودگی میں آپ کی نیابت میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں دعوت کے لیے نکلتے تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمہیدی کلمات کہتے اور فصاحت و بلاغت کے موتی بکھیر کر لوگوں کو آپ کی طرف راغب کرتے تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غور سے سنیں۔ ❸ علم انساب اور قبائل کے بنیادی خاندانی معرفت سے لوگوں کے ساتھ تعامل میں آپ کو بڑی مدد ملتی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر ان کی نصرت وتائید حاصل کرنے کے لیے پیش کریں۔ آپ نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا...... پھر ہم ایک دوسری مجلس کے پاس سے گذرے وہاں وقار وسکینت کا ماحول تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، سلام کیا اور دریافت کیا:

''آپ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے جواب دیا: شیبان بن ثعلبہ۔

پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ شریف لوگ ہیں، ان میں مفروق بھی ہے جو زبان وجمال میں ان پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس کے بالوں کی دو چوٹیاں تھیں جو سینے کو پہنچتی تھیں اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ قریب تھا۔

آپ نے پوچھا: آپ کی تعداد کتنی ہے؟

مفروق نے جواب دیا: ہم ہزار سے زیادہ ہیں اور ہزار کی تعداد قلت کے سبب مغلوب نہیں ہو سکتی۔

---

❶ تاريخ الخلفاء: ١١٠ ، بحواله تاريخ الدعوة: ٩٥ .
❷ تاريخ الدعوة: ٩٦ .
❸ ابوبكر الصديق لمحمد عبدالرحمن قاسم: ٩٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کی قوت دفاع کیسی ہے؟

مفروق نے کہا: جب ہم دشمن سے ملتے ہیں اس وقت سب سے زیادہ غصہ ہمیں آتا ہے اور جب ہم غصے میں آجائیں تو پھر اچھی مڈبھیڑ ہوتی ہے اور گھوڑوں کو اولاد پر اور اسلحہ کو دودھ والی اونٹنیوں پر ترجیح دیتے ہیں اور مدد ونصرت اللہ کے پاس ہوتی ہے، وہ کبھی ہمیں فتح عطا کرتا ہے اور کبھی اس کے برعکس دوسرے کو فتح ملتی ہے۔ شاید آپ قریشی ہیں؟

اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پہنچی ہے، تو وہ یہی ہیں۔

پھر مفروق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا: آپ ہمیں کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور تم سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ تم ہمیں پناہ دو اور اس مشن میں ہماری مدد کرو کیونکہ قریش اللہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں اور اس کے رسول کی تکذیب کی ہے اور باطل کے ساتھ ہو کر حق سے بے نیازی ظاہر کی ہے۔ حالانکہ اللہ ہی بے نیاز اور قابل ستائش ہے۔

پھر مفروق نے عرض کیا: اللہ کی قسم میں نے آپ سے بڑی اچھی باتیں سنیں۔ آپ بتائیں کہ آپ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۵۱﴾ (الانعام: ۱۵۱)

''آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے۔ وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں، خواہ پوشیدہ۔ اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے، اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ۔ ان باتوں کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

یہ سن کر مفروق نے کہا: اللہ کی قسم آپ تو مکارم اخلاق اور بہترین اعمال کی دعوت دیتے ہیں، جن لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی مخالفت پر اتر آئے ہیں وہ عقل پھرے جھوٹے لوگ ہیں۔ پھر ہانی بن قبیصہ کو موقع دیتے ہوئے کہا: یہ ہمارے شیخ اور دینی رہنما ہانی ہیں۔

اس پر ہانی نے کہا: اے قریشی بھائی! میں نے آپ کی بات سنی، میرا خیال ہے کہ ایک ہی مجلس میں جو اوّل وآخر نہیں، ہمارا اپنا دین چھوڑ کر آپ کا دین قبول کر لینا رائے کی کمزوری اور قلت فکر ونظر ہو گی۔ جلد بازی میں لغزش ہے اور ہم یہ ناپسند کرتے ہیں کہ جو ہمارے پیچھے ہیں ان کے خلاف عہد و پیمان کریں، ہم اور آپ لوٹیں اور غور وفکر کریں۔

پھر اس نے مثنیٰ بن حارثہ کو اس میں شریک کرنے کے لیے کہا: یہ ہمارے شیخ اور جنگی رہنما مثنیٰ ہیں۔

اس پر مثنیٰ نے جو بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے، کہا: قریشی بھائی! میں نے آپ کی بات سنی، اپنا دین چھوڑنے اور آپ کا دین قبول کرنے کے سلسلہ میں میرا وہی جواب ہے جو ہانی بن قبیصہ کا جواب ہے۔ ہم دو حدوں کے درمیان مقیم ہیں۔ ایک یمامہ اور دوسرا سمامہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں حدوں سے کیا مقصود ہے؟

اس نے کہا: سرزمین عرب اور سرزمین فارس وکسریٰ نے ہم سے یہ عہد و پیمان لے رکھا ہے کہ ہم کوئی بدعت ایجاد نہیں کریں گے اور نہ کسی بدعتی کو پناہ دیں گے اور جس بات کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں شاید یہ بادشاہوں کو گراں گذرے اور پسند نہ آئے۔ اگر عرب سے متصل علاقہ میں کوئی ایسی بات ہے تو عذر مقبول ہے اور قابل درگذر ہے اور اگر آپ عرب کے متصل علاقوں میں ہم سے مدد چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ لوگوں نے سچی بات پوری صراحت سے کہہ دی، بڑا اچھا کیا۔ اللہ کے دین کی نصرت وتائید وہی کر سکتا ہے جو ہر طرح سے اس کا ساتھ دے، تمہارا کیا خیال ہے اگر تھوڑی ہی مدت میں اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی سرزمین وملک کا وارث بنا دے اور ان کی خواتین تمہارے قبضے میں آ جائیں تو کیا تم اللہ کی تسبیح وتقدیس کرو گے؟

یہ سن کر نعمان نے کہا: الٰہی ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ [1]

دروس وعبر:

اس واقعہ میں بے شمار دروس وعبر ہیں:

ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمہ وقت آپ کی صحبت میں رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ پورے اسلام کو سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام میں آپ کو سب سے زیادہ دین کا علم عطا فرمایا تھا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کی حقیقت سیکھی اور اس کے معانی ومفاہیم کی تربیت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پائی۔ دعوت کی حقیقت اور مزاج کا

---

[1] البداية والنهاية: ٣/ ١٤٢، ١٤٣۔ ١٤٤۔ سبيل الرشاد للصالحي: ٢/ ٥٩٦، ٥٩٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احاطہ کیا اور اس کے مختلف مراحل سے آپ گذرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کیا، ربانی منہج آپ کے اندر جاگزیں ہو گیا اور اس الٰہی منہج کی روشنی میں اللہ عزوجل، حیات وکائنات کی حقیقت اور وجود کے راز کی معرفت آپ نے حاصل کی اور حیات بعد الممات، قضاء وقدر کا مفہوم، آدم وابلیس کے واقعہ کی حقیقت، حق و باطل، ہدایت وضلالت اور ایمان وکفر کے مابین کشمکش کی حقیقت کو آپ نے اچھی طرح سمجھا۔ عبادات، قیام اللیل، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن آپ کو انتہائی محبوب ہو گئیں، جس سے آپ کے اخلاق بلند ہوئے، نفس کی تطہیر اور روح کا تزکیہ عمل میں آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل کو اسلام کی دعوت پیش کر رہے تھے...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑا استفادہ کیا۔ اس رفاقت سے آپ کو یہ پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل کے سرداروں سے اسلامی دعوت کے لیے جس نصرت وتائید کا مطالبہ کر رہے تھے اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ لوگ ایسے ملکی معاہدات کے ساتھ بندھے نہ ہوں جو اسلامی دعوت سے متناقض ہوں اور وہ لوگ اس سے آزاد نہ ہو سکتے ہوں کیونکہ اس صورت حال میں اگر اسلامی دعوت ان کے تصرف میں چلی گئی تو یہ اس دعوت کے لیے مفید ہونے کے بجائے مضر ہو سکتا ہے اور ان ممالک کی طرف سے جن سے ان کا معاہدہ ہے اسلامی دعوت کو ختم کر دینے کا خطرہ ہے کیونکہ وہ ممالک اسلامی دعوت کو اپنے لیے خطرہ اور اپنے مصالح ومفادات کے لیے چیلنج محسوس کریں گے۔ ❶

مشروط یا جزوی حمایت وتائید سے مقصود حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں اگر کسریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنا چاہتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوتا تو بنوشیبان کے لوگ کسریٰ کے خلاف جنگ نہیں کر سکتے تھے اسی لیے یہ بات چیت ناکام رہی۔ ❷

مثنیٰ بن حارثہ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشروط ومحدود حمایت کی پیشکش کی تو اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ''اللہ کے دین کی نصرت وحمایت وہی کر سکتا ہے جو ہر طرح سے اس کا ساتھ دے'' یہ آپ کی دوراندیشی اور بالغ نظری پر شاہد ہے۔ ❸

بنوشیبان نے جو موقف اختیار کیا اس سے ان کی مردانگی، اخلاق حمیدہ، خصائل حسنہ کا پتہ چلتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے بالکل واضح طور سے اپنی بات پیش کی اس میں کسی طرح کا غموض نہیں رکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر حمایت کر سکتے تھے اس کو واضح کر دیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ دعوت اسلامی کو امراء وملوک ناپسند کرتے ہیں۔ تقریباً دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے جب ان کے دلوں کو نور

❶ الجهاد والقتال في السياسة الشرعية، محمد هيكل: ١/ ٤١٢.
❷ التحالف السياسي في الاسلام، منير الغضبان: ٥٣.
❸ التحالف السياسي في الاسلام، منير الغضبان: ٦٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے منور کیا تو وہ ملوک وسلاطین کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کا بطل جلیل اور جنگی قائد مثنیٰ بن حارثہ شیبانی خلافت صدیقی میں فتوحات اسلامی کے عظیم قائدین میں سے ہوا اور ان کی قوم اسلام لانے کے بعد اہل فارس سے جنگ میں سب سے بہادر ثابت ہوئی حالانکہ یہی لوگ دور جاہلیت میں اہل فارس سے ڈرتے تھے، ان سے جنگ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی حقیقت تسلیم کر لینے کے باوجود اہل فارس کے ڈر سے پیچھے ہٹ گئے کہ ان سے جنگ نہ کرنی پڑے، جس کے بارے میں وہ کبھی سوچ نہیں سکتے تھے۔ اس سے اسلام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ اس دین کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کس طرح دنیا میں مسلمانوں کو عظمت عطا فرمائی اور انہیں قیادت وسیادت سے ہمکنار فرمایا اور آخرت میں جنت کی دائمی نعمتیں تو ان کے لیے ہیں ہی۔ ❶

---

❶ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۳/ ٦٩، التربیة القیادیة: ۲/ ۲۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت مدینہ

جب قریش کی ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی اور مسلمانوں کو ستانے میں انہوں نے کوئی کسر باقی نہ رکھی، مسلمانوں کے لیے دین پر عمل پیرا رہنا ممکن نہ رہا، تو اس کے نتیجہ میں دو بار ہجرت حبشہ پیش آئی اور مسلمان دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہجرت حبشہ کے بعد پھر ہجرت مدینہ کا وقت آیا۔ دیگر صحابہ کی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا تعجل لعل الله يجعل لك صاحبا .)) [1] ''جلدی نہ کیجیے شاید اللہ تعالیٰ آپ کو میری صحبت میں ہجرت نصیب کرے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد آپ کی یہی تمنا رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ہجرت کا موقع ملے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ ہجرت بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صبح یا شام ہمارے گھر تشریف لاتے، لیکن جب ہجرت کا الٰہی حکم آیا تو آپ دوپہر میں ہمارے یہاں تشریف لائے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس وقت آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اس وقت آپ کے آنے کا مطلب ہے کہ ضرور کوئی اہم بات واقع ہوئی ہے۔ آپ گھر میں تشریف لائے، ابوبکر رضی اللہ عنہ چارپائی سے ہٹ گئے اور آپ چارپائی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت وہاں صرف میں اور میری ہمشیر اسماء تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہاں جو ہیں ان کو ذرا یہاں سے ہٹنے کو کہو۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، بات کیا ہے؟ یہاں تو صرف میری یہ دونوں بیٹیاں ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہجرت کا حکم آ گیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے آپ کی رفاقت چاہیے؟

آپ نے فرمایا: تم بھی ہمارے ہی ساتھ چلو گے۔

یہ مژدہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) آج سے پہلے مجھے یہ خبر نہ تھی کہ کوئی خوشی میں بھی روتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً دو اونٹنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج ہی کے لیے یہ دو اونٹنیاں میں نے پال رکھی تھیں۔ پھر بنو دیل بن بکر کے ایک فرد عبداللہ

[1] تاريخ الدعوة الى الاسلام: ۱۰۷ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن اریقط کو راستہ کی رہنمائی کے لیے اجرت پر رکھا جو مشرک تھا، اور یہ دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں تاکہ وقت مقررہ تک ان کی دیکھ بھال کرے۔ [1]

صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت ہجرت سے متعلق وارد ہے اس میں اہم تفاصیل آئی ہیں۔اس روایت میں یوں آیا ہے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: ہم دوپہر کی گرمی میں گھر کے اندر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: او دیکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک ڈھانکے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ وقت آپ کی آمد کا نہ تھا۔

آپ نے پہنچ کر ابوبکر سے کہا: جو لوگ یہاں ہیں ان کو ذرا یہاں سے دور کریں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ آپ ہی کے گھر والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے بھی آپ کی رفاقت چاہیے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرور۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں حاضر کیں۔

عرض کیا: ان میں سے ایک آپ کے لیے ہے، آپ لے لیجیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بشرط قیمت۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے آپ دونوں کے لیے اچھے طریقے سے سامان سفر تیار کیا اور توشہ تیار کر کے ایک تھیلے میں رکھا، اسماء نے اپنی کمر بند پھاڑ کر تھیلے کو باندھ دیا، اسی وجہ سے ان کا نام "ذات النطاقین" پڑ گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور میں پناہ گزیں ہوئے اور تین راتیں وہاں چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابوبکر جو انتہائی ذہین اور فہم و فراست کے مالک نوجوان تھے، غار میں جا کر آپ لوگوں کے ساتھ رات گذارتے اور آخری شب میں وہاں سے مکہ آجاتے گویا کہ آپ نے مکہ ہی میں لوگوں کے ساتھ رات گذاری ہے۔ دن بھر مکہ میں آپ دونوں سے متعلق جو سازشیں ہوتیں ان کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو غار میں پہنچ کر تمام خبریں پہنچا دیتے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ کچھ رات گئے بکریاں لے کر وہاں سے گذرتے اور تازہ تازہ دودھ نکال کر آپ دونوں کو پیش کرتے اور صبح سے قبل آخری شب کی تاریکی میں وہاں سے کوچ کر جاتے، تینوں رات یہی کیفیت رہی۔ بنو عبد بن عدی کی شاخ بنو دیل کے ایک شخص کو جو راستے کا ماہر تھا، اجرت پر راستہ دکھانے کے لیے طے کیا، یہ شخص آل عاص بن وائل سہمی کا پکا حلیف تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا، جب اس کے سلسلہ میں اچھی طرح اطمینان ہو گیا تو اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کیں اور تین

[1] السیرة النبویة لابن کثیر: ۲/ ۲۳۳، ۲۳٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راتوں کے بعد غار ثور کے پاس صبح سویرے آنے کو کہا۔ عامر بن فہیرہؓ بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہو لیے، اس طرح یہ چار نفری قافلہ ہجرت پر روانہ ہوا اور وہ راستہ بتانے والا آپ لوگوں کو ساحلی راستہ سے لے کر روانہ ہوا۔ ❶

جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو علی، ابوبکر اور آل ابوبکر رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی اور جب نکلنے کا وقت موعود آیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پچھلے دروازے سے نکلے ❷ تاکہ مکمل رازداری میں اس سفر کا آغاز ہو، کسی کو اطلاع نہ ہونے پائے کیونکہ قریش سے خطرہ تھا کہ وہ آپ کا پیچھا کر کے اس سفر مبارک سے آپ کو روک دیں گے۔ ❸ اور مکہ سے نکلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ❹ مکہ کے بازار ''حزورۃ'' میں کھڑے ہو کر فرمایا:

((واللّٰه انك لخير ارض اللّٰه ، واحب ارض الله ، الى اللّٰه ولو لا انى اخرجت منك ما خرجت .)) ❺

''اللہ کی قسم! اے مکہ اللہ کی سرزمین میں تو سب سے بہتر اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔''

پھر آپ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے۔

مشرکین مکہ نے آپ کا پیچھا کیا اور نقوش قدم کے سہارے جبل ثور تک پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر نقوش گڈمڈ ہو گئے، کچھ نہ سمجھ سکے، پہاڑ کے اوپر چڑھے، غار کے پاس سے گذرے، دیکھا غار کے منہ پر مکڑی کا جالا ہے، کہا: اگر اس کے اندر کوئی گیا ہوتا تو مکڑی کا جالا نہ رہتا۔ ❻

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ مَا هِيَ ﴾ (المدثر: ۳۱)

''تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

تمام اسباب کو اختیار کرنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ ان اسباب پر بھروسہ کر کے نہیں بیٹھے بلکہ اللہ رب

---

❶ البخاری: مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ ، رقم: ۳۹۰۵ .

❷ الهجرة فی القرآن الکریم: ۳۳٤ .

❸ خاتم النبیین لابی زهره: ۱/ ٦٥۹ ، السیرة النبویة لابن کثیر: ۲/ ۲۳٤ .

❹ السیرة النبویة لابن کثیر: ۲/ ۲۳۰۔ ۲۳٤ .

❺ الترمذی: المناقب ، باب فضل مکة ٥/ ۷۲۲ . علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: صحیح الترمذی: ۳۲۵ ، وصحیح ابن ماجه: ۳۱۰۹ .

❻ مسند احمد: ۱/ ۳٤۸ ، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، السلسلة الضعیفة للالبانی: ۳/ ۳٦۰۔ ۳٦٤ (۱۱۲۹) مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العالمین پر مکمل بھروسہ رکھا اور نصرت وتائید کی پوری امید اللہ ہی سے وابستہ رکھی اور اللہ کی سکھائی ہوئی یہ دعا برابر پڑھتے رہے: ❶

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾﴾ (الاسراء: ۸۰)

''اور یہ دعا کیا کریں کہ اے میرے پروردگار! مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال، اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرما دے۔''

اس آیت کریمہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا سکھائی ہے تاکہ آپ خود یہ دعا کریں اور آپ کی امت یہ سیکھے کہ وہ کس طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور کس طرح اس کی طرف متوجہ ہو۔

آغاز وانجام کی سچائی سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پورا سفر آغاز واختتام، اوّل وآخر اور درمیان سب سچائی کے ساتھ انجام پذیر ہو، اس موقع پر سچائی کی اس حیثیت سے بڑی قیمت واہمیت ہے کہ مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام سے پھیر کر اللہ پر افتراء پردازی پر ابھارنا چاہتے تھے، اس کے لیے وہ ہر ممکن کوشش کر رہے تھے اور اسی طرح سچائی کے آثار ونتائج بے بہا ہیں، مثلاً ثبات، اطمینان، نظافت، اخلاص۔ ﴿وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا﴾ ''اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ وامداد مقرر فرما دے'' تاکہ میں اس کے ذریعے سے حکومت وسلطنت اور مشرکین کی قوت پر غالب آ جاؤں۔ اور ﴿مِنْ لَّدُنْكَ﴾ (اپنے پاس سے) کا کلمہ اللہ سے قرب واتصال اور اس سے استمداد والتجا کی صحیح تصویر کشی کرتا ہے۔

صاحب دعوت وعزیمت کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور سے غلبہ وقوت طلب کرے، یا اس کے سوا کسی اور کے غلبہ وقوت سے خوفزدہ ہو۔ اور اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی ایسے حاکم یا صاحب جاہ ومرتبت کا سہارا لے کر نصرت ومدد حاصل کرے جو اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اسلامی دعوت کی تو یہ شان ہے کہ وہ امراء وسلاطین کے دلوں کو فتح کرتی ہے اور وہ لوگ اس کے خادم ولشکر بن کر کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ لیکن اگر دعوت امراء وسلاطین کی تابع بن جائے تو اس سے اس کو کوئی کامیابی نہیں مل سکتی۔ اسلامی دعوت تو اللہ تعالیٰ کا امر ہے، وہ امراء وسلاطین اور جاہ وحشمت والوں سے کہیں زیادہ ارفع واعلیٰ ہے۔ ❷

جس وقت مشرکین نے غار کو گھیر لیا اور پورا غار ان کی نگاہوں کے سامنے آ گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطمینان دلایا اور اللہ کی معیت کا مژدہ سنایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف نگاہ ڈالی تو ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ما ظنك یا ابابكر باثنین الله ثالثهما)) ''اے ابوبکر ان دونوں کے بارے

❶ الهجرة النبوية المباركة: ۷۲.
❷ في ظلال القرآن: ٤/ ٢٢٤٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہو۔'' ❶

اللہ رب العالمین نے اس واقعہ کی تصویر کشی اس آیت کریمہ میں کی ہے:

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾ (التوبة: ٤٠)

''اگر تم اس (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی، اس وقت جب کہ انہیں کافروں نے (دیس) سے نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا، جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند وعزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔''

جب آپ کی تلاش میں مشرکین کی نقل وحرکت میں کمی آ گئی اور وہ آپ کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں مایوس وناامید ہو گئے تو غار میں تین راتیں گذارنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار سے باہر نکلے۔ اس سے قبل ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سفر ہجرت کے لیے بنو دیل کے عبداللہ بن اریقط نامی شخص کو راستہ کی رہنمائی کے لیے پہلے طے کر لیا گیا تھا اگرچہ وہ مشرک تھا لیکن اس پر مکمل اطمینان ہو جانے کے بعد سواریاں اس کے حوالہ کر دی گئی تھیں اور اس سے یہ بات طے پائی تھی کہ وہ تین راتوں کے بعد ان سواریوں کو لے کر وہاں حاضر ہوگا۔ وعدہ کے مطابق وہ وقت مقررہ پر وہاں پہنچا اور آپ دونوں کو لے کر عام راستے سے ہٹ کر غیر معروف ومعہود راستہ سے چلا، تا کہ پیچھا کرنے والے کفار ومشرکین کو سراغ نہ مل سکے۔ ❷

سفر ہجرت میں آپ کا گذر وادی قدید ❸ میں ام معبد عاتکہ بنت خالد الخزاعیہ کے خیمہ کے پاس سے ہوا، ان کے بھائی حبیش بن خالد الخزاعی نے ان کا واقعہ بیان کیا ہے، سیرت نگاروں نے اپنی تصانیف میں اس کو جگہ دی ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس قصہ سے متعلق فرماتے ہیں: ''یہ قصہ مشہور ہے اور مختلف طرق سے مروی ہے جس سے اس کو تقویت مل جاتی ہے۔'' ❹

---

❶ البخاري: فضائل الصحابة، باب مناقب المهاجرين ٣٦٥٣، مسلم: ٥٣٨١.

❷ المستفاد من قصص القرآن: زيدان، ٢/ ١٠١.

❸ وادی قدید موجودہ سڑک سے تقریباً ۸ کلومیٹر پر واقع ہے، اسی وادی میں بنوخزاعہ آباد تھے۔

❹ البداية والنهاية: ٣/ ١٨٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش نے مکہ میں یہ عام اعلان کر رکھا تھا کہ جو بھی نبی کریم ﷺ کو زندہ یا مردہ لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ یہ خبر مکہ کے قرب وجوار میں آباد قبائل عرب میں بھی پھیل چکی تھی۔ سراقہ بن مالک بن جعشم کو یہ انعام حاصل کرنے کا شوق دامن گیر ہوا، اس نے یہ انعام حاصل کرنے کی پوری کوشش کی، لیکن اللہ رب العزت کی قدرت پر کون غالب آ سکتا ہے، اللہ کا کچھ ایسا کرنا ہوا کہ نکلے تو تھے گرفتار کرنے کے لیے لیکن آپ کی طرف سے دفاع کرنے والا بن کر لوٹے۔ ❶

جب مسلمانان مدینہ کو مکہ سے نبی کریم ﷺ کے کوچ کرنے کی خبر ملی تو بے حد خوش ہوئے اور آپ کے انتظار میں روزانہ صبح مدینہ سے باہر نکلتے اور دوپہر تک انتظار کرتے، جب گرمی کی شدت بڑھ جاتی تو واپس ہو جاتے، ایک دن جب انتظار کر کے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے تو ایک یہودی اپنے مکان پر کسی کام سے چڑھا۔ اس کی نگاہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے رفقاء پر پڑی جو نہایت سفید اور صاف وشفاف لباس میں ملبوس تھے۔

یہودی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور بلند آواز سے پکارا: عرب کے لوگو! یہ تمہارا نصیب آ پہنچا ہے جس کا تمہیں انتظار تھا۔ یہ آواز سن کر مسلمان اسلحے لے کر استقبال میں نکل پڑے اور حرہ کے پیچھے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، آپ ﷺ ان کے ساتھ دائیں جانب مڑے اور قبا میں بنو عوف کے پاس نزول فرمایا۔ یہ دوشنبہ ❷ کا دن اور ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ ❸ جب آپ ﷺ پر دھوپ پڑنے لگی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ پر اپنی چادر سے سایہ کیا، تب آنے والوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا، ورنہ بہت سے لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی رسول اللہ سمجھ رہے تھے۔ ❹

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہنچنے کا دن خوشی ومسرت کا دن تھا، ایسا دن مدینہ پر نہیں آیا تھا۔ لوگوں نے عید کی طرح اچھے اور خوبصورت کپڑے زیب تن کیے، اور حقیقت میں یہ عید ہی کا دن تھا کیونکہ آج کے دن اسلام مکہ کے تنگ دائرہ سے نکل کر بابرکت سرزمین مدینہ کے وسیع میدان میں داخل ہوا اور پھر وہاں سے پوری روئے زمین میں پھیلا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل مدینہ کو جس شرف ومنزلت سے نوازا اور جو فضیلت ان کو بخشی اس کا انہیں بخوبی احساس تھا۔ ان کا شہر رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے پناہ گاہ قرار پایا، اور پھر نصرت اسلام کا مرکز بنا۔ اسی طرح تمام خصائص وعناصر کے ساتھ اسلامی نظام کا مرکز قرار پایا، اسی لیے مدینہ والے آپ ﷺ کی آمد پر خوشی ومسرت کے ساتھ ((اللہ اکبر جاء رسول اللہ، اللہ اکبر جاء

❶ السيرة النبوية للصلابي ۱/ ۵۴۳.

❷ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: دوشنبہ کا دن ہونا ہی صحیح ہے، جمعہ کہنا شاذ ہے۔ الفتح: ۴/ ۵۴۴.

❸ الهجرة في القرآن الكريم: ۳۵۱، البخاري: مناقب الانصار، باب الهجرة ۳۹۰۶.

❹ الهجرة في القرآن الكريم: ۳۵۲، البخاري: مناقب الانصار، باب الهجرة ۳۹۰۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد)) کا نعرہ لگاتے ہوئے آپ کے استقبال میں نکل پڑے۔ ❶

اس عظیم استقبال کے بعد، جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں دیکھی گئی، رسول اللہ ﷺ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام پذیر ہوئے، ❷ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خارجہ بن زید الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔

مختلف چیلنجوں اور مشکلات کا سفر شروع ہوا لیکن رسول اللہ ﷺ ان تمام پر غالب آئے اور امت اسلامیہ اور اسلامی حکومت کو روشن مستقبل میں پہنچایا، جس نے روم وفارس کی عظیم سپر طاقتوں پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد ایمان وتقویٰ اور عدل واحسان کی بنیاد پر تابناک انسانی تہذیب وتمدن کو وجود بخشا۔ ❸ ابوبکر رضی اللہ عنہ آغاز دعوت سے لے کر آپ ﷺ کی وفات تک آپ کا دایاں بازو رہے۔ آپ پوری خاموشی اور گہرائی سے سرچشمہ نبوت سے ایمان وحکمت، یقین وعزیمت اور تقویٰ واخلاص کے گہر چن رہے تھے۔ اس صحبت ورفاقت کے نتیجہ میں صلاح وصدیقیت، ذکر وبیداری، محبت وصفا، عزیمت ومنصوبہ بندی، اخلاص وفہم کے ثمرات سے آپ کا دامن بھر گیا اور سقیفہ بنو ساعدہ، لشکر اسامہ کی روانگی اور فتنہ ارتداد کا قلع قمع کرنے کے سلسلہ میں قابل داد موقف نمایاں ہوا اور آپ نے فساد کے بعد اصلاح، تخریب کے بعد تعمیر، تفریق کے بعد جمع اور انحراف کے بعد تقویم کا عظیم کارنامہ انجام دیا۔ ❹

دروس وعبر:

رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہجرت کے واقعہ میں مختلف دروس وعبر اور فوائد ہیں:

اوّلاً: ارشاد ربانی ہے:

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾﴾ (التوبة: ٤٠)

"اگر تم ان نبی (ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جب کہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے، جب یہ اپنے "ساتھی" سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس

❶ الهجرة فی القرآن الکریم: ۳۵۲، البداية والنهاية: ۳/ ۱۹۷. ❷ الهجرة فی القرآن الکریم: ۳۵۴.
❸ الهجرة فی القرآن الکریم: ۳۵۵.
❹ فی التاریخ الاسلامی: شوقی ابوخلیل، ۲۲۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنھیں تم نے دیکھا ہی نہیں۔ اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز اللہ کا کلمہ ہی ہے۔ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔''

اس آیت کریمہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت سات (۷) طریقوں سے ثابت ہوتی ہے:

✿ کفار نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نکلنے پر مجبور کیا:

کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا، جس کا لازمی تقاضا ہے کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا اور یہی حقیقت ہے۔

جس وقت کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا اور اللہ کی مدد شامل حال ہوئی اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، آپ دو میں سے دوسرے تھے اور اللہ تعالیٰ تیسرا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ جن مقامات پر دیگر صحابہ آپ کے ساتھ نہ ہوتے وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرور آپ کے ساتھ ہوتے، جیسے سفر ہجرت میں، بدر کے دن سائبان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی آپ کے ساتھ تھے۔ اسی طرح قبائل عرب کی طرف دعوت کے لیے آپ نکلتے تو اکابر صحابہ میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہوتے۔ صحبت و رفاقت کی یہ خصوصیت باتفاق علمائے سیرت آپ ہی کو حاصل تھی۔

✿ آپ ہی یار غار ہیں:

یار غار ہونے کی فضیلت نص قرآنی سے ثابت ہے۔ بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم غار میں تھے، ہم نے مشرکین کے قدموں کو اپنے سروں کے اوپر دیکھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کو دیکھا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یا ابابکر ما ظنك باثنين الله ثالثهما)) [1]

''اے ابوبکر! ان دونوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو؟''

یہ حدیث متفق علیہ ہے اور اس کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اس کے مفہوم پر قرآن کی دلالت موجود ہے۔ [2]

✿ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب مطلق (ہمہ وقتی ساتھی) ہیں:

ارشاد ربانی ہے:

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ﴾

''جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے۔''

[1] البخاري: فضائل الصحابة، ۳۶۵۳، مسلم: ۱۸۵٤.
[2] منهاج السنة: ٤/ ۲٤۰، ۲٤۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی صحبت و رفاقت صرف غار کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آپ کو رفاقت مطلقہ حاصل تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں کارہائے نمایاں انجام دیے، جس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں لہٰذا کامل صحبت و رفاقت آپ ہی کے لیے خاص ہے۔ سیرت کے ماہرین کا اس میں کوئی اختلاف نہیں، اسی لیے علماء نے کہا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں وہ خصائص ہیں جن میں دوسرا کوئی آپ کا شریک نہیں۔ ❶

نبی کریم ﷺ پر بڑے مہربان اور مشفق تھے:

رسول اللہ کا یہ فرمان ﴿لَا تَحْزَنْ﴾ ''غم نہ کرو'' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ پر بڑے مہربان اور آپ کو چاہنے والے، آپ کی نصرت و تائید میں فکر مند رہنے والے تھے، اسی لیے ان کو غم لاحق ہوا۔ انسان جب اپنے محبوب پر خوف کھاتا ہے تو غمگین ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے سلسلہ میں خوفزدہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں کفار آپ کو قتل نہ کر دیں اور پھر اسلام کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔ اسی لیے سفر ہجرت میں کبھی آپ کے آگے کبھی پیچھے چلتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کی وجہ ان سے دریافت کی تو بتلایا: جب آپ کی گھات میں بیٹھنے کا خیال آتا ہے کہ کہیں دشمن سامنے سے حملہ آور نہ ہو جائے تو سامنے آ جاتا ہوں اور جب آپ کی تلاش میں نکلنے کا خیال آتا ہے کہ کہیں دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائے تو پیچھے ہو جاتا ہوں۔ ❷

فضائل صحابہ میں امام احمد رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ ﷺ کے پیچھے اور کبھی آگے چلتے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: یا رسول اللہ! جب آپ کے سامنے سے دشمن کے آنے کا خوف محسوس کرتا ہوں تو آپ کے آگے آ جاتا ہوں۔ جب غار میں پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ٹھہریں پہلے میں غار صاف کر دوں.......... جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا غار میں ایک سوراخ ہے تو اس پر اپنا قدم رکھ کر بند کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہوسکتا ہے اس میں سانپ و بچھو ہوں، وہ مجھی کو ڈنک ماریں آپ اس سے محفوظ رہیں۔ ❸ آپ کو نبی ﷺ کی تکلیف گوارا نہ تھی بلکہ آپ یہ گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ آپ کے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا جائے، آپ جان و مال اور اہل و عیال سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی خاطر قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور یہ تو ہر مومن کا فریضہ ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس میں سب سے آگے تھے۔ ❹

✿ اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ ''یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے'' کا ارشاد اس بات کی صریح دلیل ہے کہ آپ کو بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس معیت کا شرف حاصل تھا جس میں مخلوق میں سے کوئی آپ کا شریک نہیں، یہ آپ

---

❶ منهاج السنة: ٤/ ٢٤٥-٢٥٢.
❷ ابوبكر الصديق: افضل الصحابة واحقهم بالخلافة ٤٣.
❸ منهاج السنة: ٤/ ٢٦٢-٢٦٣.
❹ منهاج السنة: ٤/ ٢٦٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کا نصیب تھا......... یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کی نصرت وتائید اور دشمن کے مقابلہ میں تعاون ومدد ان کے شامل حال رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ ابوبکر! اللہ ہماری بھی مدد کرے گا اور تمہاری بھی، ہم پر دشمن غالب نہیں آئیں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾﴾

(غافر: ٥١)

''یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔''

یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے انتہائی درجہ کی مدح وتعریف ہے کیونکہ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اس ایمان کی شہادت دی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے لیے الٰہی نصرت وتائید کا متقاضی ہے حالانکہ ان حالات میں اگر نصرت الٰہی شامل حال نہ ہو تو عام طور سے لوگ ناکام ہو جاتے ہیں۔ ❶

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اس آیت کریمہ میں معیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ سے جو ربانی معیت مستفاد ہوتی ہے وہ اس معیت سے اعلیٰ وارفع ہے جو اہل تقویٰ واحسان کو حاصل ہوتی ہے، جو اس قول الٰہی میں مذکور ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ﴾ (النحل: ١٢٨) ''یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔'' کیونکہ ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ میں جس معیت کا ذکر ہے وہ کسی صفت وفعل کے ساتھ مقید نہیں جیسا کہ یہاں تقویٰ واحسان کی صفت سے مقید ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات کے ساتھ مطلق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے اور اس معیت کی تائید آیات ومعجزات اور خوارق عادات سے کی گئی ہے۔'' ❷

❁ سکینت ونصرت کے نزول کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق رہے:

ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ (التوبة: ٤٠)

''پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں۔''

جب خوف کی حالت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہے تو بدرجہ اولیٰ نصرت وتائید کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہے، اس لیے دلالت کلام اور دلالت حال کی وجہ سے اس حالت میں

❶ منهاج السنة: ٤/ ٢٤٢-٢٤٣.
❷ المستفاد من قصص القرآن: ٢/ ١٠٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفاقت کے ذکر کرنے کی ضرورت نہ رہی اور جب یہ بات واضح ہے کہ آپ اس حال میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو جو نصرت وتائید اور سکینت کا نزول رسول اللہ ﷺ پر ہوا اس میں دوسروں کی بہ نسبت سب سے بڑا حصہ آپ کو نصیب ہوا۔ یہ قرآن کی بلاغت اور حسن بیان میں سے ہے۔ ❶

ثانیاً: منصوبہ بندی اور اسباب کو اختیار کرنے میں رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبرؓ کی فقاہت:

جو بھی واقعہ ہجرت میں غور کرے گا اس کے سامنے یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ سفر ہجرت میں ابتدا سے لے کر اختتام تک بڑی دقیق منصوبہ بندی کی گئی تھی اور اسباب کو اختیار کرنے میں بڑی دقت نظر سے کام لیا گیا تھا اور وحی کی روشنی میں منصوبہ بندی وتخطیط رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں قائم تھی اور یہ سنت نبوی اور تکلیف الٰہی کا ایک جز ہے، جس کا مسلمان مکلّف ہے اور وہ لوگ بڑی غلطی کا شکار ہیں جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ منصوبہ بندی اور تخطیط سنت نبوی نہیں، ایسے لوگ امت اور اپنے لیے وبال جان ہیں۔ ❷

ہجرت نبوی کے وقت:

ہجرت نبوی کے وقت ہم تنفیذ سے متعلق مندرجہ ذیل امور ملاحظہ کرتے ہیں:

ہجرت کے لیے انتہائی منظم منصوبہ بندی کی گئی۔ تمام صعوبتوں اور رکاوٹوں کے باوجود یہ سفر کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ ہجرت کے ہر پہلو پر مکمل غور وفکر اور تیاری کی گئی۔ مثلاً

۱۔ نبی کریم ﷺ سخت دھوپ اور گرمی کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، جس وقت عام طور سے لوگ گھروں سے نہیں نکلتے تاکہ کوئی آپ کو دیکھ نہ سکے۔

۲۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے ہوئے چہرہ مبارک پر کپڑا لٹکا لیا تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں کہ کون جا رہا ہے۔ ❸

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہاں ہر موجود لوگوں کو دور کر دیں اور جب گفتگو فرمائی تو صرف ہجرت کی بات کی، مکان وجہت کی تعیین نہیں فرمائی۔

۴۔ نکلنے کے لیے رات کے وقت کا انتخاب کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پچھواڑے سے نکلے۔ ❹

۵۔ احتیاط کی انتہا ہوگئی، بایں طور کہ غیر معروف راستہ اختیار کیا گیا اور صحرائی راستوں کے ماہر کی خدمات حاصل کی گئی۔ اگرچہ یہ شخص مشرک تھا لیکن قابل اعتماد اور اچھے اخلاق کا مالک تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے تھے، کسے باشد۔ ❺

---

❶ منهاج السنة: ٤/ ٢٧٢.
❷ الأساس فی السنة: سعيد حوى ٣٥٧٨.
❸ السيرة النبوية قراء ة لجوانب الحذر والحيطة: ١٤١، البخاري: مناقب الانصار، باب هجرة النبي ﷺ ٣٩٠٦.
❹ معين السيرة للشامي: ١٤٧.
❺ الهجرة فی القرآن الكريم: ٣٦١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبدالکریم زیدان نے بیان کیا ہے کہ اصل قاعدہ واصول یہ ہے کہ امور عام میں غیر مسلم سے مدد نہ لی جائے لیکن اس اصول میں کچھ استثناءات متعین شروط کے ساتھ حاصل ہیں، وہ یہ کہ:

۱۔ اس استعانت سے مصلحت متحقق یا راجح ہو۔

۲۔ اس استعانت سے دعوت اسلامی اور اس کے معانی کو نقصان نہ پہنچے۔

۳۔ جس سے مدد لی جا رہی ہے اس پر کامل اعتماد ہو۔

۴۔ مسلمانوں کے اندر اس سے کوئی شبہ نہ پیدا ہو۔

۵۔ اس استعانت کی حقیقی معنی میں ضرورت ہو۔

اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو غیر مسلم سے استعانت جائز نہیں۔ [1]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو اسلام کی دعوت دی اور اللہ کے فضل وکرم سے اس سلسلہ میں آپ کو بڑی کامیابی ملی اور اپنے خاندان کو اسلام کی خدمت اور ہجرت کو کامیاب بنانے میں لگا دیا۔ چنانچہ ہجرت کے منصوبہ کی عملی تنفیذ کے لیے اپنی اولاد کے درمیان مختلف اہم ڈیوٹیاں تقسیم کیں:

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کا کردار:

انہوں نے دشمن کی نقل وحرکت کے انکشاف اور سچی مخبری کا کردار ادا کیا۔ آپ کے والد نے آپ کو محبت دین اور اس کی نصرت وتائید، پوری بصیرت، روشن ذہانت اور کامل فطانت کے ساتھ کرنے کی تربیت دی تھی، اس سے تربیت کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہتمام کامل کا پتہ چلتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے ہجرت سے متعلق جو ڈیوٹی لگائی تھی اس کو بہترین طریقے سے انجام دیا۔ بایں طور کہ مکہ والوں کی مختلف مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہوتے، ان کی باتوں کو غور سے سنتے اور شام کو غار میں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد کو ان تمام باتوں سے مطلع کرتے جو مکہ والوں کے ذہنوں میں گردش کرتی تھیں اور جن کی تدبیر میں وہ لگے ہوتے تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری اس خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کی کہ کسی کو آپ پر ذرا بھی شک نہ ہوا۔ غار کے پاس پہرا دیتے ہوئے رات گذارتے اور جب صبح قریب ہوتی تو مکہ پہنچ جاتے۔ کوئی اس کو محسوس نہ کر سکا۔ [2]

عائشہ واسماء رضی اللہ عنہما کا کردار:

صحیح تربیت کے نتیجے میں ان دونوں کا عظیم کردار سامنے آیا، بایں طور کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کی رات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، تو دونوں نے کھانا تیار کیا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ((فجہزناھما)) ہم نے آپ دونوں یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے توشہ تیار کیا اور اس کو تھیلے میں رکھا اور اسماء نے اپنا

[1] المستفاد من قصص القرآن: ۲/ ۱٤٤، ۱٤٥.
[2] السیرۃ الحلبیۃ ۲/ ۲۱۳، البدایۃ والنہایۃ: ۳/ ۱۸۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمر بند پھاڑ کر اس کو باندھا، جس کی وجہ سے ان کا ذات النطاقین نام پڑ گیا۔ ❶

مسلمانوں کے راز کو چھپانے اور اس راہ میں تکلیف اٹھانے میں اسماء رضی اللہ عنہا کا کردار:

اسماء رضی اللہ عنہا نے دین کی فہم و بصیرت رکھنے والی اور اسلامی دعوت کے اسرار کی محافظ مسلمان خاتون کا کردار اجاگر کیا جو مشکلات و اذیت کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسماء رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت پر نکل گئے تو قریش کے کچھ لوگ میرے پاس آئے جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا۔ یہ لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے، میں باہر نکلی، انہوں نے مجھ سے دریافت کیا: تمہارا باپ کدھر گیا؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم مجھے پتہ نہیں کہ میرے والد کہاں ہیں۔ ابوجہل جو خبیث اور گندہ آدمی تھا اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے رخسار پر ایسا طمانچہ رسید کیا کہ میرے کان کی بالی گر گئی اور پھر وہ لوگ واپس ہو گئے............ ❷

یہاں نسلاً بعد نسل آنے والی خواتین اسلام کو اسماء رضی اللہ عنہا یہ سبق سکھا رہی ہیں کہ وہ اعدائے اسلام سے مسلمانوں کے اسرار کو کس طرح مخفی رکھیں اور ظلم وطغیان کے مقابلہ میں کس طرح پہاڑ بن کر کھڑی ہوں۔

گھر کے اندر امن و اطمینان پیدا کرنے میں اسماء رضی اللہ عنہا کا کردار:

ابوبکر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہجرت پر روانہ ہوئے تو جو کچھ راس المال آپ کا تھا اپنے ساتھ لے چلے جو تقریباً پانچ یا چھ ہزار درہم تھا۔ آپ کے والد ابوقحافہ کو جن کی بینائی جا چکی تھی بچوں کی فکر دامن گیر ہوئی، اطمینان خاطر کے لیے بیٹے کے گھر تشریف لائے، بچوں سے کہا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ تمہارا باپ اپنا مال ومتاع ساتھ لے گیا اور تمہیں پریشانی میں ڈال گیا؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کچھ پتھر اکٹھے کر کے عرض کیا: ابا جان! بات ایسی نہیں ہے، آپ اس مال پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں، ہاتھ رکھا تو اطمینان کا سانس لیا اور کہا: کوئی بات نہیں، یہ چھوڑ گیا تو بہت اچھا کیا، تمہارے لیے یہ کافی ہوگا۔ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم حقیقت یہ تھی کہ والد صاحب نے کچھ نہیں چھوڑا تھا، میں نے تو اس طرح کر کے بوڑھے دادا کو تسلی دینی چاہی تھی۔ ❸

اس ذہانت اور حکمت عملی کے ذریعے سے اپنے والد کی پردہ پوشی کی اور اپنے اندھے دادا کو تسلی دی، اور یہ کوئی کذب بیانی نہ تھی، والد محترم نے حقیقت میں ان پتھروں کو چھوڑا تھا جس کا ڈھیر بنا کر اسماء رضی اللہ عنہا نے بوڑھے دادا کو اطمینان دلایا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صرف یہی پتھر نہیں بلکہ سب سے بڑی دولت ایمان باللہ کی دولت ان کے لیے چھوڑی تھی جس میں نہ پہاڑ تزلزل پیدا کر سکتے ہیں اور نہ تیز و تند آندھیاں حرکت دے سکتی ہیں اور وہ مال کی قلت و کثرت سے متاثر نہیں ہوا کرتا ہے۔ یقین و توکل کا وارث بنایا تھا جس کی کوئی حد نہیں۔ ان کے اندر بلند ہمت اور حوصلہ پروان چڑھایا تھا، جو بلندیوں کے طالب ہوتے ہیں پستیوں کو جھانکتے بھی نہیں۔ اس طرح

---

❶ البداية والنهاية: ۳/ ۱۸۲۔ ❷ الهجرة النبوية المباركة: ۱۲۶۔

❸ السيرة النبوية لابن هشام: ۲/ ۱۰۲ اس کی سند صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلم خاندان کی نادر الوجود مثال قائم کی۔

اپنے اس موقف کے ذریعے سے اسماء رضی اللہ عنہا نے مسلم خواتین اور بچیوں کے لیے ایسی مثال قائم کی جس کی اقتدا کی انہیں شدید ضرورت ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ مکہ میں رہیں، نہ کسی تنگی کی شکایت اور نہ کسی ضرورت کا اظہار کرتیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور اپنے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہما کو دو اونٹنیاں اور پانچ سو درہم دے کر مکہ روانہ کیا تاکہ آپ کے اہل وعیال کو مدینہ لے آئیں۔ چنانچہ فاطمہ، ام کلثوم، ام المومنین سودہ بنت زمعہ، اسامہ بن زید اور ان کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہن کو لے کر دونوں مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور انھی دونوں کے ساتھ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما آل ابوبکر کو لے کر مدینہ پہنچے۔ [1]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا کردار:

عام طور سے اکثر لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خادموں کی پروا نہیں کرتے، ان کے امور کا اہتمام نہیں ہوتا ہے لیکن اللہ والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ جس سے بھی ملتے ہیں اس کی ہدایت کی فکر ان کو دامن گیر ہوتی ہے اور اس کی خاطر پوری کوشش صرف کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو علم وادب سکھایا اور ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ اسلام اور خدمت دین کی خاطر قربان ہونے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے سلسلہ میں ان کے لیے اہم کردار و ذمہ داری متعین فرمائی، وہ مکہ کے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چراتے، کسی چیز کی طرف التفات نہ کرتے، جب شام ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریاں لے کر غار کے پاس پہنچتے اور دودھ پیش کرتے، پھر عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما صبح کے وقت غار سے واپس ہوتے، اپنی بکریاں لے کر ان کے پیچھے نکلتے تاکہ ان کے قدموں کے آثار مٹ جائیں۔ سفر ہجرت کو کامیاب بنانے میں انتہائی ذہانت اور فطانت کو کام لانے کا اس سے پتہ چلتا ہے۔ [2]

یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے امت کو اہم سبق ملتا ہے تاکہ وہ اپنے ان خادموں کا اہتمام کریں جنہیں مشرق و مغرب سے لاتے ہیں اور ان کے ساتھ انسانوں جیسا معاملہ کریں، پھر انہیں اسلام کی تعلیم دیں، امید کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے دین کے حاملین تیار کرے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے اپنے خاندان کو تیار کیا، اس سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ آپ نے تمام امور کی تدابیر انتہائی دقیق اور نرالے انداز میں کی تھی، انتہائی حکیمانہ اسلوب میں احوال وظروف کے مطابق احتیاط کو ملحوظ رکھا تھا، ہر شخص کو اس کے موزوں ومناسب مقام پر رکھا تھا۔ خطرات کے تمام دروازوں کو بند کر دیا تھا اور اتنے ہی اشخاص پر اکتفا کیا جن کی ضرورت تھی۔

---

[1] تاریخ الطبری: ۲/ ۱۰۰؛ الھجرۃ النبویۃ المبارکۃ، ص: ۱۲۸.

[2] تاریخ الدعوۃ فی عھد الخلفاء الراشدین: ۱۱۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی استطاعت وطاقت بھر معقول اسباب کو اختیار کیا...... اور پھر اللہ کی کرم نوازیاں شامل حال ہوئیں۔ ❶

اسباب کو اختیار کرنا امر ضروری اور واجب ہے لیکن اس سے ہمیشہ نتائج کا حصول لازم نہیں کیونکہ نتائج کا تعلق اللہ رب العالمین کے امر اور مشیت سے ہے، اس لیے توکل انتہائی ضروری ہے اور یہ اسباب کی تکمیل میں داخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اسباب ووسائل کو اختیار کیا لیکن پھر بھی اسی وقت اللہ سے دعا جاری رکھی کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے، پھر دعا قبول ہوئی اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ ❷

ثالثاً: فن سپاہ گری میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ مہارت اور خوشی ومسرت سے رونا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اثر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فن سپاہ گری میں نمایاں ہے، چنانچہ جس وقت انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی معیت کی بشارت سناتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جلدی مت کرو، اللہ تمہیں ساتھی عطا کرے گا۔'' اسی وقت سے ہجرت کی تیاری اور منصوبہ بندی میں لگ گئے، دو اونٹنیاں خرید کر اسی وقت سے اپنے گھر میں پالنی شروع کر دیں۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ ''چار ماہ تک ببول کے پتے کھلا کھلا کر ان دونوں کو پالا'' آپ کی تربیت ہی قیادت کے لیے ہوئی تھی، آپ نے اپنی دوررس نگاہ سے اس بات کا اندازہ کر لیا تھا کہ ہجرت دشوار گذار اور اچانک پیش آئے گی اس لیے اس کے لیے وسائل واسباب تیار کیے، اپنے خاندان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے مسخر کر دیا اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ہجرت کی خوشخبری سنائی تو خوشی ومسرت سے رونے لگے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آج سے قبل مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ کوئی خوشی ومسرت میں بھی روتا ہے۔ یہ انسانی خوشی کی انتہا ہے کہ خوشی رونے میں تبدیل ہو جائے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ورد الكتاب من الحبيب بانه
سيزورني فاستعبرت أجفاني

''محبوب کا نامہ آیا کہ وہ عنقریب میری زیارت کو آئے گا، یہ مژدہ سن کر میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔''

غلب السرور علَيَّ حتى انني
مِنْ فَرْط ما قد سرَّني أبكاني

''خوشی ومسرت کا مجھ پر اس قدر غلبہ ہوا کہ فرط مسرت میں رو پڑا۔''

---

❶ اضواء علي الهجرة: توفيق محمد ٣٩٣، ٣٩٧.

❷ معين السيرة: ١٤٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يا عين صار الدَّمعُ عندكِ عادةً

تبكين مِنْ فرح ومن أحزان

''اے آنکھ! آنسو بہانا تیری عادت ہے، خوشی وغم دونوں سے روتی ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اس صحبت کا مطلب ہے کہ وہ تنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں کم از کم تیرہ دن تک رہیں گے اور اپنی زندگی کو اپنے قائد و رہنما اور آقا محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیش کریں گے، وجود میں اس سے بڑھ کر اور کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ اور روئے زمین کے تمام لوگوں کے مقابلہ میں تنہا اس مدت کے اندر سید خلق صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت سے مشرف ہوں۔ ❶

حب فی اللہ کا مفہوم اس وقت عیاں ہوتا ہے جب غار کے اندر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں مشرکین انہیں دیکھ نہ لیں، یہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دعوت اسلامی کے سچے سپاہی کے لیے مثال قائم کی ہے کہ جب قائد و رہنما خطرات سے گھر جائے تو کس طرح اس کی زندگی کی فکر اور خوف دامن گیر ہونا چاہیے۔ اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی موت کی فکر نہ تھی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اسلام کے مستقبل کی فکر دامن گیر تھی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں کفار کی گرفت میں آ گئے تو پھر کیا ہوگا؟ اگر ان کو اپنی فکر ہوتی تو کبھی پر خطر سفر ہجرت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار نہ کرتے، کیونکہ ان کو بخوبی معلوم تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گرفتار کیے گئے تو اس کی سزا کم از کم قتل ہے۔ ❷

واقعہ ہجرت میں مختلف مواقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امن وحفاظت سے متعلق شعور اجاگر ہوتا ہے۔ مثلاً جب آپ سے سوال کیا گیا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: یہ رہنما ہیں، ہمیں راستہ دکھاتے ہیں۔ سوال کرنے والے نے تو یہ سمجھا کہ راستہ کی رہنمائی کرتے ہیں لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقصود عام راستہ کی رہنمائی نہیں بلکہ راہ حق کی رہنمائی تھی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کذب بیانی اور حرج سے بچنے کے لیے تعرض وتوریہ کا استعمال انتہائی خوش اسلوبی سے کرتے تھے۔ ❸ یہاں سائل کے جواب میں توریہ اختیار کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امن وحفاظت سے متعلق تربیت کو نافذ کیا ہے، کیونکہ ہجرت بڑے رازدارانہ طریقے سے عمل میں آئی، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انہیں ٹوکا نہیں۔ ❹

رابعاً: روحانی قیادت اور نفوس کے ساتھ تعامل کا فن:

سفر ہجرت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گہری محبت عیاں ہوتی ہے۔ اسی طرح تمام صحابہ کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں نمایاں ہے۔ یہ ربانی محبت دل کی گہرائیوں سے ابھری تھی اور

❶ التربية القيادية: ٢/ ١٩١، ١٩٢.
❷ السيرة النبويه دروس وعبر للسباعي: ٧١.
❸ الهجرة النبوية المباركة: ٢٠٤.
❹ السيرة النبوية دروس وعبر للسباعي. ٦٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاص پر مبنی تھی، یہ منافقانہ محبت نہ تھی، اس کے پیچھے دنیوی مصلحت یا نفع کی خواہش اور نقصان کا خوف کارفرما نہ تھا۔ اس محبت کا سبب رسول اللہ ﷺ کی مبنی بر حکمت قائدانہ صفات تھیں، آپ لوگوں کو سلانے کے لیے بیدار رہتے، ان کی راحت کے لیے تھکتے اور ان کی آسودگی کے لیے بھوکے رہتے۔ ان کی خوشی میں خوش ہوتے اور ان کے غم میں غمگین ہوتے۔ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی زندگی میں نافذ العمل کرے، لوگوں کی خوشی وغم میں شریک رہے اور اس کا یہ عمل اللہ واسطے ہو، اسے یہ محبت حاصل ہوگی۔ خواہ وہ لیڈر وقائد ہو یا عام ذمہ دار۔ ❶

لیبی شاعر احمد رفیق مہدوی نے سچ کہا ہے:

فـإذا احـبَّ الـلّـه بـاطن عبده
ظهـرت عـلـيـه مواهـبُ الفتّـاح

''جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے باطن کو پسند کرتا ہے تو خداداد صلاحیتوں کا اس پر ظہور ہوتا ہے۔''

وإذا صـفـت لـلّـه نية مـصـلـح
مـال الـعـبـاد عـلـيـه بـالأرواح ❷

''جب مصلح کی نیت اللہ کے لیے خالص ہو جاتی ہے تو اللہ کے بندے اس کی طرف اپنی روحوں کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں۔''

صحیح قیادت ہی ہر چیز سے پہلے روحانی قیادت اور نفوس کے ساتھ تعامل کی استطاعت رکھتی ہے اور جس قدر قیادت اچھی ہوگی اسی قدر سپاہی اچھے تیار ہوں گے اور قیادت کی جانب سے جس قدر احسان اور داد ودہش زیادہ ہوگی اسی قدر فوجیوں کی محبت زیادہ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے متبعین اور سپاہیوں کے ساتھ بے انتہا شفیق ومہربان تھے۔ آپ نے اس وقت تک ہجرت نہ کی جب تک آپ کے اکثر صحابہ نے ہجرت نہ کر لی، صرف کمزور ستائے ہوئے مجبور لوگ اور جنہیں ہجرت کے لیے کچھ مخصوص پریشانیاں تھیں رہ گئے تھے۔ ❸

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو محبت تھی وہ اللہ واسطے تھی۔ اللہ واسطے محبت اور غیر اللہ کے واسطے محبت کے درمیان فرق کو جو چیز واضح کرتی ہے وہ یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے محبت صرف اللہ کے لیے تھی، اور ابوطالب کو رسول اللہ ﷺ سے محبت اللہ کے لیے نہ تھی بلکہ اپنی خواہشات کے لیے تھی۔ اس لیے اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمل کو قبولیت سے ہمکنار فرمایا اور یہ آیات ان کی شان میں نازل فرمائیں:

---

❶ الهجرة النبوية لابى فارس: ٥٤.
❷ الحركة السنوسية للصلابى: ٢/ ٧.
❸ الهجرة النبوية المباركة: ٢٠٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ﴿٢١﴾ ﴾ (اللیل: ۱۷۔۲۱)

''اور اس جہنم سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو پرہیزگار ہوگا۔ جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے۔ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو۔ بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لیے۔ یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضا مند ہو جائے گا۔''

اور ابو طالب کا عمل قبول نہ کیا، بلکہ اسے جہنم رسید کیا، کیونکہ وہ مشرک تھا، غیر اللہ کے لیے عمل کرتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مخلوق سے اپنا صلہ نہ چاہا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کسی اور سے طلب کیا بلکہ آپ پر ایمان لائے، آپ سے محبت کی، آپ کا تعاون و مدد کی اور یہ سب کچھ اللہ کا تقرب اور اسی سے اجر چاہتے ہوئے کیا۔ اللہ کے احکامات و ممنوعات اور وعد و وعید کو لوگوں تک پہنچایا۔ ❶

خامساً: آغاز ہجرت میں مدینہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیمار پڑ جانا:

بلد حرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا ہجرت فرمانا بہت بڑی قربانی تھی، جس کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں کی:

((والله إنك لخير ارض الله ، واحب ارض الله الى الله! ولولا انى اخرجت منك ما خرجتُ)) ❷

''اللہ کی قسم تو روئے زمین میں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہے اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو کبھی نہ نکلتا۔''

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت بخار کی وبا وہاں سب سے زیادہ پائی جاتی تھی، اس کی وادی میں گندل بدبودار پانی بہتا تھا۔ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیماری لاحق ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ ابوبکر، عامر بن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہم ایک ہی گھر میں مقیم تھے، تینوں کو بخار لگ گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی عیادت کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں ان کی عیادت کے لیے گئی، یہ نزول حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کو انتہائی شدید بخار تھا۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قریب گئی اور عرض کیا: آپ کیسے ہیں؟ فرمایا:

كُلُّ امرئٍ مُصَبَّحٌ فى أهلِه
والموت أدنى من شراكِ نعلِه

''ہر شخص اپنے اہل و عیال کے درمیان صبح کرتا ہے اور موت اس سے جوتے کے تسمہ سے زیادہ

---

❶ مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ۱۱/ ۲۸۶.

❷ الترمذی: المناقب، باب فضل مکة، ۵/ ۷۲۲، رقم: ۳۹۲۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ہوتی ہے۔''

فرماتی ہیں: واللہ میرے والد جو کہہ رہے ہیں سمجھتے نہیں ہیں۔ پھر میں عامر بن فہیرہ کے پاس گئی۔ پوچھا: عامر کیسے ہو؟ انہوں نے کہا:

لقد وجدت الموت قبل ذوقه
إن الجبان حتفُهُ مِنْ فوقه

''موت سے قبل ہی موت کا مزہ میں نے پالیا، یقیناً بزدل کی موت اس کے اوپر سے ہوتی ہے۔''

كل امرئٍ مجاهدٌ بطوقه
كالثّور يحمي جلده بروقه

''ہر شخص اپنی طاقت بھر دفاع کرتا ہے جیسا کہ بیل اپنی سینگ سے اپنا بچاؤ کرتا ہے۔''

میں نے کہا: واللہ عامر جو کہہ رہے ہیں سمجھتے نہیں۔ اور بلال رضی اللہ عنہ سے جب بخار دور ہوتا، گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے کہتے:

ألا ليت شعري هل أبيتنَّ ليلةً
بوادٍ وحولي إذخرٌ وجليلُ

''ہائے کاش! میں ایک رات وادی میں گزاروں، جب کہ میرے اردگرد اذخر و جلیل گھاس ہوں۔''

وهل أرِدَنْ يومًا مياه مَجَنَّةٍ
وهل يبدون لي شامة وطَفِيلُ

''کیا کسی دن میرا ورود ''مجنہ'' کے چشمہ پر ہوگا، اور کیا میرے لیے ''شامہ'' اور ''طفیل'' پہاڑیاں نمایاں ہوں گی؟''

میں نے اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ نے فرمایا:

((اللهم حَبِّبْ إلينا المدينة كحبِّنا مكة أو اشدَّ، اللهم وصحِّحها وبارك لنا في مُدِّها وصاعِها وانقل حمّاها واجعلها بالجُحْفَة.)) ❶

''الٰہی مکہ کی طرح مدینہ بھی ہمیں محبوب کر دے یا اس سے زیادہ، الٰہی اس کو صحت کا گہوارہ بنا اور اس کی مد و صاع میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں پہنچا دے۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمالی، اس کے بعد مسلمانوں کو اس بخار سے عافیت مل گئی اور مدینہ مختلف مقام و ماحول سے آنے والے مسلمانوں کے لیے بہترین وطن قرار پایا۔ ❷

❶ البخاري: الدعوات، باب الدعاء يرفع الوباء والوجع، ٦٣٧٢. ❷ التربية القيادية: ٢/ ٣١٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ میں قیام پذیر ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ اسلامی سلطنت کے ارکان کو ثابت وقائم کرنے میں لگ گئے، مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارگی کرائی، مسجد تعمیر کی، یہود کے ساتھ معاہدے طے کیے، فوجی دستوں کی نقل وحرکت شروع ہوگئی اور جدید معاشرہ میں اقتصادی، تعلیمی اور تربیتی تعمیر کا اہتمام فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سچے وزیر تھے، ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے، کسی موقع اور معرکہ میں غائب نہ ہوئے، مشورہ، مال اور رائے کے ذریعے سے آپ کا ساتھ دیا۔ اس سلسلہ میں چنداں بخل نہ کیا۔ ❶

❶ تاریخ الدعوۃ إلی الاسلام فی عهد الخلفاء الراشدین: ۱۲۱ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میدان جہاد میں

مورخین اور سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور دیگر تمام معرکوں اور غزوات میں شریک رہے، کوئی غزوہ آپ سے چھوٹا نہیں۔ غزوۂ احد میں جب لوگ شکست خوردہ ہو گئے تو اس وقت بھی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈٹے رہے اور تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عظیم پرچم جو سیاہ رنگ کا تھا، انھی کے حوالے کیا۔ ❶

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیرت نگاروں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ ❷

علامہ زمخشری کا بیان ہے: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ کے لیے آپ کے ساتھ جڑ گئے تھے۔ بچپن میں آپ کی صحبت اختیار کی، بڑے ہوئے تو اپنا مال آپ کے لیے خرچ کیا۔ سفر ہجرت میں اپنی سواری اور زاد سفر کے ساتھ آپ کو مدینہ لے گئے۔ زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرتے رہے، اپنی بیٹی آپ کی زوجیت میں دی، سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی محبوب ترین بیوی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں دفن کیا۔ ❸

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے سات غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، اس کے علاوہ دیگر جنگی مہموں میں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ فرمایا کرتے تھے نو (۹) میں شرکت کی، کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے امیر ہوتے اور کبھی اسامہ رضی اللہ عنہ۔ ❹

اس موضوع کے تحت، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جہادی زندگی کا ذکر کروں گا تاکہ ہمارے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ کس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دین کی نصرت و تائید کی خاطر جان و مال اور رائے و مشورہ کے ساتھ جہاد کیا۔

---

❶ الطبقات الكبرى: ١/ ١٢٤، صفة الصفوة: ١/ ٢٤٢.

❷ أسد الغابة: ٣/ ٣١٨.

❸ خصائص العشرة الكرام البررة: ٤١.

❹ البخاري: المغازي، باب بعث النبي ﷺ اسامة، ٤٢٧٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ میدان بدر میں

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں شرکت کی جو ۲ ہجری میں واقع ہوا۔ اس غزوہ میں آپ نے عظیم کردار ادا کیا جس میں سے اہم ترین یہ ہیں:

ا۔ جنگی مشورہ:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا تجارتی قافلہ بچ کر نکل گیا ہے اور سرداران مکہ جنگ پر مصر ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا۔ ❶ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اچھی گفتگو کی پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اچھی گفتگو کی۔ ❷

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فراہمی اطلاعات میں آپ کا کردار:

ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین کے لشکر کے حالات معلوم کرنے نکلے، دونوں اس علاقہ میں گھوم رہے تھے، ایک عربی بوڑھے سے ملاقات ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قریشی لشکر، محمد اور ان کے اصحاب کے متعلق دریافت کیا۔ ❸

اس بوڑھے نے کہا: میں اس وقت تک تمہیں کچھ نہ بتاؤں گا جب تک یہ نہ بتاؤ کہ آپ کون ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آپ ہمیں بتا دو گے تو ہم بھی تمہیں بتا دیں گے کہ ہم کون ہیں۔

اس نے کہا: بات پکی ہے؟

آپؐ نے کہا: ہاں۔

اس نے بتایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور ان کے ساتھی فلاں دن نکلے ہیں اگر خبر دینے والا سچا ہے تو آج فلاں جگہ ہوں گے۔ (ٹھیک اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں اسلامی لشکر فروکش تھا) اور مجھے خبر ملی ہے کہ قریش فلاں دن نکلے ہیں اگر خبر دینے والا سچا ہے تو آج وہ فلاں جگہ ہوں گے۔ (ٹھیک اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں کفار کا لشکر فروکش تھا۔)

اس کے بعد بوڑھے نے کہا: میں نے آپ کو مطلوبہ چیز بتلا دی، اب آپ ہمیں بتائیں کہ آپ لوگ کون ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پانی سے ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے چل پڑے، بوڑھا بکتا رہا ''پانی سے ہیں'' کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے ہیں؟ ❹

---

❶ البخاري: ٣٩٥٢. ❷ السيرة النبوية لابن هشام: ٢/ ٤٤٧.

❸ قریشی لشکر کے ساتھ اپنے بارے میں پوچھنے کا مقصد تھا کہ آپ کی شخصیت پوشیدہ رہے، راز افشا نہ ہونے پائے۔ (مترجم)

❹ السيرة النبوية لابن هشام: ٢/ ٢٢٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قربت واضح ہوتی ہے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے اسباق سیکھے۔

۳۔ مرکز قیادت (سائبان) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں:

جنگ کے لیے اسلامی لشکروں کی صفوں کو ترتیب دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز قیادت میں واپس آگئے، جو ایک ٹیلے پر جھونپڑا ڈال کر تیار کیا گیا تھا، جہاں سے میدان جنگ سامنے نظر آتا تھا، اس کے اندر آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے، اور انصاری نوجوانوں کی ایک جماعت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس مرکز پر پہرہ دے رہی تھی۔ ❶

علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس موقف کی وضاحت کی ہے، آپ نے لوگوں سے سوال کیا:

سب سے بڑا بہادر کون ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: امیر المومنین! آپ ہیں۔

آپ نے فرمایا: میرا معاملہ تو یہ ہے کہ جو میرے مقابلہ میں آیا میں نے اس سے بدلہ لیا، لیکن سب سے بڑے بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم نے بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سائبان بنایا اور کہا: کون آپ کے ساتھ یہاں رہے گا تاکہ کوئی مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے۔ اللہ کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے، جو مشرک بھی ادھر کا رخ کرتا آپ اس کی طرف بڑھ کر مار بھگاتے، یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑے بہادر ہیں۔ ❷

۴۔ فتح ونصرت کی بشارت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو قتال:

جنگی اسباب اختیار کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کی طرف متوجہ ہوئے اور فتح ونصرت کی دعا میں لگ گئے، آپ اپنی دعا میں یہ فرما رہے تھے:

((اللھم أنجزلی ما وعدتنی ، اللھم ان تھلك ھذه العصابة من اھل الاسلام فلا تعبد فی الارض ابدا))

''الٰہی تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے پورا کر دکھا، اگر مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک ہوگیا تو زمین میں کبھی تیری عبادت نہ ہوگی۔''

آپ برابر دعا و استغاثہ میں لگے رہے، یہاں تک کہ چادر مبارک آپ کے شانہ مبارک سے گر گئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ردائے مبارک تھام لی اور شانہ مبارک پر دوبارہ ڈال دی اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! کافی ہو

❶ السیرة النبویة لابن ھشام: ۲/ ۲۳۳.

❷ البدایة والنھایة: ۳/ ۲۷۱، ۲۷۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ ❶

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ (الانفال: ٩)

''اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا:

((اَللّٰهُ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ .))

''اے اللہ! تو اپنے عہد و وعدے کو پورا کر دکھا، اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ ہو۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام لیا اور عرض کیا: اللہ آپ کے لیے کافی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر نکلے:

﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ (القمر: ٤٥) ❷

''عن قریب یہ جماعت شکست دی جائے گی اور پیٹھ دے کر بھاگے گی۔''

سائبان کے اندر آپ پر غنودگی سی طاری ہوئی پھر آپ نے متنبہ ہو کر فرمایا:

((ابشر یا ابابکر! اتاك نصر الله ، هذا جبريل آخذ بعنان فرسه يقوده على ثناياه النقع .))

''اے ابوبکر! خوش ہو جاؤ، تمہارے پاس اللہ کی فتح و نصرت آ گئی، یہ جبریل امین اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے بڑھ رہے ہیں اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے ہیں۔''

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان سے باہر نکلے اور لوگوں کو قتال پر ابھارا۔ ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت کے لیے نفسانی خواہشات سے دوری، اخلاص، اللہ سے لو لگانا، اس کے سامنے سجدہ ریز ہونا اور گھٹنے ٹیکنے سے متعلق ربانی دروس سیکھے۔ یہ منظر آپ کے ذہن و دماغ اور قلب و وجدان میں راسخ ہو گیا تھا، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں اس طرح کے مواقع پر اس کو نافذ کرتے اور یہ منظر ہر اس قائد، حاکم، لیڈر اور ہر فرد کے لیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی اقتدا کرنا چاہتا ہے، درس و عبرت پیش کرتا ہے۔

جب گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف لائے اور لوگوں کو قتال پر ابھارا۔ لوگ

---

❶ مسلم: الجهاد ، باب الامداد بالملائكة ببدر: ٣/ ١٣٨٤ ، ١٧٦٣ .

❷ بخاري: المغازي ، باب قصة بدر: ٥/ ٦ ، ٣٩٥٣ .

❸ السيرة النبوية لابن هشام: ٢/ ٤٥٧ ، بحواله تاريخ الدعوة: ١٢٥ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی صفوں میں اللہ کا ذکر کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود خوب قتال کیا اور آپ کے پہلو بہ پہلو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قتال کرتے رہے۔ ❶ آپ کی بے نظیر اور نادر الوجود شجاعت سامنے آئی، آپ ہر سرکش کافر سے لڑنے کے لیے تیار تھے، اگرچہ آپ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اس معرکے میں آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن کفار کی جانب سے لڑنے کے لیے آئے تھے اور عرب میں سب سے بڑے بہادر سمجھے جاتے تھے اور قریش میں تیر اندازی میں سب سے بڑے ماہر تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اپنے والد سے عرض کیا: بدر کے دن آپ میرے سامنے واضح نشانہ و ہدف پر تھے، لیکن آپ سے ہٹ گیا اور آپ کو قتل نہ کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو میرے سامنے آتا تو میں تجھ سے ہٹتا نہیں۔ ❷

۵۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جنگی قیدی:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ: جب مسلمانوں نے بدر میں کفار کو گرفتار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

ان قیدیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! یہ سب چچیرے بھائی اور خاندان و کنبے ہی کے لوگ ہیں، میری رائے ہے کہ آپ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیں، اس طرح کفار کے مقابلہ کے لیے ہمیں قوت حاصل ہوگی اور امید ہے کہ اللہ انہیں ہدایت دے دے اور یہ مسلمان ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن خطاب! تمہاری رائے کیا ہے؟

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ میری وہ رائے نہیں جو ابوبکرؓ کی ہے، میری رائے تو یہ ہے کہ انہیں آپ ہمارے حوالے کر دیں اور ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔ عقیل بن ابی طالب کو علیؓ کے حوالہ کریں وہ اس کی گردن ماریں اور فلاں کو (جو عمر رضی اللہ عنہ کا قریبی تھا) میرے حوالہ کریں اور میں اس کی گردن ماردوں۔ یہ سب کفر کے لیڈر اور قائدین ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات پسند فرمائی اور میری بات پسند نہیں فرمائی، چنانچہ قیدیوں سے فدیہ لینا طے کر لیا۔ اس کے بعد جب اگلا دن آیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے بتائیں آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں، اگر مجھے بھی رونے کی وجہ ملی تو روؤں گا اور اگر نہ مل سکی تو آپ حضرات کے رونے کی وجہ سے روؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ساتھیوں نے جو فدیہ لینے کی رائے مجھے دی تھی، اسی کی وجہ سے رو رہا

---

❶ البداية والنهاية: ٣/ ٢٧٨. ❷ تاريخ الخلفاء للسيوطي: ٩٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ اور آپ نے ایک قریبی درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اسی کی وجہ سے مجھ پر ان کا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب پیش کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ﴿۶۹﴾ ﴾ (البقرہ : ٦٧-٦٩)

''نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہییں جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے، تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے۔ اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے، اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی، پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے خوب کھاؤ پیو اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ غفور و رحیم ہے۔''

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مال غنیمت حلال کر دیا۔ [1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب بدر کی جنگ ختم ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا: ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہی کی قوم اور کنبے کے لوگ ہیں ان کو چھوڑ دیں اور انہیں مہلت دیں، شاید اللہ ان کو توبہ کی توفیق دے دے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انہوں نے آپ کو مکہ سے نکالا ہے اور آپ کی تکذیب کی ہے، آپ انہیں قریب کریں، میں ان کی گردنیں اڑا دوں۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسی وادی دیکھیں جہاں خوب زیادہ ایندھن ہوں، انہیں اس میں داخل کر کے ان پر آگ لگا دیں۔

اس پر عباس نے کہا: تم نے اپنے رشتے توڑ دیے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کہے بغیر گھر میں داخل ہو گئے۔ لوگ آپس میں قیاس آرائی کرنے لگے۔

کچھ لوگوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں گے۔

کچھ لوگوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں گے۔

[1] مسلم: الجهاد والسير : ٣/ ١٣٨٥ ، ١٧٦٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کچھ لوگوں نے خیال ظاہر کیا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق عمل کریں گے۔

اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے دلوں کو مٹی سے زیادہ نرم کر دیتا ہے اور کچھ لوگوں کے دلوں کو پتھر سے زیادہ سخت بنا دیتا ہے۔

اے ابوبکر! تمہاری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جو یہ کہتے رہے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾

(المائدۃ: ۱۱۸)

''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تو یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔''

اے عمر! تمہاری مثال نوح علیہ السلام کی طرح ہے، جنہوں نے کہا:

﴿وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾﴾ (نوح: ۲۶)

''اور نوح نے کہا: اے میرے رب! زمین پر کسی کافر کے گھر کو نہ چھوڑ۔''

اور تمہاری مثال موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے، جب انہوں نے کہا:

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾﴾ (یونس: ۸۸) [1]

''اور موسیٰ نے عرض کیا: اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیے، اے ہمارے رب! (اسی واسطے دیے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں؟ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، سو یہ ایمان نہ لانے پائیں، یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی مشورہ لیتے تو سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی لب کشائی فرماتے، پھر بسا اوقات دوسرے لوگ بھی بولتے اور بسا اوقات دوسرے لوگ بات نہ کرتے تو صرف ابوبکر ہی کی رائے پر عمل پیرا ہو جاتے اور اگر دوسرے لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلاف رائے پیش کرتے تو آپ ان کی رائے کے بجائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو اختیار فرماتے۔ [2]

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۳۷۳، تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۳۲۵.

[2] ابوبکر الصدیق: محمد مال اللہ، ۳۳۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان احد اور حمراء الاسد میں

جنگ احد میں مسلمانوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بچھڑ گئے اور میدان جنگ کے مختلف گوشوں میں بکھر گئے اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے۔ اس کا ردّعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مختلف پڑا۔ میدان وسیع تھا۔ ہر ایک اپنے میں مشغول تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے صفوں کو چیرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر، ابوعبیدہ بن الجراح، علی، طلحہ، زبیر، عمر بن خطاب، حارث بن صمہ، ابودجانہ، سعد بن ابی وقاص وغیرہم رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کی گھاٹی میں چلے گئے تاکہ اپنی مادی ومعنوی قوت کو دوبارہ بحال کر سکیں۔ ❶

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب احد کا تذکرہ کرتے تو فرماتے: یہ جنگ کل کی کل طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی۔ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا اصل کارنامہ انھی نے انجام دیا تھا)

پھر بیان کرتے: احد کے دن میں پہلا شخص تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ کر آیا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دفاع کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں قتال کر رہا ہے۔

میں نے کہا: تم طلحہ ہی ہو گے، مجھ سے تو یہ زریں موقع فوت ہوگیا۔ میرے اور مشرکین کے مابین ایک شخص تھا جس کو پہچان نہ سکا اور میں اس شخص کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھا، وہ اچھلتے ہوئے چل رہا تھا۔ دیکھتا ہوں تو وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے آپ کا رباعی دانت ٹوٹ گیا تھا۔ چہرہ انور زخمی ہو چکا تھا۔ خود کی دو کڑیاں دونوں رخسار میں آنکھ کے نیچے دھنس گئی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اپنے ساتھی یعنی طلحہ کی خبر لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے خون بہ رہا تھا۔ ہم آپ کی بات کی طرف توجہ نہ دے سکے اور میں نے آپ کے چہرۂ انور سے خود کی کڑیاں نکالنی چاہیں تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے نکالنے دیجیے۔ میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ ایک طرف یہ فکر دامن گیر تھی کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے گی، لہٰذا انہوں نے اپنے منہ سے آہستہ آہستہ نکالنی شروع کی، بالآخر ایک کڑی اپنے منہ سے کھینچ کر نکال دی، لیکن اس کوشش میں ان کا سامنے کا ایک نچلا دانت گر گیا۔ اب دوسری میں نے کھینچنی چاہی تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: ابوبکر! اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، مجھے کھینچنے دیجیے۔ اس کے بعد دوسری آہستہ آہستہ کھینچی لیکن ان کا سامنے کا دوسرا نچلا دانت گر گیا۔

یقیناً ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حسین چہرہ والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہم پٹی سے فارغ ہو کر ہم طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو ایک گڑھے میں گرے ہوئے تھے، دیکھا تو ان کے جسم پر ستر (۷۰) سے زائد نیزے، تیر

---

❶ مواقف الصدیق مع النبی ﷺ فی المدینۃ، د: عاطف لماضہ: ۲۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تلوار کے زخم لگے تھے، آپ کی انگلی کٹ گئی تھی، ہم نے ان کی مرہم پٹی کی۔ ❶

اس غزوہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ابوسفیان کے اس موقف سے بھی واضح ہوتا ہے جبکہ اس نے پکار پکار کر سوال کرنا شروع کیا:

کیا تم میں محمد ہیں؟ کیا تم میں محمد ہیں؟ کیا تم میں محمد ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے سے صحابہ کو منع کر دیا۔

پھر اس نے کہا: کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟

پھر کہا: کیا تم میں ابن خطاب ہیں؟ کیا تم میں ابن خطاب ہیں؟ کیا تم میں ابن خطاب ہیں؟

جب جواب نہیں ملا، تو اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ سب کے سب قتل کیے جا چکے ہیں...... ❷

مشرکین کے لیڈر ابوسفیان کو اس حقیقت کا اعتراف ویقین تھا کہ اسلام کے ستون و اساس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ❸

جب مشرکین نے مسلمانوں کو تباہ کرنے اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منصوبہ بندی سامنے آئی اور ان کی سازشوں کو باطل کر دیا۔ احد سے فراغت کے بعد مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ کہیں کفار مدینہ کی طرف پلٹ نہ آئیں۔ باوجودیکہ صحابہ کرام زخموں سے چور تھے اور احد میں شہید ہونے والے ساتھیوں کی وجہ سے دل گرفتہ اور مغموم ومحزون تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مشرکین کا پیچھا کرنے پر ابھارا اور نکلنے کا حکم جاری کر دیا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے اس فرمان پر لبیک کہتے ہوئے کفار کے تعاقب میں نکل پڑے، مسلمانوں کا یہ قافلہ جب مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع حمراء الاسد پر پہنچا تو مشرکین کو خوف محسوس ہوا اور مدینہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ ترک کر کے مکہ روانہ ہو گئے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ بن زبیر سے اس آیت کریمہ:

﴿ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾ ﴾ (آل عمران: ۱۷۲)

''جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اور اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری برتی، ان کے لیے بہت زیادہ اجر ہے۔''

---

❶ منحة المعبود: ۲/ ۱۹ نقلا عن تاریخ الدعوة الاسلامیة، ص: ۱۳۰.

❷ فتح الباری: ٦/ ۱۸۸، ۷/ ٤۰٥.

❸ مواقف الصدیق مع النبی فی المدینة: د/ عاطف لماضه ۲۸ اس سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی اپنے تو اپنے اعدائے اسلام بھی مانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں پہلا مقام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے اور پھر دوسرا عمر رضی اللہ عنہ کا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: میرے بھانجے! تمہارے والد زبیر اور نانا ابوبکر رضی اللہ عنہما انھی لوگوں میں سے تھے۔
جب احد میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو جو لاحق ہونا تھا لاحق ہوا اور مشرکین واپس ہو گئے، رسول اللہ ﷺ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں کفار پھر واپس نہ آ جائیں۔ آپ نے صحابہ سے کہا: کون ان کے تعاقب میں نکلے گا؟ ستر صحابہ کرام تیار ہوئے، ان میں ابوبکر و زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔ ❶

غزوۂ بنونضیر، بنومصطلق، خندق اور غزوہ بنوقریظہ میں

الف۔ غزوۂ بنونضیر میں:

بنو عامر اور رسول اللہ ﷺ کے مابین معاہدہ تھا۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے غلطی سے لاعلمی میں بنو عامر کے دو افراد کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے خون بہا کی ادائیگی میں تعاون کے لیے بنونضیر کے یہاں تشریف لے گئے، کیونکہ معاہدہ کی رو سے یہ اعانت ان پر واجب تھی۔ بنونضیر اور بنو عامر کے مابین بھی معاہدہ تھا، جب آپ ان کے پاس پہنچے اور خون بہا کی بات رکھی، انھوں نے تعاون کے سلسلہ میں آپ سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا اور کہا: ابوالقاسم ہم ویسا ہی کریں گے جیسا آپ چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک دیوار کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے، ادھر یہود تنہائی میں جمع ہوئے اور آپس میں کہا: ایسا زریں موقع ہاتھ نہ آئے گا، کون ہے جو اس گھر کی چھت پر چڑھ جائے اور اوپر سے بھاری پتھر گرا کر کچل دے اور ہمیں ان سے نجات مل جائے؟ اس پر ایک بدبخت یہودی عمرو بن جحاش تیار ہوا اور کہا: میں یہ کارنامہ انجام دوں گا۔ پھر وہ اس گھر پر چڑھ گیا جس کی دیوار کے سایہ میں آپ تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی جماعت موجود تھی، جن میں ابوبکر و عمر اور علی رضی اللہ عنہم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہود کے ناپاک عزائم سے باخبر کر دیا، آپ تیزی سے اٹھے اور مدینے کے لیے چل پڑے۔ جب آپ کے آنے میں تاخیر ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی تلاش میں نکل پڑے راستے میں مدینہ سے آنے والے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی، اس سے آپ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا میں نے آپ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا، پھر صحابہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہودیوں کی سازش و غداری کی اطلاع دی۔

مدینہ واپس آ کر آپ نے فوراً ہی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بنونضیر کے پاس روانہ فرمایا اور انہیں یہ نوٹس دیا کہ تم لوگ مدینہ سے نکل جاؤ اب تم یہاں نہیں رہ سکتے۔ ادھر منافقین نے کہلا بھیجا کہ اپنی جگہ برقرار رہو، ڈٹ جاؤ، ہم تمہاری مدد کریں گے، اس سے ان کی ہمت بڑھ گئی۔ حی بن اخطب اکڑ گیا اور رسول اللہ ﷺ کو کہلا بھیجا کہ ہم نہیں نکلیں گے، آپ کو جو کرنا ہے کر لیں، اور معاہدہ کے توڑنے کا اعلان کر دیا۔ اس صورت حال میں

❶ مسلم: ۲٤١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بنونضیر کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا، صحابہ نے پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا، بنونضیر نے اپنے قلعوں میں پناہ لے لی۔ محاصرہ پندرہ رات تک جاری رہا، یہود قلعہ بند رہ کر فصیل سے تیر اور پتھر برساتے رہے۔ چونکہ کھجور کے باغات ان کے لیے سپر کا کام دے رہے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان درختوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے۔ ان کے حوصلے پست ہو گئے، ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے، آپ نے ان کی جلاوطنی کی پیش کش منظور فرمالی اور یہ بھی منظور فرمالیا کہ اسلحے کے سوا باقی جتنا ساز وسامان اونٹوں پر لاد سکتے ہوں سب لے کر بال بچوں سمیت چلے جائیں۔ اسی سلسلہ میں سورۂ حشر کا نزول ہوا۔ ❶

ب۔ غزوۂ بنومصطلق میں:

بنومصطلق نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا پروگرام بنایا، رسول اللہ ﷺ صحابہ کو لے کر ان کے مقابلے میں نکلے، وہاں پہنچ کر آپ نے مہاجرین کا پرچم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور بعض لوگوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا نام لیا ہے اور انصار کا پرچم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے لوگوں میں اعلان کیا: لوگو! لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو، تمہاری جان ومال سب محفوظ ہو جائے گا۔ انہوں نے تسلیم کرنے سے انکار کیا اور مسلمانوں پر تیر برسانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حملے کا حکم دے دیا، صحابہ نے ایک بارگی ان پر حملہ کیا ان میں سے کوئی بھاگ نہ سکا، دس کو قتل کیا اور باقی کو گرفتار کر لیا اور مسلمانوں میں سے صرف ایک صاحب شہید ہوئے۔ ❷

ج۔ غزوۂ خندق اور بنوقریظہ میں:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان دونوں غزوات میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں تھے۔ خندق کھودنے کے موقع پر مٹی اپنے کپڑے میں بھر کر منتقل فرماتے، متعینہ مدت میں خندق کی کھدائی میں صحابہ کے ساتھ مل کر جلدی کی، جس کی وجہ سے خندق کی تجویز مشرکین کے مقابلہ میں کارگر ثابت ہوئی۔ ❸

صلح حدیبیہ میں

ذوالقعدہ ۶ ہجری میں رسول اللہ ﷺ چودہ سو صحابہ کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے نکلے، اپنے ساتھ ہدی کے جانور لیے اور عمرہ کا احرام باندھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جنگ کی خاطر نہیں بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بنوخزاعہ میں سے اپنا جاسوس حالات کا جائزہ لینے کے لیے روانہ فرمایا، اس نے آکر خبر دی کہ مکہ والے آپ کو کعبہ سے روکنے کے لیے جمع ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: لوگو ہمیں مشورہ دو، کیا کریں؟

---

❶ البخاري: المغازي، حديث بني النَّضير ٥/ ٢١٧، مغازي الواقدي: ١/ ٣٦٣، البداية والنهاية: ٤/ ٨٦.

❷ البداية والنهاية: ٤/ ١٥٧. ❸ مواقف الصديق مع النبي ﷺ في المدينة: ٣٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے نکلے ہیں کسی کو قتل کرنا یا جنگ کرنا مقصود نہیں ہے لہٰذا آپ زیارت کے لیے آگے بڑھیں جو ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے قتال کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان جاری کر دیا: اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو۔

قریش کے لوگ غضبناک ہو گئے اور قسم کھا لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ پھر اہل مکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین گفتگو اس سلسلہ میں شروع ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ اہل مکہ صلہ رحمی سے متعلق جس چیز کا مطالبہ کریں گے اس کو قبول کروں گا۔ ❶

الف۔ مصالحانہ گفتگو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحانہ گفتگو کی خاطر قریش کے وفود کی آمد شروع ہوگئی، سب سے پہلے بنوخزاعہ میں سے بدیل بن ورقاء آیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقاصد کا اس کو علم ہوا تو وہ قریش کے پاس واپس ہو گیا پھر مکرز بن حفص، پھر حلیس بن علقمہ، پھر عروہ بن مسعود ثقفی آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عروہ بن مسعود ثقفی کے مابین گفتگو کا آغاز ہوا، اس گفتگو میں ابوبکر اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی شرکت کی۔ ❷

عروہ نے کہا: اے محمد! ان اوباش لوگوں کو لے کر آئے ہو تاکہ اپنے خاندان کا خاتمہ کر دو؟ یاد رکھو قریش کے لوگ مرد و خواتین، چھوٹے بڑے سب نکل چکے ہیں، انہوں نے چیتے کے چمڑے پہن رکھے ہیں اور اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ تمہیں مکہ داخل نہ ہونے دیں گے اور اللہ کی قسم یہ لوگ یعنی صحابہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ برداشت نہ کر سکے، فرمایا: ((امصص بظر اللات)) ❸ ''لات کی بر (پیشاب گاہ) چاٹ'' کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ ❹ عروہ نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب ملا: ابوبکر ہیں۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم میری جان جس کے ہاتھ میں ہے اگر تمہارا احسان مجھ پر نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارا جواب دیتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ماضی میں اس پر احسان کیا تھا اس کی رعایت میں اس نے جواب نہ دیا۔ یہاں بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ ضرورت و مصلحت کے پیش نظر شرمگاہ کو صریح لفظ میں ادا کرنا جائز ہے اور یہ ممنوع فحش کلامی میں داخل نہیں ہے۔ ❺

عروہ بن مسعود نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ صحابہ کرام کے خلاف نفسیاتی جنگ شروع کر دے تاکہ وہ معنوی اعتبار سے شکست خوردہ ہو جائیں، اسی لیے اس نے قریش کی عسکری قوت کو مبالغہ آرائی کرتے ہوئے بیان کیا اور قریش کے موقف کی ایسی تصویر کشی کی جس سے یہ نمایاں ہوتا تھا کہ وہ ضرور فتح یاب ہوں گے اور

❶ تاريخ الدعوة الى الاسلام: ص١٣٦ .

❷ تاريخ الدعوة الى الاسلام: ١٣٧ .

❸ لات ثقیف کے بت کا نام تھا۔

❹ البخاري: الشروط في الجهاد، ٣/ ٢٣٧ ، ٢٧٣٢ .

❺ ابوبكر صديق: محمد مال الله ، ص٣٥٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی صفوں میں فتنہ پیدا کرنا چاہا، جبکہ اس نے قائد اور لشکر کے درمیان اعتماد کو کمزور کرنے کی کوشش کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یہ اوباش لوگ آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تردید اور برملا جواب بڑا موثر ثابت ہوا اور عروہ کی نفسیات پر اس کا گہرا اثر پڑا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ موقف انتہائی عزیمت ایمانی کا مظہر تھا، جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۹﴾

(آل عمران : ۱۳۹)

''تم نہ سستی کرو نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار ہو۔''

ب۔ صلح سے متعلق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف:

سہیل بن عمرو کی قیادت میں جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصالحت پر اتفاق کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے جن مطالبات سے اتفاق کر لیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلا چون و چرا قبول و تسلیم کر لیا اگرچہ بظاہر اس صلح کی دفعات مسلمانوں کے خلاف نظر آ رہی تھیں لیکن چونکہ آپ کو یہ یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں بلکہ وحی الٰہی کی بنیاد پر کہتے ہیں، اور آپ نے جو ان دفعات کو قبول کیا تو ضرور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے اسرار و نتائج سے مطلع کیا ہوگا، اس لیے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اختیار کیا۔ [1]

مورخین نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کو ان دفعات پر تشویش تھی چنانچہ وہ اپنا اعتراض لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا:

کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، میں اللہ کا رسول ہوں۔

عرض کیا: کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، ضرور مسلمان ہیں۔

عرض کیا: کیا وہ مشرک نہیں؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، ضرور وہ مشرک ہیں۔

عرض کیا: پھر کیوں ہم اپنے دین کے بارے میں دباؤ قبول کریں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ [2]

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں اس کے حکم کی

[1] تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۱۳۸۔
[2] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۳/ ۳٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ ❶

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا آپ نے ہم سے یہ نہیں بیان کیا تھا کہ ہم خانہ کعبہ جائیں گے، اس کا طواف کریں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال یہ ہوگا؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: تو ضرور وہاں جائے گا اور طواف کرے گا۔

پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہیں؟

ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں، آپ اللہ کے رسول ہیں۔

میں نے کہا: کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟

ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں۔

میں نے کہا: کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟

ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں۔

میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں کیوں دباؤ قبول کریں؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اعتراض کا طریقہ ترک کر کے آپ کی اطاعت کو لازم پکڑ لیں۔ فرمایا: میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور حق وہی ہے جس کا آپ نے حکم فرمایا ہے، آپ اللہ کی مخالفت نہیں کر سکتے اور آپ کو اللہ ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہو بہو وہی جواب دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب نہیں سنا تھا لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ موافقت کرنے والے تھے، باوجودیکہ عمر رضی اللہ عنہ محدث (ملہم) تھے لہٰذا صدیق کا مقام محدث کے مقام سے بلند تر ہے کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام قول و فعل سیکھتے تھے۔ ❸

حدیبیہ میں جو فتح عظیم حاصل ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسلام میں فتح حدیبیہ سے بڑھ کر کوئی عظیم فتح نہیں لیکن اس دن لوگوں سے اس حقیقت کو سمجھنے میں کوتاہی ہوئی جو اللہ رب العالمین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے ہوا تھا۔ بندے ہمیشہ جلد بازی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جلد بازی نہیں کرتا۔ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر سہیل بن عمرو کو دیکھا، وہ قربان گاہ کے پاس کھڑا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ

---

❶ السيرة النبوية لابن هشام: ٣/ ٣٤٦، تاريخ الطبري: ٢/ ٣٦٤.
❷ السيرة النبوية لابن هشام: ٣/ ٣٤٦.
❸ مجموع الفتاوىٰ لابن تيميه: ١١/ ١١٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قریب کر رہا تھا، اور آپ نحر (اونٹ ذبح کرنا) فرما رہے تھے۔ اس کے بعد آپ نے حجام کو بلایا اور اپنے سر کا حلق کرایا، میں سہیل کو دیکھ رہا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو اٹھا اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھ رہا تھا حالانکہ یہی شخص حدیبیہ کے موقع پر "بسم الله الرحمن الرحيم" اور "محمد رسول الله" لکھنے پر معترض تھا، اس کو ماننے کے لیے تیار نہ تھا۔ میں نے اس وقت اللہ کی حمد وثنا کی اور شکر ادا کیا جس نے اس کو اسلام کی ہدایت سے نوازا۔ ❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑھ کر درست رائے اور کامل عقل کے مالک تھے۔ ❷

غزوۂ خیبر، سریہ نجد اور بنی فزارہ میں

الف۔ غزوہ خیبر میں:

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا محاصرہ کیا اور ان سے قتال کی تیاری کی، سب سے پہلے قائد جن کو رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے بعض قلعوں کی طرف روانہ فرمایا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے قتال کیا، لیکن وہ قلعہ فتح نہ ہوا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا آپ نے بھی قتال کیا اور فتح حاصل نہ ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا: کل میں پرچم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے، تو وہ شخص علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ❸

بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ کھجور کے باغات کاٹ دیے جائیں تاکہ اس سے یہود کمزور پڑ جائیں، آپ ﷺ نے اس مشورہ کو پسند کرلیا، مسلمان جلدی جلدی درخت کاٹنے لگے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو درخت نہ کاٹنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لیے بہرصورت نقصان ہے، چاہے خیبر زبردستی فتح ہو یا صلح سے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا مشورہ قبول فرمایا اور مسلمانوں کو کھجور کاٹنے سے منع فرما دیا، پھر مسلمان اس سے رک گئے۔ ❹

ب۔ سریہ نجد میں:

ابن سعد نے طبقات میں ایاس بن سلمہ سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نجد کی طرف روانہ کیا اور انہیں ہم پر امیر مقرر کیا، ہم نے ہوازن کے کچھ لوگوں پر شب خون مارا، میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا اور ہمارا شعار "أَمِتْ أَمِتْ" تھا۔ ❺

ج۔ سریہ بنی فزارہ میں:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایاس بن سلمہ کے طریق سے روایت کی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

❶ کنز العمال: ۳۰۱۳٦ بحواله خطب ابی بكر الصديق، محمد احمد عاشور: ۱۱۷.

❷ تاريخ الخلفاء للسيوطی: ٦۱. ❸ فتوح البلدان: ۱/ ۲٦.

❹ المغازی للواقدی: ۲/ ٦٤٤.

❺ الطبقات الكبرى: ۱/ ۱۲٤، ابوداود: الجهاد، باب فی البيات ۳/ ٤۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہمارا امیر مقرر فرمایا، ہم نے ان کی قیادت میں بنوفزارہ سے جہاد کیا، جب ہم چشمے کے پاس پہنچے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہم نے وہاں رات کو قیام کیا، جب ہم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہمیں حملہ کرنے کا حکم فرمایا اور ہم نے ان لوگوں سے قتال کیا، جو ہم سے قبل چشمے پر گذرے تھے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں نے پہاڑ کی جانب کچھ لوگوں کو دیکھا جن میں خواتین اور بچے تھے، میں نے تیر چلایا جو پہاڑ اور ان کے درمیان گرا، میں ان سب کو قید کر کے ابوبکر کے پاس لایا اور چشمے پر آپ سے ملا۔ ان میں ایک خاتون تھی جو چمڑے کی پرانی پوستین پہنے ہوئی تھی، اس کے ساتھ ایک بچی تھی جو عرب میں سب سے زیادہ حسین تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے مجھے عطا کیا، میں نے اس کا کپڑا نہیں اٹھایا، یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گیا اور رات گذاری، لیکن اس کا کپڑا نہیں اٹھا، بازار میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور فرمایا سلمہ اس خاتون کو مجھے دے دو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم یہ خاتون مجھے پسند آ گئی ہے اور میں نے ابھی تک اس کا کپڑا نہیں اٹھایا ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے اور چلے گئے، پھر دوسرے دن بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا: اس خاتون کو مجھے دے دو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ابھی تک اس کا کپڑا نہیں اٹھایا ہے اور یہ آپ کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ والوں کو دے کر ان مسلم قیدیوں کو رہا کرایا جو مکہ والوں کے ہاتھ میں تھے۔ ❶

عمرۃ القضا اور ذات السلاسل میں

الف۔ عمرۃ القضا میں:

ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس عمرہ کی قضا کرنے گئے تھے، جس سے حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ نے روک دیا تھا۔ ❷

ب۔ سریہ ذات السلاسل ❸ میں:

رافع بن عمرو الطائی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ذات السلاسل کی مہم پر لشکر روانہ کیا اور اس مہم میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ کیا۔ یہ لوگ جا کر جبل طے کے پاس لشکر انداز ہوئے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسے شخص کو دیکھو جو راستے کا ماہر ہو؟

لوگوں نے کہا: اس کام کے لیے رافع بن عمرو ہی مناسب ہیں کیونکہ دور جاہلیت میں یہ تنہا لوٹ ڈالنے

---

❶ احمد: ٤/ ٤٣٠، الطبقات: ٤/ ١٦٤.
❷ تاریخ الدعوة الاسلامية: ١٤٢.
❸ ذات السلاسل وادی القریٰ کے پیچھے ایک مقام ہے۔ اس کے اور مدینہ کے مابین دس دن کا فاصلہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے چور تھے۔

رافع کا بیان ہے: جب ہم نے مہم پوری کر لی اور اس جگہ واپس آ گئے جہاں سے نکلے تھے، میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں خیر محسوس کی آپ پر فدک کی بنی ہوئی عبا تھی، جب سوار ہوتے تو خلال (بٹن) جوڑ لیتے اور جب اترتے کھول دیتے۔

میں نے عرض کیا: اے خلال والے! میں آپ میں خیر محسوس کر رہا ہوں، مجھے ایسی بات بتلائیں جسے یاد کر کے آپ لوگوں کی طرح ہو جاؤں، طویل گفتگو نہ فرمائیں کہ میں بھول جاؤں؟

آپ نے فرمایا: اپنی پانچوں انگلیوں کو یاد رکھتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، پنج وقتہ نماز قائم کرو، اگر مال ہے تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، خانہ کعبہ کا حج کرو، رمضان کے روزے رکھو۔ کیا یہ باتیں یاد ہو گئیں؟

میں نے کہا: ہاں۔

فرمایا: دوسری بات یہ کہ کبھی دو آدمیوں پر امارت نہ قبول کرنا۔

میں نے عرض کیا: کیا امارت آپ بدر والوں کے علاوہ دوسروں کو بھی ملے گی؟

آپ نے فرمایا: عنقریب امارت عام ہو گی اور تمہیں اور تم سے کم تر لوگوں کو ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، لوگ اسلام میں داخل ہوئے، ان میں سے کچھ لوگ اللہ کے واسطے اسلام لائے، اللہ نے ان کو ہدایت سے نوازا اور کچھ لوگ تلوار کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوئے تو سب کے سب اللہ کے مہمان، اس کے پڑوسی اور اس کی امان والے ہیں۔ انسان جب امیر بنے اور لوگ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کریں اور امیر ظالم سے مظلوم کو بدلہ نہ دلائے تو اللہ اس سے انتقام لے گا، تم میں سے کسی کے پڑوسی کی بکری لے لی جاتی ہے تو وہ اپنے پڑوسی کے لیے غضبناک رہتا ہے اور اللہ اپنے پڑوسی کی پشت پناہی کرتا ہے۔ [1]

دروس وعبر:

اس نصیحت میں صحابی جلیل ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، جن کی تربیت اسلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی، نونہالان امت کے لیے بہت سے دروس وعبر پیش کیے ہیں، جن میں سے اہم ترین یہ ہیں:

☆ **عبادت کی اہمیت:** نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔ کیونکہ یہ سب دین کے ستون ہیں۔

☆ **امارت وقیادت کو طلب نہ کرنا:** جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی:

---

[1] مجمع الزوائد: ۵/ ۲۰۲، ۲۰۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وانها امانة وانها يوم القيامة خزى وندامة إلا من اخذها بحقها .)) ❶

''یقیناً یہ امانت ہے اور قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہے مگر جس نے اس کے حق کے ساتھ اس کو سنبھالا۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اچھی طرح سمجھنے والے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو امیر ہوگا اس کا حساب دوسروں کی بہ نسبت لمبا ہوگا اور عذاب سخت ہوگا اور جو امیر نہیں ہوگا دوسروں کی بہ نسبت اس کا حساب آسان ہوگا اور عذاب ہلکا ہوگا۔'' ❷

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ ظلم قیامت کے دن ظلمتیں بن کر نمودار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے:

((مَنْ آذٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ .)) ❸

''جو میرے دوست کو اذیت پہنچائے گا میں اس سے اعلان جنگ کروں گا۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اہل ایمان اللہ کے پڑوسی اور اللہ کی پناہ میں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اپنے پڑوسیوں کے لیے غضبناک ہو۔'' ❹

اسلاف کرام کے دور میں امت کے امراء، امت کے بہترین لوگ ہوا کرتے تھے اور پھر ایسا وقت آ گیا کہ امارت وسیادت کی کرسی نااہلوں کے ہاتھ آ گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امارت آسان ہے عنقریب ایسا ہوگا کہ یہ نااہلوں کے ہاتھ آ جائے گی۔ ❺

غزوہ ذات السلاسل میں امیر کے احترام سے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ممتاز موقف واضح ہوتا ہے کہ آپ افراد کی تعمیر اور ان کے تقدس واحترام کے سلسلہ میں انتہائی عظیم اور ممتاز قوت وصلاحیت کے مالک تھے۔ ❻ چنانچہ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ذات السلاسل کی مہم پر روانہ فرمایا، ان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ جب لوگ جنگ کے مقام پر پہنچ گئے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ آگ روشن نہ کریں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور اس سلسلہ میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بات کرنی چاہی،

❶ مسلم: الامارة ١٨٢٥ . ❷ استخلاف ابی بکر الصدیق ، جمال عبدالهادی ١٣٩ .
❸ مسند احمد: ٦/ ٢٥٦ . یہ روایت صحیح بخاری میں ہے۔ دیکھیے کتاب الرقاق : ٦٥٠٢ اور اس کے الفاظ ہیں: ((من عادى لى وليا)) ''جو میرے دوست سے عداوت مول لے گا۔'' (مترجم)
❹ استخلاف ابی بکر: جمال عبدالهادی ١٤٠ . ❺ استخلاف ابی بکر: جمال عبدالهادی ١٤٠ .
❻ تاریخ الدعوة الى الاسلام ، ص ٣٨٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی مہارت کی وجہ ہی سے ان کو تمہارے اوپر امیر مقرر فرمایا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ ٹھنڈے پڑ گئے۔ ❶

فتح مکہ، حنین وطائف میں

الف: فتح مکہ ۸ ہجری میں

صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ کا سبب وہ تھا جسے محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے۔ زہری عن عروہ کے طریق سے مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ صلح حدیبیہ کی ایک دفعہ یہ تھی کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے اور جو قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے۔ چنانچہ بنو خزاعہ کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہو گئے اور بنو بکر کے لوگ قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہو گئے اور یہ کیفیت سترہ (۱۷) یا اٹھارہ (۱۸) ماہ تھی، پھر بنو بکر نے مکہ سے قرب ''وتیر'' کے چشمہ پر بنو خزاعہ پر راتوں رات حملہ کر دیا۔ قریش نے سوچا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا خبر اور رات کے وقت ہمیں کون دیکھتا ہے چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی سواریوں اور اسلحوں سے بھرپور مدد کی اور ان کے ساتھ مل کر قتال کیا چنانچہ عمرو بن سالم خزاعی ان حالات میں مدینہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد طلب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

اللهم انی ناشدٌ محمدا
حلف ابینا وابیك الاتلدا

''اے اللہ! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان کے عہد اور ان کے والد کے قدیم عہد ❷ کی دہائی دے رہا ہوں۔''

فانصر هداك الله نصرا اعتدا
وادع عباد الله یاتوا مددا

''اللہ آپ کو ہدایت دے، آپ پرزور مدد کیجیے اور اللہ کے بندوں کو پکاریے وہ مدد کو آئیں گے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ ❸

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی اور اس کو پردۂ راز میں رکھا اور اللہ سے دعا کی کہ اللہ قریش کو اس سے بے خبر رکھے یہاں تک کہ مسلم فوج اچانک مکہ کو فتح کرے۔ ادھر قریش کو اس

❶ الحاکم: ۳/ ٤۲ اور اس کو صحیح الاسناد قرار دیا اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ کتاب المغازی: ۳/ ٤۲.
❷ یہاں اشارہ اس عہد کی طرف ہے جو بنو خزاعہ اور بنو ہاشم کے درمیان عبد المطلب کے زمانے سے چلا آ رہا تھا۔ (مترجم)
❸ السیرة النبویة لابن هشام: ٤/ ٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کا خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو ان کے کیے کی اطلاع نہ مل جائے۔

چنانچہ ابوسفیان مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

اے محمد! عہد کو مزید مضبوط کر لیجیے اور مدت میں اضافہ کر دیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسی غرض سے آئے ہو؟ کیا تمہاری طرف سے کوئی بات ہوئی ہے؟

اس نے کہا: معاذ اللہ ہم تو اپنے حدیبیہ والے عہد و صلح پر قائم ہیں، اس میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کر سکتے۔

پھر اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کرنے کے لیے آپ کے پاس سے رخصت ہوا۔ ❶

۱۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان:

ابوسفیان نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تجدید عہد اور مدت میں اضافہ کا مطالبہ کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صاف فرما دیا: میری پناہ رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں دیکھوں کہ چیونٹیاں تم سے قتال کر رہی ہیں تو میں تمہارے خلاف ان کی مدد کروں۔ یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذہانت اور سیاسی مہارت ظاہر ہوتی ہے اور پھر آپ کا قوی ایمان نمایاں ہوتا ہے جس پر آپ قائم تھے، ابوسفیان کے سامنے بغیر کسی خوف کے اعلان کرتے ہیں کہ وہ ہر ممکن طریقے سے قریش کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہیں، وہ اگر چیونٹیوں کو قریش کے خلاف لڑتے ہوئے پائیں تو ان کی مدد کریں گے۔ ❷

۲۔ عائشہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کے درمیان:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے۔ وہ گندم چھان رہی تھیں اور انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دے رکھا تھا کہ راز کسی پر افشاں نہ ہونے پائے کہ کدھر چڑھائی کرنے کا ارادہ ہے......

آپ نے ان سے کہا: بیٹی کس کے لیے یہ توشہ کی تیاری ہو رہی ہے؟

وہ خاموش رہیں۔

پھر آپ نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ چڑھائی کرنا چاہتے ہیں؟

وہ خاموش رہیں۔

پھر پوچھا: کیا روم پر چڑھائی کا ارادہ ہے؟

پھر بھی خاموشی اختیار کی۔

آپ نے پھر سوال کیا: کیا اہل نجد پر چڑھائی کرنے کا ارادہ ہے؟

وہ خاموش رہیں۔

---

❶ التاریخ السیاسی والعسکری: د: علی معطی، ۳۶۵، الطبری: ۳/ ۴۳ .

❷ تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ: ۱۴۵ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: کیا قریش پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں؟

پھر بھی ام المومنین نے خاموشی نہ توڑی۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا جنگی مہم کا ارادہ رکھتے ہیں؟

فرمایا: ہاں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا آپ روم پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں؟

فرما: نہیں۔

عرض کیا: کیا اہل نجد پر چڑھائی کا ارادہ ہے؟

فرمایا: نہیں۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: شاید آپ قریش پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں؟

ارشاد ہوا: ہاں۔

ابوبکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ اور قریش کے درمیان معاہدہ کی مدت ابھی باقی نہیں ہے؟

آپ نے فرمایا: کیا تمھیں قریش نے بنوکعب کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی خبر نہیں ہے؟

اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اتباع میں جنگی تیاری شروع کر دی تاکہ اس اہم مہم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں۔ مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اس مہم میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہ رہا، بلکہ سب نے شرکت کی۔ ❶

۳۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ میں داخل ہوتے وقت:

جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ خواتین گھوڑوں کے چہروں پر نشان لگا رہی ہیں، تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور فرمایا: حسان نے کیا کہا ہے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

عَدِمنَا خَيلَنَا إنْ لَم تَرَوْهَا
تُثِيرُ النَّقعَ مَوعِدُهَا كَدَاءُ

''ہمارے شہسواروں کو اگر غبار اڑاتے ہوئے مقام کداء کی جانب جاتے نہ دیکھے ہوں تو وہ برباد ہو جائیں۔''

يُبَارِينَ الاسِنَّةَ مُصغِيَاتٍ
عَلَى أَكتَافِهَا الأَسَلُ الظِّمَاءُ

❶ مغازی الواقدی: ۲/ ۷۹۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نیزوں کے چلانے میں پوری توجہ سے مقابلہ کر رہے ہیں، ان کے کندھوں پر تیز تلواریں ہیں۔"

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ ❶

"ہمارے گھوڑے تیز رفتاری میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں لگے ہیں، خواتین اپنے دوپٹوں سے ان کے غبار کو جھاڑتی ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ میں وہاں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا ہے۔ ❷

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمت پوری ہوئی اور اس زریں موقع پر آپ کے والد ابوقحافہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ❸

ب: حنین میں

غزوہ حنین میں مسلمانوں کو سخت ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا، بایں طور کہ معرکہ کے آغاز ہی میں ہزیمت لاحق ہوئی، جس کی وجہ سے مسلمان تاب نہ لا سکے اور بھاگنے لگے۔ امام طبری نے اس کی منظرکشی کی ہے، فرماتے ہیں: لوگ تیزی سے بھاگنے لگے، کوئی کسی کو نہیں دیکھتا تھا، ❹ اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو پکار رہے تھے: لوگو! کہاں بھاگ رہے ہو؟ میرے پاس آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں...... اے انصار! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں...... پھر آپ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو آواز دی، ان کی آواز بلند تھی اور ان سے کہا: عباس! پکارو: اے انصار کی جماعت! اے ببول کے نیچے بیعت کرنے والو! ❺ معرکے کے آغاز میں مسلمانوں کی یہ صورت حال تھی۔ نبی کریم ﷺ تنہا میدان میں رہ گئے تھے آپ کے ساتھ بہت تھوڑے لوگ تھے۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ میدان میں جمع رہے وہ کبار صحابہ تھے اور ان میں آگے آگے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی مکمل نصرت وتائید سے نوازا اور فتح سے ہمکنار ہوئے۔ ❻

اس معرکے میں صدیق اکبر کا اہم موقف رہا۔

ا۔ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں فتویٰ:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حنین کے روز میں نے دیکھا ایک مسلمان ایک مشرک سے لڑ رہا ہے اور دوسرا

---

❶ مستدرك الحاكم: ۳/ ۷۲، اور صحیح الاسناد قرار دیا، اور ذہبی نے موافقت کی ہے۔

❷ مستدرك الحاكم: ۳/ ۷۲، الطبری: ۳/ ٤۲. ❸ تاريخ الدعوة الاسلامية: ۱٤۷.

❹ تاريخ الطبری: ۳/ ۷٤.

❺ مسلم: الجهاد والسير، باب فی غزوة حنين، رقم: ۱۷۷۵.

❻ مواقف الصديق مع النبی ﷺ فی المدينة: ٤۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرک اس مسلمان کو دھوکا دے کر پیچھے سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ میں جلدی سے اس مشرک کی طرف بڑھا جو مسلمان کو دھوکے سے قتل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے مارنا چاہا، لیکن میں نے اس کے ہاتھ پر وار کیا اور اس کا ہاتھ کٹ گیا، اس نے مجھے سختی سے بھینچ لیا، میں ڈر گیا کہ مر نہ جاؤں پھر اس نے چھوڑ دیا، میں نے اس کو دھکیل کر قتل کر دیا۔ ابتدا میں مسلمان کفار کے حملے کی تاب نہ لاکر بھاگ کھڑے ہوئے، میں بھی انھی بھاگنے والوں میں تھا۔

اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ ملے، میں نے ان سے پوچھا: یہ لوگوں کو کیا ہو گیا؟

آپ نے کہا: اللہ کا یہی حکم تھا، قضا وقدر میں یہی مقرر تھا۔

پھر لوگوں کو ہوش آیا اور واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ اللہ نے فتح ونصرت سے ہمکنار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مقتول کے قتل پر دلیل اور ثبوت فراہم کر دے تو اس مقتول کا مال واسباب اس کے لیے ہے۔

میں اپنے مقتول پر ثبوت فراہم کرنے کے لیے نکلا لیکن کسی کو گواہ نہ پایا، مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر خیال آیا اور میں نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ بیان کیا۔

وہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: اس مذکور مقتول کا اسلحہ میرے پاس ہے۔ آپ اسے مجھے دلا دیجیے۔

ابوبکر بول اٹھے: ہرگز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہو نہیں سکتا کہ اللہ کے اس شیر کو چھوڑ کر جو اللہ و رسول کی طرف سے لڑتا ہے، ایک کمزور ترین قریشی کو دے دیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے میرے حوالہ کر دیا، میں نے اس سے ایک باغ خریدا، یہ پہلی جائداد تھی جس کا میں بحالت اسلام مالک ہوا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس سلسلہ میں زجر وتوبیخ اور قسم کھانے، فتویٰ دینے میں جلدی کرنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی تصدیق کرنا اور آپ کی موافقت میں فیصلہ صادر کرنا خصوصی شرف ومنزلت کی دلیل ہے، جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ [2]

اور اس واقعہ کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان بھائی کی سلامتی وحفاظت کے انتہائی حریص ہوئے، اس کو بچانے کی خاطر بڑی مشقتیں برداشت کر کے کافر کو قتل کیا۔ اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس موقف میں اس بات کی واضح دلالت ہے کہ آپ حق کو حق کہنے اور حق کی طرف سے دفاع کرنے کے انتہائی حریص تھے۔ اور اسی طرح اس میں آپ کے ایمان راسخ، یقین کامل اور اسلامی اخوت کے احترام وقدر شناسی کی واضح دلیل ہے اور آپ کے لیے یہ عظیم ترین منزلت وشرف کی بات ہے۔ [3]

---

[1] البخاری: المغازی ٥/ ١١٩، ٤٣٢٢.
[2] الریاض النّضرۃ فی مناقب العشرۃ: ابوجعفر محب الدین ١٨٥.
[3] التاریخ الاسلامی للحمیدی: ٨/ ٢٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عباس بن مرداس کا شعر:

عباس بن مرداس کو حنین کی غنیمت کا حصہ ملا تو اس نے اسے کم تصور کیا اور رسول اللہ ﷺ پر عتاب کرتے ہوئے شعر کہا:

كَــانَــتْ نِهَــابًــا تَــلَاقَيتُهَــا
بِكَـرِّي عَـلَـى الْـمُـهْـرِ فِي الْأَجْرَعِ

''میں نے مال غنیمت میدان میں گھوڑے پر سوار ہو کر حملہ کر کے جمع کیا۔''

وَإِيـقَـاظِـي الْـقَـوْمَ أَنْ يَـرْقُـدُوا
إِذَا هَـجَـعَ الـنَّـاسُ لَـمْ أَهْـجَـعِ

''میں نے لوگوں کو بیدار رکھا، جب لوگ سو گئے تو میں بیدار رہا۔''

فَـأَصْـبَـحَ نَهْبِي وَنَهْـبُ الْـعَبِيـ
ـدِ عُيَيْـنَـةَ وَالْأَقْــرَعِ

''پھر بھی میرا اور میرے گھوڑے عبید کا حصہ عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کے درمیان رہا۔''

وَقَـدْ كُـنْـتُ فِـي الْـحَـرْبِ ذَا تُدْرَأً
فَـلَـمْ أُعْـطَ شَيْـئًـا وَلَـمْ أُمْـنَـعِ

''اور میں نے جنگ میں مدافعت کی پھر بھی نہ کوئی قابل قدر چیز دیا گیا اور نہ روکا گیا۔''

إِلَّا أَفَـــائِـــلَ أُعْــطِيتُهَــا
عَـــدِيـــدَ قَـــوَائِـــمِهَـــا الْأَرْبَـعِ

''مگر چند چھوٹے چھوٹے اونٹ دیا گیا ہوں جن کے چاروں پیر گنے جا سکتے ہیں۔''

وَمَـا كَـانَ حِـصْنٌ وَلَا حَـابِـسٌ
يَـفُـوقَـانِ شَيْـخِـيَ فِـي الْـمَـجْـمَـعِ

''حالانکہ حصن اور حابس میرے والد کے مقابلہ میں معاشرہ میں فوقیت نہیں رکھتے تھے۔''

وَمَـا كُـنْـتُ دُونَ امْـرِئٍ مِنْهُمَـا
وَمَـنْ تَـضَـعِ الْيَوْمَ لَا يُـرْفَـعِ [1]

''اور میں ان دونوں سے کم تر نہ تھا اور آج جس کو تم گھٹا دو وہ کبھی بلند نہیں ہو سکتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ اور اس کی زبان بند کر دو، صحابہ نے اس کو اس قدر عطا کیا کہ وہ

[1] السيرة النبوية لابن هشام: ٤/ ١٤٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش ہو گیا اور اس طرح اس کی زبان بند کی گئی جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ ❶

عباس بن مرداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضر ہوا، آپ نے اس سے پوچھا: کیا تم ہی نے یہ شعر کہا ہے؟

فاصبح نهبي ونهب العبيد
بين الاقرع وعيينة

تو اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! "بين عيينة والاقرع" ہے۔ تو آپ نے فرمایا: دونوں ایک ہی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی شان میں جو فرمایا ہے، آپ ویسے ہی ہیں:

﴿وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ١ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ۝۶۹﴾ (یٰس: ٦٩)

"نہ ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے، وہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔" ❷

ج: طائف کے میدان میں

طائف کے محاصرہ میں صحابہ کرام کو زخم آئے اور شہادتیں پیش آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محاصرہ ختم کر کے مدینہ واپس آگئے۔ غزوۂ طائف میں شہید ہونے والوں میں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ان کو ایک تیر لگا جس کے نتیجے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ میں فوت ہو گئے۔ ❸

جب بنو ثقیف کے لوگ مدینہ میں اعلان اسلام کے لیے حاضر ہوئے تو جیسے ہی ان کا قافلہ مدینہ سے قریب پہنچا تو ان کے قبول اسلام کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے کے لیے ابوبکر اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما بے تاب ہو گئے۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ ان کے آنے کی اطلاع سب سے پہلے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں کامیاب ہوئے اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بشارت سنائی۔ ❹

جب ان لوگوں نے اسلام کا اعلان کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے تحریری اسلامی ضمان عطا کیا اور ان پر امیر مقرر کرنا چاہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا جائے حالانکہ وہ ابھی ان میں کم عمر تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اس نوجوان کو ان میں سب سے زیادہ اسلام کا علم حاصل کرنے اور قرآن سیکھنے کا شوقین پایا ہے۔ ❺

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ جب لوگ دوپہر کو سو جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

❶ السيرة النبوية لابن هشام: ٤/ ١٤٧.
❷ السيرة النبوية لابن هشام: ٤/ ١٤٧.
❸ السيرة النبوية لابن هشام: ٤/ ١٩٣.
❹ تاريخ الدعوة الاسلامية: ١٥١.
❺ تاريخ الدعوة الاسلامية: ١٥١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہوتے اور آپ سے دین کے بارے میں سوال کرتے اور قرآن پڑھتے، یہاں تک کہ دین کی بصیرت اور علم حاصل کرلیا اور جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتا ہوا پاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچتے اور اپنی قوم پر اس کو ظاہر نہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ ادا بہت بھائی اور آپ ان سے محبت کرنے لگے۔ ❶

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس شخص کا پتہ چلا جس نے آپ کے لخت جگر عبداللہ کو تیر مارا تھا اس وقت آپ نے جو بات کہی وہ آپ کے ایمان کی عظمت پر واضح ثبوت ہے۔ امام قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ طائف میں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو تیر لگا اور وہی زخم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چالیس روز بعد تازہ ہوگیا اور اسی میں وفات پا گئے۔ ثقیف کا وفد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تیر آپ کے پاس محفوظ تھا۔ آپ نے اس تیر کو ان کے سامنے پیش کیا اور پوچھا: کیا تم میں سے کوئی اس تیر کو جانتا ہے؟ تو بنو عجلان میں سے سعید بن عبید نے کہا: میں نے ہی اس کو تیز کیا اور پر لگایا تھا اور میں نے ہی اس کو کھینچ کر مارا تھا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہی وہ تیر ہے جس سے عبداللہ کا قتل ہوا ہے۔ اللہ کے لیے ہر طرح کی حمد وشکر ہے کہ اس نے تمہارے ہاتھ سے اس کو شہادت کا شرف بخشا اور تمہیں اس کے ہاتھ سے ذلیل نہ کیا۔ یقیناً اللہ کی رحمت تم دونوں کے لیے وسیع ہے۔ ❷

غزوہ تبوک، امارت حج اور حجۃ الوداع میں

الف: غزوۂ تبوک میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تیس ہزار (۳۰۰۰۰) کا عظیم لشکر لے کر رومیوں سے قتال کرنے کے لیے شام کی طرف روانہ ہوئے اور جب آپ کی قیادت میں مسلمان ثنیۃ الوداع کے پاس جمع ہوگئے تو امراء وقائدین کو منتخب فرمایا اور ان کے لیے پرچم اور جھنڈے متعین کیے اور سب سے بڑا پرچم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ ❸

اس غزوہ کے اندر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مختلف مواقف سامنے آئے:

۱۔ عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ کا موقف:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، رات کو اٹھا تو دیکھتا ہوں کہ لشکر کی ایک جانب سے شعلہ نظر آرہا ہے۔ میں اس کی طرف بڑھا تاکہ دیکھوں کیا ہے؟ دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ عبداللہ ذوالبجادین مزنی کا انتقال ہو چکا ہے۔ قبر کھودی جا چکی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں ہیں اور ابوبکر وعمر میت کو قبر میں اتار رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ''اپنے بھائی

---

❶ تاریخ الاسلام للذهبی: المغازی ۶۷۰ .

❷ خطب ابی بکر الصدیق: محمد احمد عاشور ۱۱۸ لیکن یہ روایت منقطع ہے۔

❸ صفة الصفوة: ۱/ ۲۴۳ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مجھ سے قریب کرو' دونوں نے قبر میں ان کو اتار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو قبر میں لٹا دیا، فرمایا:
اے اللہ! میں ان سے راضی ہوں، تو بھی ان سے راضی ہو جا۔

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: کاش اس قبر والا میں ہوتا۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ جب میت کو لحد میں داخل کرتے تو کہتے: ((بسم الله وعلى ملة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وباليقين وبالبعث بعد الموت.)) ❷

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کے لیے دعا کا مطالبہ:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم سخت گرمی میں تبوک روانہ ہوئے، راستہ میں ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالے، ہمیں شدت کی پیاس لگی، ہمیں گمان ہونے لگا کہ ہماری موت قریب آ گئی ہے۔ انسان پانی کی تلاش میں نکلتا اور واپس نہ آتا۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہونے لگتا کہ اس کی وفات ہوگئی۔ پیاس کی شدت کی حد یہ ہوگئی کہ انسان اپنے اونٹ کو ذبح کرتا اور اس کی اوجھ کو نچوڑ کر پیتا اور باقی کو اپنے کلیجے پر مل لیتا۔

ان حالات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں خیر کا عادی بنایا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو؟

کہا: ہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے اور برابر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ بدلی اٹھی اور تیز بارش ہوئی، لوگوں نے اپنے پانی کے برتن بھر لیے، پھر ہم دیکھنے نکلے تو لشکر سے باہر بارش کا اثر نہ پایا۔ ❸

۳۔ غزوۂ تبوک میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عطیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر بقدر استطاعت عطیات دینے پر ابھارا کیونکہ سفر لمبا تھا، دشمن کی تعداد زیادہ تھی اور عطیات دینے والوں کے لیے اللہ کی جانب سے اجر عظیم دیے جانے کا وعدہ کیا۔ ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق عطیات پیش کیے۔ اس غزوہ میں عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ عطیہ پیش کیا۔ ❹ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال عطیہ کر دیا اور ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آج وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جائیں گے۔

وہ خود بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطیہ پیش کرنے کا حکم فرمایا، اس وقت میرے پاس

---

❶ صحيح السيرة النبوية : ٥٩٨ . ❷ مصنف عبدالرزاق: ٣/ ٤٩٧ ، بحواله موسوعة فقه الصديق: ٢٢٢ .
❸ ابن حبان: الجهاد، باب غزوة تبوك : ١٧٠٧ موارد .
❹ السيرة النبوية فی ضوء المصادر الاصلية: ٦١٥ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال تھا، میں نے سمجھا کہ آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے اپنا نصف مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: عمر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟

میں نے عرض کیا: اسی کے مثل۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پورا مال لا کر آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔

آپ نے ان سے پوچھا: اپنے بچوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟

فرمایا: ان کے لیے اللہ و رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔

میں نے کہا: میں کبھی کسی چیز میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ ❶

عمر رضی اللہ عنہ نے رشک و مسابقت کا جو معاملہ کیا وہ مباح تھا، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حالت ان سے بہتر و افضل تھی کیونکہ ان کے اندر منافست و مقابلہ نہ تھا اور دوسرے کی طرف ان کی نگاہ نہ تھی۔ ❷

ب: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۹ ہجری میں بحیثیت امیر حج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں معاشرے کی تربیت اور سلطنت کی تعمیر عقائدی، اقتصادی، اجتماعی، سیاسی، عسکری اور تعبدی ہر اعتبار سے جاری تھی اور گذشتہ سالوں میں فریضہ حج ادا نہ کیا جا سکا تھا۔ فتح کے بعد ۸ ہجری میں اگرچہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو حج کی ذمہ داری سونپی گئی تھی لیکن مسلمانوں اور مشرکین کے حج میں کوئی امتیاز قائم نہ کیا جا سکا تھا۔ ❸ چنانچہ جب ۹ ہجری میں حج کا زمانہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا لیکن آپ نے یہ کہہ کر ارادہ ترک کر دیا کہ "ننگے مشرکین خانہ کعبہ کا طواف کریں گے، مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس حالت میں حج کروں۔" لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ حجاج کو لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ اتنے میں سورۂ براءۃ کا نزول ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حکم دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملو۔ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی "عضباء" پر سوار ہو کر نکلے اور ذوالحلیفہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو دریافت کیا: امیر بن کر آئے ہو یا مامور؟ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مامور بن کر آیا ہوں۔ پھر یہ قافلہ حج روانہ ہوا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا اور اس سال حج ذوالحجہ میں ہوا جیسا کہ صحیح روایات اس پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ ذوالقعدہ میں جیسا کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) سے قبل اور یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ)، یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ)، یوم النفر الاوّل (۱۲ ذی الحجہ) کو

---

❶ ابوداود: الزکاۃ ۲/ ۳۱۲۔ ۳۱۳ (۱۶۷۸) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

❷ مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ۱/ ۷۲۔۷۳

❸ دراسات فی عهد النبوة، عماد الدين خليل ۲۲۲ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ دیا، لوگوں کے لیے مناسک حج؛ وقوف عرفہ وافاضہ، رمی جمرات اور منیٰ سے کوچ کرنے کے احکام و مسائل بیان کیے اور علی رضی اللہ عنہ ہر موقع پر آپ کے پیچھے پیچھے رہتے اور لوگوں کو سورۂ براءۃ کی ابتدائی آیات پڑھ کر سناتے اور لوگوں میں ان چار باتوں کا اعلان کرتے:

۱۔ جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔

۲۔ آئندہ سے کوئی ننگے طواف نہ کرے۔

۳۔ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ ہو وہ اپنی مدت تک باقی رہے گا۔

۴۔ اس سال کے بعد مشرکین کو حج کی اجازت نہ ہوگی۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس عظیم مہم میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعاون کے لیے مقرر فرمایا۔ ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے سامنے عہد شکنی کے اعلان کے لیے علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب اس لیے فرمایا تھا کیونکہ لوگوں کا عام معمول تھا اور ان کے عرف میں یہی تھا کہ عہد و پیمان کو قائم کرنے اور اس کو توڑنے کے لیے یا تو قبیلے کا سردار ہو یا اس کے خاندان کا کوئی فرد ہو، اور یہ عرف چونکہ اسلام کے منافی نہیں تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رعایت کرتے ہوئے علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے روانہ فرمایا۔ یہ اصل سبب ہے، جس کی وجہ سے علی رضی اللہ عنہ کو سورۂ براءۃ کی ابتدائی آیات کی تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا نہ کہ جو روافض کا زعم ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ شیخ محمد ابوشہبہ اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں: ''پتہ نہیں ان لوگوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو کیسے نظر انداز کر دیا ''تم امیر بن کر آئے ہو یا مامور؟'' ❸ اور پھر مامور امیر سے بڑھ کر خلافت کا مستحق کیسے ہوسکتا ہے؟'' ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں یہ حج حجۃ الوداع ❺ کا مقدمہ تھا اور اس حج میں یہ اعلان کیا گیا کہ بت پرستی کا دور ختم ہوا اور توحید کے نئے دور کا آغاز ہوا، اب لوگوں پر لازم ہے کہ اللہ کی شریعت کی پابندی کریں۔ قبائل عرب میں اس عام اعلان کے بعد ان قبائل کو یقین ہوگیا کہ اب یہ قطعی فیصلہ ہے اور اصنام پرستی کا خاتمہ ہو چکا، لہٰذا اپنے اسلام میں داخلے اور توحید کا اعلان کرتے ہوئے اپنے وفود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجنے لگے۔ ❻

---

❶ صحیح السیرۃ النبویۃ: ۶۲۵.
❷ السیرۃ النبویۃ لابی شھبۃ: ۲/ ۵۳۷.
❸ صحیح السیرۃ النبویۃ: ۵۲۴.
❹ السیرۃ النبویۃ لابی شھبہ: ۲/ ۵۴۰.
❺ السیرۃ النبویۃ لابی شھبہ: ۲/ ۵۴۰.
❻ قراءۃ سیاسیۃ للسیرۃ النبویۃ، قلعجی: ۲۸۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج: حجۃ الوداع

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے، جب ہم وادی عرج میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رکے، عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھی تھیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ساز وسامان کے لیے ایک ہی سواری تھی، جوان کے غلام کے ساتھ تھی، آپ اس کا انتظار کر رہے تھے، اتنے میں غلام آیا لیکن اونٹ اس کے ساتھ نہ تھا۔

دریافت کیا: اونٹ کدھر گیا؟

جواب دیا: رات میں غائب ہو گیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک ہی اونٹ تھا، اس کو بھی غائب کر دیا؟

پھر اس غلام کو مارنا شروع کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''دیکھو اس مُحرم کو کیا کر رہا ہے؟'' [1]

---

[1] مسند احمد: ٦/ ٣٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدنی معاشرے میں اور ان کے بعض اوصاف وفضائل

مدنی معاشرے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی درس وعبرت سے بھری ہوئی ہے۔ فہم اسلام اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلہ میں آپ نے ہمارے لیے زندہ نمونہ چھوڑا ہے۔ عظیم اوصاف کے ساتھ آپ کی شخصیت ممتاز قرار پائی ہے۔ بہت سی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تعریف کی ہے اور دیگر صحابہ پر آپ کی فضیلت اور بزرگی کو بیان کیا ہے۔

مدنی معاشرہ میں آپ کے مواقف

ا۔ یہودی عالم فنحاص سے متعلق آپ کا موقف:

بہت سے سیرت نگاروں اور مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ابوبکرؓ یہودی مدرسہ میں تشریف لے گئے، وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ اپنے ایک عالم فنحاص کے گرد جمع ہیں اور اس کے ساتھ ان کا ایک اور عالم اشیع نامی موجود ہے۔ [1]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فنحاص سے کہا: اللہ سے ڈر جا اور اسلام قبول کر لے، اللہ کی قسم تو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے پاس سے حق لے کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ توریت وانجیل میں آپ کے متعلق لکھا ہوا تم پاتے ہو۔

یہ سن کر فنحاص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: واللہ اے ابوبکر! ہم اللہ کے محتاج نہیں بلکہ اللہ ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس سے اس قدر تضرع وعاجزی نہیں کرتے جس قدر وہ ہم سے تضرع اور عاجزی کرتا ہے۔ ہم اس سے بے نیاز ہیں وہ ہم سے بے نیاز نہیں۔ اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہم سے قرض نہ طلب کرتا جیسا کہ تمہارے ساتھی کا زعم ہے۔ تمہیں سود سے روکتا ہے اور ہمیں سود دیتا ہے اگر وہ غنی ہوتا تو ہمیں سود نہ دیتا۔

اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فنحاص کے چہرہ پر سخت ضرب لگائی اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اے اللہ کے دشمن! اگر ہمارے اور تمہارے درمیان عہد و پیمان نہ ہوتا تو تیرا سر قلم کر دیتا۔

---

[1] السيرة النبوية لابن هشام: ۱/ ۵۵۸۔ ۵۵۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: دیکھیے آپ کے ساتھی نے کیا کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوبکر تم نے ایسا کیوں کیا؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے انتہائی سنگین بات کہی ہے۔ اس کا زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور یہ اغنیاء ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اللہ واسطے مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس کے چہرہ پر مار دیا۔ لیکن فنحاص اس سے انکاری ہو گیا اور کہا: میں نے نہیں کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فنحاص کی تردید اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۱۸۱﴾ (آل عمران: ١٨١)

"اللہ نے ان لوگوں کی بات یقیناً سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم لوگ مالدار ہیں، ہم ان کی باتیں لکھ رہے ہیں اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی لکھ رہے ہیں اور ہم ان سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب چکھو۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کو جو غصہ آیا اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہوا:

﴿لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۣ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۸۶﴾ (آل عمران: ١٨٦) [1]

"تمہیں یقیناً تمہارے مالوں اور جانوں میں آزمایا جائے گا اور تم یقیناً ان لوگوں کی جانب سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور مشرکین کی جانب سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے تو بے شک یہ ہمت و عزیمت کا کام ہے۔"

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار کی حفاظت:

عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ جو بدر میں شریک تھے، ان کے انتقال کے بعد حفصہ بیوہ ہو گئی۔ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا:

"اگر چاہو تو حفصہ سے تمہاری شادی کر دوں؟"

انہوں نے کہا: سوچتا ہوں۔

پھر مجھ سے ملے اور کہا: میری رائے یہ قرار پائی ہے کہ ابھی شادی نہ کروں۔

پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا، ان سے شادی کی پیشکش کی، وہ خاموش رہے۔ ان کی اس خاموشی کی وجہ سے

[1] تفسیر القرطبی: ٤/ ٢٩٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے ان پر عثمان سے زیادہ غصہ آیا۔ کچھ دنوں تک میں ایسے ہی رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو پیغام بھیجا، میں نے آپ سے اس کی شادی کر دی۔ پھر اس کے بعد مجھے ابوبکر ملے اور فرمایا: شاید آپ مجھ پر خفا ہوں کہ میں نے آپ کی بات کا جواب نہیں دیا۔

میں نے کہا: ضرور۔

فرمایا: میں نے اس لیے جواب نہ دیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ کا ذکر کر رہے تھے، اس لیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا کرنا نہیں چاہتا تھا، اگر آپ ارادہ ترک کر دیتے تو میں شادی کر لیتا۔ ❶

۳۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور نماز جمعہ کی آیت:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ دے رہے تھے، اتنے میں مدینہ کے اندر تجارتی قافلہ آ گیا، سب لوگ خرید و فروخت کے لیے نکل پڑے، آپ کے ساتھ مسجد میں صرف بارہ افراد باقی رہ گئے، اس مناسبت سے اس آیت کریمہ کا نزول ہوا:

﴿وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ⑪﴾ (الجمعة: ١١)

''اور جب کوئی سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آ جائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی رساں ہے۔''

اور یہ بارہ افراد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقی رہے ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ❷

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبر و غرور کی نفی فرمانا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ جَرَّ ثَوبه خُيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة))

''جو شخص از راہ تکبر اپنے کپڑے گھسیٹ کر چلتا ہے اس کی طرف قیامت کے دن اللہ نظر نہیں فرمائے گا۔''

یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ازار ایک طرف لٹک جاتا ہے لیکن میں اس کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((انك لست تصنع ذلك خُيلاء)) ❸

❶ فتح الباري: ٩/ ٨١، الطبقات الكبرى: ٨/ ٨٢.

❷ الاحسان في تقريب صحيح ابن حبان: ١٥/ ٣٠٠۔ مسلم، رقم: ٨٦٣. ❸ البخاري: ٣٦٦٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم ایسا از راہ تکبر نہیں کرتے ہو۔''

۵۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حلال کی تلاش:

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، جب وہ اپنی آمدنی لے کر آتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک اس سلسلہ میں دریافت نہ کر لیتے۔ اگر وہ ایسی چیز ہوتی جو آپ کو پسندیدہ ہوتی تو کھا لیتے اور اگر ناپسند اشیاء میں سے ہوتی تو نہ کھاتے۔ ایک روز بھول گئے اور سوال کیے بغیر کھا لیا، پھر جب خیال آیا تو اس سے پوچھا، جب اس نے خبر دی کہ یہ ان کی ناپسندیدہ چیزوں سے تھی تو اپنا ہاتھ حلق میں ڈال کر جو کچھ کھایا تھا سب قے کر دیا، اندر کچھ نہ رہنے دیا۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و پرہیز گاری کی یہ واضح مثال ہے۔ آپ اپنے کھانے پینے میں حلال کو تلاش کرتے اور مشتبہات سے اجتناب کرتے، آپ کی یہ عادت طیبہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ تقویٰ کے انتہائی بلند مقام پر فائز تھے، اور دین میں حلال کھانے، پینے اور پہننے کی اہمیت اور دعا کی قبولیت میں اس کی تاثیر پوشیدہ نہیں۔ ❷ جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گرد آلود پراگندہ بال والے کے ذکر میں فرمایا ہے:

((یمدُّ یدیه الی السماء : یا رب! یا رب! ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغُذِّیَ بالحرام فانّٰی یُستجابُ لذلك .)) ❸

''وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یا رب یا رب کہتا ہے، لیکن اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام، اس کی پرورش حرام مال سے ہوئی تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہو؟''

۶۔ مجھے صلح میں شریک کرو جس طرح جنگ میں شریک کیا تھا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند ہوتے ہوئے سنی، جب ان سے قریب ہوئے تو پکڑا اور طمانچہ رسید کرنا چاہا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آواز بلند کرتی ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روکنے لگے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: دیکھا ان سے میں نے تمہیں کس طرح بچا لیا۔ کچھ دنوں کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ دونوں میں مصالحت ہو چکی ہے تو آپ نے عرض کیا: مجھے صلح میں شریک کرو جس طرح جنگ میں شریک کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے شریک کر لیا۔ ❹

---

❶ الزهد للامام احمد: ۱۱۰، بحواله التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۱۹/ ۱۳.

❷ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۱۹/ ۱۳. ❸ مسلم: ۱۰۱۵، ۲/ ۷۰۳.

❹ ابوداود: ۴۹۹۹، علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف ابی داؤد میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ سیرة الصدیق، مجدی السید: ۱۳۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام:

ابوبکر رضی اللہ عنہ عید کے دنوں میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، دیکھا ان کے پاس انصار کی دو بچیاں نغمے گا رہی ہیں، فرمایا: کیا شیطان کی بانسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک ان دونوں سے پھیر کر دیوار کی طرف رخ کیے ہوئے لیٹے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دعهما يا ابابكر فان لكل قوم عيدا وهذا عيدنا اهل الاسلام .)) ❶

''اے ابوبکر ان دونوں کو چھوڑ دو، ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہم اہل اسلام کی عید ہے۔''

اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت اور طریقہ کے منافی تھا، اسی لیے صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے شیطان کی بانسری قرار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بچیوں کے اس عمل کی علت، عید کو قرار دیا اور بچوں کو عید کے موقع پر لہو ولعب کی رخصت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

((ليعلم المشركون أنَّ في ديننا فسحة .)) ❷

''تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا نو عمر ہونے کی وجہ سے کھلونوں سے کھیلا کرتی تھیں اور آپ کے ساتھ آپ کی سہیلیاں بھی شرکت کرتی تھیں۔

اس حدیث میں یہ وارد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نغمے کو کان لگا کر سن رہے تھے۔ (اگر یہ آپ کو پسندیدہ ہوتا تو رخ انور اس طرف سے نہ پھیرتے بلکہ متوجہ ہو کر سنتے) اور امر و نہی کا تعلق استماع یعنی متوجہ ہو کر سننے سے ہے نہ کہ محض سماع سے۔ ❸ اس سے یہ بات ہم سمجھ سکتے ہیں کہ عید کے موقع پر جو بچے کھیلنے کی عمر میں ہیں ان کو کھیل کود کی رخصت ہے۔ جیسا کہ انصار کی دونوں چھوٹی بچیاں ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گھر میں نغمے گا رہی تھیں۔ ❹

۸۔ مہمانوں کی تکریم:

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اصحاب صفہ فقراء تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے آئے .... اور خود ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شام کا کھانا تناول کیا اور کچھ رات گذرنے کے بعد گھر تشریف لائے۔

---

❶ مسلم: صلاة العيدين ٨٩٢ .

❷ مجموع الفتاوى: ١١/ ٣٠٨ ، مسند احمد: ٦/ ١١٦ ، ٢٣٣ عن عائشه رضي الله عنها .

❸ مجموع الفتاوى: ٣٠/ ١١٨ .
❹ مجموع الفتاوى : ٣٠/ ١١٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی نے عرض کیا: کس وجہ سے آپ نے مہمانوں سے تاخیر کی؟

فرمایا: کیا ابھی تک انہیں کھانا نہیں دیا؟

بیوی نے کہا: انہوں نے آپ کے آئے بغیر کھانے سے انکار کیا، پیشکش کی گئی لیکن وہ نہ مانے۔

میں (عبدالرحمٰن) ڈر کر چھپ گیا۔

والد صاحب نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا: اے جاہل! اور سخت وسست کہا اور مہمانوں سے کہا: آپ لوگ تناول فرمائیں، واللہ میں نہیں کھاؤں گا۔

مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک ابوبکر نہیں کھاتے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ شیطان کی طرف سے ہے، پھر کھانا منگوایا اور تناول فرمایا۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں: اللہ کی قسم ہم جو لقمہ اٹھاتے تھے اس کے نیچے اس سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ مہمانوں نے آسودہ ہو کر کھانا تناول فرمایا اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا، آپ نے دیکھا تو پہلے سے زیادہ تھا۔

بیوی سے کہا: اے بنو فراس کی بہن یہ کیا ماجرا ہے؟

اس نے کہا: میری آنکھ کی ٹھنڈک! یہ پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھایا اور فرمایا: یہ قسم شیطان کی طرف سے تھی۔

پھر اسے اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور وہ صبح تک آپ کے پاس رہا۔ ہمارے اور مشرکین کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ افراد کو عریف بنایا اور ہر ایک کے ساتھ ایک جماعت تھی اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کتنے لوگ تھے۔ تمام لوگوں نے آسودہ ہو کر وہی کھانا کھایا۔ ❶

درس و عبرت:

اس قصہ میں بہت ساری نصیحتیں اور عبرتیں ہیں:

- ابوبکر رضی اللہ عنہ ان آیات و احادیث کو عملی جامہ پہنانے کے انتہائی حریص و شوقین تھے جو مہمان نوازی اور مہمانوں کی تکریم پر ابھارتی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَقَرَّبَهُۥٓ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴾ (الذاریات: ۲۷)

"پھر ابراہیم نے بھنا ہوا بچھڑا مہمانوں کے سامنے پیش کیا اور کہا آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه .)) ❷

---

❶ البخاری: المناقب ۳۵۸۱، ومسلم: الاشربہ: ۲۰۵۷۔ ❷ مسلم: ۳/ ۱۳۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔''

- اس واقعہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرامت واضح ہوتی ہے، بایں طور کہ جو لقمہ اٹھاتے اس کی جگہ اس سے زیادہ ہو جاتا۔ تمام لوگ آسودہ بھی ہو گئے اور پہلے سے زیادہ باقی بھی رہا، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ کے پاس بہت سے لوگ آئے اور آسودہ ہو کر کھائے۔ ❶ آپ کو یہ کرامت تمام حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوئی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ مقام ولایت پر فائز تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کرنے والے ہی اولیاء ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں اور جس سے روک دیا اس سے رک جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تائید ملائکہ اور روح الامین کے ذریعے سے کرتا ہے اور ان کے دلوں کو منور کر دیتا ہے، اور انہیں کرامتیں عطا کرتا ہے، جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کو عزت بخشتا ہے۔ ❷
- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی قسم نہیں توڑی، یہاں تک کہ کفارۂ قسم کی آیت نازل ہوئی۔ فرمایا: میں کوئی بھی قسم کھاتا ہوں اور پھر اس کے برعکس کو بہتر پاتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتا ہوں اور وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔ ❸ لہٰذا آپ جب کوئی قسم کھا لیتے اور اس کے برعکس کو بہتر پاتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے اور وہ کرتے جو بہتر ہوتا۔ ❹ اس واقعہ کے اندر اس پر دلیل موجود ہے بایں طور کہ آپ نے مہمانوں کے اکرام میں قسم توڑی اور کھانا تناول فرمایا۔ ❺

۹۔ اے آل ابی بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، جب ہم بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اس کو تلاش کرنے کے لیے ٹھہر گئے، آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی کی سہولت نہ تھی اور نہ لوگوں کے پاس پانی تھا۔ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ دیکھتے نہیں عائشہ نے کیا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو ایسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور کر دیا جہاں نہ تو پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری رانوں پر سر مبارک رکھ کر سو رہے تھے۔ فرمایا: عائشہ! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو ایسی جگہ روک رکھا ہے جہاں پانی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور پھر مجھ پر عتاب فرمایا اور جو کچھ اللہ نے چاہا کہا اور اپنے ہاتھ

---

❶ مجموع الفتاوی: ۱۱/ ۱۵۳ . ❷ مجموع الفتاوی: ۱۱/ ۱۵۲ .
❸ سنن البیهقی: ۱۰/ ۳٤، بحواله موسوعة فقه ابی بکر: ۲٤۰ .
❹ مصنّف ابن ابی شیبة: ۱/ ۱۵۸، بحواله موسوعة فقه ابی بکر: ۲٤۰ .
❺ موسوعة فقه ابی بکر: ۲٤۱ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے میری کمر میں کچوکے لگانے لگے لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے اس لیے میں نے حرکت نہ کی تاکہ آپ کی نیند خراب نہ ہو۔ آپ سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور پانی ندارد۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی:

﴿....فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء : ٤٣)

''......تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔''

اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (یعنی اس سے قبل بہت سی برکتیں تمہاری وجہ سے امت کو حاصل ہو چکی ہیں)۔

ام المومنین فرماتی ہیں: میں جس اونٹ پر تھی اس کو جب اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے ہمیں ملا۔ [1]

اس واقعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کا غایت درجہ خیال رکھتے تھے اور جس چیز سے آپ کو تکلیف ومشقت پہنچے اسے کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگرچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انتہائی محبوب اور قریب ترین شخص مثلاً عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے کیوں نہ ہو۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اہل ایمان اور اپنے نفس کے ساتھ ادب واحترام کے میدان میں دعاۃ وعلمائے امت کے لیے قدوہ ونمونہ تھے۔ [2]

۱۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نصرت وتائید:

متعدد صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نصرت وتائید فرماتے اور لوگوں کو آپ کی مخالفت سے منع کرتے تھے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا تھا اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا اٹھائے ہوئے آئے، بایں طور کہ آپ کا گھٹنا دکھائی دے رہا تھا۔

یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إمّا صاحبكم فقد غامر)) ''ضرور تمہارے ساتھی کا کسی سے جھگڑا ہوا ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے اور ابن خطاب کے مابین کچھ باتیں ہو گئیں، میں نے انہیں ناراض کر دیا، پھر اپنے کیے پر میں نادم ہوا اور ان سے معافی طلب کی لیکن انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: ((يغفر الله لك يا ابابكر)) ''ابوبکر اللہ تمہاری بخشش فرمائے۔''

[1] البخاري: ٣٦٧٢.
[2] تاريخ الدعوة الاسلامية: ٤٠٢، ٤٠٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ادھر عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے اس رویہ پر ندامت ہوئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، ان کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ گھر میں نہیں ہیں، پھر سیدھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور غصہ سے متغیر ہو رہا تھا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ (عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں) ڈر گئے اور اپنے دونوں گھٹنے ٹیک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! واللہ میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی ہے۔ واللہ میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان اللہ بعثنی الیکم ، فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق وواسانی بنفسه وماله ، فهل انتم تارکوا لی صاحبی .))

''اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تم لوگوں نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے تصدیق کی اور جان و مال سے میرا ساتھ دیا۔ تو کیا تم میری خاطر میرے ساتھی کو چھوڑ نہیں سکتے؟''

آپ نے دو بار یہی بات دہرائی۔ اس کے بعد پھر کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی کی طرف سے تکلیف نہیں پہنچی۔ [1]

اس قصے میں بہت سی درس و عبرت کی باتیں ہیں، مثلاً صحابہ کرام کی بشری طبیعت اور ان کے مابین اختلاف کا رونما ہونا اور پھر جلدی سے اپنے کیے پر نادم ہونا اور اپنے بھائی سے عفو و درگذر کا طالب ہونا، صحابہ کا آپس میں محبت و مودت کا برتاؤ کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بلند مقام وغیرہ۔

۱۱۔ کہو: ابوبکر! اللہ تمہیں بخش دے:

ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا...... اور حدیث بیان کی، پھر کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک زمین عطا کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک زمین عطا فرمائی۔ دنیا سامنے آگئی اور ہمارے درمیان ایک پھلدار کھجور کے درخت کے بارے میں اختلاف ہو گیا، میرا کہنا تھا کہ یہ درخت میری حد میں ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ میری حد میں ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے درمیان کچھ باتیں ہو گئیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ناپسندیدہ بات کہہ دی پھر نادم ہوئے اور مجھ سے کہا: ربیعہ تم بھی مجھے یہی بات کہہ دو تاکہ بدلہ پورا ہو جائے۔

میں نے کہا: میں ایسا نہیں کر سکتا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا تو تم یہ بات کہو ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کروں گا۔

میں نے کہا: میں نہیں کہوں گا۔

---

[1] البخاری: فضائل الصحابة ٣٦٦١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے۔ میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔

بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہا: ابوبکر پر اللہ رحم کرے، کس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے جارہے ہیں، حالانکہ انہوں نے ہی جو کہنا تھا، کہا۔

میں نے کہا: کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر صدیق ہیں، یہ یار غار ہیں، یہ ذو شیبۃ المسلمین (مسلمانوں کے بزرگ) ہیں۔ خبردار! اگر انہوں نے مڑ کر تمہیں دیکھ لیا کہ تم میری مدد کو آرہے ہو تو غصہ ہو جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیں گے، تو آپ بھی ان کی وجہ سے غصہ ہو جائیں گے اور پھر ان دونوں کے غصہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غصہ ہو جائے گا۔ پھر تو ربیعہ ہلاک ہو جائے گا۔

لوگوں نے کہا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟

فرمایا: لوٹ جاؤ۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی تنہا ان کے پیچھے چلا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور واقعہ جوں کا توں بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ربیعہ! تمہارا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے؟

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایسا ایسا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے ایک ناپسندیدہ بات کہی اور پھر مجھ سے کہا تم بھی مجھے وہی بات کہہ دو تاکہ بدلہ پورا ہو جائے۔ میں نے کہنے سے انکار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا کیا، ان کو جواب مت دو بلکہ تم یہ کہو: ((غفر الله لك يا ابابكر)) ''ابوبکر اللہ تمہیں بخش دے۔''

میں نے کہا: ((غفر الله لك يا ابابكر)) ''ابوبکر تمہیں اللہ بخش دے۔''

امام حسن بصری فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے واپس ہوئے۔ ❶

سبحان اللہ یہ کیسا شعور و وجدان تھا اور کون سا نفس تھا۔ کسی مسلمان سے متعلق ایک بات ہو گئی تو اس وقت تک دم نہ لیتے جب تک بدلہ نہ چکا دیں یا وہ معاف نہ کر دے تاکہ فضیلت ہاتھ سے نہ چھوٹے، ادب واحترام نہ جانے پائے۔ یہ شعور ان کے دل و دماغ میں پیوست ہو چکا تھا جس کی وجہ سے زبان کی معمولی سی لغزش سے تلملا اٹھتے تھے اور اس وقت تک دم نہیں لیتے تھے جب تک اس کا بدلہ نہ چکا دیں یا وہ شخص معاف نہ کر دے۔ ❷

بات معمولی تھی لیکن دل پر اس کا اثر گہرا پڑا اور اس کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کانپ اٹھے اور بدلہ دینے کے لیے بے تاب ہو گئے، اس سے کم پر راضی نہ تھے باوجود یہ کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت اسلامیہ میں دوسرے نمبر پر تھے۔ اور یہ بات جو آپ کی زبان سے نکلی تھی فحش کلامی بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کے

❶ مسند احمد: ٤/ ٥٨، ٥٩۔ ❷ اشهر مشاهير الاسلام: ١/ ٨٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق عالیہ سے اس کی توقع ممکن نہیں، یہاں تک کہ دور جاہلیت میں بھی آپ سے فحش کلامی صادر نہیں ہوئی۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات کے انجام سے ڈر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر شکایت کی اور یہ عجیب وغریب بات ہے، آپ اپنی زمین بھول گئے اور جس مسئلہ میں اختلاف رونما ہوا تھا یاد نہ رہا اور اپنی پوری توجہ اس کلمہ پر مرکوز کر دی کیونکہ حقوق العباد کا مسئلہ نازک ہے، صاحب حق سے عفو و درگذر کرانا ضروری ہے۔ ❷

اس کے اندر علماء ومشائخ، مبلغین اور حکام کے لیے درس وعبرت ہے کہ انہیں اپنی غلطیوں کا علاج کس طرح کرنا چاہیے اور لوگوں کے حقوق کی رعایت کس حد تک کرنی چاہیے۔ اسے قدموں تلے نہیں روندنا چاہیے۔

ربیعہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نے کہی اور پھر شکایت کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ہی جا رہے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کو اس کا پتہ نہیں تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پورا علم ہے کہ اختلافات کو دنیا میں ہی نمٹانا اور دل کی کدورتوں کو نامہ اعمال میں لکھے جانے سے قبل ختم کر لینا چاہیے تاکہ قیامت کے دن اس پر محاسبہ نہ ہو۔ باوجودیکہ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رضا مندی ظاہر کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ لینے سے روک دیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کے خوف سے رو پڑے۔ یہ آپ کی قوت ایمانی اور پختہ یقین کی دلیل ہے۔ یہاں آخر میں ربیعہ رضی اللہ عنہ کے موقف کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غایت درجہ ادب واحترام کیا اور بدلہ لینے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ یہ اہل فضل وعلم کے حقوق کی قدر دانی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دین کے سلسلے میں قوت اور عقل کی پختگی کے مالک تھے۔ ❸

۱۲۔ نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اخلاق حمیدہ اور صفات عالیہ سے متصف تھے۔ نیکی کے کاموں میں دوسروں پر سبقت لے جانا آپ کی عادت بن گئی تھی۔ یہاں تک کہ آپ خیر کے کاموں میں نمونہ اور مکارم اخلاق میں اسوہ تھے۔ آپ نیکیوں کے انتہائی حریص وشوقین تھے۔ ان کو یقین تھا کہ انسان آج جو کر سکتا ہے ہوسکتا ہے کل نہ کر سکے۔ آج عمل کا موقع ہے، حساب کا نہیں ہے، کل حساب دینا ہوگا اور عمل کا موقع نہ ہوگا۔ اسی لیے نیکیوں میں سبقت کرنے والے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے آج کون روزہ سے ہے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔

آپ نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

---

❶ خلفاء الرسول: خالد محمد خالد ۱۰۳۔
❷ التاریخ الاسلامی: ۱۹/ ۱۶۔
❸ التاریخ الاسلامی: ۱۹/ ۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

آپ نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما اجتمعن فی امرئ إلّا دخل الجنة .)) ❶

''جس کے اندر یہ تمام باتیں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوا۔''

۱۳۔ غصہ پی جانا:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے، آپ یہ کیفیت دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ جب وہ شخص حد سے تجاوز کر گیا، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اور اٹھ کر چل دیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے ہو لیے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ شخص آپ کی موجودگی میں مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا جب وہ حد سے تجاوز کر گیا تو میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا، تو آپ ناراض ہو کر چل دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا، جو تمہاری طرف سے اس کو جواب دے رہا تھا لیکن جب تم نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو شیطان پہنچ گیا تو میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکا۔ پھر آپ نے فرمایا: تین باتیں حق ہیں: جب کسی بندے پر ظلم ہو اور وہ اللہ کے واسطے نظر انداز کر دے تو اللہ اس کو عزت عطا کرتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے اور جو شخص عطیہ دینے کا دروازہ کھولتا ہے اور اس کا مقصود صلہ رحمی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مزید عطا کرتا ہے، اور جو شخص کثرت مال کے لیے مانگنا شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دیتا ہے۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ غصہ پی جانے کی صفت سے متصف تھے لیکن اس شخص کو خاموش کرنے کے لیے جواب دیا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بردباری اور حلم کی رغبت دلائی اور غیظ وغضب کے مواقع پر صبر سے کام لینے کی ضرورت کی طرف رہنمائی فرمائی کیونکہ بردباری اور غصہ پی جانا ایسی صفت ہے جس سے لوگوں کی نگاہوں میں انسان کی قدر ومنزلت بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس موقف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ نہیں کرنا چاہتے تھے اور آپ کو خوش اور راضی کرنے میں جلدی کرتے تھے۔ اس حدیث میں اپنی ذات کے لیے غصہ ہونے کی مذمت کی گئی ہے اور اس سے روکا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام ایسی محفلوں اور مجلسوں

❶ مسلم: ۱۰۲۸ . ❷ الدر المنثور للسیوطی: ۲/ ۷٤، مجمع الزوائد: ۸/ ۱۹۰ یہ روایت مرسل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دور رہتے ہیں جہاں شیطان حاضر ہوتا ہو اور صبر و احتسابِ اجر سے کام لینے والے مظلوم کی فضیلت بیان کی گئی ہے، عطیہ دینے اور صلہ رحمی کرنے پر ابھارا گیا ہے اور کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر حلم و بردباری اور غصہ پی جانے کی صفت پر قائم رہے یہاں تک کہ حلم و بردباری، وقار، رفق ونرمی کی صفت سے معروف تھے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کبھی غصہ نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ اللہ کی خاطر غصہ ہوتے تھے اور جب دیکھتے کہ اللہ کے محارم پامال کیے جا رہے ہیں تو سخت غصہ ہوتے۔ ❶ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور وفکر اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے زندگی گذاری:

﴿وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۟ۙ۝۱۳۳ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳۴﴾ (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۴)

"اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔"

۱۴۔ کیوں نہیں، واللہ یقیناً میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے:

ابوبکر رضی اللہ عنہ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کی کفالت کرتے تھے، لیکن جب وہ واقعہ افک کے موقع پر ام المومنین عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ میں منافقین کی پیدا کردہ افواہوں میں شریک ہوگئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اب کبھی وہ مسطح پر خرچ نہ کریں گے۔ اس موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۲﴾ (النور: ۲۲)

"تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیے بلکہ معاف کر دینا اور درگذر کر لینا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے، اللہ قصور کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں، واللہ یقیناً میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے اور پھر آپ مسطح پر پہلے کی طرح خرچ کرنے لگے اور فرمایا: واللہ کبھی خرچ کرنا بند نہ کروں گا۔ ❷

❶ سیرۃ وحیاۃ الصدیق، مجدی فتحی السید ۱۴۵۔ ❷ البخاری: ۴۷۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی کہ مومن کو اخلاق کریمانہ کو اختیار کرنا چاہیے لوگوں کی لغزشوں، کوتاہیوں کو معاف کر دینا چاہیے، اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا، اور اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا، جیسا کریں گے ویسا پائیں گے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ "کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے۔" یعنی جیسا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے اسی طرح تم بھی دوسروں کی خطاؤں کو معاف کر دو۔ ❶ اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھالے اور پھر اس کا کرنا اس کے ترک سے اوّلیٰ معلوم ہو تو اس کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اتہام لگانے والے لوگوں کے لیے نہایت نرم الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ❷

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عجیب صفات سے ان کو متصف قرار دیا ہے، جو دین میں ان کے علو شان پر دلالت کرتی ہیں۔ امام رازی نے اپنی تفسیر میں اس آیت سے بارہ صفات مستنبط کیے ہیں۔ من جملہ ان صفات کے یہ ہے کہ آپ علی الاطلاق بغیر کسی قید کے صاحب فضل ہیں اور فضل میں افضال بھی داخل ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ علی الاطلاق فاضل اور علی الاطلاق مفضل ہیں۔ اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بر سبیل مدح ﴿اُولُوا الْفَضْلِ وَالسَّعَةِ﴾ "بزرگی اور کشادگی والے" قرار دیتے ہوئے جمع اور عموم کا صیغہ استعمال کیا تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ معصیت سے خالی تھے کیونکہ اس درجہ کا ممدوح اہل نار میں سے نہیں ہو سکتا۔ ❸

۱۵۔ مدینہ سے شام کا تجارتی سفر:

عہد نبوی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے بصریٰ اور شام کا تجارتی سفر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رفاقت کی محبت آپ کو تجارتی سفر سے نہ روک سکی اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شدید محبت کے باوجود آپ کو اس سے منع فرمایا۔ ❹

اس سے اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کے پاس اپنا ذریعہ معاش ہونا چاہیے تاکہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی نوبت نہ آئے، بلکہ وہ اپنی کمائی کے ذریعے سے فقراء و مساکین کی اعانت، اسیروں کی رہائی اور اللہ کے پسندیدہ امور میں خرچ کرے۔

۱۶۔ صدیق اکبرؓ کی غیرت اور آپ کی زوجہ محترمہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تزکیہ:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

---

❶ تفسير المنير: ١٨/ ١٩٠. ❷ تفسير المنير: ١٨/ ١٩٠. ❸ تفسير الرازي: ١٨/ ٣٥١.

❹ فتح الباري: ٤/ ٣٥٧، بحواله الخلافة الراشدة والدولة الاموية من فتح الباري: ١٦٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس آئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناپسند آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کی براءت فرمائی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

((لا یدخل رجل بعد یومی هذا علی مغیبة الا ومعه رجل او اثنان .))[1]

''آج کے بعد کوئی شخص ایسی عورت کے گھر ہرگز نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور ہوں۔''

۱۷۔ خوف الٰہی:

خوف الٰہی بہترین خصلت ہے جو انسان کو معصیت سے روکتی ہے اور ظاہر و باطن میں مراقبہ الٰہی پر ابھارتی ہے، جس سے اس کے افعال پاک اور اعمال اچھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنے خوف کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝﴾ (البقرة: ٤٠)

''اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھ سے ڈرو۔''

اور فرمایا:

﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾

(هود: ١١٢)

''پس آپ جمے رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبردار! تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے تمام اعمال کا دیکھنے والا ہے۔''

جو لوگ اللہ رب العالمین سے ڈرنے والے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝﴾ (الرحمن: ٤٦)

''اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، دو جنتیں ہیں۔''

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری موجودگی میں ایسا خطبہ دیا جس کے مثل کبھی آپ سے نہیں سنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الریاض النضرة فی مناقب العشرة، لابی جعفر الطبری: ۲۳۷، امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے، دیکھیے: مسلم: السلام ۲۱۷۳. (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا ، فغطى اصحاب رسول الله ﷺ وجوههم ولهم حنين .))❶

''اگر تمہیں وہ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تمہاری ہنسی کم ہو جائے گی اور رونا زیادہ ہو جائے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور ان سے رونے کی آواز آنے لگی۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ خوف ورجاء کے پیکر تھے، جس کی وجہ سے آپ ہر مسلمان کے لیے جو آخرت میں فوز وفلاح کا طالب ہو عملی قدوہ ونمونہ تھے، خواہ وہ حاکم ہو یا محکوم، قائد ہو یا عام سپاہی۔❷

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی اللہ سے ڈرنے والا نہیں۔ اور قیس کا بیان ہے: میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ اپنی زبان پکڑے ہوئے فرما رہے تھے: یہی ہے جو مجھے ہلاکت کی جگہ پہنچاتی ہے۔❸

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روؤ، اور اگر رو نہیں سکتے تو رونے کی صورت بناؤ۔❹

اور میمون بن مہران سے روایت ہے: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مکمل پر والا کوّا لایا گیا، آپ نے اس کو الٹا پلٹا، پھر فرمایا: جو شکار بھی کیا گیا اور جو درخت بھی کاٹا گیا وہ محض ان کے تسبیح نہ کرنے کی وجہ سے۔❺

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ میری یہ خواہش ہے کہ میں یہ درخت ہوتا جو کھا لیا جاتا یا کاٹ دیا جاتا۔❻ نیز فرمایا: میری یہ خواہش ہے کہ میں بندہ مومن کے جسم کا ایک بال ہوتا۔❼

اور آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

لا تـزالُ تـنـعـى حبيبا حتى تكونه
وقـد يـرجـو الـرجـا يموت دونه❶

''برابر تو محبوب کی موت کی اطلاع دیتا رہا یہاں تک کہ تو ہی اس مقام کو پہنچ گیا اور انسان امیدیں باندھتا ہے اور اس راستے میں مر جاتا ہے۔''

---

❶ البخاري: التفسير، باب لا تسألوا عن اشياء: ٦/ ٦٨ .
❷ تاريخ الدعوة الاسلامية: يسرى محمد ٣٩٦ .
❸ صفة الصفوة: ٢/ ٢٥٣ .
❹ الزهد للامام احمد: باب زهد ابى بكر ١٠٨ .
❺ الزهد للامام احمد: باب زهد ابى بكر ١١٠ .
❻ الزهد للامام احمد: ١١٢ .
❼ الزهد للامام احمد: ١١٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعض اہم اوصاف اور چند فضائل

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت قائدانہ شخصیت تھی۔ آپ قائد ربانی کے اوصاف سے متصف تھے۔ ہم اجمال کے ساتھ ان اوصاف کو بیان کریں گے اور بعض امور کو تفصیل سے پیش کریں گے۔ آپ کے اہم ترین اوصاف یہ ہیں:

سلامتی عقیدہ، علم شرعی، اللہ پر اعتماد، قدوہ، صداقت، کفاءت، شجاعت، مروت، زہد، حب ایثار وقربانی، معاونین کا صحیح انتخاب، تواضع، قبول ایثار وقربانی، حلم وبردباری، صبر واستقامت، علو ہمت، عزم وحوصلہ، قوی ارادہ، عدل وانصاف، حل مشکلات کی قدرت، قائدین کی تربیت وتعلیم کی قدرت وغیرہ جیسے اوصاف حمیدہ، آپ کی سیرت کے مختلف مراحل؛ صحبت نبوی کا مکی دور، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات کا مدنی دور، آپ کی معاشرتی زندگی اور عہد خلافت کا مطالعہ کرنے والے پر آشکارا ہوتے ہیں۔ اللہ کی توفیق سے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو قائدانہ اوصاف سے نوازا ان کے سبب آپ نے اسلامی سلطنت کی حفاظت فرمائی اور ارتداد کی تحریک کو کچل دیا اور اللہ کے فضل وتوفیق سے امت اسلامیہ کو اس کے متعین اہداف ومقاصد تک پہنچایا۔ آپ کے اہم اوصاف جس پر میں یہاں روشنی ڈالنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں:

ایمان باللہ، علم راسخ، کثرت دعا وتضرع۔

ا۔ آپ کے ایمان کی عظمت:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العالمین پر بڑا گہرا ایمان تھا۔ آپ نے ایمان کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور کلمہ توحید آپ کے قلب وجان میں پیوست ہو چکا تھا اور اس کے آثار آپ کے اعضاء وجوارح میں نمایاں تھے اور پوری زندگی اس پر قائم رہے، اخلاق عالیہ کو اختیار کیا اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کیا، اللہ کی شریعت کو تھامے رہے اور طریقہ نبوی کی اقتداء کی۔ ایمان باللہ آپ کو حرکت وہمت، نشاط وسعی، جہد ومجاہدہ، جہاد وتربیت اور رتبے کی بلندی وعزت پر ابھارتا رہا۔ آپ کے دل میں ایمان ویقین اس قدر تھا کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی آپ کا ہم پلہ نہ تھا۔ ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام پر صوم وصلوٰۃ کی کثرت کی وجہ سے سبقت نہیں لے گئے، بلکہ ایمان کی وجہ سے سبقت لے گئے، جو آپ کے دل میں پیوست ہو چکا تھا۔ [1] اسی لیے کہا گیا کہ اگر ابوبکر کا ایمان تمام روئے زمین کے لوگوں کے ایمان سے تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان وزنی ہوگا جیسا کہ سنن میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟

---

[1] فضائل الصحابة للامام احمد: ۱/ ۱۷۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص نے عرض کیا: میں نے خواب میں دیکھا، ایک میزان آسمان سے اتری، پھر آپ اور ابوبکر کو وزن کیا گیا تو آپ ابوبکر کے مقابلہ میں بھاری ٹھہرے، پھر ابوبکر و عمر کو وزن کیا گیا تو ابوبکر وزنی ٹھہرے، پھر عمرو عثمان کو وزن کیا گیا تو عمر وزنی ٹھہرے، پھر میزان اٹھالی گئی۔

آپ کو یہ خواب اچھا نہ لگا۔ پھر آپ نے فرمایا:

((خلافة نبوة ثم يؤتي الله الملك من يشاء .)) ❶

''یہ خلافت نبوت کی طرف اشارہ ہے، پھر اللہ تعالیٰ ملک وسلطنت جس کو چاہے گا دے گا۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایک شخص گائے لیے جارہا تھا، اس پر سوار ہو لیا اور اس کو مارا تو گائے نے کہا: ہم اس لیے نہیں پیدا کیے گئے ہیں ہم کھیتی کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

یہ سن کر لوگوں نے کہا: سبحان اللہ گائے بات کرتی ہے۔

آپ نے فرمایا: میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر و عمر اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ دونوں وہاں پر موجود نہ تھے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنی بکریاں لیے ہوئے تھا، اتنے میں ایک بھیڑیا حملہ آور ہوا اور ایک بکری کو اٹھالے گیا، وہ شخص اس کے پیچھے لگا اور بکری کو اس سے چھین لیا، تو بھیڑیے نے اس سے کہا: اس کو آج تو تو نے بچالیا لیکن درندے کے دن کون اس کے لیے ہوگا، جس دن میرے سوا کوئی اس کا چرواہا نہ ہوگا؟

یہ سن کر لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا بات کرتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر و عمر اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہاں ابوبکر و عمر موجود نہ تھے۔ ❷

آپ کے قوی ایمان، پابندی شریعت، صداقت و اخلاص کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے محبت رکھتے تھے اور یہ محبت دیگر صحابہ کی محبت پر مقدم تھی۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معرکہ ذات السلاسل میں فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ فرماتے ہیں: میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

فرمایا: عائشہ۔

میں نے عرض کیا: مردوں میں سے؟

❶ ابوداود: ٤٦٣٤، الترمذي: ٢٢٨٨. ❷ مسلم: ٢٣٨٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: عائشہ کے باپ۔

میں نے عرض کیا: پھر کون؟

فرمایا: عمر بن خطاب۔ پھر اور لوگوں کے نام گنائے۔ ❶

اسی ایمان عظیم، پابندی شریعت اور دین کی نصرت وتائید میں بے پایاں کوششوں کی وجہ سے آپ بزبان رسالت مآب ﷺ جنت کی بشارت کے مستحق قرار پائے اور آپ کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر باہر نکلے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے جی میں کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور ملوں گا اور آج پورا دن آپ کے ساتھ رہوں گا۔ مسجد پہنچا، نبی کریم ﷺ سے متعلق دریافت کیا، تو لوگوں نے بتلایا: آپ یہاں سے نکل چکے ہیں اور اس سمت کا رخ کیا ہے۔ میں بھی آپ کے پیچھے آپ کے متعلق پوچھتے ہوئے چل پڑا، آپ بئر اریس کے احاطے میں داخل ہوئے۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا، دروازہ کھجور کی ٹہنیوں کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت سے فارغ ہوکر وضو فرمایا۔ پھر میں آپ کے پاس آیا، آپ بئر اریس کی جگہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ دونوں پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا رکھی تھیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا پھر واپس آکر دروازے پر بیٹھ گیا اور یہ طے کرلیا کہ آج رسول اللہ ﷺ کی دربانی کروں گا۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور دروازہ دھکیلا۔

میں نے کہا: کون؟

فرمایا: ابوبکر۔

میں نے کہا: ٹھہریے۔

پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: انہیں آنے دو اور جنت کی بشارت سنا دو۔

میں آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تشریف لائیے، رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور کنویں کی جگہ پر رسول اللہ ﷺ کے دائیں آپ کے ساتھ آپ کی طرح پنڈلیاں کھول کر دونوں پیر کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے .... الحدیث ❷

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من انفق زوجين من شئ من الاشياء في سبيل الله دعي من ابواب الجنة: يا عبدالله هذا خير، فمن كان من اهل الصلاة دعي من باب الصلاة، ومن

❶ بخاري: ٢٦٦٢. ❷ بخاري: ٣٦٧٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كان من اهل الجهاد دعي من باب الجهاد ، ومن كان من اهل الصيام دعي من باب الريان ، ومن كان من اهل الصدقة دعي من باب الصدقة .))

''جس شخص نے اللہ کی راہ میں کسی چیز کے جوڑے خرچ کیے اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا، جو نمازیوں میں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے، جو مجاہدین میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے، جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے، جو زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے والوں میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو ان دروازوں سے پکارا جائے گا اس کو پھر کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن کیا کوئی ایسا ہوگا جس کو تمام دروازوں سے پکارا جائے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نعم وارجو ان تكون منهم يا ابابكر .)) ❶

''ہاں، اے ابوبکر! مجھے امید ہے کہ تم انھی میں سے ہوگے۔''

۲۔ آپ کا علم:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اس کا سب سے زیادہ خوف رکھنے والے تھے۔ ❷ اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ امت کے سب سے بڑے عالم ہیں اور بہت سے لوگوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ❸ تمام صحابہ پر علم وفضل میں آپ کی برتری کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی رفاقت ہے۔ شب وروز، سفر وحضر ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے۔ آپ عشاء کے بعد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے اور مسلمانوں کے امور سے متعلق گفتگو فرماتے جب کہ دیگر صحابہ اس وقت آپ کے ساتھ نہ ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مسئلہ میں صحابہ کرام سے مشورہ فرماتے تو سب سے پہلے شوریٰ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی گفتگو فرماتے، پھر دیگر لوگ بات کرتے اور بسا اوقات دوسرے لوگ بات نہ کرتے صرف آپ کی رائے پر عمل کیا جاتا اور اگر دوسرے لوگوں کی رائے آپ کی رائے سے مختلف ہوتی تو دوسروں کی رائے کو چھوڑ کر آپ کی رائے اختیار فرماتے۔ ❹

---

❶ بخاری: ٢٦٦٦ .

❷ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ٥٩ .

❸ مجموع الفتاوی: ١٣/ ١٢٧ .

❹ ابوبکر الصدیق: محمد مال الله ٣٣٤، ٣٣٥ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ طیبہ سے جو پہلا حج ادا کیا گیا رسول اللہ ﷺ نے اس کا امیر آپ ہی کو مقرر فرمایا اور مناسک حج کا علم عبادات میں سب سے زیادہ مشکل و دقیق ہے۔ اگر آپ کے پاس وسعت علم نہ ہوتی تو کبھی آپ کو امیر مقرر نہ فرماتے۔ اور اسی طرح آپ کو نماز کی امامت میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اگر علم نہ ہوتا تو آپ کو نیابت نہ عطا فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ تو حج میں اور نہ نماز ہی میں آپ کے سوا کسی دوسرے کو نیابت بخشی۔ رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ کتاب الصدقہ کو انس رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ مسائل زکوٰۃ سے متعلق سب سے صحیح ترین روایت ہے۔ ❶ فقہائے امت نے اسی پر اعتماد کرتے ہوئے ناسخ ومنسوخ کی تعیین فرمائی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ سنن ناسخہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ سے کوئی ایسا قول منقول نہیں ہے جو کسی نص شرعی کے خلاف ہو۔ یہ آپ کے انتہائی درجہ کے علم ومعرفت اور مہارت تامہ کی دلیل ہے۔ شریعت میں کوئی ایسا مسئلہ آپ سے منقول نہیں جس میں آپ سے غلطی ہوئی ہو، اور دیگر لوگوں سے ایسے بہت سے مسائل منقول ہیں۔ ❷ آپ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں فیصلے کرتے اور فتویٰ دیتے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ٹوکا نہیں۔ اور یہ مقام آپ کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا، جیسا کہ میں نے حنین کے موقع پر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے مال غنیمت کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔ ❸ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا علمی مقام اور دوسروں پر علمی تفوق نمایاں ہوا۔ آپ کے عہد خلافت میں جس مسئلہ میں بھی اختلاف پیدا ہوا اس کو آپ نے اپنے علم اور کتاب وسنت کے دلائل سے واضح فرمایا، یہ آپ کے کمال علم وعدل اور دلائل شرعیہ کی معرفت کا نتیجہ تھا، جس سے تمام اختلافات ختم ہو جاتے۔ آپ جب لوگوں کو کسی بات کا حکم دیتے، لوگ آپ کی اطاعت کرتے، جیسا کہ لوگوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی موت کی صراحت فرمائی اور انہیں ایمان پر ثابت رکھا، آپ کے مقام دفن کی تعیین فرمائی، آپ کی میراث کی حقیقت واضح فرمائی، مانعین زکوٰۃ سے قتال کے مسئلہ کو واضح فرمایا جبکہ عمر رضی اللہ عنہ کو اس میں تردد پیدا ہوا اور واضح کیا کہ قریش ہی خلافت کے حق دار ہیں، لشکر اسامہ کو تیار کر کے اس کی مہم پر روانہ کرنے کی وضاحت فرمائی اور واضح فرمایا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت کے درمیان اختیار دیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ ❹

ان تمام مسائل کی تفصیل ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی۔

---

❶ البخاری: ١٤٤٨ .

❷ ابوبکر الصدیق افضل الصحابة واحقهم بالخلافة: ٦٠ .

❸ ابوبکر الصدیق افضل الصحابة واحقهم بالخلافة: ٥٧ .

❹ ابوبکر الصدیق افضل الصحابة واحقهم بالخلافة: ٥٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے متعلق خواب دیکھا جو آپ کے علم پر دلالت کرتا ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رأیت کأنی اعطیت عُسًّا مملوءًا لبنا فشربت منه حتی تملأتُ فرأیتها تجری فی عروقی بین الجلد واللّحم، ففضلت منها فضلة، فاعطیتها ابا بکرٍ.))

''میں نے خواب دیکھا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا بڑا پیالہ دیا گیا، میں نے اس سے سیر ہو کر پیا، میں نے دیکھا وہ گوشت پوست کے درمیان میری رگوں میں دوڑ رہا ہے پھر اس میں سے کچھ بچ گیا، میں نے اسے ابوبکر کو دے دیا۔''

لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ علم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، جب آپ آسودہ ہو گئے اور وہ باقی رہا تو آپ نے اسے ابوبکر کو دے دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قد اصبتم)) ❶ ''تم نے سچ کہا۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ خواب کو حق سمجھتے تھے اور تعبیر خواب میں آپ کو مہارت حاصل تھی۔ جب صبح ہوتی تو فرماتے: جس نے اچھا خواب دیکھا ہے بیان کرے، اور فرمایا کرتے تھے: ایک مسلمان باوضو ہو کر اچھا خواب دیکھے، یہ میرے نزدیک اتنے اتنے مال سے بہتر ہے۔ ❷

آپ نے جن خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

❁ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے رات خواب میں دیکھا ایک بدلی سایہ فگن ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، لوگ اپنی ہتھیلیوں میں اس کو لے رہے ہیں کوئی زیادہ کوئی کم۔ اور ایک رسّی ہے جو زمین سے آسمان تک ملی ہوئی ہے۔ میں نے آپ کو دیکھا، آپ نے وہ رسّی تھامی اور اوپر چڑھ گئے، پھر دوسرے شخص نے اس کو تھاما اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک شخص نے اس کو تھاما رسّی ٹوٹ گئی پھر جڑ گئی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ آپ پر قربان جائے، واللہ آپ مجھے ضرور اجازت دیں کہ میں اس کی تعبیر بیان کروں۔

---

❶ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: ۱۵/ ۲۶۹.

❷ خطب ابی بکر الصدیق: محمد عاشور وجمال الکومی، ۱۵۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تعبیر بیان کرو۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا: بدلی سے مقصود اسلام ہے اور اس سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے۔ اس کی حلاوت ٹپک رہی ہے، کوئی کم اور کوئی زیادہ قرآن سے لے رہا ہے۔ اور وہ رسّی جو زمین سے آسمان تک ملی ہوئی ہے وہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ اس کو تھامے رہیں گے پھر اللہ آپ کو بلندی پر فائز کرے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک شخص اس کو تھامے گا وہ بھی اس کے ذریعے سے بلندی پر پہنچے گا، پھر ایک اور شخص اس کو تھامے گا وہ بھی اس کے ذریعے سے بلندی پر پہنچے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو تھامے گا، وہ رسّی اس سے ٹوٹ جائے گی، پھر اس کے لیے جوڑ دی جائے گی اور وہ بلندی پر پہنچے گا۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر میرا باپ قربان جائے آپ مجھے بتائیں، میں نے صحیح تعبیر بیان کی ہے یا غلطی کی ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ صحیح بیان کیا ہے اور کچھ غلطی ہوئی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم آپ ضرور بیان فرمائیں کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم مت کھاؤ۔ ❶

✿ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا گویا ان کے حجرے میں تین چاند اتر آئے ہیں۔

انہوں نے یہ خواب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ وہ خواب کی تعبیر کے بڑے ماہر تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہارے حجرے میں روئے زمین کے تین افضل اشخاص دفن ہوں گے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فرمایا: اے عائشہ! یہ تمہارے چاندوں میں سے افضل ترین چاند ہے۔ ❷

چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں تعبیر خواب کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ❸

باوجودیکہ آپ اعلم الصحابہ تھے لیکن پھر بھی تکلف سے سب سے زیادہ دور تھے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ﴿وَفَاكِهَةً وَأَبًّا﴾ (عبس : ۳۱) کی تلاوت کی۔

لوگوں نے کہا: ''اَبّ'' کیا چیز ہے؟

لوگوں نے اپنی اپنی رائے دی، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تکلف ہے۔ ((ای ارض تقلني وای سماءِ

---

❶ البخاری: التعبیر ۷۰۴۶.

❷ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱۲۹ .

❸ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱۳۰ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تـظلنی اذا قلت فی کتاب الله ما لا اعلم .)) ''کون سی زمین مجھے جگہ دے گی اور کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اگر میں کتاب اللہ سے متعلق ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہیں۔'' ❶

۳۔ آپ کی دعا وشدتِ تضرع:

دعا بہت بڑا دروازہ ہے۔ جب یہ بندے کے لیے کھول دیا جاتا ہے تو خیر و برکت کے دہانے بندے کے لیے کھل جاتے ہیں، اسی لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ تعلق باللہ اور کثرت دعا کے انتہائی حریص تھے۔ اسی طرح دعا، اعداء پر نصرت و فتح کے قوی ترین اور عظیم اسباب وعوامل میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۠﴿۶۰﴾ ﴾ (الغافر: ٦٠)

''اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ ﴾ (البقرة: ١٨٦)

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔ اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو لازم پکڑا اور انتہائی قریب سے دیکھا کہ کس طرح آپ اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کرتے ہیں اور اس سے نصرت و مدد طلب کرتے ہیں۔ آپ اس عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے کے بڑے حریص تھے۔ آپ اس کا اہتمام کرتے تھے کہ دعا و تسبیح کے الفاظ وصیغے ہی استعمال کریں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے ہیں، اور وہ آپ کو پسند ہیں، کیونکہ دعا، تسبیح و ذکر اور درود وصلاۃ سے

❶ فتح الباری: ۱۳/ ۲۵۸، اس کی سند میں ابراہیم نخعی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق ماثور الفاظ اور صیغوں پر مسلمان دوسرے صیغوں اور الفاظ کو ترجیح نہیں دے سکتا، خواہ بظاہر یہ الفاظ و معانی میں کتنا ہی حسین کیوں نہ معلوم ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خیر کے معلم اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے والے ہیں، آپ افضل و اکمل کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ ❶

صحیحین کی روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا سکھا دیجیے جسے میں نماز میں کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہو:

((اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم .)) ❷

''الٰہی میں نے اپنے نفس پر ڈھیر سا ظلم ڈھایا ہے اور گناہوں کو تو ہی بخشنے والا ہے۔ پس تو مجھے اپنی طرف سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس دعا میں بندہ اپنے آپ کو ایسے وصف سے متصف کرتا ہے جو مغفرت کا متقاضی ہے اور اپنے رب کو ایسے وصف سے یاد کرتا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ اس کے مطلوب کو اس کے رب کے علاوہ کوئی پورا کرنے پر قادر نہیں۔ اس دعا میں بندہ صراحت کے ساتھ اپنے مطلوب کا سوال کرتا ہے اور اس میں قبولیت کے مقتضیات کو بیان کیا گیا ہے، وہ یہ کہ رب تعالیٰ کو مغفرت و رحمت سے متصف قرار دیا تو یہ انواع طلب میں سے اکمل ترین نوع ہے۔ ❸

سنن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا سکھا دیجیے جو صبح و شام کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہو:

اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادة رب کل شئً وملیکه، اشھد ان لا الـه الا انت، اعوذ بك من شر نفسی، ومن شر الشیطان وشرکه، وان اقترف علی نفسی سوء ا او اجره الی مسلم .))

''الٰہی آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے! غیب و حاضر کو جاننے والے! ہر چیز کے رب اور بادشاہ! میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر و شرک سے اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نفس پر گناہ کر کے

❶ ابوبکر الصدیق: علی الطنطاوی ۲۰۷ .
❷ البخاری: ۸۴۳، مسلم: الذکر والدعاء: ۲۷۰۵ .
❸ مجموع الفتاوی: ۹/ ۱۴۶ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم ڈھاؤں یا کسی مسلمان پر ظلم کروں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح وشام اور سوتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سیکھ لیا تھا کہ کوئی شخص توبہ واستغفار سے مستغنی نہیں ہوسکتا بلکہ ہمہ وقت ہر شخص اس کا محتاج ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۟ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟ ﴾ (الاحزاب: ۷۲-۷۳)

”ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں پر، زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھالیا، وہ بڑا ہی ظالم وجاہل ہے۔ (یہ اس لیے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں، عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں، عورتوں کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔“

انسان ظالم و جاہل ہے اور مومن مرد وخواتین کا مقصود و مطلوب توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے صالح بندوں کی توبہ اور ان کی مغفرت کی خبر دی ہے اور صحیحین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((لن یدخل الجنة احد بعمله))

”کوئی شخص صرف اپنے عمل کی بنیاد پر جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔“

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی؟ فرمایا:

((ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمته.))

”اور میں بھی نہیں، الا یہ کہ اللہ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔“ ❷

لیکن یہ اس ارشاد الٰہی کے منافی نہیں:

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ ﴾ (الحاقة: ۲۴)

❶ ابوداؤد: الادب ۵۰۶۷، الترمذی: الدعوات ۳۵۲۹۔

❷ بخاری: الرقاق، ۶۴۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(اہل جنت سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ اور پیو، اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گذشتہ زمانے میں کیے۔''

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں اس ''ب'' کی نفی کی ہے جو مقابلہ اور معادلہ کے معنی میں ہے اور قرآن نے اس ''ب'' کو ثابت کیا ہے جو اسباب کے معنی میں ہے۔ (یعنی اعمال صالحہ جنت کی قیمت نہیں ہیں بلکہ حصول جنت کے اسباب میں سے ہیں اور حصول جنت کے لیے صرف یہی سبب کافی نہیں بلکہ رحمت الٰہی کا شامل حال ہونا ضروری ہے)۔

اور بعض لوگوں کے اس قول کہ: ''جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو گناہ نقصان نہیں پہنچاتے'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو توبہ واستغفار کی توفیق دے دیتا ہے لہٰذا وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا اور جو اس کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ گناہوں پر اصرار کے باوجود یہ گناہ اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتے، تو ایسا شخص گمراہ ہے اور کتاب وسنت اور اجماع سلف وائمہ کرام کا مخالف ہے۔ جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے، اللہ سے بڑی آہ وزاری اور تضرع کرتے، کثرت سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتے اور کسی بھی حال میں دعا سے بے نیاز نہ ہوتے، آپ کی بعض دعائیں منقول ہوئی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

الف...... ((اسألك تمام النعمة فی الاشیاء كلها، والشكر لك علیها حتی ترضی، وبعد الرضی، والخیرة فی جمیع ما تكون الیه الخِیَرَةُ، بجمیع میسور الامور كلها، لا بمعسورها یا كریم.)) ❷

''اے کریم! میں تجھ سے تمام چیزوں میں نعمت کا سوالی ہوں اور تو مجھے اس پر اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور خوش ہونے کے بعد بھی اور تمام خیر کے کاموں میں افضل ترین خیر کی توفیق دے، تجھ سے تمام آسان کاموں کا سوالی ہوں اور مشکل امور سے پناہ کا طالب ہوں۔''

ب...... ((اللهم انی اسألك الذی هو خیر لی فی عاقبة الخیر، اللهم اجعل

❶ مجموع الفتاویٰ لابن تیمیه: ۱۱/ ۱۴۲.

❷ لابن ابی الدنیا: ۱۰۹، بحواله خطب ابی بكر: ۳۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر ما تعطینی مِن الخیر رضوانك و الدرجات العُلا من جنات النعیم .))❶

''الٰہی میں تجھ سے اس چیز کا سوالی ہوں جو انجام خیر میں میرے لیے بہتر ہو۔ الٰہی آخری خیر جو تو مجھے عطا فرما وہ تیری رضا اور جنات نعیم میں بلند درجات ہوں۔''

ج...... ((اللھم اجعل خیر عمری آخره وخیر عملی خواتمه وخیر ایامی یوم القاك .))❷

''اے اللہ میری عمر کا آخری حصہ سب سے بہتر، میرے اعمال میں سب سے بہتر آخری عمل اور میرے ایام میں سے اس دن کو جس دن تجھ سے ملوں سب سے بہتر بنا دے۔''

د...... ((اللھم انت اعلم بی من نفسی وانا اعلم بنفسی منھم ، اللھم اجعلنی خیر مما یظنون ، واغفرلی مالا یعلمون ، ولا تواخذنی بما یقولون .))❸

''اے اللہ! تو مجھے میرے نفس سے زیادہ جانتا ہے اور میں اپنے نفس کو ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے اللہ مجھے ان کے گمان سے بہتر بنا دے، اے اللہ! جسے یہ نہیں جانتے اسے بخش دے اور جو یہ لوگ کہتے ہیں اس پر میری پکڑ نہ کرنا۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ بعض اہم صفات وفضائل ہیں، جنہیں اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ ہم وفات نبوی کے بعد صدیق رضی اللہ عنہ پر تربیت نبوی کا اثر دیکھیں گے کہ کس طرح اللہ کے فضل وتوفیق، بہترین تربیت، ایمان عظیم، عمل راسخ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی کی وجہ سے اس مقام پر فائز ہوئے، جہاں دوسرے نہ پہنچ سکے۔ اپنے عظیم قائد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں اچھی سپاہ گری سیکھی اور اس کے مختلف مراحل وادوار کو طے کیا اور جب خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو کشتی اسلام کو شدید آندھیوں اور تلاطم خیز موجوں اور تاریک فتنوں کے باوجود ساحل امن وامان تک پہنچایا۔

❶ خطب ابی بکر الصدیق: ۱۳۹ .

❷ کنز العمال: ۵۰۳۰ ، بحوالہ خطب ابی بکر رضی اللہ عنہ: ۳۹ .

❸ اسد الغابة: ۳/ ۳۲٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

وفات نبوی، سقیفہ بنی ساعدہ

- وفات نبوی اور سقیفہ بنی ساعدہ
- بیعت عامہ اور داخلی امور کی ادارت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)

وفات نبوی اور سقیفہ بنی ساعدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

صاف وشفاف روحیں اللہ کی قدرت سے بعض ان چیزوں کا اندازہ کر لیتی ہیں جو غیب کے پردے میں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ پاک و مطمئن قلوب والوں سے ان کے دل مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے امور کو بیان کر دیتے ہیں۔ ذہین اور روشن عقلیں نور ایمان کی برکت سے ان اشارات وتلمیحات کا اندازہ کر لیتی ہیں جو الفاظ وواقعات کے پیچھے پنہاں ہوتی ہیں۔ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صفات کی وافر مقدار حاصل تھی۔ آپ ان صفات میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے جہاں دوسرا کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ❶ بعض قرآنی آیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی حقیقت کی تاکید کرتی ہیں اور یہ واضح کرتی ہیں کہ آپ بھی دوسروں کی طرح بشر ہیں، عنقریب موت کا مزہ چکھیں گے اور سکرات الموت آپ پر طاری ہوں گے جیسا کہ آپ سے قبل دیگر انبیائے کرام علیہم السلام موت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض آیات سے اپنی موت کی قربت سمجھ گئے تھے اور کئی احادیث صحیحہ میں آپ نے اپنی موت کے قریب ہونے کی طرف اشارہ فرمایا، جن میں سے کچھ تو وفات کی صراحت کرتی ہیں اور کچھ نہیں۔ اسے صرف بعض کبار صحابہ، ابوبکر، عباس اور معاذ رضی اللہ عنہم جیسے لوگ ہی سمجھ سکے۔ ❷

ا۔ مرض الموت کا آغاز:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور مدینہ میں ذوالحجہ کے بقیہ ایام اور محرم وصفر گذارے۔ لشکر اسامہ کو تیار کیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور انہیں بلقاء وفلسطین کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ لوگوں نے تیاری کی اور ان میں مہاجرین وانصار بھی تھے۔ اس وقت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی عمر صرف اٹھارہ (۱۸) سال تھی۔ مہاجرین وانصار میں سے بعض لوگوں کو ان کی امارت پر اعتراض تھا، ❸ کیونکہ وہ موالی (غلاموں) میں سے کم سن تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اعتراض کو قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: اگر آج یہ لوگ اسامہ کی امارت پر اعتراض کرتے ہیں تو اس سے قبل اس کے باپ زید کی امارت پر

---

❶ السیرۃ النبویۃ لابی شھبۃ: ۲/ ۵۸۷ .

❷ مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ: خالد ابو صالح ۳۳ .

❸ دیکھیے: السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ: ۲/ ۵۵۲ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اعتراض کر چکے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ امارت کا مستحق تھا اور وہ میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور زید کا فرزند اسامہ اس کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہے۔ ❶

لوگ جہاد کی تیاری میں تھے اسی دوران میں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز ہوا۔ ❷ آپ کے بیمار پڑنے اور وفات کے درمیان مختلف واقعات پیش آئے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

- شہدائے احد کی زیارت اور ان کے لیے دعائے مغفرت۔ ❸
- خانۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں بیماری کے ایام گذارنے کے لیے ازواج مطہرات سے اجازت طلبی اور بیماری میں شدت۔ ❹
- جزیرۂ عرب سے مشرکین کو نکال باہر کرنے اور وفود کے ساتھ نوازش کرنے کی وصیت۔ ❺
- قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت۔ ❻
- اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی وصیت۔ ❼
- نماز اور ماتحتوں (غلاموں) کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت۔ ❽
- آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ اب مبشرات نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی ہیں۔ ❾
- انصار کے ساتھ خیر کی وصیت۔ ❿
- رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((ان اللہ خَیَّرَ عبدًا بین الدنیا وبین ما عند اللّٰہ ، فاختار ذلك العبد ما عند اللہ .))

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ چاہے دنیا لے لے یا اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کرے تو اس بندے نے اللہ کے پاس والی چیز کو اختیار کر لیا۔"

---

❶ البخاري: فضائل اصحاب النبي: ٤٤٦٩ ، ٤/ ٢١٣ .

❷ ۲۹ صفر ۱۱ ہجری دو بروز شنبہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں بقیع تشریف لے گئے، واپسی پر راستے ہی میں دردسر شروع ہو گیا اور حرارت اتنی تیز ہو گئی کہ سر پر بندھی ہوئی پٹی کے اوپر سے محسوس کی جانے لگی۔ یہ آپ کے مرض الموت کا آغاز تھا۔ (الرحيق المختوم: ٦٦٤) مترجم

❸ البخاري: الجنائز ، باب الصلاة على الشهيد ١٣٤٤ .

❹ صحيح السيرة النبوية: ٦٩٥ .

❺ البخاري: الجهاد والسير ٣٠٥٣ .

❻ البخاري: الصلاة: ٤٣٥ ، صحيح السيرة النبوية: ٧١٢ .

❼ مسلم: الجن ٢٨٨ .

❽ ابن ماجه: الوصايا: ٢٦٩٧ ، ٢/ ٩٠٠ ، ٩٠١ .

❾ مسلم: الصلاة: ١/ ٣٤٨ .

❿ البخاري: مناقب الانصار ٣٧٩٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے پر بڑا تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بندے کو اختیار دیے جانے کی خبر دے رہے ہیں اور یہ رو رہے ہیں۔ (لیکن چند روز بعد واضح ہوا کہ) جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب علم تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر اپنی رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ صاحب احسان ابوبکر ہیں اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن ان کے ساتھ اسلام کی اخوت ومحبت کا تعلق ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ چھوڑا جائے بلکہ اسے لازماً بند کر دیا جائے سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کو آپ کے مرض الموت میں اس کے ذکر کے قرینے سے پہچان لیا تھا کہ آپ اپنے آپ کو مراد لے رہے ہیں، اس لیے رونے لگے۔ ❷

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں مزید شدت آ گئی اور نماز کا وقت آ گیا، بلال نے اذان دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔

عرض کیا گیا: ابوبکر رقیق القلب ہیں جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے موقف پر قائم رہے، لوگ اپنی بات کہتے رہے، تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا:

"تم سب یوسف والیاں ❸ ہو، ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔"

آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ ❹ (ایک روز) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز (ظہر) پڑھانی شروع کی، ادھر نبی

---

❶ البخاري: فضائل الصحابة ٣٦٥٤، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ وفات سے پانچ روز قبل بروز چہارشنبہ کا ہے، جس وقت آپ کی بیماری میں مزید شدت آ گئی تھی۔ دیکھیے (الرحیق المختوم: ١٢٤)

❷ فتح الباری: ٧/ ١٦.

❸ یوسف والیاں کہنے کی وجہ یہ تھی کہ جس طرح جو عورتیں عزیز مصر کی بیوی کو ملامت کر رہی تھیں حالانکہ در پردہ خود یوسف پر فریفتہ تھیں یعنی زبان سے کچھ کہہ رہی تھیں اور دل میں کچھ اور ہی بات تھی، یہی معاملہ یہاں بھی تھا۔ بظاہر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رقیق القلب ہونے کا ذکر تھا، لیکن دل میں یہ بات تھی کہ اگر خدانخواستہ اس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نحوست اور بدشگونی کا خیال لوگوں کے دل میں جاگزیں ہو جائے گا۔ (البخاري: المغازي ٤٤٤٥)

❹ البخاري: الاذان ٧١٢. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض کی شدت کے باوجود وفات سے چار دن پہلے جمعرات تک نمازیں خود ہی پڑھایا کرتے تھے، اس روز بھی مغرب کی نماز آپ ہی نے پڑھائی تھی اور اس میں سورۃ المرسلات کی تلاوت فرمائی۔ (البخاري: المغازي ٨٣، ٤٤٢٩). لیکن عشاء کے وقت مرض کی شدت اتنی بڑھ گئی کہ مسجد میں جانے کی طاقت نہ رہی، آپ پر بار بار غشی طاری ہو رہی تھی، بالآخر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ ہفتہ یا یک شنبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں قدرے تخفیف محسوس کی، چنانچہ دو آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد میں تشریف لائے، اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز شروع کر چکے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے الرحیق المختوم: ٦٢٤۔ ٦٢٨ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے اپنی طبیعت میں قدرے تخفیف محسوس کی، دو آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد میں تشریف لائے، تکلیف سے آپ کے پیر گھسٹ رہے تھے، آپ کی آمد محسوس کر کے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ نے اشارے سے ان کو اپنی جگہ رہنے کا حکم دیا، پھر آپ آکر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو میں بیٹھ گئے۔

اعمش سے پوچھا گیا: کیا آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے؟

تو اعمش نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: ہاں۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر لوگوں کو پنج وقتہ نماز پڑھاتے رہے، یہاں تک کہ حیات طیبہ کا آخری دن دوشنبہ آیا۔ مسلمان نماز فجر میں صف بہ صف کھڑے تھے، نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرے کا پردہ ہٹایا، مسلمانوں پر نظر ڈالی وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کی دعوت وجہاد نے کیا اثر دکھایا ہے اور کس طرح وہ امت وجود میں آئی جو آپ کی موجودگی اور عدم موجودگی میں نماز پر ہمیشگی کر رہی ہے، اس حسین ودلکش منظر اور نجاح وکامیابی کو (جو آپ سے قبل کسی نبی وداعی کو میسر نہ آئی) دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں اور آپ کو اطمینان حاصل ہوگیا کہ اس امت کا تعلق اللہ اور دین سے دائمی ہے۔ نبی کی وفات سے منقطع ہونے والا نہیں۔ اس سے آپ کو اس قدر خوشی حاصل ہوئی جس کی انتہا اللہ ہی کو معلوم ہے اور آپ کا چہرۂ انور روشن ہوگیا۔ ❷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حجرہ عائشہ کا پردہ ہٹایا، اور کھڑے ہو کر ہمیں دیکھنے لگے، آپ کا چہرۂ انور قرآن کا صفحہ (چمکدار، صاف شفاف) معلوم ہو رہا تھا، پھر آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہم اس قدر خوش ہوئے کہ ارادہ کر لیا کہ نماز کے اندر ہی فتنے میں پڑ جائیں (یعنی نماز توڑ دیں) اور ہمیں یقین ہوگیا کہ آپ نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں لیکن آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نمازیں پوری کر لو، پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گرا لیا۔ ❸

اس کے بعد صحابہ کو قدرے اطمینان ہوگیا اور بعض صحابہ اپنے کاروبار میں مشغول ہوگئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی صحت پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تکلیف ختم ہوگئی اور آج بنت خارجہ (آپ کی زوجہ محترمہ) کی باری ہے۔ وہ مقام سنح میں رہتی تھیں۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ان کے پاس چلے گئے۔ ❹

نبی کریم ﷺ پر سکرات کی کیفیت تیز ہوگئی، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ کلام پر قادر نہ تھے، اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر اسامہ پر رکھا، اس سے وہ سمجھ گئے کہ آپ ﷺ

---

❶ البخاري: الاذان ٧١٣.
❷ السيرة النبوية للندوي: ٤٠١.
❸ البخاري: المغازي ٤٤٤٨.
❹ السيرة النبوية لابي شهبة: ٢/ ٥٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی اپنے سینے سے ٹیک لگوا دی۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر تشریف لائے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کی طرف دیکھنے لگے۔

ام المومنین فرماتی ہیں: میں نے پوچھا آپ کے لیے لے لوں؟

آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔

میں نے مسواک لے کر آپ کو دی تو آپ کو سخت محسوس ہوئی۔

میں نے کہا: اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟

آپ نے سر کے اشارے سے کہا: ہاں۔

میں نے مسواک کو دانتوں سے کوچ کر نرم کر دیا، پھر آپ کو دیا، آپ نے نہایت اچھی طرح سے مسواک کی، اس دوران میں آپ ((اللھم فی الرفیق الاعلی)) ❶ ''اے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے'' کہتے رہے۔ آپ کے بغل میں کٹورے میں پانی تھا، آپ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرے پر پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''لا الہ الا اللہ'' موت کے لیے سختیاں ہیں۔'' پھر آپ نے اپنا دست مبارک کھڑا کیا اور فرمانے لگے ((اللھم فی الرفیق الاعلی))...... پھر آپ کی روح پرواز کر گئی اور ہاتھ جھک گیا۔ ❷

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ فرما رہے تھے: ((اللھم أعنّی علی سکرات الموت)) ''اے اللہ موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔'' ❸

ایک روایت میں ہے: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل جبکہ آپ ام المومنین سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، کان لگا کر سنا تو آپ فرما رہے تھے:

((اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی .)) ❹

''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔''

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں شدت آ گئی اور آپ پر غشی طاری ہونے لگی، یہ منظر دیکھ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

((واکرب اباہ!))

''ہائے ابا جان کی پریشانی۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لیس علی ابیك كرب بعد الیوم))

---

❶ البخاري: المغازي ٤٤٣٨ .
❷ البخاري: المغازي ٤٤٤٩ .
❸ الترمذي: الجنائز ٩٧٨ .
❹ البخاري: المغازي ٤٤٤٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی پریشانی نہیں آئے گی۔''

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرط غم سے فرمایا:

((یا ابتاہ اجاب اللّٰہ دعاہ، یا ابتاہ من جنة الفردوس مأواہ، یا ابتاہ الی جبریل ننعاہ.))

''ہائے ابا جان! جنھوں نے پروردگار کی پکار پر لبیک کہا۔ ہائے ابا جان! جن کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے۔ ہائے ابا جان! ہم جبریل کو آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔''

اور جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو فرمایا:

((یا انس کیف طابت نفوسکم ان تحثوا علی رسول اللہ ﷺ التراب.))

''اے انس! کیسے تم کو گوارا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۔'' ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ جزیرہ عرب پر حکمرانی کر رہے تھے اور بادشاہان عالم آپ سے لرزاں ومرعوب تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی جان، مال اور اولاد آپ پر نچھاور فرما رہے تھے۔ وفات کے وقت آپ نے نہ درہم ودینار چھوڑا اور نہ لونڈی وغلام۔ صرف ایک سفید خچر اور ہتھیار چھوڑے اور ایک زمین جسے امت کے لیے صدقہ کر دیا۔ ❷ وفات کے وقت آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن پر تھی۔ ❸

یہ واقعہ یوم دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری بعد از زوال ❹ پیش آیا، اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔ ❺ آج کا دن مسلمانوں کے لیے انتہائی دلفگار، تاریک اور وحشت ناک تھا اور بشریت کے لیے بڑی آزمائش کی گھڑی تھی، جس طرح کہ آپ کی ولادت کا دن سب سے زیادہ سعادت افزا تھا۔ ❻

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے پورا مدینہ روشن ہوگیا تھا اور جس دن آپ کی وفات ہوئی پورا مدینہ تاریک ہوگیا۔ ❼ اس حادثہ دلفگار پر ام ایمن سے رہا نہ گیا وہ رونے لگیں۔ پوچھا گیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں رو رہی ہو؟ فرمایا: میں پہلے سے جانتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی لیکن میں آج وحی الٰہی کے منقطع ہو جانے پر رو رہی ہوں۔ ❽

---

❶ البخاری: المغازی ٤٤٦٢. ❷ البخاری: المغازی: ٤٤٦١.

❸ السیرة النبویة للندوی: ٤٠٣، نیز دیکھیے البخاری: المغازی ٤٤٦٧. (مترجم)

❹ البدایة والنهایة: ٤/ ٢٣٣. ❺ مسلم: الفضائل ٤/ ٨٢٥، البخاری: المغازی ٤٤٦٦.

❻ السیرة النبویة للندوی: ٤٠٤.

❼ الترمذی: ٣٦١٨، ٥/ ٥٤٩.

❽ مسلم: ٤/ ١٩٠٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حادثہ دلفگار کی ہولناکی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو مسلمانوں میں عجیب اضطراب پیدا ہوا۔ کچھ لوگ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے، کچھ لوگ بیٹھ گئے تو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی، کچھ لوگوں کی زبان گنگ ہوگئی، بات کرنے کی طاقت نہ رہی اور کچھ لوگوں نے تو کلیتاً آپ کی وفات کا ہی انکار کر دیا۔ ❶

امام قرطبی رحمہ اللہ اس مصیبت کی سنگینی اور اس پر مرتب ہونے والے امور کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سب سے عظیم مصیبت دین کی مصیبت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اذا اصاب احدکم مصیبة فلیذکر مصابه بی فانها اعظم المصائب .))❷

''تم میں سے کوئی جب مصیبت سے دوچار ہو تو وہ میرے سلسلہ میں اس کو جو مصیبت پہنچی ہے یاد کرے، کیونکہ یہ عظیم ترین مصیبت ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کیونکہ یہ مصیبت آپ کے بعد قیامت تک مسلمانوں کو لاحق ہونے والے تمام مصائب سے عظیم تر ہے کیونکہ آپ کی وفات سے وحی الٰہی کا سلسلہ منقطع ہوگیا، نبوت ختم ہوگئی، ارتداد کی لہر دوڑ گئی۔ یہ خیر کا پہلا انقطاع اور نقصان تھا۔ ❸

ابن اسحق کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے امت اسلامیہ کو عظیم ترین مصیبت سے دوچار ہونا پڑا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مجھے پہنچی ہے کہ آپ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو عرب میں ارتداد کی لہر دوڑی، یہودیت ونصرانیت نے سر اٹھایا، نفاق نے زور پکڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان سرد رات میں بارش زدہ بکریوں کی طرح ہوگئے۔ ❹

قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں: ''...... حالات میں اضطراب آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کمر توڑ دائمی مصیبت ثابت ہوئی، علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں روپوش ہوگئے، عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے، عمر رضی اللہ عنہ بڑبڑانے لگے اور کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت نہیں ہوئی، موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بلایا ہے، آپ ضرور لوٹیں گے اور کچھ لوگوں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے۔'' ❺

لیکن جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خبر سنی تو فوراً مقام سُنح کے مکان سے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، اتر کر مسجد میں گئے، کسی سے کوئی بات نہ کی، سیدھے حجرۂ عائشہ میں داخل ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدھے پہنچے،

---

❶ لطائف المعارف: ۱۱٤ .
❷ السلسلة الصحيحة للالبانی رحمہ اللہ: ۱۱۰٦ .
❸ تفسیر القرطبی: ۲/ ۸۷٦ .
❹ ابن هشام: ٤/ ۳۲۳ .
❺ العواصم من القواصم: ۳۸ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے اوپر یمنی چادر ڈال دی گئی تھی، آپ کا چہرہ کھولا آپ سے چمٹ کر آپ کو بوسہ دیا اور رو پڑے، پھر فرمایا:

((بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین ، اما الموتة التی علیک فقد مُتَّها .)) ❶

''میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری نہیں کرے گا، جو موت طاری ہونی ہے وہ موت آپ پا چکے۔''

پھر آپ باہر تشریف لائے، عمر رضی اللہ عنہ غصے میں بھرے ہوئے بولتے جا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ((اجلس یا عمر)) ''عمر بیٹھ جا۔''

پھر آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے لوگوں سے خطاب فرمایا:

((اما بعد: فان من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ، ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ، وقال اللہ تعالی:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝٣٠﴾ (الزمر: ۳۰) وقال:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝١٤٤﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

''اما بعد! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، کبھی نہیں مرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔'' اور فرمایا: ''محمد (ﷺ) صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں، تو کیا اگر وہ مر جائیں یا وہ قتل کر دیے جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑی کے بل پلٹ جائے تو (یاد رکھ) وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔''

یہ سن کر رونے لگے۔ ❷

عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: واللہ میں نے جیسے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا انتہائی متحیر اور دہشت زدہ ہو کر رہ گیا، حتیٰ کہ میرے پاؤں مجھے اٹھا ہی نہیں رہے تھے۔ میں زمین پر گر پڑا اور میں جان گیا کہ

❶ البخاری: المغازی ۴۴۵۲ . ❷ البخاری: فضائل الصحابة: ۳۶۶۸ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت واقع ہو چکی ہے۔ ❶

امام قرطبی فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور جرأت و دلیری کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ شجاعت اور جرأت مصائب و آلام کے وقت دل کے ثابت قدم رہنے کا نام ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بڑھ کر کون سی مصیبت بڑی ہو سکتی ہے؟ اس سے آپ کی شجاعت اور علم ظاہر ہوتا ہے۔ لوگ کہہ رہے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت واقع نہیں ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ انھی قائلین میں سے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ گونگے ہو گئے۔ علی رضی اللہ عنہ روپوش ہو گئے۔ حالات انتہائی مضطرب ہو گئے۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر پہنچ کر حالات کو سنبھالا اور حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ ❷

ان چند کلمات اور قرآن سے استدلال و استشہاد سے لوگ جو فرط غم کی وجہ سے حیران و ششدر تھے ہوش میں آئے، ان کی حیرانی و پریشانی ختم ہوئی اور فہم صحیح کی طرف رجوع ہوئے کہ اللہ ہی حی و قیوم ہے، اس کو موت نہیں آنے والی ہے، وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسلام باقی رہے گا۔ ❸ جیسا کہ ایک روایت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے: یقیناً اللہ کا دین قائم ہے، اللہ کا کلمہ مکمل ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے درمیان ہے، وہ نور و شفا ہے، اسی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت بخشی، اس میں اللہ کی حلال و حرام کردہ اشیاء کا ذکر ہے۔ اللہ کی قسم ہمیں اس کی پروا نہیں کہ ہم پر کون حملہ آور ہو رہا ہے، کیونکہ ہماری تلواریں ابھی کھینچی ہوئی ہیں، ابھی ہم نے انہیں رکھا نہیں ہے۔ جو ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہوگا اس سے ہم اسی طرح جہاد کریں گے جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کر رہے تھے۔ لہٰذا کوئی ہمارے خلاف جرأت نہ کرے ورنہ اس کا وبال اس کے سر ہوگا۔ ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت عظیم مصیبت اور شدید ابتلاء و آزمائش تھی، اس دوران میں اور اس کے بعد قائد ملت کی حیثیت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت نمایاں ہوئی جس کی کوئی نظیر و مثیل نہیں۔ ❺ آپ کے دل میں یقین پھوٹ پڑا اور حقائق اس میں راسخ ہو گئے۔ آپ نے عبودیت، نبوت اور موت کی حقیقت کو اچھی طرح جانا۔ اس جانکاہ موقع پر آپ کی حکمت نمایاں ہوئی، لوگوں کو توحید کی طرف لے آئے، ان کے دلوں میں ابھی تک توحید تر و تازہ تھی۔ جیسے ہی انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تذکیر سنی حق کی طرف لوٹ آئے۔ ❻

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم گویا ایسا لگ رہا تھا کہ آپ کی تلاوت سے قبل لوگوں کو پتہ ہی

❶ البخاري: المغازي ٤٤٥٤ . ❷ تفسير القرطبي: ٤/ ٢٢ .
❸ استخلاف ابي بكر الصديق: جمال عبدالهادي ١٦٠ .
❹ دلائل النبوة للبيهقي: ٧/ ٢١٨ . ❺ ابوبكر رجل الدولة: مجدي حمدي ٢٥، ٢٦ .
❻ استخلاف ابي بكر الصديق: ١٦٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے، آپ کی تلاوت کے بعد ہر ایک اس کو لے اڑا اور ہر شخص اس کی تلاوت کرتا پھرتا تھا۔ ❶

۳۔ سقیفہ بنی ساعدہ:

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا علم ہو گیا تو انصار صحابہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے، یہ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری تھا، جس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اس اجتماع میں مسئلہ خلافت پر گفتگو ہوئی۔ ❷

انصار، قبیلہ خزرج کے رہنما سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو گئے، انصار کے اس اجتماع کی خبر مہاجرین کو پہنچی، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مسئلہ خلافت پر غور و خوض کرنے کے لیے جمع تھے کہ کون اس منصب کو سنبھالے۔ ❸

مہاجرین نے آپس میں کہا: آؤ اپنے انصار برادران کے پاس چلتے ہیں اس حق میں ان کا بھی حصہ ہے۔ ❹

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم انصار کی طرف چل پڑے، جب ہم ان سے قریب پہنچے، ان میں سے دو صالح آدمیوں (عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی) سے ملاقات ہوئی۔ ان دونوں نے انصار کے عزائم سے ان کو مطلع کیا، پھر سوال کیا:

"آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟"

ہم نے کہا: ہم اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔

ان دونوں نے کہا: ان کے پاس جانا ضروری نہیں۔ آپ لوگ خود معاملہ طے کر لیں۔

میں نے کہا: واللہ ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے۔

ہم چلے یہاں تک کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس پہنچے۔ دیکھا ایک شخص کمبل میں لپٹا ہوا ہے۔

میں نے کہا: یہ کون ہیں؟

لوگوں نے جواب دیا: یہ سعد بن عبادہ ہیں۔

میں نے کہا: ان کو کیا ہو گیا ہے؟

لوگوں نے بتایا: ان کو بخار آ رہا ہے۔

ہم وہاں تھوڑی دیر بیٹھے، اتنے میں ان کے خطیب نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اپنی بات شروع کرتے ہوئے کہا:

"امابعد! ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں، اے مہاجرین! تم ایک مختصر سی جماعت ہو، تم میں سے کچھ لوگ اٹھے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں خلافت سے بے دخل کر دیں۔"

❶ البخاری: الجنائز ۱۲٤۱، ۱۲٤۲.
❷ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۲۱.
❸ عصر الخلافۃ الراشدۃ للعمری: ٤۰.
❹ عصر الخلافۃ الراشدۃ للعمری: ٤۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شخص خاموش ہوگیا تو میں نے گفتگو کرنی چاہی۔ میں نے اپنی بات اچھے انداز میں تیار کر لی تھی، جسے میں ابوبکر کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا۔ ایک حد تک میں نے مسئلہ کا احاطہ کر لیا تھا۔ لیکن جب نے میں بولنا چاہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ٹھہرو۔'' میں نے آپ کو ناراض کرنا پسند نہ کیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو وہ مجھ سے زیادہ بردبار اور باوقار تھے۔ واللہ انہوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی جو مجھے پسند تھی اور جو میں نے اپنے جی میں تیار کر رکھی تھی۔ انہوں نے فی البدیہ اس جیسی یا اس سے بہتر بات کہی۔ آپ نے اپنی بات ختم کی، پھر فرمایا:

''میں نے آپ لوگوں سے متعلق جو باتیں کہی ہیں اس کے آپ لوگ مستحق ہیں، لیکن خلافت و امارت قریش ہی کے لیے موزوں و معروف ہے۔ حسب ونسب اور گھرانے کے اعتبار سے وہ عرب میں افضل ہیں۔ میں تمہارے لیے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں جس کو چاہو منتخب کر کے بیعت کر لو۔''

پھر میرا اور ابوعبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا اور آپ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے صرف یہ بات ناپسند آئی، واللہ میری گردن ماردی جاتی، یہ اس سے بہتر ومحبوب ہے کہ میں ایسے لوگوں کا امیر بنوں جس میں ابوبکر جیسے لوگ ہوں۔ الا یہ کہ موت کے وقت کوئی ایسی بات میرے جی میں آئے جو اس وقت نہیں پائی جارہی ہے۔

انصار میں سے ایک شخص نے کہا: میری بات کافی وشافی اور قابل اعتماد ہے، ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے۔

پھر شور وشغب زیادہ ہوا، آوازیں بلند ہوئیں، مجھے اختلاف رونما ہونے کا خوف دامن گیر ہوگیا۔

میں نے کہا: ''ابوبکر ہاتھ بڑھائیے۔''

میں نے آپ سے بیعت کی، پھر مہاجرین اور پھر انصار نے آپ سے بیعت کی۔ ❶

مسند احمد کی روایت میں ہے: .... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو فرمائی، انصار سے متعلق جو کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں بیان کیا ہے سب کچھ ذکر کیا، اور فرمایا: آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی کو اختیار کریں تو میں اس وادی میں چلوں گا جہاں انصار چلیں گے۔''

اے سعد! تمہیں معلوم ہے، تم بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

''قریش ہی خلافت وامارت کے حقدار ہیں۔ نیک لوگ ان کے نیک لوگوں کے تابع اور برے لوگ ان کے برے لوگوں کے تابع ہیں۔''

❶ البخاري: الحدود ٦٨٣٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہم وزراء ہیں آپ لوگ امراء ہیں۔ ❶

۴۔ اہم دروس وعبر اور فوائد:

۱۔ صدیق اکبرؓ اور نفوس کے ساتھ آپ کا تعامل اور لوگوں کو مطمئن اور قائل کرنے کی قدرت:

مسند احمد کی روایت سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کس طرح انصار کے نفوس پر اثر انداز ہوئے اور ان کو مطمئن کر دیا کہ جو وہ سمجھے ہیں وہی حق ہے، اور مسلمانوں کو فتنے سے بچا لیا۔ انصار سے متعلق کتاب وسنت میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کو بیان کر کے ان کی تعریف کی۔ مخالف کی تعریف اسلامی منہج وطریق ہے۔ اس سے مقصود مخالف کے ساتھ انصاف کرنا اور اس کے غصے کو ختم کرنا، اس کے اندر سے انانیت اور غرور کے عوامل واسباب کو نکالنا ہے تاکہ وہ حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد اپنے آپ کو حق قبول کرنے کے لیے تیار پائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اس پر دلالت کرنے والی بہت سی مثالیں ہیں۔ پھر ابوبکرؓ اس ذریعے سے اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کے فضائل اگرچہ بہت زیادہ ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خلافت کے بھی زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تخصیص فرما دی ہے کہ مہاجرین قریش اس امر میں مقدم ہیں۔ ❷

امام ابن العربی مالکی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قریش کے مستحق خلافت ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت سے استدلال کیا جو انصار کے ساتھ خیر کا برتاؤ کرنے اور ان کے نیکوکار کو قبول کرنے اور خطا کار سے درگزر کرنے سے متعلق کی تھی۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انصار پر اس طرح حجت قائم کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں "صادقین" کہا اور تمہیں "مفلحین" کا نام دیا۔ آپ کا اشارہ اس ارشاد ربانی کی طرف تھا:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الحشر: ۸۔۹)

"(مال فے) ان مہاجرین مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا مندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی راست باز لوگ ہیں۔ اور (ان کے لیے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا لی اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے

❶ مسند احمد: ۱/ ۵، الخلافة والخلفاء البهنساوي: ۵۰۔ ❷ التاريخ الاسلامي: ۹/ ۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں، گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انصار سے کہا: اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ہمارے ساتھ رہو، ہم جہاں بھی ہوں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾﴾ (التوبة: ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔''

اس طرح دیگر درخشاں اقوال اور قوی دلائل کو پیش کیا جس سے انصار نے عبرت حاصل کی اور آپ کی اطاعت کو قبول کیا۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطاب میں یہ واضح فرمایا کہ خلافت کے لیے وہی لوگ پیش کیے جا سکتے ہیں کہ عرب جن کی سیادت وقیادت کو قبول کریں اور جن سے استقرار پیدا ہو، اور فتنے رونما نہ ہوں۔ اور اس حقیقت کو واشگاف کیا کہ عرب صرف قریشی مسلمانوں کی قیادت کو تسلیم کر سکتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھی میں سے ہیں اور پھر ان کے ذہن ودماغ میں قریش کی تعظیم واحترام پہلے سے جا گزیں ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ان روشن کلمات کے ذریعے سے انصار مطمئن ہو گئے کہ وہ مہاجرین قریش کے معاون ووزراء اور مخلص سپاہی بن کر رہیں گے جس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھے۔ اس طرح مسلمان متحد ہو گئے اور ان کا شیرازہ منتشر ہونے سے بچ گیا۔ ❷

۲۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت سے بے نیازی اور سب کے پیش نظر وحدت امت:

ابوبکر رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب اپنی بات مکمل کر چکے تو عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو خلافت کے لیے پیش کیا، عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناپسند آئی اور بعد میں اس کا اظہار بھی کیا، فرماتے ہیں:

''مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صرف یہ بات ناپسند آئی، واللہ میری گردن ماردی جائے یہ اس سے بہتر ومحبوب ہے کہ میں ایسے لوگوں پر امیر بنوں جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے لوگ ہوں۔'' ❸

چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ مستحق خلافت ہونے پر عمر رضی اللہ عنہ کو قناعت واطمینان حاصل تھا، اس لیے انہوں نے ان سے کہا: ''ابوبکر! ہاتھ بڑھائیں۔'' انہوں نے ہاتھ بڑھایا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ سے بیعت کی، پھر مہاجرین نے بیعت کی اور پھر انصار نے بیعت کی۔

اور ایک روایت میں ہے:

---

❶ العواصم من القواصم: ۱۰۔ ❷ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۲۴۔

❸ البخاری: الحدود ۶۸۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:...... اے انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم فرمایا ہے، تو بتاؤ تم میں سے کون یہ پسند کرے گا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے؟

انصار نے کہا: ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں۔ ❶

یہ انتہائی اہم اور قابل غور بات ہے جس کی اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو توفیق بخشی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں اس کا اہتمام فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر مصر رہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دوسروں کی بہ نسبت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کا کلام غایت درجہ ادب واحترام پر مشتمل اور نفسانی خواہشات سے بالکل پاک ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلافت سے زہد اور بے نیازی آپ کے اس خطبے سے نمایاں ہے جس میں قبول خلافت کا عذر وسبب بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا: واللہ کبھی میں خلافت کا شوقین وحریص نہ تھا اور نہ کبھی اس کی رغبت مجھے پیدا ہوئی اور نہ کبھی ظاہر یا باطن میں اللہ سے اس کا سوال کیا تھا۔ لیکن مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ اگر اسے قبول نہ کیا تو امت فتنے میں مبتلا ہو جائے گی۔ میرے لیے اس امارت میں راحت وسکون نہیں، لیکن میں نے بہت بڑی ذمہ داری اٹھا لی ہے جس کی مجھ میں طاقت وقوت نہیں۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ قوت عطا فرمائے۔ میری تمنا ہے کہ میری جگہ کوئی طاقت ور شخص ہوتا۔ ❷

اور آپ کا یہ قول بھی ثابت ہے کہ: ''میری خواہش وتمنا ہے کہ کاش میں خلافت ان دونوں ابوعبیدہ اور عمر (رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک کی گردن پر ڈال دیتا اور میں اس کا وزیر ہوتا۔'' ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے متعدد مرتبہ اپنے خطاب میں خلافت سے اعتذار اور اس سے علیحدگی کا مطالبہ کیا۔

فرمایا: ''......لوگو! یہ تمہارا معاملہ تمہارے حوالے ہے، تم جس کو چاہو خلافت سونپ دو، میں تم میں سے ایک فرد کی طرح رہوں گا۔''

لوگوں نے جواباً عرض کیا: ابوبکر! خلافت آپ کے حصے میں آئی، اس سے ہم خوش ہیں۔ آپ تو ثانی اثنین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار ہیں۔ ❹

آپ نے مسلمانوں کے نفوس کو اپنی خلافت سے متعلق ہر اختلاف اور معارضے سے پاک کیا اور انہیں قسم دلاتے ہوئے فرمایا: ''لوگو! میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، جو شخص بھی میری بیعت پر نادم ہو وہ اپنے پیروں پر نہ کھڑا ہو۔''

---

❶ مسند احمد: ۱/ ۲۱، شیخ احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۱/ ۲۱۳)، رقم: (۱۳۳)

❷ المستدرك: ۳/ ٦٦، امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے اس سے موافقت کی ہے۔

❸ الانصار فی العصر الراشدی، حامد محمد الخلیفه ۱۰۸، تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۹۱.

❹ الخلافة الراشدة للعمری: ۱۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت علی رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے، ان کے ہاتھ میں تلوار تھی، آپ سے قریب ہوئے، ایک پیر منبر کے زینے پر رکھا اور دوسرا نیچے سنگریزے پر، اور فرمایا: ''واللہ نہ ہم آپ کو برطرف کر سکتے ہیں اور نہ برطرفی کا مطالبہ کر سکتے ہیں، جب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھا دیا ہے تو بھلا آپ کو کون پیچھے کر سکتا ہے۔'' ❶

صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی خلافت و ذمہ داری سے بے نیاز نہ تھے بلکہ اس دور کا یہ عام مزاج تھا، کوئی اس کا خوگر اور طلب کرنے والا نہ تھا۔

مذکورہ بالا نصوص کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہ کرام کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ اس روح سے خالی نہ تھی۔ بلکہ یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ انصار اسلامی دعوت کے تابناک مستقبل کے انتہائی حریص تھے، اسی لیے ان کو اس وقت تک چین نہ آیا جب تک انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جلدی سے بیعت نہ کر لی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھی اسباب کے پیش نظر بیعت کو قبول کیا۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا نقطۂ نظر ان بہت سے لوگوں کے نقطۂ نظر کے برعکس ہے جنہوں نے علمی منہج اور موضوعی فکر کی مخالفت کی ہے بلکہ ان کی تحقیق اس دور کے مزاج و روح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آرزوؤں اور تمناؤں کے خلاف ہے۔ اگر بعض لوگوں کے خیال کے مطابق سقیفہ بنی ساعدہ کے اجتماع سے مہاجرین و انصار کے درمیان اختلاف ہو گیا ❷ تو پھر انصار نے قوت و طاقت کے مالک اور مدینہ کے باسی ہونے کے باوجود اس اجتماع کے نتیجہ کو کیسے قبول کر لیا اور کیسے خلافت صدیقی کے تابع ہو کر لشکر خلافت میں شمولیت اختیار کی اور پھر خلافت کے استحکام کے لیے علم جہاد لے کر مشرق و مغرب میں اٹھ کھڑے ہوئے؟ ❸

خلافت صدیقی کے اوامر کو نافذ کرنے اور مرتدین سے مقابلہ کے لیے انصار صحابہ کے حرص اور شوق و جذبہ سے حقیقت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کے علاوہ انصار میں سے بھی کوئی فرد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے پیچھے نہ رہا۔ مہاجرین و انصار کے مابین اخوت ان لوگوں کے تخیلات سے بلند تر ہے جو اپنی من گھڑت روایات کے ذریعے سے ان کے درمیان اختلاف دکھانا چاہتے ہیں۔ ❹

۵۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور خلافت صدیقی سے متعلق ان کا موقف:

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہونے والی گفتگو اور بحث و مباحثہ کے بعد ہی اپنے دعوی امارت سے دست بردار ہو گئے اور خلافت صدیقی کو قبول کرتے ہوئے بیعت کی۔ آپ کے چچا زاد بھائی بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ اس اجتماع میں انصار میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے تھے۔ صحیح روایات میں کہیں اس بات کا

❶ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۰۸۔ ❷ دیکھیے الاسلام واصول الحکم: محمد عمارہ ۷۱۔۷۴۔
❸ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۰۹۔ ❹ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ نہیں ملتا کہ وہاں کسی طرح کی مشکلات رونما ہوئی ہوں اور خلافت کے لیے جتھا بندی عمل میں آئی ہو، جیسا کہ بعض تاریخ نگاروں کا زعم ہے بلکہ اسلامی اخوت ان کے مابین برابر قائم رہی بلکہ اس کے اندر اور تقویت پیدا ہوئی جیسا کہ نقل صحیح سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ اور نقل صحیح سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ خلافت وحکومت کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لیے ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم کے مابین وفات نبوی کے بعد کوئی سازش اور منصوبہ بندی عمل میں آئی ہو❶ کیونکہ یہ نفوس اللہ تعالیٰ سے انتہائی ڈرنے والے اور تقویٰ شعار تھے اور اس طرح کی خسیس حرکتوں سے وہ بالاتر تھے۔

بعض خواہش پرست اور بدعتی تاریخ نگاروں نے اس بات کی ناپاک کوشش کی ہے کہ وہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کے مخالف اور مدمقابل کی حیثیت سے پیش کریں، کہ وہ خلافت کے دعویدار اور خواہش مند تھے اور اس کے لیے وہ سازشیں کر رہے تھے، اور منصوبہ بندی میں لگ کر اس کو حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالنے کا ہر اسلوب اختیار کر رہے تھے۔ حالانکہ جب اس شخص کی تاریخ کو دیکھتے ہیں اور ان کے منہج وطریق کار کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی خدمات سے یہ حقیقت ہمارے سامنے آشکارا ہو جاتی ہے کہ یہ ان چنندہ لوگوں میں سے تھے جن کا مقصود دنیا نہ تھا، بلکہ وہ دنیا پرستی سے پاک تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں یہ نقباء میں سے تھے، اس موقع پر قریش نے ان کا تعاقب کیا اور قیدی بنا کر ان کے دونوں ہاتھوں کو گلے سے باندھ کر مکہ لے آئے، جبیر بن مطعم کو جب پتہ چلا تو اس نے ان کو قید سے رہائی دلائی کیونکہ وہ مدینہ میں جب جاتا تو انھی کے یہاں رہتا تھا۔

سعد بن عبادہ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جنھوں نے بدر میں شرکت کی❷ اور اللہ کے نزدیک بدری صحابہ کا مقام ومرتبہ حاصل کیا۔ ان کا گھرانہ جود وسخا میں معروف تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شہادت دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بعد ان پر اور سعد بن معاذ پر اعتماد کرتے تھے، جیسا کہ غزوہ خندق کے واقعہ سے واضح ہوتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے عیینہ بن حصن فزاری کو مدینہ کی پیداوار کا ایک تہائی دینے کے سلسلہ میں مشورہ لیا تھا اور اس وقت ان دونوں نے جو جواب دیا تھا وہ ان کے ایمان کی گہرائی اور کمال فدائیت وقربانی پر واضح دلیل ہے۔❸

---

❶ استخلاف ابی بکر، جمال عبدالهادی، ص ٥٠۔ ٥١۔٥٣. ❷ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب: ٢/ ٥٩٤.

❸ الخلافة والخلفاء الراشدون، سالم بهنساوی: ٤٨ . ان دونوں نے بیک زبان عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے تب تو بلا چون و چرا تسلیم ہے اور اگر محض آپ ہماری خاطر ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں، جب ہم لوگ اور یہ لوگ دونوں شرک و بت پرستی پر تھے تب تو یہ لوگ میزبانی اور خرید وفروخت کے سوا کسی اور صورت سے ایک دانے کی طمع نہیں کر سکتے تھے، بھلا اب جبکہ اللہ نے ہمیں ہدایت اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپ کے ذریعے سے عزت بخشی ہے ہم انہیں اپنا مال دیں گے؟ واللہ ہم تو انہیں اپنی تلواریں دیں گے۔ الرحيق المختوم: ٤٢١. (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعد رضی اللہ عنہ کا موقف بالکل مشہور و معروف ہے۔ ایسے صحابی جن کا ماضی اسلام کی خدمت میں تابناک رہا ہو، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت حاصل ہو، ان کے بارے میں سوچا ہی نہیں جا سکتا ہے کہ وہ سقیفہ کی میٹنگ میں جاہلی عصبیت کو اس لیے زندہ کریں کہ وہ اس اختلاف و انتشار کے نتیجہ میں منصب خلافت سے سرفراز ہوں۔ اسی طرح وہ بات بھی صحیح نہیں جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ وہ...... ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد...... نہ تو مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے اور نہ حج ہی میں ان کے ساتھ مزدلفہ سے کوچ کرتے تھے۔ ❶ گویا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ ❷

یہ جھوٹ اور محض افترا پردازی ہے۔ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ چنانچہ سقیفہ کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں انصار کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں یا دوسری راہ پر، تو میں انصار کی وادی یا ان کی راہ پر چلوں گا۔'' ❸

پھر سعد بن عبادہ کو ناقابل تردید دلیل اور قول فیصل یاد دلاتے ہوئے فرمایا: اے سعد! تمھیں معلوم ہے کہ جب تم بیٹھے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''قریش کے لوگ ہی ولی امر ہوں گے۔ ان کے نیک، نیک لوگوں کے تابع اور برے لوگ ان کے برے لوگوں کے تابع ہیں۔'' یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً فرمایا: آپ سچ کہہ رہے ہیں، ہم وزراء ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔ ❹ اس کے بعد لوگ بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے اور سعد رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ❺ اس سے سعد رضی اللہ عنہ کی بیعت ثابت ہوتی ہے اور اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر انصار کا اجماع محقق ہو گیا، ایسی صورت میں باطل و من گھڑت روایات کی ترویج کے کوئی معنی باقی نہ رہے۔ بلکہ یہ حقیقت کے منافی اور خطرناک اتہام ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار کا بیج بو رہے تھے اور ان کی ان تمام خدمات کا انکار ہے جو انھوں نے نصرت اسلام اور جہاد و مہاجرین کے لیے ایثار کی شکل میں پیش کی ہیں؛ اور ان کے اسلام پر طعنہ زنی ہے کہ ان کی طرف یہ بات منسوب کی جائے کہ انھوں نے کہا: ''میں تم سے اس وقت تک بیعت نہ کروں گا جب تک اپنے ترکش میں موجود تیر تم پر برسا نہ لوں اور اپنے نیزے کو خون آلود نہ کر لوں اور اپنی تلوار سے مار نہ لوں۔'' اس کے بعد نہ وہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے، نہ ان کی محفلوں میں شریک ہوتے، نہ ان کے فیصلے کو تسلیم کرتے اور نہ حج میں ان کا ساتھ دیتے۔'' ❻

یہ روایت جسے مہاجرین و انصار کی وحدت و اتحاد اور ان کی اخوت کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا گیا

---

❶ الخلفاء الراشدون: سالم البهنساوي: ٤٩ .
❷ الخلفاء الراشدون: سالم البهنساوي: ٤٩ .
❸ البخاري: كتاب التمنّي: ٧٢٤٤ .
❹ مسند الامام احمد: ١٨ صحيح لغيره .
❺ الانصار في العصر الراشدي ١٠٢ .
❻ تاريخ الطبري: ٤/ ٤٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، باطل روایت ہے۔ کیونکہ اس کا راوی صاحب بدعت اور خواہش پرست ہے، ناقابل اعتماد، گیا گذرا اخباری ہے، ❶ اور خاص کر اختلافی مسائل میں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ اس روایت سے متعلق فرماتے ہیں: اس کی سند جیسی ہے آپ دیکھ رہے ہیں، ❷ یعنی انتہائی درجہ کی ضعیف ہے اور اس کا متن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بالکل خلاف ہے۔ سمع وطاعت کی جو بیعت کی تھی اور ان کے سلسلہ میں جو فضائل مروی ہیں اس کے منافی ہے۔ ❸

۶۔ عمر اور حباب بن منذر رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کی حقیقت:

سقیفہ بنی ساعدہ کے اجتماع میں عمر اور حباب بن منذر رضی اللہ عنہما کے مابین اختلاف کی روایت کے سلسلہ میں راجح اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی سے کبھی حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو ناراض نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حباب بن منذر رضی اللہ عنہ خود میری باتوں کا جواب دیتے تھے، میری ان کے ساتھ کوئی ایسی (اختلاف وناراضی کی) بات نہیں ہوئی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایک مرتبہ میری ان سے کچھ باتیں ہوگئی تھیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع فرما دیا تھا۔ اسی وقت میں نے قسم کھالی تھی کہ اب میں انھیں کوئی ایسی بات کبھی نہ کہوں گا جس سے ان کو تکلیف ہو۔ ❹

اسی طرح حباب بن منذر سے متعلق جو باتیں اس روایت میں بیان کی گئی ہیں وہ آپ کی حکمت اور حسن رائے کے مخالف ہے، جس میں کہ آپ معروف تھے۔ آپ کا لقب ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ذوالرای (اچھی رائے والے) تھا۔ ❺ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر وخیبر میں ان کی رائے کو قبول کیا تھا۔ ❻ رہا حباب رضی اللہ عنہ کا یہ قول: ''ہم میں سے ایک امیر اور آپ لوگوں میں سے ایک امیر ہو'' تو اس کی وضاحت خود انہوں نے فرمائی کہ اس سے مقصود یہ نہیں تھا کہ وہ امارت وقیادت کو چاہتے ہیں، فرماتے ہیں: واللہ مسئلہ خلافت میں ہم آپ سے مقابلہ نہیں کرتے لیکن ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ اس پر فائز نہ ہوں، جن کے آباء واخوان کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ❼ مہاجرین نے ان کے قول کو قبول کیا، ان کے عذر کو صحیح جانا اور خود یہ لوگ بھی مشرکین کے خون میں شریک تھے۔

---

❶ میزان الاعتدال فی نقد الرجال الذھبی: ۳/ ۲۹۹۲ ، اس کا راوی لوط بن یحییٰ ابومخنف متروک ہے، اس کی روایت کا اعتبار اور اس پر اعتماد شیعہ کے علاوہ کوئی نہیں کرتا۔ ابن قمی کے قول کے مطابق یہ شیعوں کا بہت بڑا مورخ ہے۔ دیکھیے مرویات ابی مخنف فی تاریخ الطبری، للدکتور یحییٰ الیحیی: ۴۵۔۴۶.

❷ سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۲۷۷ .
❸ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۰۲۔۱۰۳ .
❹ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۰۰ .
❺ الاستیعاب: ۱/ ۳۱۶ .
❻ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۰۰ ، بدر میں حباب رضی اللہ عنہ سے متعلق جو روایت مشہور ہے، امام ذہبی نے اس کو منکر قرار دیا ہے، دیکھیے تلخیص مستدرک: ۳/ ۱۲۶، ۱۲۷. (مترجم)
❼ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۰۰ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ حدیث "الائمة من قریش" اور انصار کا موقف:

یہ حدیث صحیحین اور حدیث کی دیگر کتابوں میں مختلف الفاظ میں وارد ہے چنانچہ صحیح بخاری میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان هـذا الامر فی قریش لا یعادیهم احد اکبّه الله فی النار علی وجهه ما اقاموا الدین .)) ❶

''یہ امر خلافت اس وقت تک قریش میں رہے گا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے، جو بھی ان سے اس کو چھیننے کی کوشش کرے گا اللہ اس کو اس کے چہرے کے بل جہنم میں ڈالے گا۔''

اور صحیح مسلم میں ہے کہ:

((لا یزال الاسلام عزیزًا بخلفاء کلهم من قریش)) ❷

'' اسلام بارہ خلفاء کے ذریعے سے برابر غالب وعزت میں رہے گا، یہ سب کے سب قریش میں ہوں گے۔''

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا یزال هذا الامر فی قریش ما بقی منهم اثنان .)) ❸

''خلافت قریش میں رہے گی، جب تک ان میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الناس تبع لقریش فی هذا الشأن مسلمهم لمسلمهم وکافرهم لکافرهم .)) ❹

''لوگ امارت وقیادت میں قریش کے تابع ہیں، مسلمان ان میں سے مسلمانوں اور کافر ان میں سے کافروں کے۔''

اور بکیر بن وہب الجزری سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے ہر ایک سے نہیں بیان کرتا۔ ہم انصار کے ایک گھر میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر کھڑے ہو گئے ❺ اور فرمایا:

((الائـمّة مـن قـریش ان لهم علیکم حقا ولکم علیهم حقا مثل ذلك، ما ان استرحموا فرحموا، وان عاهدوا اوفوا، وان حکموا عدلوا .)) ❻

❶ البخاري: الاحكام ۷۱۳۹ . ❷ مسلم: الامارة: ۱۸۲۱ .
❸ البخاري: الاحكام ۷۱٤۰ . ❹ مسلم: الامارة ۱۸۱۸ .
❺ الفتح الربانی للساعاتی: باب الخلافة ۵/ ۳۲، ٦۵، ابن ابی شیبة: ۵/ ۵٤٤ .
❻ المصنّف لابن ابی شیبة: ۵/ ۵٤٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ائمہ، قریش میں سے ہوں گے ان کا تم پر حق ہے اور اسی کے مثل تمہارا ان پر حق ہے۔ اگر ان سے رحم طلب کیا جائے تو رحم کریں، اگر عہد و پیمان کریں تو پورا کریں اور حکومت کریں تو عدل و انصاف کو قائم رکھیں۔''

اور فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ((الامراء من قریش)) کے تحت بہت سی حدیثیں سنن ومسانید اور مصنفات کے حوالے سے وارد کی ہیں۔ ❶ اور یہ متعدد الفاظ میں مروی ہیں لیکن سب متقارب ہیں اور تمام کی تمام اس بات کو تقویت دیتی ہیں کہ شرعی امارت قریش میں ہوگی اور اس امارت سے مقصود خلافت ہے۔ رہا دیگر امارتیں، تو اس میں تمام مسلمان برابر ہیں ❷ جس طرح احادیث نبویہ نے اس کی وضاحت کر دی کہ خلافت قریش کا حق ہے۔ اسی طرح ان کی اندھی تقلید سے منع فرمایا اور وہ اس وقت تک خلافت کے مستحق رہیں گے جب تک وہ دین کو قائم کریں گے جیسا کہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ میں بیان ہوا اور جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں آیا:

((ان استرحموا رحموا وان عاهدوا اوفوا وان حكموا عدلوا فمن لم يفعل فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين .)) ❸

''اگر ان سے رحم طلب کیا جائے تو رحم کریں، اگر عہد و پیمان کریں تو پورا کریں اور حکومت کریں تو عدل و انصاف کو قائم رکھیں، جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

اس طرح احادیث نبویہ نے...... اگر قریش اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکومت کرنے سے ہٹ جائیں تو...... ان کی اتباع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اگر وہ لوگ ان شرائط کو نافذ نہیں کرتے تو وہ امت کے لیے خطرہ ہیں اور احادیث نے شریعت کے خلاف ان کی اتباع سے منع فرمایا ہے اور ان سے اجتناب اور دور رہنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس حالت میں ان کا ساتھ دینے کی وجہ سے امت اسلامیہ کا مستقبل خطرے میں پڑ جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ان هلاك او فساد امتى رؤس اغيلمة من قريش .)) ❹

''میری امت کی ہلاکت یا فساد کا سبب قریش کے چند نوجوان حکام ہوں گے۔''

اور جب آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ اس حالت میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا:

((لو ان الناس اعتزلوهم)) ❺

''کاش لوگ انہیں معزول کر دیں۔''

---

❶ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۱۱ .
❷ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۱۱ .
❸ المصنف لابن ابی شیبة: ۵/ ۵۴۴ .
❹ البخاری: الفتن ۷۰۵۸ .
❺ دلائل النبوة للبیهقی: ٦/ ٤٦٤ ، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: ٦٧١٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نصوص کی روشنی میں ((الائمة من قریش)) کا مسئلہ واضح ہو جاتا ہے اور یہ کہ انصار نے ضوابط وشرائط کے ساتھ اور ان کی بنیاد پر قریش کی فرماں برداری اور امامت کو قبول کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہوئے سمع وطاعت، امتیازات کی صورت میں صبر اور اولی الامر سے حکومت وسلطنت نہ چھیننے کا عہد واقرار کیا تھا مگر یہ کہ وہ ان کی طرف سے صریحاً کفر دیکھیں۔ ❶ انصار کے یہاں خلافت کا مکمل تصور پایا جاتا تھا، یہ چیز ان کے یہاں نامعلوم اور مبہم نہ تھی اور ان میں سے اکثر ((الائمة من قریش)) کے راوی تھے اور جن کو یہ حدیث معلوم نہ تھی، وہ بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیان کرنے پر خاموش ہو گئے اور تسلیم کر لیا، اسی لیے جب ابوبکرؓ نے بیان کیا تو کسی طرح کا اعتراض نہ کیا۔ لہٰذا مسئلہ خلافت آپسی مشورہ اور ان نصوص شرعیہ اور عقلیہ کی بنیاد پر پایۂ تکمیل کو پہنچا جو قریش کی خلافت کے سب سے زیادہ حق دار ہونے کو ثابت کرتی ہیں۔ سقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت کے بعد انصار میں سے کسی سے یہ بات نہیں سنی گئی کہ اس نے اپنے لیے خلافت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کی دعوت دی ہو۔ جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس اجتماع میں جن نتائج پر لوگ پہنچے تھے اس پر انصار مطمئن تھے اور اس کی تصدیق کرتے تھے۔ ❷

اس سے ان لوگوں کا قول ساقط اور ناقابل اعتبار قرار پا جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ ((الائمة من قریش)) ایک شعار تھا، جس کو قریش نے انصار سے خلافت سلب کرنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ یا یہ ابوبکر کی ذاتی رائے تھی، حدیث رسول نہیں بلکہ قریشی سیاسی فکر تھی جو اس دور میں مشہور تھی اور عربی معاشرے میں قریش کے دباؤ کی عکاسی کرتی ہے۔

حقیقت میں ان احادیث کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے یا قول قرار دینا اور قریش کا شعار بتلانا صدر اوّل اور خلفائے راشدین کی تاریخ میں تحریف اور اسے بگاڑنے کی ایک شکل ہے۔ حالانکہ صدر اوّل کی تاریخ مہاجرین و انصار اور ان کے بعد آنے والے نیک نفوس کی کوششوں اور ان کے مابین پائی جانے والی مضبوط اخوت پر قائم ہوئی تھی۔ ❸

۸۔ قرآنی آیات جن میں خلافت صدیقی کی طرف اشارہ ہے:

قرآن پاک میں ایسی آیات ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

❶ البخاری: الفتن ۷۰۵٦۔ ❷ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۱٦۔

❸ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۱٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾ ﴾ (الفاتحۃ: ٦-٧)

''ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ انہیں ان کے طریقے پر ہدایت عطا فرمائے اور ان کے راستے پر چلائے اور وہ اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں اور ان انعام یافتہ بندوں میں اللہ تعالیٰ نے صدیقین کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ﴾ (النساء: ٦٩)

''اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق وشہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیقین میں سے ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ گروہ صدیقین کے ایک فرد ہی نہیں بلکہ ان میں سب سے آگے ہیں اور یہ بات واضح ہوگئی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا طریقہ مستقیم ہے۔ لہٰذا کسی عقل مند کو اس میں ادنیٰ شک بھی باقی نہ رہا کہ وہ اس امت میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ [1]

امام رازی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٥﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾ ﴾ (الفاتحۃ: ٦-٧)

''ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی راہ۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل ہے کیونکہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ یہاں صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. سے قبل ''اِهْدِنَا'' مقدر ہے۔ یعنی اصل میں اِهْدِنَا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. ''ہمیں منعم علیہ بندوں کا راستہ دکھا'' ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں ان منعم علیہ بندوں کی تفصیل ذکر فرمائی ہے:

﴿ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ ..... الآية ﴾

''وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جیسے نبی اور صدیق..........''

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ صدیقین کے رئیس وقائد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے

[1] عقيدة اهل السنة والجماعة فی الصحابة: ناصر حسن الشيخ ٢/ ٥٣٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم اس ہدایت کو طلب کریں جن پر ابوبکر صدیق اور دیگر صدیقین قائم تھے۔ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گمراہ ہوتے تو ان کی اقتدا جائز نہ ہوتی۔ لہٰذا ہم نے جو بیان کیا ہے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل ہے۔ ❶

علامہ محمد بن امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ان لوگوں میں داخل ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی یعنی فاتحہ کے اندر ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم ان کے راستے کی ہدایت کی اللہ سے دعا کریں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾

''ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے منعم علیہ لوگوں کو بیان کرتے ہوئے ان میں صدیقین کا ذکر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ابوبکر صدیقین میں سے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ان منعم علیہ لوگوں میں داخل ہیں جن کے راستہ کی ہدایت کی دعا کرنے کا اللہ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ اب اس بات میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صراط مستقیم پر ہیں اور آپ کی امامت حق ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾

(المائدة: ٥٤)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا، جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ نرم ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا بھی نہ کریں گے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل، جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں واردشدہ صفات سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر صادق آتی ہیں، جنھوں نے مرتدین سے قتال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اکمل ترین صفات کے ذریعے سے ان کی مدح فرمائی۔ یہ آیت کریمہ اس طرح خلافت صدیقی پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے یہ بات تھی

❶ تفسیر الرازی: ١/ ٢٦٠.
❷ اضواء البیان: ١/ ٣٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ارتداد کی لہر اٹھے گی تو اللہ رب العالمین نے ایسے لوگوں کے لانے کا وعدہ فرمایا...... اور اس کا وعدہ برحق ہے...... جو اس کے محبوب ہوں گے اور وہ خود اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، مومنوں کے مقابلے میں نرم اور کفار کے مقابلے میں سخت ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کریں گے اور کسی کی ملامت کا خوف نہیں کھائیں گے۔ تو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اللہ کے علم میں جو ارتداد تھا وہ رونما ہوا تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ثابت ہوا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے قتال کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کی اطاعت قبول کرنے والے صحابہ نے ان لوگوں سے قتال کیا، جن لوگوں نے آپ کی نافرمانی کی اور کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف ان کو دامن گیر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ حق غالب آیا اور باطل مغلوب ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اللہ کے وعدے کا صادق آنا سارے عالم کے لیے نشانی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ (التوبة: ٤٠)

''اگر تم ان نبی (ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جب کہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے، جب یہ اپنے ''ساتھی'' سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں۔ اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز اللہ کا کلمہ ہی ہے۔ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔''

امام قرطبی فرماتے ہیں: بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ ''دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے'' سے استدلال کیا ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ خلیفہ ہمیشہ دوسرا ہی ہوتا ہے اور میں نے اپنے استاد ابوالعباس احمد بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ثانی اثنین کہلانے کے مستحق اس لیے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلامی سلطنت کو اسی طرح سنبھالا جس طرح شروع میں رسول اللہ ﷺ نے سنبھالا تھا۔ وہ اس طرح کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو عرب مرتد ہو گئے۔ اسلام صرف مدینہ و جواثا ❷ میں باقی رہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ

---

❶ الاعتقاد للبیهقی: ۱۷۳۔۱۷۴.

❷ جواثا بحرین کی ایک بستی کا نام ہے۔ دیکھیے: معجم البلدان: ۲/ ۱۷۴.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی دعوت کو لے کر اٹھے اور اس راستے میں قتال کیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا لہٰذا آپ اس طرح اس بات کے مستحق قرار پائے کہ آپ کے حق میں ثانی اثنین کہا جائے۔ ❶

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ (التوبۃ: ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ امامت کے حق دار ہونے کی اس طرح دلیل ہے کہ ہجرت نفس پر شاق اور طبیعت پر انتہائی گراں ہے۔ لہٰذا جو اس میں آگے بڑھا اور لوگوں سے سبقت لے گیا وہ اس نیکی کے کام میں دوسروں کے لیے قدوہ ونمونہ قرار پایا۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کے دل کو تقویت ملی اور یہ آپ کی نفس سے وحشت کے زوال کا سبب بنا۔

اور اسی طرح نصرت وتائید میں آپ کا سبقت کرنا (بھی دلیل ہے) چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو بلاشبہ جن لوگوں نے آپ کی نصرت وخدمت میں سبقت کی وہ منصب عظیم پر فائز ہوئے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت میں سب پر سبقت کرنے والے ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے اور ہر مقام ومنزل پر آپ کے ساتھ رہے۔ لہٰذا آپ کا منصب اس سلسلہ میں دوسروں کی بہ نسبت اعلیٰ رہا اور یہ بات ثابت ہوگئی تو اس بات کا فیصلہ ہوگیا کہ آپ سے اللہ راضی ہوا اور آپ اللہ سے راضی ہوئے، اور فضیلت کا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ پس اس ثبوت کے بعد یہ بات واجب ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ ہی منصب امامت کے حقیقی مستحق ہیں۔ لہٰذا یہ آیت کریمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان دونوں کی امامت کی صحت پر سب سے بڑی دلیل ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ

❶ تفسیر القرطبی: ۸/ ۱۴۷۔۱۴۸۔ ❷ تفسیر الرازی: ۱۶/ ۱۶۸۔۱۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ (النور: ٥٥)

''تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا، جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔''

یہ آیت کریمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور آپ کے بعد خلفائے ثلاثہ (عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم) کی خلافت پر صادق آتی ہے۔ اور جب استخلاف اور تمکین کی یہ صفت ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم کی خلافت میں پائی گئی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی خلافت برحق ہے۔ [1] حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض سلف نے فرمایا کہ ابوبکر وعمر کی خلافت برحق ہے اور اللہ کی کتاب میں ثابت ہے اور پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ [2]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦﴾ (الفتح: ١٦)

''آپ پیچھے چھوڑے ہوئے بدویوں سے کہہ دو: عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، پس اگر تم اطاعت کرو گے، تو اللہ تمہیں بہت بہترین بدلہ دے گا اور اگر تم نے منہ پھیر لیا جیسا کہ اس سے پہلے تم منہ پھیر چکے ہو تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔''

امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورۂ براءۃ (توبہ) میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل موجود ہے۔ اللہ نے ان لوگوں کے متعلق جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت سے بیٹھ گئے تھے اور آپ کے ساتھ نکلنے سے پیچھے رہ گئے تھے فرمایا:

﴿ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ (التوبة: ٨٣)

[1] تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۱۲۱ [2] تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۱۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی کسی جماعت کی طرف لوٹا کر واپس لے آئے پھر یہ آپ سے میدان جنگ میں نکلنے کی اجازت طلب کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ تم میرے ساتھ ہرگز چل نہیں سکتے اور نہ میرے ساتھ تم دشمنوں سے لڑائی کر سکتے ہو۔ تم نے پہلی مرتبہ ہی بیٹھ رہنے کو پسند کیا تھا، پس تم پیچھے رہ جانے والوں میں ہی بیٹھے رہو۔''

﴿سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ﴾ (الفتح : ١٥)

''جب تم غنیمتیں لینے جانے لگو گے تو جھٹ سے یہ پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ کہنے لگیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیجیے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔''

یہاں اللہ کے کلام سے مقصود ﴿لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا﴾ (التوبۃ : ٨٣) ''تم میرے ساتھ ہرگز چل نہیں سکتے'' ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝﴾ (الفتح : ١٥)

''آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چلو گے۔ وہ اس کا جواب دیں گے (نہیں نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔ (اصل بات یہ ہے کہ) وہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝﴾ (الفتح : ١٦)

''آپ پیچھے چھوڑے ہوئے بدویوں سے کہہ دو: عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، پس اگر تم اطاعت کرو گے، تو اللہ تمہیں بہت بہترین بدلہ دے گا اور اگر تم نے منہ پھیر لیا جیسا کہ اس سے پہلے تم منہ پھیر چکے ہو تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔''

اور یہاں انہیں قتال کی دعوت دینے والا نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی اور ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ﴾ (التوبۃ : ٨٣)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو آپ کہہ دیجیے کہ تم میرے ساتھ ہرگز چل نہیں سکتے اور نہ میرے ساتھ تم دشمنوں سے لڑائی کر سکتے ہو۔''

اور سورۂ فتح میں فرمایا:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾

''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے سے منع فرمایا اور اس کو کلام الٰہی میں تبدیلی قرار دیا لہٰذا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ان کو قتال کی طرف دعوت دینے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا۔ ❶

اور امام مجاہد رحمہ اللہ ﴿أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ﴾ ''سخت جنگجو قوم'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مقصود فارس اور روم ہیں اور یہی بات امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔ امام عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مقصود فارس کے لوگ ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ایک قول یہی ہے۔ اور ان کی دوسری روایت میں ہے کہ اس سے مقصود بنوحنیفہ ہیں جن سے جنگ یمامہ ہوئی تھی۔ اگر اس سے مقصود اہل یمامہ ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان سے جنگ ہوئی اور ابوبکر نے ہی مسیلمہ کذاب اور بنوحنیفہ سے قتال کی دعوت دی تھی، اور اگر اس سے مقصود فارس وروم کے لوگ ہیں ❷ تو ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ کی گئی۔ پھر آپ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا اور فتح حاصل کر کے فارغ ہوئے۔ اور جب اس سے عمر رضی اللہ عنہ کی امامت لازم آتی ہے تو آپ کی امامت کی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت بھی لازم آتی ہے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ کو منصب امامت پر فائز کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی امامت وخلافت پر قرآن کریم دلالت کرتا ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت لازم آئی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آپ مسلمانوں میں سب سے افضل ہیں۔ ❸

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ⑧﴾ (الحشر: ۸)

''(مال فے) ان مہاجرین مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا مندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے

---

❶ الابانة عن اصول الديانة: ٦٧، مقالات الاسلاميين: ٢/ ١٤٤.

❷ جامع البيان للطبرى: ٢٦/ ٨٢-٨٤، الاعتقاد للبيهقى: ١٧٣.

❸ الابانة فى اصول الديانة: ٦٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی راست باز لوگ ہیں۔‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو صادقین (راست باز) کا نام دیا ہے، اور جس کی صداقت وراست بازی کی شہادت رب العالمین دے اس سے جھوٹ کا صدور نہیں ہوسکتا اور وہ کبھی جھوٹ کو اپنی خصلت نہیں بنائے گا۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صادق قرار دیا ہے یہ سب کے سب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دینے پر متفق ہیں۔ ❶ اور اس طرح یہ آیت کریمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ثبوت پر دلیل ہے۔ ❷

۹۔ احادیث نبویہ جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے:

ابوبکرؓ کی خلافت پر دلالت کرنے والی احادیث بے شمار، مشہور اور متواتر ہیں، جو صراحتاً یا اشارتاً آپ کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ احادیث اپنی شہرت اور تواتر کی وجہ سے ((معلوم من الدین بالضرورۃ)) یعنی ’’دین کے معروف اہم ضروری احکام‘‘ کا درجہ حاصل کر چکی ہیں، جن کے انکار کی اہل بدعت کے یہاں گنجائش نہیں۔ ❸

ان احادیث میں سے چند یہ ہیں:

- جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ پھر دوبارہ حاضر ہونا۔ اس خاتون نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر میں آؤں اور آپ نہ ملیں یعنی وفات ہو چکی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان لم تجدینی فاتی ابابکر)) ’’اگر میں نہ ملوں تو ابوبکر کے پاس حاضر ہونا۔‘‘ ❹

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کی تکمیل آپ کے بعد آنے والے خلیفہ کی ذمہ داری تھی اور اس حدیث میں شیعوں کا رد ہے جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی وعباس رضی اللہ عنہما کو اپنے بعد خلیفہ بنائے جانے کی تنصیص فرمائی ہے۔ ❺

- حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا:

((انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی)) ’’مجھے پتہ نہیں، میں کب تک تمہارے درمیان رہتا ہوں، لہٰذا تم میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا۔ اور یہ کہتے ہوئے آپ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔‘‘ ❻

---

❶ منهاج السنة: ۱/ ۱۳۵، الفصل فی الملل والا هواء والنحل: ٤/ ۱۰۷.

❷ عقيدة اهل السنة والجماعة: ۲/ ۵۳۸ ناصر حسن الشيخ

❸ عقيدة اهل السنة والجماعة فی الصحابة: ۲/ ۵۳۹.

❹ البخاری: ۳٦۵۹، مسلم: ٤/ ۱۸۵٦۔ ۱۸۵۷. ❺ فتح الباری: ۷/ ۲٤.

❻ سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی رحمہ اللہ: ۳/ ۲۳۳۔ ۲۳٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((فاقتدوا بالذین من بعدی)) یعنی میرے بعد ان دونوں خلفاء کی اقتدا کرنا جو میرے قائم مقام ہوں گے اور وہ دونوں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حسن میرت اور صدق باطن کی بنا پر ان کی اقتدا کا حکم فرمایا اور اس حدیث میں امر خلافت کے سلسلہ میں واضح اشارہ ہے۔ ❶

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بینما انا نائم اریت انی انزع علی حوضی اسقی الناس فجاءنی ابوبکر فاخذ الدلو من یدی لیروحنی فنزع الدلوین وفی نزعه ضعف والله یغفرله فجاء ابن الخطاب فاخذ منه فلم ار نزع رجل قطُّ اقوی منه حتی تولی الناس والحوض ملآن یتفجر.)) ❷

''میں سویا ہوا تھا، دیکھتا ہوں میں اپنے حوض پر کھڑا پانی نکال نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، اتنے میں ابوبکر آ گئے، انہوں نے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا تاکہ مجھے آرام پہنچائیں پھر انہوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے پانی نکالنے میں ضعف تھا، اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ پھر ابن خطاب آ گئے اور انہوں نے ان سے ڈول لے لیا تو میں نے کبھی ان سے زیادہ قوی ڈول کھینچنے والا نہیں دیکھا، یہاں تک کہ لوگ میراب ہو کر واپس ہوئے اور حوض بھرا کا بھرا رہا، اس سے پانی ابل رہا تھا۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب وحی الٰہی ہوا کرتا ہے اور ((فی نزعه ضعف)) ''ان کے پانی نکالنے میں ضعف تھا'' سے آپ کے مدت خلافت کے مختصر ہونے نیز جلد وفات پانے اور مرتدین کے ساتھ مشغول جنگ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کے دور خلافت میں فتوحات میں وہ وسعت نہیں ہوئی جو عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ کیونکہ ان کو طویل عرصہ ملا۔ ❸

❁ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مرض الموت میں فرمایا:

((ادعی لی ابابکر واخاك حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل: انا اولی، ویابی الله والمومنون الا ابابکر)) ❹

''تم میرے پاس ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ میں ان کے لیے ایک کتاب لکھ دوں کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان صرف ابوبکر کو چاہتے ہیں۔''

یہ حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر واضح طور سے دلالت کرتی ہے، بایں طور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

❶ تحفة الاحوذی بشرح الترمذی: ١٠/ ١٤٧.
❷ مسلم: ٤/ ١٨٦١ـ ١٨٦٢.
❸ الاعتقاد للبیهقی: ١٧١.
❹ مسلم: ٤/ ١٨٥٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل میں اپنی وفات کے بعد واقع ہونے والے امر کی خبر دی اور یہ بتلایا کہ مسلمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو مسند خلافت نہیں دیں گے اور حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس سلسلہ میں قدرے اختلاف رونما ہوگا اور یہ سب جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی واقع ہوا، پھر لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر متفق ہو گئے۔ [1]

❁ عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا:

کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کی کیفیت بتلائیں گی؟

فرمایا: کیوں نہیں ضرور۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کی، آپ نے دریافت فرمایا:

''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟''

ہم نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا: میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔

ہم نے پانی رکھ دیا، آپ نے غسل فرمایا۔ پھر جب آپ اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟

ہم نے عرض کیا: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

فرمایا: میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔

ہم نے پانی رکھ دیا آپ نے غسل فرمایا، پھر جب آپ اٹھنے لگے آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر جب افاقہ ہوا، فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟

ہم نے عرض کیا: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

ام المومنین فرماتی ہیں: لوگ مسجد میں عشاء کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ رقیق القلب تھے، اس لیے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ایام میں نماز پڑھاتے رہے، پھر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں تخفیف محسوس کی تو دو آدمیوں کے سہارے جن میں ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے ظہر کی نماز کے لیے نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز شروع کر چکے تھے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے انہیں نہ ہٹنے کا حکم دیا اور ان دونوں سہارا دینے والوں سے کہا: ''مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو'' انہوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ

[1] عقيدة اهل السنة والجماعة فى الصحابة: ٢/ ٥٤٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے۔

عبیداللہ کہتے ہیں: پھر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور عرض کیا: کیا میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت سے متعلق بیان کی ہے اس کو آپ پر پیش کروں؟

فرمایا: بیان کرو۔

جب میں نے بیان کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمام باتوں کی تصدیق کی، کسی بات پر نکیر نہ کی صرف اتنا کہا:

کیا ام المومنین نے عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے شخص جو تھے ان کا نام لیا ہے؟

میں نے کہا: نہیں۔

تو فرمایا: وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ❶

یہ حدیث بہت سے عظیم فوائد پر مشتمل ہے۔ من جملہ ان فوائد کے یہ ہے:

- ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور دیگر تمام صحابہ پر آپ کی ترجیح وتفضیل اور یہ کہ دوسروں کے مقابلہ میں آپ خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔
- امام کو جب کوئی عذر لاحق ہو جائے کہ وہ جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو دوسرے کو نیابت سونپ دے اور جس کو نائب بنائے وہ ان میں سب سے افضل ہو۔
- ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت وبزرگی کیونکر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو امامت کی پیشکش کی، کسی دوسرے کو نہیں کہا۔ ❷
- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو انصار نے کہا:

''ہم میں سے ایک امیر ہو اور آپ (مہاجرین) میں سے ایک امیر ہو۔''

عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے اور کہا: اے انصار! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا ہے؟ تو تم میں سے کون گوارا کرے گا کہ وہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟

انصار نے جواباً عرض کیا: اس بات سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں۔ ❸

- علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ہم نے اپنے معاملہ (خلافت) میں غور کیا، تو ہم نے پایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھایا، تو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا اس کو ہم نے اپنی دنیا کے لیے پسند کر لیا اور منصب خلافت کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ❹

---

❶ البخاري: ٦٨٧، مسلم: ٤١٨ . عقيدة اهل السنة والجماعة في الصحابة: ٢/ ٥٤٢ .

❷ شرح النووي: ٤/ ١٣٧ . ❸ المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٧ . ❹ الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٨٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کے لیے آگے بڑھانے پر گفتگو کرتے ہوئے امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کے لیے آگے بڑھانا دین اسلام کی ان چیزوں میں سے ہے جن کا جاننا از حد ضروری ہے اور آپ کا نماز کے لیے آگے بڑھایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صحابہ کرام میں سب سے اعلم واقرأ ہیں، کیونکہ متفق علیہ حدیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یـؤمُّ القوم أقرؤهم لکتاب الله فان کانوا فی القراء ة سواء فاعلمهم بالسنة فـان کـانـوا فـی السـنة سواء فاکبرهم سنا فان کانوا فی السِّنِّ سواءٌ فأقدمهم سلاما .))

''لوگوں کی امامت وہ کرائے جو کتاب اللہ کا بڑا حافظ ہو، اگر حفظ قرآن میں برابر ہوں تو وہ امامت کرائے جو سنت کا بڑا عالم ہو، اور اگر سنت کے علم میں برابر ہوں تو وہ امامت کرائے جو عمر میں بڑا ہو، اور اور اگر عمر میں برابر ہوں تو وہ اقامت کرائے جو اسلام میں مقدم ہو۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام اشعری رحمہ اللہ کا یہ کلام آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور پھر یہ تمام صفات صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں اکٹھی تھیں۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت نص خفی سے ثابت ہے یا نص جلی سے؟ علمائے اہل سنت کے دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت نص خفی اور اشارۃ النص سے ثابت ہے۔ یہ قول امام حسن بصری رحمہ اللہ اور اہل الحدیث کی ایک جماعت کی طرف منسوب ہے۔ ❷ اور یہی ایک روایت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ❸ سے ہے۔ ان حضرات کا استدلال ہے کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امامت صلاۃ کے لیے آگے بڑھایا اور مسجد میں کھلنے والے تمام دروازوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ بند کرنے کا حکم فرمایا۔ اس سے آپ کی امامت وخلافت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت نص جلی سے ثابت ہے اور یہ اہل الحدیث کے ایک گروہ کا قول ہے۔ ❹ اور امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ ❺ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان لوگوں کا استدلال اس خاتون کی روایت سے ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا: ((ان لـم تجدینی فاتی ابابکر)) ❻ ''اگر مجھے نہ پانا تو ابوبکر کے پاس جانا۔'' اور اس حدیث سے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا: ((ادعـی لی ابابکر واخاك حتی أکتب کتابا فانی اخـاف ان یتـمنی متمن ویقول قائل انا اولی ، ویابی الله والمومنون الا ابابکر)) ❼ ''تم

❶ البدایة والنهایة: ٥/ ٢٦٥ .
❷ منهاج السنة، لابن تیمیه: ١/ ١٣٤ـ ١٣٥ .
❸ منهاج السنة، لابن تیمیة: ١/ ١٣٤ .
❹ عقیدة أهل السنة والجماعة فی الصحابة: ٢/ ٥٤٧ .
❺ الفصل فی الملل والاهواء والنِّحل: ٤/ ١٠٧ .
❻ مسلم: ٤/ ١٨٥٦ـ١٨٥٧ .
❼ مسلم: ٤/ ١٨٥٧، ٢٣٨٧ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پاس ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ، میں ان کے لیے ایک عہد نامہ لکھ دوں کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے کہ میں (خلافت) کا زیادہ حقدار ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان صرف ابوبکر کو چاہتے ہیں۔'' اور اسی طرح اس حدیث سے ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا خواب بیان کیا ہے کہ آپ حوض پر تھے اور لوگوں کو اس سے پانی نکال کر پلا رہے تھے، پھر ابوبکر آئے اور آپ کے ہاتھ سے ڈول لے کر پانی نکالنے لگے تا کہ آپ کو آرام ملے۔ ❶

بحث و تحقیق کے نتیجے میں جس رائے پر میں پہنچا ہوں اور جس کی طرف میرا رجحان ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اس کا حکم نہیں فرمایا کہ وہ ابوبکر کو آپ کے بعد خلیفہ بنائیں لیکن آپ نے ان کی اس طرف رہنمائی کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا تھا کہ اہل ایمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کریں گے، اس لیے کہ آپ کو وہ تمام فضائل عالیہ حاصل ہیں جو قرآن وسنت میں وارد ہیں اور اس کی وجہ سے آپ تمام امت پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ❷

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تحقیقی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کی خبر دی اور اپنے اقوال وافعال کے ذریعے سے آپ نے اس کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی، اور آپ کی خلافت کی اچھے انداز میں خبر دی اور اس سلسلہ میں عہد نامہ لکھنے کا عزم کیا، پھر جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ مسلمان آپ کی خلافت پر متفق ہو جائیں گے تو اس پر اکتفا کرتے ہوئے آپ نے عہد نامہ لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اگر خلیفہ کی تعیین امت پر مشتبہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ضرور اس کو واضح طور پر بیان کر دیتے تا کہ عذر ختم ہو جاتا، لیکن جب متعدد طریقے سے ان کی رہنمائی فرما دی کہ ابوبکر ہی خلافت کے لیے متعین ہیں اور لوگوں نے اس کو سمجھ لیا، جس سے مقصود حاصل ہو گیا۔ اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کے مجمع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''تم میں کوئی ایسا نہیں کہ جس کی طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح گردنیں اٹھیں......''

پھر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نصوص صحیحہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت اور ثبوت اور اللہ ورسول کے اس سے راضی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ کی خلافت پر مسلمانوں کی بیعت منعقد ہو چکی ہے اور صحابہ نے آپ کو بحیثیت خلیفہ ان نصوص کی بنیاد پر منتخب کیا تھا جن میں اللہ و رسول ﷺ کی طرف سے آپ کی تفضیل وارد ہے۔ لہٰذا آپ کی خلافت نص اور اجماع دونوں ہی سے ثابت ہے۔ نیز نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ ورسول ﷺ اس سے راضی ہیں اور یہ حق ہے، اللہ نے اس کا حکم فرمایا اور یہ مقدر فرمایا کہ اہل ایمان آپ کو منتخب کریں گے اور یہ اسلوب بہ نسبت مجرد عہد وتعیین کے زیادہ موثر اور بلیغ ہے کیونکہ محض عہد وتعیین کی صورت میں اس کا ثبوت صرف عہد وتعیین کی بنا پر ہوتا لیکن جب بغیر عہد وتعیین کے مسلمانوں نے آپ کو منتخب

❶ مسلم: ٤/ ١٨٦١۔ ١٨٦٢.

❷ عقیدۃ اهل السنة والجماعة: ٢/ ٥٤٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور نصوص نے اس کو درست ٹھہرایا اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس قدر فضائل کے حامل تھے کہ آپ کی شخصیت دوسروں سے ممتاز تھی، جس کی وجہ سے اہل ایمان نے آپ کو اس منصب خلافت کا دوسروں کی بہ نسبت زیادہ حقدار سمجھا اور ایسی صورت میں عہد و تعیین کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ❶

۱۰۔ خلافت صدیقی پر اجماع:

اہل السنۃ والجماعۃ کے سلف وخلف کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حق دار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، یہ استحقاق آپ کو آپ کی فضیلت و بزرگی اور نماز میں دوسرے صحابہ پر آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدم کرنے کی وجہ سے ملا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز میں آپ کو آگے بڑھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصود و مراد کو سمجھا اور منصب خلافت و بیعت میں آپ کو مقدم رکھنے پر اجماع فرمایا اور ان میں سے کوئی اس موقف سے پیچھے نہ ہٹا۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کو ضلالت پر جمع کرنے والا نہیں، لہٰذا لوگوں نے مطیع و فرمانبردار ہو کر آپ سے بیعت کی اور آپ کے اوامر کو قبول کر کے نافذ کیا، کسی نے اس کی مخالفت نہ کی۔ ❷ چنانچہ جس وقت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کب عمل میں آئی؟ فرمایا: جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، صحابہ نے دن کا بعض حصہ بھی بغیر بیعت و جماعت کے رہنا پسند نہ کیا۔'' ❸ قابل اعتماد علماء کی ایک جماعت نے صحابہ اور بعد میں آنے والے اہل السنۃ والجماعۃ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دوسروں کی بہ نسبت خلافت کے زیادہ مستحق ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ ❹ اہل علم کے بعض اقوال یہ ہیں:

- خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مہاجرین وانصار نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا اور وہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہہ کر پکارتے تھے، کہتے ((یـا خـلـیـفة رسـول الله)) آپ کے بعد کسی کو یہ نام نہ دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیس ہزار مسلمان تھے، سب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول قرار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کو خلیفہ مان کر خوش رہے۔ ❺
- امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مہاجرین وانصار اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں کی بڑی تعریف کی ہے اور قرآن نے بہت سے مقامات پر مہاجرین وانصار کی مدح کی ہے اور بیعت رضوان میں شرکت کرنے والوں کی تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

❶ منهاج السنة: ۱/ ۱۳۹۔۱۴۱، مجموع الفتاوی: ۳۵/ ۴۷۔۴۹.

❷ عقيدة اهل السنة فی الصحابة: ۲/ ۵۵۰.

❸ اباطيل يجب ان تمحى من التاريخ، ابراهيم شعوط: ۱۰۱.

❹ عقيدة اهل السنة والجماعة فی الصحابة: ۲/ ۵۵۰.

❺ تاريخ بغداد: ۱۰/ ۱۳۰، ۱۳۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح: ۱۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جن کی مدح سرائی کی ہے ان سب کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت پر اجماع ہے اور انہوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ قرار دیا اور آپ سے بیعت کی۔ آپ کے مطیع ہونے، آپ کی فضیلت و بزرگی کا اعتراف کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ علم، زہد، قوت رائے، سیاست وغیرہ دیگر خصائل و صفات میں جو استحقاق خلافت کے لیے ضروری ہیں، دیگر صحابہ سے افضل و برتر تھے۔ ❶

❁ امام عبدالملک الجوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے۔ ان سب نے آپ کی اطاعت وفرمانبرداری پر اتفاق کیا اور روافض آپ کی بیعت سے متعلق علی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں جس شدید مخالفت اور بدخلقی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں یہ سب صریح جھوٹ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ کے اجتماع میں موجود نہ تھے، کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حزن وغم میں نڈھال ہو کر تنہائی اختیار کر لی تھی لیکن پھر سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگوں نے جو قرارداد پاس کی اس کو اختیار کیا اور لوگوں کے مجمع عام میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ ❷

❁ امام ابوبکر باقلانی خلافت صدیقی پر اجماع کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرض تھی کیونکہ آپ کی اطاعت وامامت اور فرماں برداری پر مسلمانوں کا اجماع تھا، حتیٰ کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((اقیلونی فلست بخیرکم)) ''مجھے معزول کر دو میں تم میں بہتر نہیں ہوں'' تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نہ آپ کو معزول کر سکتے ہیں اور نہ آپ سے معزول ہونے کا مطالبہ کر سکتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہمارے دین کے لیے آگے بڑھایا ہے تو ہم آپ کو اپنی دنیا کے لیے پسند کیوں نہ کریں۔ یہاں دین کے لیے آگے بڑھانے سے مقصود اپنی موجودگی میں نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھانا اور حج کی امارت میں اپنا نائب مقرر کرنا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل، ایمان میں سب سے قوی، فہم میں سب سے کامل، علم میں سب سے زیادہ تھے۔ ❸

۱۱۔ منصب خلافت اور خلیفہ:

امت اسلامیہ نے اپنے امور کی تنظیم اور مصالح کی رعایت ونگرانی کے لیے جو طرزِ حکومت اور اسلوب

---

❶ الإبانة عن اصول الديانة: ٦٦.
❷ كتاب الارشاد: ٣٦٢.
❸ الانصاف فيما يجب اعتقاده ولا يجوز الجهل به: ٦٥، یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ خلافت صدیقی سے متعلق جو آیات واحادیث اور اجماع کا ذکر میں نے کیا ہے وہ میں نے ڈاکٹر ناصر بن عائض حسن الشیخ کی معرکہ آراء کتاب عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ فی الصحابہ سے اختصار کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاست اختیار کیا اور اس پر اجماع واتفاق کیا وہ اسلامی خلافت کا منہج ہے۔ امت کو جب اس کی ضرورت پیش آئی اور اس پر مطمئن ہوئے تو خلافت کا وجود ہوا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ منتخب کرنے میں مسلمانوں نے جلدی کی۔ امام ابوالحسن ماوردی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ...... جس کی قدرت بڑی بے پایاں ہے...... امت کو اس قائد کے اختیار کرنے کی طرف متوجہ کیا جس کو نبی کی نیابت عطا کی اور اس کے ذریعے سے ملت کی حفاظت کی، اسی کو سیاست کی باگ ڈور عطا کی تاکہ دین کی حفاظت ہو سکے اور امت صحیح بات پر اکٹھی ہو جائے۔ پس امامت ایک ایسی اصل قرار پائی، جس پر ملت اسلامیہ کے قواعد کا استقرار ہوا اور عام لوگوں کے مصالح منظم ہوئے، یہاں تک کہ عام امور کے اندر ثبات واستقرار آیا اور اس سے خاص امارتیں وجود میں آئیں۔ ❶

امت اسلامیہ کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے جو مشکل حالات رونما ہوئے تھے ان کا مقابلہ کرے اور بڑی تیزی اور حکمت کے ساتھ ان کا علاج کرے اور اختلاف وانتشار کے لیے موقع نہ چھوڑے کہ جس سے لوگوں کے نفوس میں شکوک وشبہات جنم لیں اور ضعف وکمزوری کو موقع نہ دے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ اسلامی قلعہ پر اثر انداز ہو۔ ❷

خلافت چونکہ اسلامی نظام حکومت ہے اس لیے اس کے اصول ومبادی اسلامی دستور کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں۔ ❸

فقہائے امت نے اسلامی خلافت کی اساس و بنیاد کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ شورائیت اور بیعت یہ دو اصول ہیں جن کی طرف قرآن پاک میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ❹ منصب خلافت پر امامت وامارت کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ خلافت کے وجوب پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے اور مسلمانوں پر خلیفہ کی تعیین فرض ہے تاکہ وہ امت کے مسائل کی نگرانی کرے، حدود قائم کرے، اسلامی دعوت کی نشر واشاعت کا اہتمام کرے اور جہاد کر کے دین وامت کی حفاظت کرے، شریعت کا نفاذ کرے، لوگوں کے حقوق کی نگرانی کرے، مظالم کو دور کرے، ہر فرد کی ضروریات کو مہیا کرے۔

یہ کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ ❺

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾

(النساء: ٥٩)

❶ الاحکام السلطانیة: ٣.
❷ عصر الخلفاء الراشدین، د: فتحیة النبراوی: ٢٢.
❸ عصر الخلفاء الراشدین، د: فتحیة النبراوی: ٢٣.
❹ عصر الخلفاء الراشدین: ٢٣.
❺ الخلافة والخلفاء الراشدون: ٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم میں سے امر والوں (حکام) کی۔''

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴾ (صٓ: ۲۶)

''اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا، تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے، اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من خلع يدا من طاعة لقى الله يوم القيامة لا حجة له ، ومن مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية)) ❶

''جس شخص نے امام وقت کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا قیامت کے دن اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی اور جس کی گردن میں کسی امام وقت کی بیعت نہیں اور اسی حالت میں وہ مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں آپ کے دفن کا انتظار نہ کیا بلکہ امام و خلیفہ کے انتخاب میں جلدی کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبول خلافت کا سبب بیان کرتے ہوئے یہ وضاحت فرمائی کہ خلیفہ کے عدم تعیین کی صورت میں امت کے اندر فتنہ رونما ہونے کا خوف تھا۔ ❷ چنانچہ امام شہرستانی فرماتے ہیں: ''نہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں اور نہ کسی اور کے دل میں یہ خیال آیا کہ زمین کا بغیر خلیفہ کے ہونا جائز ہے۔'' یہ سب باتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اس بات پر متفق تھے کہ امام کا ہونا ضروری ہے تو اس طریقے سے صحابہ کا یہ اجماع امام مقرر کرنے کے وجوب پر دلیل قاطع ہے۔ ❸

اور دشمنان اسلام جو یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ قیادت و سیادت کے لالچ نے لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ہٹا کر خلافت کے مسئلہ میں مشغول کر دیا یہ بالکل بے بنیاد ہے، صحت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ❹

---

❶ مسلم: ۳/ ۱۴۷۸، ۱۸۵۱ . ❷ الخلافة والخلفاء الراشدون: ۵۹ .

❸ المِلَل والنِّحل للشُّهرستانى: ۷/ ۸۳، نظام الحكم، محمود الخالدى ۲۳۷۔۲۴۸ .

❹ الخلافة والخلفاء الراشدون: ۴۹ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن خلدون خلافت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: خلافت اخروی اور دنیوی مصالح میں شرعی فکر ونظر کے مقتضیات پر تمام لوگوں کو ابھارنا وتیار کرنا ہے، کیونکہ دنیا کے جملہ امور شارع کے نزدیک اخروی مصالح کی اساس پر ہی معتبر ہیں، لہٰذا خلافت حقیقت میں دین اسلام کی حفاظت اور دنیا کی سیاست میں صاحب شریعت کی نیابت ہے۔ [1]

علامہ ابوالحسن علی ندوی نے نبی کریم ﷺ کی خلافت کی شرائط اور اس کے تقاضوں کو بیان کیا ہے اور سیرت صدیقی کی روشنی میں دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اندر خلافت نبوت کی تمام شرائط موجود تھیں، ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان شرائط کو بیان کریں گے، ان کے شواہد ودلائل کو ذکر نہیں کریں گے، جن کو علامہ ندوی نے ذکر کیا ہے، کیونکہ ان کو اس کتاب کے مختلف مقامات پر ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان شرائط میں سے اہم ترین یہ ہیں:

- اس کی شخصیت اس حیثیت سے ممتاز حیثیت کی حامل ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اس کی شہادت دی ہو، اور نبی کریم ﷺ نے دین کے بنیادی ارکان کی ادائیگی اور اہم امور میں اس کو نیابت سونپی ہو اور انتہائی خطرناک مواقع پر اس کو نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل رہا ہو اور اس طرح کے مواقع پر انسان اسی کو اپنے ساتھ رکھتا ہے جس پر کلی طور سے اعتماد وبھروسہ کرتا ہے۔
- وہ اس حیثیت سے امتیازی خصوصیت کا مالک ہو کہ وہ اسلام کے خلاف اٹھنے والے طوفان اور تیز وتند آندھیوں کے سامنے پہاڑ بن کر کھڑا رہے جو دین کو جڑ سے اکھاڑ دینے اور نبی کریم ﷺ کی تمام کوششوں کو برباد کر دینے اور بہت سے قوی الایمان اور طویل الصحبت افراد کے دلوں میں تزلزل پیدا کر دینے کے لیے کافی ہو۔ نیز وہ ان تمام فتنوں کے سامنے بلند پہاڑوں کی طرف ڈٹا رہے۔ انبیائے کرام کے سچے جانشینوں کا دور یاد دلایا ہو، لوگوں کی آنکھوں سے پردے اٹھائے اور دین کی اساس و بنیاد اور صحیح عقیدہ سے گرد وغبار کو دور کیا ہو۔
- فہم اسلام کے سلسلہ میں اس کی شخصیت ایک منفرد اور ممتاز شخصیت ہو، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں مختلف حالات، جنگ وصلح، خوف وامن، وحدت واجتماع، شدت وآسودگی ہر حال میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا ہو۔
- اس کی شخصیت انتہائی غیرت مند شخصیت ہو، دین کی اصل اور اس کی اصلی شکل میں بقا پر اس کو اس قدر غیرت ہو جو لوگوں کے یہاں عزت وآبرو، ماں، بیٹی، بیوی سے متعلق غیرت سے بڑھی ہوئی ہو۔ اور اس سلسلے میں اس کو کوئی خوف یا لالچ، تاویل یا اقرباء واصدقاء کی عدم موافقت آڑے نہ آئے۔

---

[1] المقدمة لابن خلدون: ١٩١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ رسول اللہ ﷺ کی خلافت کے لیے ضروری ہے کہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خواہشات کی تنفیذ کا انتہائی حریص اور اس میں انتہائی دقیق ہو، بال برابر بھی اس سے انحراف نہ کرے اور نہ کسی طرح کی سودے بازی کرے اور نہ ملامت گروں کی ملامت سے ڈرے۔

❁ وہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے لطف اندوز ہونے کے سلسلہ میں انتہائی درجہ کا زاہد ہو، نبی کو چھوڑ کر اس طرح کا زہد کسی اور کے پاس نہ ہو۔ اس کے ذہن ودماغ میں کبھی حکومت وسلطنت کی تشکیل وتاسیس اور اپنے کنبے اور ورثاء کے لیے اس کی توسیع کا خیال نہ گزرا ہو، جیسا کہ جزیرۂ عرب کے قرب وجوار مثلاً روم وفارس میں شاہی خاندان کے یہاں چلا آ رہا تھا۔❶

یہ تمام صفات وشروط سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اندر یکجا موجود تھیں اور یہ آپ کی زندگی کا جزو لاینفک بن گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں، خلافت سے قبل اور خلافت کے بعد پوری زندگی آپ اس پر قائم رہے، کوئی انکار کرنے والا نہ اس کا انکار کرسکتا ہے اور نہ اس سلسلہ میں کوئی شک ڈال سکتا ہے۔ یہ چیز تواتر اور بداہت سے ثابت ہے۔❷

سقیفہ بنو ساعدہ کے اجتماع میں اصحاب حل وعقد نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خصوصی بیعت کی اور پھر دوسرے دن لوگوں کے سامنے پیش کیا، پھر امت نے مسجد میں آپ سے عام بیعت کی۔❸

سقیفہ بنو ساعدہ کے اجتماع میں جو گفتگو ہوئی اور قرارداد سامنے آئی اس سے مختلف مبادی واصول سامنے آتے ہیں:

۱۔ امت کی قیادت بذریعے سے انتخاب واختیار عمل میں آنی چاہیے۔
۲۔ قیادت کی مشروعیت اور انتخاب واختیار کے اصولوں میں سے بیعت بنیادی اصول ہے۔
۳۔ منصب خلافت پر وہی فائز ہوگا جو دین میں مضبوط اور انتظامی واداری امور میں مکمل اہلیت وصلاحیت رکھتا ہو۔
۴۔ خلیفہ کا انتخاب اسلامی، شخصی، اخلاقی عناصر کے مطابق ہو۔
۵۔ خلافت کا نسبی اور قبائلی وراثت سے تعلق نہیں۔
۶۔ سقیفہ بنو ساعدہ کے اندر قریش کی ترجیح موجودہ حالات اور امر واقع کے مطابق تھی، جس کا خیال رکھنا ضروری ہے اور ہر اس چیز کا اعتبار کرنا ضروری ہے جو موجودہ حالات کے اعتبار سے موزوں ہو، بشرطیکہ اسلامی اصول سے متصادم نہ ہو۔
۷۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں جو گفتگو عمل میں آئی وہ مسلمانوں کے درمیان قائم نفسیاتی تحفظ وسلامتی کے اصولوں پر

---

❶ المرتضی سیرۃ ابی الحسن بن ابی طالب: ٦٥۔٦٦۔ ❷ المرتضی: ٦٧۔
❸ الخلافہ والخلفاء الراشدون: ٦٦، ٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ وہاں کوئی فتنہ وفساد، تکذیب، سازش، بدعہدی اور نقض اتفاق نہ تھا بلکہ تسلیم ورضا کا ماحول تھا، نصوص شرعیہ ہی اصل مرجع تھے۔ ❶

ڈاکٹر توفیق شاوی نے واقعہ سقیفہ سے بعض ان مثالوں پر استدلال کیا ہے جو خلفائے راشدین کے دور میں اجتماعی شورائیت سے وقوع پذیر ہوئی ہیں:

- سقیفہ بنو ساعدہ میں اس شورائیت کے اصول پر عمل کرتے ہوئے جس کی قرآن نے تنصیص فرمائی ہے، پہلی قرارداد جو پاس کی گئی وہ یہ تھی کہ نظام حکومت اور دستور سلطنت آزاد شورائیت سے پاس ہوگا۔ اسی لیے یہ اصول محل اجماع رہا اور اس اجماع کی اصل وہ قرآنی نصوص ہیں جو شورائیت کو فرض قرار دیتی ہیں، یعنی اس اجماع نے اسلامی نظام حکومت کے پہلے شرعی اصول شورائیت کو واضح کیا اور اسے ضروری قرار دیا۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ پہلا دستوری مبتدا تھا جو بالاجماع مقرر ہوا اور یہ اجماع کتاب وسنت میں شورائیت کو واجب کرنے والے نصوص کی تائید وتطبیق تھی۔
- سقیفہ بنو ساعدہ کے اجتماع میں دوسری قرارداد جو پاس ہوئی وہ یہ تھی کہ صدر مملکت اور حاکم وقت کا انتخاب اور اس کے اختیارات کی تحدید شورائیت کے ذریعے سے عمل میں آئے۔ یعنی آزاد بیعت جو حاکم کو ان شرائط اور قیود کے ساتھ زمام حکومت سنبھالنے کی صلاحیت تفویض کرتی ہے جو عقد بیعت یعنی دستور کے ضمن میں آتے ہیں۔ یہ دوسرا دستوری اصول تھا جو بالاجماع پہلی قرارداد کی طرح پاس کیا گیا۔
- مذکورہ دونوں اصولوں کو نافذ کرتے ہوئے اس اجتماع میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بحیثیت خلیفہ اوّل منتخب کیا گیا۔ ❷ پھر اس انتخاب نے آخری شکل اس وقت اختیار کی جب عام بیعت عمل میں آ گئی، یعنی جمہور مسلمانوں نے دوسرے دن مسجد نبوی میں موافقت کی اور پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کے ساتھ اس کو قبول کیا جنہیں اس مناسبت سے دیے گئے اپنے پہلے خطبہ میں ذکر فرمایا تھا۔ ❸ ان شاء اللہ ہم انہیں بالتفصیل ذکر کریں گے۔

---

❶ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة؛ للشجاع: ٢٥٦.

❷ فقه الشوری والاستشارہ: د/ توفیق الشاوی: ١٤٠.

❸ فقه الشوری والاستشارہ: د/ توفیق الشاوی: ١٤٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

عام بیعت اور داخلی امور کا انتظام وانصرام

عام بیعت:

جب سقیفہ بنو ساعدہ کے اجتماع میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب منصب خلافت کے لیے ہو گیا اور بیعت خاص ہو گئی تو دوسرے دن مسلمان مسجد نبوی میں عام بیعت کے لیے جمع ہوئے۔ ❶ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تائید میں اہم کردار ادا کیا۔

چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سقیفہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی تو دوسرے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے، آپ سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

> ''لوگو! میں نے کل ایک بات آپ لوگوں سے کہی تھی وہ کتاب اللہ میں مجھے نہیں ملی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عہد مجھ کو دیا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے امور کی تدبیر کرتے رہیں گے اور ہم میں سب سے آخر میں رخصت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر اپنی کتاب باقی رکھی ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت ملی، اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو اللہ تمہیں بھی اس کی ہدایت دے گا جس کی ہدایت اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسے شخص پر جمع کر دیا ہے جو تم میں سب سے افضل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی، ثانی اثنین اور یار غار ہیں۔ اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔''

پھر لوگوں نے سقیفہ کی بیعت کے بعد عام بیعت کی۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''لوگو! میں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور اگر کج روی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے، جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں دوسروں سے اس کا حق نہ دلا دوں، اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کر لوں۔ ان شاء اللہ۔ یاد رکھو جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے اللہ اس کو ذلیل وخوار کر

---

❶ عصر الخلفاء الراشدین: د/ فتحیة النبراوی: ۳۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اگر میں اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں، اللہ تم سب پر رحم فرمائے۔ نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔'' ❶

اس دن عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: منبر پر تشریف لائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ ❷

یہ خطبہ اپنے اختصار وایجاز کے باوجود اہم ترین اسلامی خطبوں میں سے ہے۔ اس کے اندر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاکم ورعایا کے مابین تعامل کے سلسلہ میں عدل ورحمت کے قواعد مقرر کیے۔ اس بات پر ترکیز کی کہ ولی الامر کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت پر مترتب ہوتی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی طرف توجہ دلائی کیونکہ امت کے عزوشان کے لیے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اور فواحش سے اجتناب پر زور دیا کیونکہ معاشرہ کو گراوٹ وفساد سے بچانے کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے۔ ❸

اس خطبے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پیش آنے والے واقعات کی روشنی میں بحث وتحقیق کرنے والے خلافت راشدہ کے آغاز میں نظام حکومت کے بعض خصائص کا استنباط کر سکتے ہیں، جن میں اہم ترین یہ ہیں:

ا۔ بیعت کا مفہوم:

علماء نے بیعت کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔ علامہ ابن خلدون بیعت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ولی الامر کی اطاعت کا عہدو پیان۔'' ❹ اور بعض لوگوں نے اس کی تعریف یوں کی ہے: ''اسلام پر قائم رہنے کا معاہدہ کرنا۔'' ❺ اور ان الفاظ میں بھی اس کی تعریف کی گئی ہے: ''کتاب وسنت نے جس کو جاری کیا ہے اس کو جاری رکھنے اور جس کو قائم کیا ہے اس کو قائم رکھنے کا عہدو پیان کرنا۔'' ❻ مسلمان جب امیر سے بیعت کرتے تو عہدو پیان کی تاکید کے لیے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیتے، جس کی بائع ومشتری کے فعل سے مشابہت ہوتی تھی اس کی وجہ سے اس فعل کو بیعت کہا گیا ہے۔ ❼

بیعت صدیقی سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ اسلامی حکومت میں اہل حل وعقد کی بیعت کے ذریعے سے حاکم کو حکومت ملنے اور شروط معتبرہ کے پائے جانے کے بعد امت نے اس سے بیعت کر لی ہے تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس سے بیعت کریں اور اس پر متحد ہو جائیں اور دشمنوں کے خلاف جب وہ اٹھے تو اس کی نصرت

❶ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٠٥-٣٠٦.
❷ البخاری: الاحکام ٧٢١٩.
❸ التاریخ الاسلامی: ٩/ ٢٨.
❹ المقدمة لابن خلدون: ٢٠٩.
❺ جامع الاصول فی احادیث الرسول: ١/ ٢٥٢.
❻ نظام الحکم فی الاسلام: عارف ابوعید ٢٤٨.
❼ نظام الحکم فی الاسلام: عارف ابوعید ٢٥٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتائید کریں تاکہ امت کی وحدت اور داخل وخارج میں دشمنوں کے سامنے امت کی قوت برقرار رہے۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((من مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة .)) ❷

''جو اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں حاکم کی بیعت نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔''

اس حدیث کے اندر بیعت کرنے کے وجوب پر ابھارا گیا ہے اور اس کے ترک پر وعید سنائی گئی ہے اور جو حاکم وقت کے ہاتھوں پر بیعت نہ کرے اس کی زندگی گمراہی میں گذرتی ہے اور اس کی موت گمراہی کی موت ہوتی ہے۔ ❸

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ومن بایع اماما فاعطاه صفقة یده وثمرة قلبه فَلْیُطِعْه ما استطاع فان جاء آخر ینازعه فاضربوا عنق الآخر .)) ❹

''جس نے امام وقت سے بیعت کر لی اور اپنا ہاتھ اور دل اس کو دے دیا وہ حتی الوسع اس کی اطاعت کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے حکومت چھیننا چاہے تو اس دوسرے کی گردن مار دے۔''

یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام وقت کے خلاف خروج کرنے والے کے قتل کا حکم فرمایا ہے جو اس فعل کی حرمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ پہلی بیعت کے مقابلہ میں جو مسلمانوں پر فرض ہے وہ دوسری بیعت کا مطالبہ کر رہا ہے۔ ❺

دارالسلطنت میں بیعت خلیفہ لے گا اور دیگر صوبوں اور مقامات میں بیعت یا براہ راست امام لے گا یا پھر اس کے نائبین لیں گے جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں ہوا، اہل مکہ اور طائف سے خلیفہ کے نائبین نے بیعت لی۔ جن کی بیعت واجب ہے وہ اصحاب حل وعقد، علماء اور قائدین امت، اہل شوریٰ اور مختلف علاقوں کے امراء ہیں اور باقی عام لوگوں کے لیے ان حضرات کی بیعت میں داخل ہونا کافی ہے لیکن اہل حل وعقد کی بیعت کے بعد عام لوگ بھی بیعت کر سکتے ہیں۔ ❻ اور کچھ علماء کا یہ خیال ہے کہ عام لوگوں کی بیعت ضروری ہے کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زمام حکومت اس وقت تک نہیں سنبھالی، جب تک عام لوگوں سے بیعت نہ لے لی۔ ❼

یہ بیعت اس خاص معنی میں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے امت نے کی اسلامی حکومت میں امام اعظم کا حق ہے کسی دوسرے کو یہ حق نہیں، چاہے اسلامی حکومت قائم ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اس بیعت پر بہت سے احکام مترتب ہوتے ہیں۔ ❽

---

❶ نظام الحکم فی الاسلام: عارف ابوعید ۲۵۰ .
❷ مسلم: الامارة ۱۸۵۱ .
❸ نظام الحکم فی الاسلام: ۲۵ .
❹ مسلم: الامارة ۱۸۵۲ .
❺ نظام الحکم فی الاسلام: ۲۵۳ .
❻ نظام الحکم فی الاسلام: ۲۵۳ .
❼ فقه الشوری: د. الشاوی: ۴۳۹۔ عصر الخلفاء الراشدین: ۳۰ .
❽ نظام الحکم فی الاسلام: ۲۵۴ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام یہ کہ بیعت کا خاص مطلب یہ ہے کہ خلیفہ کے ساتھ ولاء اور سمع وطاعت کا وعدہ کیا جائے بمقابل اس کے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکومت کرے گا، حقیقت میں یہ طرفین سے عہد و پیمان ہے اس میں امام طرف اوّل اور امت طرف ثانی ہے۔ امام کتاب وسنت کے مطابق حکومت کرنے اور اسلامی شریعت کی مکمل فرماں برداری کا عہد کرتا ہے اور امت حدود شریعت کے اندر امام کی اطاعت اور فرماں برداری کا عہد کرتی ہے۔

بیعت اسلامی نظام حکومت کے خصائص میں سے ہے۔ ماضی و حال میں پائے جانے والے تمام نظام حکومت میں صرف یہ اسلامی نظام حکومت کے اندر پایا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم ہے کہ حاکم ومحکوم سب اسلامی قوانین کے پابند ہیں۔ حاکم ہو یا محکوم کسی کو شرعی قانون سے خروج یا کتاب وسنت سے متصادم قانون سازی کا حق نہیں ہے بلکہ یہ اسلامی حکومت کے عام نظام کی مخالفت اور اعلان جنگ ہے اور اس سے بڑھ کر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے ایسے لوگوں سے ایمان کی نفی کی ہے۔ [1]

ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾﴾ (النساء: ٦٥)

''سوقسم ہے تیرے پروردگار کی، یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

عہد صدیقی کی روشنی میں بیعت کا یہ مفہوم سامنے آتا ہے۔

۲۔ خلافت صدیقی میں مصادر تشریع:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تم بھی میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔ [2]

(الف) قرآن کریم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾﴾ (النساء: ١٠٥)

''یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے

[1] نظام الحکم فی الاسلام: ۱۵۲، ۱۵۳۔ [2] البدایة والنهایة: ٦/ ٣٠٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو۔‘‘

تشریع کا یہ پہلا مصدر ہے جو زندگی سے متعلق تمام احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔ اسی طرح زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اساسی مبادی واحکام پر مشتمل ہے۔ نیز قرآن پاک نے مسلمانوں کے لیے حکومت وسلطنت کے اصول ومبادی بھی بیان کیے ہیں جن کی ان کو ضرورت پڑنے والی تھی۔

(ب) حدیث پاک:

حدیث پاک دوسرا مصدر ہے جس سے اسلامی دستور اپنے اصول حاصل کرتا ہے، اور حدیث کی روشنی میں ہی احکام قرآن کی تنفیذی اور تطبیقی تفصیلات کی معرفت ممکن ہے۔ ❶

خلافت صدیقی شریعت مطہرہ کے تابع تھی اور ہر تشریع وقانون پر شریعت اسلامیہ کو بالا دستی حاصل تھی اور خلافت صدیقی نے اسلامی حکومت کے شرعی حکومت ہونے کی واضح اور روشن تصویر پیش کی ہے، جو اپنے تمام اداروں اور شعبوں میں شرعی قوانین کی پابند ہوتی ہے اور اس حکومت میں حاکم شرعی قوانین کا پابند ہوتا ہے، ان قوانین سے انحراف یا آگے پیچھے ہٹنے کی ذرا بھی گنجائش اس کے لیے نہیں ہوتی۔ ❷

خلافت صدیقی اور صحابہ کے معاشرے میں شریعت کو سب پر بالا دستی حاصل تھی، حاکم ومحکوم سب اس کے تابع تھے، اسی لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امت سے جس اطاعت کا مطالبہ کیا اسے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مقید کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((لا طاعة فی المعصیة انما الطاعة فی المعروف.)) ❸

’’معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو بھلائی کے کاموں میں ہے۔‘‘

۳۔ امت کو حاکم کی نگرانی اور احتساب کا حق:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اچھا کروں تو مجھ سے تعاون کرو اور اگر کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ ❹

یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اعمال کی نگرانی اور احتساب میں امت اور افراد امت کے حق کو ثابت کرتے ہیں بلکہ ہر منکر سے جس کا وہ ارتکاب کریں روکنے اور جسے وہ صحیح اور شریعت کے مطابق سمجھتے ہوں، اس پر مجبور کرنے کا ان کو حق دیتے ہیں ❺ اور آپ نے اپنے خطبے کے آغاز میں اس حقیقت کو ثابت کیا ہے کہ ہر حاکم سے غلطی کا صدور ہو سکتا ہے اور اس کا احتساب کیا جا سکتا ہے اور یہ منصب اس کو کسی شخصی امتیاز سے حاصل نہیں، جس کی وجہ سے دوسروں پر اس کو افضلیت حاصل ہو۔ کیونکہ عصمت صرف انبیاء کا خاصہ ہے اور ان کا دور ختم ہو چکا ہے اور آخری

---

❶ فقه التمکین فی القرآن الکریم للصّلابی: ۴۳۲۔ ❷ نظام الحکم فی الاسلام: ۲۲۷۔

❸ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ البخاری: الآحاد: ۷۲۵۷، مسلم: الامارة: ۱۸۴۰۔ (مترجم)

❹ البدایة والنهایة: ۶/ ۳۰۵۔ ❺ فقه الشوری والاستشارة: ۴۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول جن پر وحی نازل ہوتی تھی، وہ اپنے رب کے جوار رحمت میں منتقل ہو چکے ہیں۔ نبوت وعصمت کے نتیجے میں دینی پاور اور اتھارٹی حاصل تھی، اور رسول ہونے کی وجہ سے آسمانی تعلیمات و رہنمائی حاصل ہوتی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ عصمت ختم ہوگئی اور آپ کی وفات کے بعد حکومت وسلطنت، عقد بیعت اور امت کی تفویض سے حاصل ہوتی ہے۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے میں امت ایک زندہ سمجھدار ادارہ ہے جس کو نصرت ونصیحت، احتساب اور اصلاح کی قدرت حاصل ہے اور رعایا پر واجب ہے کہ وہ دین وجہاد کے امور میں مسلم حاکم کی نصرت ومعاونت اور تائید کریں اور حاکم کی نصرت میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کی تذلیل وتوہین نہ کی جائے اور اس کی معاونت میں یہ شامل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اس کی تکریم وتعظیم کی جائے۔ کیونکہ امت پر اس کی حاکمیت اور امت کی قیادت، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہے، جو اس کی تعظیم کو واجب قرار دیتی ہے اور اس کی تعظیم وتکریم حقیقت میں اللہ کی اس شریعت کی تعظیم وتکریم ہے جس کی طرف سے وہ دفاع کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ان من إجلال الله تعالى: اكرام ذي الشيبة المسلم وحامل القرآن غير المغالي فيه والجافي عنه، واكرام ذي السلطان المقسط.)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ کے اجلال واکرام میں بوڑھے مسلمان اور افراط وتفریط سے عاری حامل قرآن اور انصاف پسند حاکم کا اکرام داخل ہے۔''

اور امت پر واجب ہے کہ وہ حکام کی خیر خواہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الدين النصيحة)) ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: کس کے لیے؟ فرمایا: ((لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم)) ❸ ''اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلم حکام اور عام مسلمانوں کے لیے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں یہ بات بس گئی تھی کہ امت کی استقامت حکام کی استقامت کی مرہون منت ہے، اسی لیے رعایا کے واجبات میں سے حکام کی خیر خواہی ونصیحت اور اصلاح داخل ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس تابناک سیاست کو ماڈرن حکومتوں نے اختیار کیا ہے۔ مختلف تخصیصی کمیٹیاں اور شورائی مجلسیں تشکیل دی ہیں جو حاکم کو منصوبے اور پروگرام پیش کرتی اور معلومات فراہم کرتی ہیں اور قابل قرارداد اشیاء کا مشورہ دیتی ہیں۔ اور باعث افسوس یہ چیز ہے کہ بہت سے اسلامی ممالک اس حکیمانہ نظام سے اعراض کرتے ہیں جس کی وجہ سے

---

❶ فقه الشورى والاستشارة: ٤٤١.

❷ صحيح سنن ابی داؤد: ٣٥٠٤.

❸ مسلم: الايمان، باب أن الدين نصيحة: ٥٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکام کے جبر وتسلط سے امت کی مصیبت بڑھ گئی ہے اور اکثر مسلم ممالک میں تخلف کا جو ہم مشاہدہ کر رہے ہیں وہ اسی ملعون ڈکٹیٹر شپ کا نتیجہ ہے، جس نے امت کے اندر تناصح اور شجاعت کی روح کو مردہ کر دیا ہے۔ ان کے اندر بزدلی اور خوف کے بیج بو دیے ہیں۔ جو امت حاکم کی نگرانی اور مناصحت میں اپنا کردار ادا کرتی ہے اس کو زمین میں قوت وغلبے کے اسباب حاصل ہوتے ہیں اور پھر وہ چار دانگ عالم میں اللہ کی دعوت کو لے کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ ❶

۴۔ لوگوں کے درمیان عدل ومساوات کو قائم کرنا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق نہ دلا دوں اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کر لوں۔ ان شاء اللہ ❷

اسلامی حکومت کے اہداف میں سے اسلامی نظام کی ان بنیادوں کی حفاظت ہے، جو اسلامی معاشرہ کے قیام میں مدد ومعاون ثابت ہوں اور ان بنیادوں میں سے اہم یہ ہیں: شورائیت، عدل، مساوات اور آزادی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امت سے اپنے خطاب میں ان اساسیات اور بنیادوں کو ثابت کیا۔ آپ کی بیعت وانتخاب اور مسجد میں خطاب عام سے شورائیت ثابت ہوتی ہے اور آپ کے خطاب کے نصوص سے عدالت اجاگر ہوتی ہے اور بلاشبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے میں عدل سے مقصود اسلامی عدل ہے جو اسلامی معاشرہ اور اسلامی حکومت کے قیام میں اساسی ستون ہے۔ جس معاشرہ میں ظلم کا دور دورہ ہو اور عدل کا نام ونشان نہ ہو وہاں اسلام کا وجود نہیں۔

لوگوں کے درمیان باعتبار فرد وجماعت اور حکومت، عدل کو قائم کرنا نفلی امور میں سے نہیں ہے کہ حاکم یا امیر کے مزاج وخواہش پر چھوڑ دیا جائے بلکہ دین اسلام میں لوگوں کے درمیان عدل کو قائم کرنا مقدس ترین اور اہم ترین واجبات میں سے ہے اور عدل کے وجوب پر امت کا اجماع ہے۔ ❸ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس پر اجماع ہے کہ حاکم پر واجب ہے کہ وہ عدل کے ساتھ حکومت کرے۔ ❹

اس حکم کی تائید کتاب وسنت کے نصوص سے ہوتی ہے۔ اسلامی سلطنت کے اہداف میں سے ایسا اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے جس کے اندر عدل ومساوات عام ہو اور ظلم کے تمام انواع واقسام کے خلاف اعلان جنگ ہو اور ہر انسان کے سامنے اپنے حقوق کے مطالبے کی راہ ہموار کی جائے کہ وہ بلا کسی مشقت اور مال خرچ کیے آسان اور جلد طریقے سے اپنا حق حاصل کر سکے اور اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان تمام وسائل واسباب کو ختم کرے جو حقوق کے حصول میں رکاوٹ ثابت ہوں۔

---

❶ تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٢٤٩.
❷ البداية والنهاية: ٦/ ٣٠٥.
❸ فقه التمكين فى القرآن الكريم: ٤٥٥.
❹ تفسير الرازي: ١٠/ ١٤١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے حکام پر لازم کیا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کریں۔ زبان، وطن، معاشرتی احوال کی بنیاد پر امتیاز نہ برتا جائے۔ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل وحق کے ساتھ فیصلہ کرے، اس کی پروانہ کرے کہ محکوم دوست ہے یا دشمن، مالدار ہے یا فقیر، مزدور ہے یا تاجر۔ ❶

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ⑧ ﴾ (المائدۃ : ۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کرے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عدل میں قدوہ تھے، دلوں کو اسیر کرتے اور عقلیں دنگ رہ جاتیں۔ آپ کی نگاہ میں عدل اسلام کی عملی دعوت تھی، اس کی وجہ سے لوگوں کے دل ایمان کے لیے کھلتے۔ لوگوں کے درمیان عطیات میں عدل کرتے۔ لوگوں سے مطالبہ کرتے کہ وہ اس عدل میں ان سے تعاون کریں۔ ایک دفعہ اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا جو عدل اور خوف الٰہی پر بین واضح ہے۔ ❷

چنانچہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک جمعہ کو اعلان کیا کہ کل ہم زکوٰۃ کے اونٹ تقسیم کریں گے، آپ لوگ آجائیں، لیکن بلا اجازت کوئی اندر داخل نہ ہو۔

ایک خاتون نے اپنے شوہر کو نکیل دی اور کہا: اس کو لے جاؤ، امید ہے اللہ ہمیں اونٹ عطا کردے۔

یہ شخص پہنچا، دیکھا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اونٹوں کی باڑ میں داخل ہو رہے ہیں، یہ بھی پیچھے سے داخل ہو گیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا، فرمایا: ''تم کیسے آگئے؟''

پھر اس سے نکیل لے لی اور اس کو مارا پھر جب اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اس شخص کو بلایا اور اونٹ کی نکیل اس کے ہاتھ میں پکڑائی اور کہا: تم اپنا بدلہ لے لو۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ وہ بدلہ نہیں لے سکتا، آپ اس کو سنت نہ بنائیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن مجھے اللہ سے کون بچائے گا؟

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس کو خوش کر دیجیے۔

---

❶ فقه التمكين في القرآن الكريم: ٤٥٩ .

❷ تاريخ الدعوة الى الاسلام في عهد الخلفاء ، ص: ٤١٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم فرمایا: اس کو ایک اونٹنی کجاوہ کے ساتھ، ایک چادر اور پانچ دینار دے دو۔ یہ سب اس کو دے کر خوش کیا۔ ❶

اصول مساوات جسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امت سے اپنے خطاب میں ثابت کیا تھا یہ اسلام کے عام اصول ومبادی میں سے ہے جو اسلامی معاشرے کی تشکیل و بناء میں ممد و معاون ہیں اور اس سلسلہ میں اسلام نے عصر حاضر کے دیگر قوانین وتشریعات سے سبقت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾ ﴾

(الحجرات: ١٣)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو اور اللہ کے نزدیک تم میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔''

اسلام کی نظر میں تمام لوگ برابر ہیں، حاکم ہوں یا محکوم، مرد ہوں یا عورت، عرب ہوں یا عجم، گورے ہوں یا کالے۔ اسلام نے جنس، رنگ، نسب اور طبقات کی بنیاد پر لوگوں کے درمیان امتیازات کو ختم کر دیا ہے۔ حاکم ہوں یا محکوم، اسلام کی نظر میں سب برابر ہیں۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس اصول پر کاربند ہونا اس کی واضح مثال ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں: میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں، لیکن تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر اچھا کروں تو مجھ سے تعاون کرو اور اگر میں کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو، تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے، جب تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اس کو نہ دلا دوں، اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کر لوں۔ ❸

آپ بیت المال سے لوگوں پر خرچ کرتے تو اس میں جو کچھ ہوتا لوگوں کو برابر برابر دیتے۔

ابن سعد وغیرہ کی روایت ہے: مقام سنح میں آپ کا بیت المال معروف تھا، وہاں کوئی پہرے دار نہیں ہوتا تھا۔

آپ سے لوگوں نے عرض کیا: بیت المال پر پہرے دار مقرر کر لیں۔

آپ نے فرمایا: کوئی خوف نہیں۔

---

❶ تاريخ الدعوة الى الاسلام فى عهد الخلفاء: ٤١١ . ❷ فقه التمكين فى القرآن الكريم: ٤٦٠-٤٦١ .
❸ البداية والنهاية: ٦/ ٣٠٥ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے کہا: کیوں؟

فرمایا: اس پر تالا لگا رہتا ہے۔

اور آپ جو کچھ اس میں ہوتا لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور جب آپ وہاں سے مدینہ منتقل ہوئے تو بیت المال کو بھی منتقل کر لیا اور اسے اپنے گھر میں قائم کیا۔ جہینہ کی کان سے مال آیا جو بہت زیادہ تھا۔ اور آپ کی خلافت میں بنوسلیم کی کان کھودی گئی وہاں سے زکوۃ آئی۔ ان سب کو آپ بیت المال میں رکھتے اور لوگوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کرتے، آزاد و غلام، مرد و عورت، چھوٹا بڑا سب کو برابر دیتے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پہلے سال آپ نے آزاد، غلام، عورت، لونڈی سب کو دس دس دینار دیے اور دوسرے سال سب کو بیس بیس دینار دیے۔ پھر کچھ مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا:

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ نے مال سب میں برابر تقسیم کیا ہے حالانکہ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جن کو فضیلت اور اسلام میں سبقت حاصل ہے۔ کاش! آپ فضیلت و سبقت رکھنے والوں کو زیادہ دیتے۔''

فرمایا: آپ لوگوں نے جو فضیلت و سبقت اسلام کا تذکرہ کیا ہے تو اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور یہ وظیفہ ہے اس میں مساوات و برابری ترجیح سے بہتر ہے۔ [1]

آپ کے دور خلافت میں عطیات کی تقسیم برابری سے ہوتی تھی۔

اس سلسلہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے گفتگو کی اور فرمایا: کیا آپ، جنہوں نے دونوں ہجرتیں کیں اور دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، ان میں اور ان لوگوں کے درمیان جو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے برابری کر رہے ہیں؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سب انہوں نے اللہ کے لیے کیا ہے، اس کا اجر و ثواب ان کو اللہ تعالیٰ دے گا، اور بلاشبہ دنیا مسافر کی زاد راہ ہے۔

اگرچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تقسیم کا طریقہ تبدیل کر دیا، سابق الاسلام اور جہاد والوں کو زیادہ دیتے تھے لیکن اپنے عہد خلافت کے اخیر میں فرمایا: اگر میں پہلے سے جانتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ تقسیم کو اختیار کرتا اور لوگوں کو برابر دیتا۔ [2]

آپ اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ خریدتے اور مجاہدین کے حوالے کر دیتے۔ ایک سال دیہات سے چادریں خریدیں اور مدینہ کی بیواؤں کے درمیان موسم سرما میں تقسیم کر دیں۔ آپ کے دور خلافت میں آپ کو جو مال ملا وہ

[1] ابوبکر الصدیق: الطنطاوی ۱۸۷۔۱۸۸، ابن سعد: ۳/ ۱۹۳.

[2] الاحکام السلطانیة للماوردی: ۲۰۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو لاکھ دینار تھا ان سب کو خیر کے کاموں میں تقسیم کر دیا۔ ❶

عدل و مساوات کو قائم کرنے میں آپ نے ربانی منہج کی پیروی کی اور کمزوروں کے حقوق کی نگہداشت کی، آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے آپ کو انھی لوگوں کی صف میں رکھیں، پھر آپ پورے ہوش و حواس کے ساتھ ان کے ساتھ رہے، دنیاوی قوتوں کے عوامل و اسباب آپ کو پھسلا نہ سکے......... یہ اسلام کی تصویر تھی اس شخص کی نگاہ میں جس نے ظلم و جور کو کچل کے رکھ دیا، عدل و انصاف کے ذریعے سے لوگوں کے سر کو بلند کیا، جس پر اس کی سلطنت کا ایمان تھا اور جس کے ذریعے امت وملت کی حفاظت ہوئی۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ اوّل دن سے ان بلند پایہ مبادی اور اصولوں کو نافذ کرنے میں لگ گئے۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ عدل میں حاکم و محکوم کی عزت ہے، اسی لیے آپ نے اپنی اس سیاست کو نافذ العمل قرار دیا اور رب العالمین کا یہ ارشاد برابر دہراتے رہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: ٩٠)

''اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ چاہتے تھے کہ مسلمان دین پر مطمئن ہو جائیں اور اس کی طرف دعوت کی آزادی ملے۔ اور مسلمانوں کو اطمینان اس وقت حاصل ہوگا جب ان کا حاکم خواہشات نفسانی سے خالی ہو کر محض عدل کی بنیاد پر حکومت کرے۔

اس اساس و بنیاد پر حکومت کا تقاضا ہے کہ حاکم ہر شخصی اور ذاتی امتیازات سے بالاتر ہو اور اس کے اندر عدل و رحمت دونوں جمع ہوں۔

امور سلطنت پر فائز ہونے سے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نظریہ، انکارِ ذات اور اللہ کے لیے مطلق اخلاص و تجرد پر قائم تھا، جس کی وجہ سے آپ کمزوروں کی کمزوری اور معاشرہ کی ضرورت کا بھرپور احساس رکھتے تھے اور اپنے عدل کے ذریعے سے خواہش نفس پر برتری حاصل کر لی تھی پھر سلطنت کے تمام مسائل کا، بڑے ہوں یا چھوٹے، پوری بیدار مغزی اور احتیاط کے ساتھ جائزہ لیتے تھے۔ ❸

بنا بریں عدل کا پرچم لہرا رہا تھا، کمزور کو اپنے حق پر اطمینان تھا، اس کو مکمل یقین تھا کہ جب عدل کے ساتھ

---

❶ تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٢٥٨. ❷ ابوبكر رجل الدولة: ٤٦

❸ الصديق لهيكل باشا: ٢٢٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ ہوگا اس کا ضعف جاتا رہے گا، عدل کی وجہ سے وہ قوی ہے اس کا حق نہ مارا جائے گا اور نہ ضائع ہوگا۔ قوی جس وقت ظلم کرتا حق اس کو روک دیتا، اس سے مظلوم کو بدلہ دلاتا۔ جاہ و سلطنت، قرابت اور مقام و مرتبہ اس کو نہیں بچا سکتا، یہی روئے زمین میں عزت و تمکین اور غلبہ کامل ہے۔ ❶

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتنی اچھی بات کہی ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ عدل پر قائم حکومت کی مدد کرتا ہے اگرچہ کافر ہو اور ظلم پر قائم حکومت کی مدد نہیں کرتا اگرچہ مسلم ہو...... عدل کے ذریعے سے لوگ صالح و نیک بنتے ہیں اور مال میں بڑھوتری ہوتی ہے۔ ❷

۵۔ سچائی حاکم و محکوم کے درمیان تعامل کی اساس و بنیاد ہے:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ ❸ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امت کی قیادت کے لیے اپنے بنیادی اصول کا اعلان فرمایا کہ سچائی حاکم و امت کے درمیان تعامل کی اساس ہے، اس حکیمانہ سیاسی اصول کا امت کی قوت میں بڑا اہم اثر ہوتا ہے۔ اس سے حاکم و عوام کے مابین اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔ یہ سیاسی خصلت اسلام کے دعوت صدق سے پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾ (التوبة: ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يزكيهم ولا ينظر اليهم ولهم عذاب اليم: سيخ زان وملك كذاب وعائل متكبر.)) ❹

''تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر اٹھائے گا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، متکبر فقیر۔''

''سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے'' یہ کلمات معانی سے پر تھے، گویا کہ ان کلمات میں روح کارفرما تھی جو لوگوں کے درمیان صبح و شام گردش کرتی تھی اور جذبہ بیدار کرتی اور امید دلاتی تھی اور اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوری توجہ معانی پر تھی، الفاظ کے اسیر نہ تھے، چیزوں کو ان کا صحیح مقام دیتے تھے۔ جھوٹا حاکم، خائن وکیل کی مانند ہے جو امت کی روٹی کھا کر اس کو دھوکہ دیتا ہے۔ وہ حاکم کتنا بدتر اور ہلاک ہونے والا ہے جو جھوٹ کو اپنی عادت بنا لے، جھوٹ کو سچ کہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو خیانت سے متصف قرار دیا ہے، وہ اپنی رعایا کا پہلا دشمن

---

❶ تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٢٤٦ .
❷ السياسة الشرعية: ١٠ .
❸ البداية والنهاية: ٦/ ٣٠٥ .
❹ مسلم: الايمان ١٧٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور کیا خیانت سے بڑھ کر بھی کوئی عداوت ہوگی۔ حقیقت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر اپنے اس موقف کی وجہ سے دنیا پر سایہ فگن رہے۔ کچھ قوموں کو بلند اور کچھ کو پست کرتے رہے.......... افراد سازی حکومت کے فنون میں سے اہم وبلند ترین فن رہا کیونکہ افراد ہی امت کا سرمایہ ہیں، جن کے ذریعے سے وہ اپنی مشکلات اور پریشانیوں سے اپنا دفاع کرتی ہے۔

بلاشبہ جو بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کلمات میں غور وفکر سے کام لے گا اس کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ آپ اس فن کے قائد تھے اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج پر عمل پیرا تھے۔ ❶

اقوام عالم کو آج حاکم ومحکوم کے درمیان تعامل کے سلسلہ میں اس ربانی منہج کی شدید ضرورت ہے تاکہ انتخابات میں تزویر ودھاندلی، اتہام بازی اور حکام کے معارضین وناقدین کے خلاف اتہامات کی ترویج واشاعت کے لیے وسائل اعلام کے استعمال کا مقابلہ کیا جا سکے اور یہ ضروری ہے کہ امت ایسے مختلف اداروں کے ذریعے سے حکام کے صدق وامانت کے التزام کی نگرانی کرے جو حکام کا جب انحراف کا شکار ہوں محاسبہ کرسکیں ❷ اور اپنی آزادی رائے، عزت وشرف اور ملکیت پر ڈاکہ زنی سے انہیں روک سکیں۔ پھر اس طرح امت کے ارادہ وشرف اور حریف ومال کی چوری سے حکام کو روکا جا سکے۔

٦۔ جہاد پر قائم رہنے کا اعلان اور امت کو اس کے لیے تیار کرنا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔'' ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاد کی تربیت اپنے قائد عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست حاصل کی تھی۔ توحید وشرک، ایمان وکفر، ہدایت وضلالت، خیر وشر کے درمیان معرکہ آرائی کے میدان میں تربیت حاصل کی، اس سے قبل غزوات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((اذا تبایعتم بالعینة واخذتم أذناب البقر ورضیتم بالزّرع وترکتم الجهاد سلط الله علیکم ذُلًّا لا ینزعه حتی ترجعوا الی دینکم.)) ❹

''جب تم عینہ کے طریقے پر بیع وشراء کرنے لگو، گائے کی دم تھام لو، کھیتی باڑی میں مست ہو جاؤ اور جہاد کو چھوڑ بیٹھو تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت کو مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اسے دور نہ کرے گا جب

❶ ابوبکر رجل الدولة: مجدی حمدی: ٣٦، ٣٧۔ ❷ فقه الشوری والاستشارہ: ٤٤٢۔

❸ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٠٥۔

❹ سنن ابوداود: ٣٤٦٢، امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے، بیع عینہ جس سے اس حدیث میں روکا گیا ہے اس کی شکل یہ ہے کہ آپ کسی سے اپنا کوئی سامان ادھار بیچ دیں اور پھر اس سے وہ سامان نقداً کم قیمت میں خرید لیں چونکہ یہ سود کھانے کی حیلہ سازی ہے اس لیے اس سے روکا گیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ۔''

اس حدیث پاک کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اچھی طرح سمجھا تھا کہ امت جب جہاد چھوڑ دے گی تو اس پر ذلت مسلط ہو کر رہے گی۔ اسی لیے آپ نے اپنی حکومت کے بنیادی حقائق میں سے جہاد کو شمار کیا ❶ اور جہاد کے لیے امت کی تمام طاقتوں کو اکٹھا کیا تاکہ مظلوموں سے ظلم کو دور کریں، مغلوبین کی آنکھوں سے پردہ اٹھائیں، محروموں کے لیے آزادی واپس لائیں، اللہ کی دعوت کو لے کر پوری روئے زمین میں اٹھ کھڑے ہوں اور اس راستے میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دور کریں۔

۷۔ فواحش کے خلاف اعلان جنگ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ یہاں امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد دلا رہے ہیں:

((لم تظهر الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوا بها الا فشا فيهم الطاعون والأوجاع التي لم تكن مضت في اسلافهم الذين مضوا............ .)) ❸

''جب بھی کسی قوم میں بدکاری عام ہو جائے تو اس قوم میں طاعون اور دوسری ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان کے گذرے ہوئے لوگوں میں نہیں پائی گئی تھیں۔''

زنا و بدکاری معاشرے کی لا علاج بیماری ہے، آوارگی اور ضعف کا راستہ ہے، جہاں کسی چیز کو تقدس حاصل نہیں، بدکار معاشرے سے غیرت ختم ہو جاتی ہے، رذالت کا دور دورہ ہوتا ہے اور وہاں اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ایسا معاشرہ کمزوری و بے حیائی، امراض واسقام کا معاشرہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے حالات اس کا واضح ثبوت ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ امت کے قیام واخلاق کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ❹ اور اپنی سیاست میں امت کی طہارت و پاکی کا اور ظاہری و باطنی فواحش سے اس کو دور رکھنے کا اہتمام فرمایا۔ آپ اس طرح ایسی قوی امت دیکھنا چاہتے تھے جو شہوتوں کی پرستار نہ ہو، شیطان اس کو ضلالتوں میں گرفتار نہ کر سکے، بلکہ ایسی امت بن کر زندگی گذارے جو تمام لوگوں کے لیے خیر وشر کو پیش کرے۔

حکومتوں کے قیام اور تہذیب وتمدن کے ظہور سے اخلاق کا انتہائی گہرا تعلق ہے۔ اگر اخلاق میں بگاڑ آ جائے تو ممالک تباہ اور امتیں ضائع ہو جاتی ہیں اور فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے انارکی پھیلتی ہے۔ گذشتہ اقوام وملل اور تہذیبوں کا بصیرت کی نگاہ سے جس نے مطالعہ کیا ہے اس پر یہ حقیقت آشکارا ہے کہ کس طرح تہذیب وتمدن کا قیام دین صحیح اور اخلاق کریمہ پر ہوا ہے جیسے داؤد وسلیمان علیہما السلام کے دور میں قائم ہونے والی تہذیب اور ذوالقرنین

---

❶ ابوبکر رجل الدولة: ۷۳. ❷ البداية والنهاية: ٦/ ٣٠٥.

❸ ابن ماجه: ٤٠٩١، الصحيحة للالباني: ١٠٦. ❹ ابوبکر رجل الدولة: ٦٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دور کی تہذیب۔ اور اکثر اقوام عالم جنھوں نے اخلاق و قیم کا التزام کیا وہ قوی اور طاقت ور ہو کر ابھریں اور اس وقت تک قائم رہیں جب تک اخلاق کی حفاظت کرتی رہیں اور جب فواحش و منکرات کے جراثیم ان میں داخل ہوئے تو شیطان کے پنجے میں آ گئیں اور کفر کر کے اللہ کی نعمت کو بدل ڈالا اور ہلاکت و تباہی کا شکار ہو گئیں۔ پھر تو ان کی شان و شوکت ختم ہو گئی اور تہذیب و تمدن کا جنازہ نکل گیا۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اقوام و ممالک کے عروج و زوال میں سنن الٰہی کا استیعاب کر رکھا تھا، وہ جانتے تھے کہ ممالک و اقوام فواحش و منکرات اور عیاشی و فساد کی وجہ سے زوال پذیر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶ ﴾ (الاسراء: ۱٦)

"اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوش حال لوگوں کو (کچھ) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب) کی بات ثابت ہو جاتی ہے، پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔"

یعنی ہم ان کو بعض طاعتوں کے بجا لانے اور معصیت کے ترک کرنے کا شرعی حکم دیتے ہیں اور جب وہ ان احکام کی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان کی نافرمانی اور فسق کی وجہ سے ہلاکت و عذاب ٹوٹ پڑتا ہے۔

اور ایک قراءت میں أَمَّرْنَا میم کی تشدید کے ساتھ وارد ہے۔ ❷ یعنی ہم ان کو امراء بنا دیتے ہیں۔ کثرت مال اور سلطان و قوت اگرچہ عیش پرستی اور بغاوت کے اسباب میں سے ہیں لیکن یہ ایک نفسیاتی حالت ہے جو منہج الٰہی پر استقامت کے منافی ہے اور ہر مالداری عیش پرستی و بغاوت کا سبب نہیں ہوا کرتی۔ ❸

فواحش و منکرات کے خلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیاست مسلم حکمرانوں کے لیے قابل اقتداء ہے۔ متقی، ہوشیار اور عادل حکمراں ہی اپنی قوم کی تربیت بلند اخلاق پر کرتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ ایسی قوم کا قائد ہوگا جس نے آدمیت کی چاشنی محسوس کی ہوگی اور اس کی رگوں میں انسانیت کا خون گردش کر رہا ہوگا۔ اور اگر حاکم اپنی ذکاوت سلب کر کے بے وقوفوں میں سے ہو جائے............ تو قوم میں فواحش و منکرات پھیلائے گا اور قوت و قانون کے ذریعے سے اس کی حمایت کرے گا، اخلاق قیم کے خلاف جنگ برپا کر دے گا اور اپنی قوم کو رذائل کے گڑھے میں دھکیل دے گا۔ ان کی مثال بھٹکے ہوئے جانوروں اور حیران و پریشان گلے کی ہے، ان کے پیش نظر لذت اندوزی اور گمراہ کن زیبائش کے سوا کچھ نہیں، جس کی وجہ سے وہ رجولت و مردانگی اور بہادری کو چھوڑ کر کمینوں کی زندگی گزارنے لگتے ہیں۔ ❹ ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد صادق آتا ہے:

---

❶ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۲۵۲.
❷ تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۵۸.
❸ منهج كتاب التاريخ الاسلامی: محمد صامل ٦٥.
❹ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۲۵۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۱۲ ﴾ (النحل: ۱۱۲)

''اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی، پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے امت سے خطاب پر یہ بعض تعلیقات ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے، جس کے اندر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کی سیاست کا خاکہ پیش فرمایا ہے، حاکم کی ذمہ داری اور حاکم ومحکوم کے تعلقات کی تحدید فرمائی ہے اور حکومت وسلطنت کے قیام اور قوموں کی تربیت سے متعلق اہم قواعد واصول کو بیان کیا ہے۔ اس طرح اسلامی خلافت قائم ہوئی اور حکمرانی کے مفہوم کی عملی طور پر تحدید کی گئی، امت میں منصب خلافت اور خلیفہ کے انتخاب کا شوق وجذبہ اس طرح تھا اور پھر اس کی پسندیدگی کی طرف لوگوں کا جلدی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کیے ہوئے تھے کہ جس نظام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا تھا اس کی بقا واجب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وفات پا گئے لیکن آپ نے دین وقرآن چھوڑا ہے، وہ آپ کے طریقے پر گامزن رہیں گے۔ لوگوں کا اس دن راضی ہونا ان کے اس ارادے کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اس نظام پر برقرار رہیں گے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا ہے۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت سے مسلمانوں نے کچھ ہی مدت استفادہ کیا، آپ نے اس خطبے کے ذریعے ماضی وحاضر میں پائے جانے والے نظام ہائے حکومت کے معیار پر اختیارات کی حد بندی کی، آپ کی حکومت شورائی حکومت تھی، ہر دور میں حریت وعدل کے متلاشی، اقوام وامم کی سیاست کے لیے اس سے بہتر حکومت نہیں پا سکتے ❷ جس کی قیادت حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد رشید، نجابت وشرافت، ذکاوت وعلم اور ایمان عظیم کے پیکر ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شرط کے بغیر کوئی بھی کبھی امام (حاکم) نہیں بن سکتا۔ ❸

اس سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ وہ عظیم معانی اور مضامین جنھیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے سیاسی خطاب میں بیان فرمایا ہے، حاکم کے لیے ان کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

---

❶ دراسات فی الحضارة الاسلامیة، احمد ابراهیم الشریف: ۲۰۹ ـ ۲۱۰.

❷ اشهر مشاهیر الاسلام فی الحرب والسیاسة: ۱۲۰.

❸ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۹۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخلی امور کا انتظام وانصرام:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے لیے جو سیاسی خاکہ تیار کیا تھا اس کو نافذ کرنا چاہا اور اس کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا مساعد بنایا۔ چنانچہ امین امت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو وزیر مالیات مقرر کیا اور بیت المال کے امور ان کے حوالہ کیے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے محکمہ قضا (وزارت عدل) سنبھالا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود بھی قضاء کا منصب اپنے پاس رکھا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے محکمہ کتابت (وزارت مواصلات وڈاک) سنبھالا [1] اور بسا اوقات آپ کے پاس موجود دیگر صحابہ جیسے علی بن ابی طالب یا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم اس ذمہ داری کو نبھاتے۔

مسلمانوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ کا لقب دیا اور صحابہ نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے فارغ کر دیا جائے کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تاجر تھے، روزانہ بازار جاتے، بیع وشراء کرتے تھے، جب خلافت ملی تب بھی یہ مشغلہ جاری رکھا، کندھے پر کپڑوں کا گٹھر رکھ کر بازار کی طرف جا رہے تھے، راستے میں عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما ملے، اس حالت میں دیکھ کر پوچھا:

"اے خلیفہ رسول اللہ کہاں کا ارادہ ہے؟"

فرمایا: بازار۔

دونوں نے کہا: جب آپ بازار جائیں گے تو مسلمانوں کے آپ جو حاکم بنائے گئے ہیں وہ ذمہ داری کیسے ادا ہوگی؟

آپ نے فرمایا: اگر میں بازار نہ جاؤں تو پھر اپنے بچوں کو کھلاؤں کہاں سے؟

دونوں نے کہا: آپ ہمارے ساتھ چلیں، ہم آپ کے لیے کچھ روزینہ مقرر کر دیتے ہیں۔

آپ ان دونوں کے ساتھ گئے، صحابہ نے آپ کے لیے یومیہ بکری کا ایک حصہ مقرر فرما دیا۔ [2]

الریاض النضرۃ میں ہے کہ آپ کے لیے روزینہ جو مقرر کیا گیا تھا وہ ڈھائی سو دینار سالانہ اور ایک بکری، پیٹ، سر اور پائے کے علاوہ تھا لیکن یہ آپ کے اہل وعیال کے لیے کافی نہ تھا اور آپ نے اپنے تمام درہم ودینار کو بیت المال کے حوالہ کر دیا تھا پھر آپ نے بقیع کی طرف رخ کیا اور خرید وفروخت شروع کی، اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آئے، دیکھا کچھ خواتین بیٹھی ہوئی ہیں، پوچھا:

"کیا معاملہ ہے؟"

انہوں نے کہا: ہم خلیفہ رسول سے ملنا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں۔

آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے ان کو بازار میں پایا، اپنے ہاتھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور فرمایا: آپ یہاں تشریف لائیے!

---

[1] فی التاریخ الاسلامی، د: شوقی ابو خلیل: ۲۱۸.

[2] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ۲۹۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تمہاری امارت کی ضرورت نہیں [1] جو روزینہ آپ لوگوں نے میرے لیے مقرر کیا ہے وہ میرے لیے اور میرے اہل وعیال کے لیے کافی نہیں۔

فرمایا: ہم اضافہ کریں گے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تین سو دینار اور ایک بکری مکمل چاہیے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو نہیں ہو سکتا۔

اتنے میں علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: مکمل کر دیجیے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی یہ رائے ہے؟

فرمایا: ہاں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے ایسا ہی کر دیا۔ [2]

ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور منبر پر تشریف لائے اور لوگ جمع ہو گئے اور آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا:

''لوگو! میرا روزینہ ڈھائی سو دینار اور ایک بکری پیٹ، سر اور پائے کے علاوہ تھا لیکن عمرو علی (رضی اللہ عنہما) نے تین سو دینار اور مکمل بکری مقرر کر دی ہے، کیا آپ لوگ اس سے راضی ہیں؟''

مہاجرین نے کہا: ہاں، ہم راضی ہیں۔ [3]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ولایت اور امانت حکومت کو اس طرح سمجھا تھا کہ اپنے خلیفہ کے لیے روزینہ مقرر کر کے اس کو تجارت سے بے نیاز کر دیا، کیونکہ اب وہ امت کی خدمت میں لگ گیا، وقت، محنت اور فکر کو پوری طرح اس میں لگائے اور یہاں سے صحابہ کرام نے اسلام میں ایک نرالا اصول مقرر کیا جو امت کے مال عام کو حاکم کے دسترس اور قبضے سے الگ کرتا ہے۔

یہ مفہوم اہل یورپ نے ابھی قریبی زمانے میں سمجھا ہے۔ ان کے یہاں قیصریت کا پرچم پورے آب وتاب کے ساتھ لہراتا رہا اور طویل زمانے تک لوگوں سے اس کی خاطر برسر پیکار رہا، حکومت کے مال عام کے حاکم کے قبضے و دسترس میں ہونے سے متعلق بہتر تعبیر جس کا ہمیں پتا چلا ہے وہ پندرھویں لوئیس کا یہ مقولہ ہے: ''میں حکومت ہوں اور حکومت میں ہوں۔'' لوئیس معروف تاجر تھا وہ اپنی قوم کی خوراک کی تجارت کرتا اور قوم بھوک سے پیچ وتاب کھاتی، پھر بھی کوئی اس کو عار نہیں سمجھتا...... کیا اس کی حیثیت جڑ اور قوم کی حیثیت شاخ کی نہیں ہے؟ [4]

ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں انسانیت آج کہاں ہے؟ حکومت کے خزانے ایسے افراد کے ہاتھ میں ہیں

---

[1] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ۲۹۱.

[2] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ۲۹۱.

[3] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ۲۹۱.

[4] ابوبکر رجل الدولۃ: ۳۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جیسا چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ ان کے خفیہ خرچ کا کوئی شمار نہیں اور مزید برآں مغربی ممالک کے بینک ان کے اموال سے بھرے ہوئے ہیں اور مغربی ممالک ان کے مال پر جی رہے ہیں۔' اور یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ یہ اموال اور جائدادیں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو جائیں کافی نہیں اور ان سے مالکان کو کوئی فائدہ نہیں۔ شاہ ایران اپنی بے حساب ثروت و دولت کے باوجود دنیا میں جائے پناہ نہ پا سکا اور آخرت کا معاملہ تو اور ہی سنگین ہے۔ ❶

مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اس صحابی جلیل کی اقتداء کریں جس نے وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلامی سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی، آپ نے کتنی اچھی بات کہی ہے: میری قوم کے لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کے اخراجات کے لیے کافی تھا لیکن اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مشغول ہو گیا ہوں لہٰذا میرے اہل وعیال حکومت کے مال کھائیں گے اور میں مسلمانوں کے لیے کام کروں گا۔ ❷

صدیق رضی اللہ عنہ نے انتہائی نرالے معانی ومفاہیم کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلام میں ولایت وحکومت مال غنیمت نہیں کہ حاکم مزے اڑائے، اور اس کے لیے جو روزینہ مقرر کیا جاتا ہے وہ اس لیے ہوتا ہے کہ وہ حکومت کے کام میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنے ذاتی کاروبار نہیں کر سکتا۔ ❸

ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تاریخ کے صفحات میں سنہری نقوش چھوڑے ہیں، آج بشریت ترقی کے میدان میں آگے بڑھنے کے لیے کوشاں ہے، لیکن ان کے قدموں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلامی سلطنت کی بنا وتعمیر میں پوری محنت وتندہی کے ساتھ لگ گئے اور داخلی تعمیر کا اہتمام فرمایا اور کوئی شوشہ ایسا نہیں چھوڑا جو اسلام کی عظیم عمارت میں اثر انداز ہو۔ آپ نے رعایا کا انتہائی اہتمام کیا، اس سلسلہ میں آپ نے انتہائی تابناک موقف اختیار کیا۔ مسئلہ قضاء کو غیر معمولی اہمیت دی، امراء ووالیان کے امور کا جائزہ لیتے رہے اور ہر قدم پر منہج نبوی کی اتباع کی۔ اس سلسلہ میں قدرے تفصیل پیش خدمت ہے:

صدیق رضی اللہ عنہ معاشرہ میں:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے درمیان بحیثیت خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی گذاری، لوگوں کی تعلیم، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے، آپ کا یہ موقف رعایا پر ہدایت وایمان اور اخلاق کی چھاپ چھوڑتا۔

---

❶ التاریخ الاسلامی: محمود شاکر ۱۱ .

❷ البخاري: البیوع، باب کسب الرجل وعمله بیده، رقم: ۲۰۷۰ .

❸ ابوبکر رجل الدولة: ۳۵ .

❹ ابوبکر رجل الدولة: ۳٦ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکریوں کا دودھ نکالنا، اندھی بڑھیا اور ام ایمن کی زیارت:

خلافت ملنے سے قبل آپ محلے والوں کی بکریوں کا دودھ نکال دیا کرتے تھے، جب خلیفہ بنا دیے گئے تو محلے کی ایک خاتون نے کہا:

''اب تو ابوبکر ہماری بکریوں کا دودھ نہیں دوہیں گے؟''

آپ نے اس کی یہ بات سن لی، فرمایا:

''میں ضرور دودھ دوہا کروں گا اور میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ نئی ذمہ داری گذشتہ عادت واخلاق سے نہیں روکے گی۔''

پھر آپ حسب سابق دودھ نکال دیا کرتے تھے۔ جب خواتین بکریاں لے کر آتیں تو آپ فرماتے:

''دور سے دودھ نکالوں یا قریب سے؟''

جب وہ کہتیں ''دور سے'' تو دودھ کا برتن تھن سے دور کر کے دودھ نکالتے، جس کی وجہ سے جھاگ زیادہ ہوتا، اور اگر وہ کہتیں ''قریب سے''، تو آپ برتن کو تھن سے قریب کر کے دودھ نکالتے، جس کی وجہ سے جھاگ نہیں بنتی۔ آپ ایسا ہی چھ ماہ تک کرتے رہے، یہاں تک کہ مقام سنخ سے مدینہ منتقل ہو گئے۔ ❶

اس خبر کے اندر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چند اخلاق بیان کیے گئے ہیں یہ انتہائی درجے کی تواضع ہے اور پھر ایسے شخص کی طرف سے جو عمر میں بھی بڑا ہے اور شرف وجاہ میں بھی۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں، آپ اس بات کے انتہائی حریص تھے کہ خلافت کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ ان کے تعامل میں فرق نہ آنے پائے، اگرچہ اس میں وقت لگے۔ اور اس سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نیکی واحسان کے اعمال کا کس قدر اہتمام تھا اگرچہ یہ وقت اور محنت کا متقاضی ہو۔ ❷

یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے عزم صادق اور استقامت نادر کے ذریعے سے جزیرہ عرب پر غلبہ حاصل کیا اور اسے اللہ کے دین کے تابع کر دیا، پھر ان کی فوجیں تیار کر کے روم وایران کی عظیم سلطنتوں کی طرف روانہ کی، جنہوں نے آپ کے پرچم تلے ان سے قتال کر کے ان پر غلبہ حاصل کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ محلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: مجھے امید ہے کہ مجھے جو منصب وذمہ داری ملی ہے، اس سے میرے اس معمول میں فرق نہیں آئے گا۔ اور آپ کی ذمہ داری کچھ معمولی نہ تھی بلکہ یہ ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور عرب کی سیادت اور فوج کی قیادت تھی، جو زمین سے فارسی جبروت اور رومی عظمت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی جگہ عدل، علم اور تہذیب وتمدن کا قصر تعمیر کرنے میں لگ گئی، پھر بھی آپ امید کرتے

❶ ابن سعد فی الطبقات: ۳/ ۱۸۶، وله شواهد، فاسناده حسن لغيره

❷ التاريخ الاسلامی: ۱۹/ ۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ یہ عظیم ذمہ داری محلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہنے میں حائل نہ ہوگی۔ ❶

ایمان باللہ کے ثمرات میں سے اخلاق حمیدہ ہے جس میں سے تواضع و فروتنی بھی ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں نمایاں تھی۔ مذکورہ موقف سے یہ بالکل واضح ہے۔ آپ کی کیفیت یہ تھی کہ اگر اونٹنی کی نکیل گر جاتی تو سواری سے اتر کر خود اٹھاتے اور جب آپ سے لوگ عرض کرتے: آپ یہ تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں، ہمیں کہیں ہم اٹھا دیا کریں گے، تو فرماتے: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم کسی سے کوئی چیز نہ مانگیں۔ ❷

آپ نے ہمارے لیے تواضع کو سمجھنے اور عملی جامہ پہنانے کے سلسلہ میں زندہ مثال پیش کی ہے، جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بیان ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (القصص: ۴۰) ❸

''بالآخر ہم نے اسے (فرعون کو) اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا برد کر دیا، اب دیکھ لے ان ظالموں کا انجام، کیسا کچھ ہوا۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله عبدا بعفو الا عزا وما تواضع احدٌ لله الا رفعه الله .)) ❹

''صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، عفو و درگذر سے اللہ بندے کی عزت بڑھاتا ہے اور اللہ کے لیے جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔''

اس تواضع نے آپ کو مسلمانوں، خاص کر حاجت مند اور کمزوروں کی خدمت پر ابھارا۔ ابوصالح غفاری کی روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ کے ایک کنارے ایک اندھی بوڑھی عورت کے پاس رات کے وقت اس کے جانوروں کو پانی پلانے اور دیگر ضروریات کو پوری کرنے کے لیے جایا کرتے تھے۔ جب وہاں پہنچتے تو پتہ چلتا کہ ان سے پہلے کوئی یہ سب کام کر گیا ہے، کئی بار اس نیت سے آئے کہ کوئی سبقت نہ کرنے پائے۔ عمر رضی اللہ عنہ گھات میں لگے کہ دیکھیں وہ کون ہے جو ان سے پہلے بڑھیا کا کام کر جاتا ہے۔ دیکھا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے،

❶ ابوبکر الصدیق: الطنطاوی ۱۸۶ . ❷ التاریخ الاسلامی: محمود شاکر ۸ .

❸ تواضع کے سلسلہ میں یہاں آیت زیادہ موزوں تھی: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ (الفرقان: ٦٣) ''رحمٰن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین میں فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔'' (مترجم)

❹ مسلم: البر والصلة ۲۵۸۸ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ وہ اس وقت خلیفہ تھے۔ ❶

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آؤ چلیں ام ایمن کی زیارت کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ جب یہ دونوں ام ایمن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ پوچھا کیوں رو رہی ہیں۔ اللہ کے پاس جو ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس دارفانی سے بہتر ہے۔ فرمانے لگیں کہ میں اس لیے نہیں روتی ہوں کہ میں جانتی ہوں کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہے بلکہ میں اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کے آنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ یہ سن کر وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ ❷

اس خاتون کو نصیحت فرمانا جس نے یہ نذر مان رکھی تھی کہ کسی سے بات نہ کرے گی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ جاہلیت کے اعمال اور دین میں بدعت ایجاد کرنے سے لوگوں کو روکتے اور اسلامی احکامات وتمسک بالسنۃ کی دعوت دیتے۔ ❸ قیس بن ابی حازم سے روایت ہے: دین میں غلو کرنے والوں میں سے ایک زینب نامی خاتون کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے، ❹ اس کو دیکھا، بات نہیں کرتی ہے۔

آپ نے فرمایا: اس کو کیا ہو گیا ہے؟ بات کیوں نہیں کرتی؟

لوگوں نے بتلایا کہ اس نے خاموش رہ کر حج کرنے کی نیت کی ہے۔

آپ نے اس سے کہا: بات کرو ایسا کرنا (ترک کلام) حلال نہیں ہے۔ یہ جاہلیت کا عمل ہے۔

پھر اس خاتون نے بات کی اور پوچھا: آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں مہاجرین کا ایک فرد ہوں۔

اس نے پوچھا: کون سے مہاجرین؟

آپ نے فرمایا: قریش۔

اس نے کہا: آپ قریش کی کس شاخ سے ہیں؟

آپ نے فرمایا: تم بڑی سوال کرنے والی ہو، میں ابوبکر ہوں۔

اس نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! اس دین پر ہم کب تک باقی رہیں گے جو اللہ تعالیٰ جاہلیت کے بعد لایا ہے؟

آپ نے فرمایا: تم اس وقت تک اس پر قائم رہو گی جب تک تمہارے ائمہ اس پر قائم رہیں گے۔

---

❶ ابوبکر الصدیق: الطنطاوی ۲۹. ❷ مسلم: فضائل الصحابة ۲٤٥٤.

❸ صحیح التوثیق فی سیرة حیاة الصدیق، مجدی فتحی السید: ١٤٠.

❹ صحیح التوثیق فی سیرة حیاة الصدیق، مجدی فتحی السید: ١٤٠

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: ائمہ سے کون لوگ مراد ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیا تمہاری قوم میں سردار اور اشراف نہیں ہوا کرتے تھے جو لوگوں کو حکم دیتے تھے اور لوگ ان کی اطاعت کرتے تھے؟

اس نے کہا: کیوں نہیں، ضرور۔

آپ نے فرمایا: وہی لوگ لوگوں کے ائمہ ہیں۔ ❶

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خاموش رہنا جاہلیت کی عبادتوں میں سے ہے۔ وہ رات اور دن کا اعتکاف کرتے اور خاموش رہتے تھے۔ اس سے اسلام میں منع کیا گیا اور اچھی گفتگو کرنے کا حکم دیا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے استدلال کرتے ہوئے لوگوں نے یہ کہا ہے کہ جو قسم کھا لے کہ وہ بات نہیں کرے گا، اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ بات کرے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے کیونکہ اس خاتون کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اور جس نے بات نہ کرنے کی نذر مانی اس کی نذر صحیح نہ ہوگی کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مطلقاً فرمایا ہے کہ یہ حلال نہیں ہے اور جاہلیت کا کام ہے، اسلام نے اس کو ختم کر دیا ہے۔ اور آپ ایسی بات اسی وقت کر سکتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سنا ہو اور ایسی صورت میں یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ خاموشی کی فضیلت میں وارد شدہ احادیث کے معارض نہیں، کیونکہ مقاصد و اہداف کا اختلاف ہے۔ جس خاموشی کی طرف رغبت دلائی گئی ہے وہ باطل کلام کا ترک کرنا ہے اور اسی طرح اس مباح کلام کو ترک کرنا ہے جو باطل کی طرف لے جائے، اور جس خاموشی سے منع کیا گیا ہے وہ یہ کہ حق بات کو استطاعت کے باوجود نہ کہا جائے اور اسی طرح وہ مباح کلام جس کے دونوں پہلو برابر ہوں۔ واللہ اعلم ❸

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام:

ابوبکر رضی اللہ عنہ بھلائی کا حکم دیتے، برائی سے روکتے اور لوگوں کو جو چیز سمجھ میں نہ آتی اس کی وضاحت فرماتے۔

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ (المائدۃ: ۱۰۵) ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو گمراہ ہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں'' کے بارے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کا غلط مفہوم لیتے ہو۔ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ((ان الناس اذا راوا الظالم فلم یاخذوا علی یدیه او شك ان یعمهم الله بعقاب.)) ''جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ ان سب پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے۔''

---

❶ البخاری: ۳۸۳٤. ❷ فتح الباری: ۷/ ۱۵۰.

❸ فتح الباری: ۷/ ۱۵۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت میں ہے:

((ان القوم اذا راوا المنكر فلم يُغَيِّروا عمَّهم الله بعقاب .)) ❶

''یقیناً جب لوگ برائی ہوتے ہوئے دیکھیں اور اس کو بدلنے کی کوشش نہ کریں تو ان سب پر اللہ کا عقاب ٹوٹ پڑے گا۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ.... الآية﴾ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منافی نہیں ہے کیونکہ محققین علماء کے نزدیک اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر تم جن چیزوں کے مکلّف قرار دیے گئے ہو بجالاؤ تو دوسروں کی تقصیر و کوتاہی سے تم کو نقصان نہ ہوگا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى﴾ (الانعام: ١٦٤)

''کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔''

اور جب بات ایسی ہے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان امور میں سے ہے جس کا ہمیں مکلّف بنایا گیا ہے، جب انسان نے یہ ذمہ داری ادا کی اور مخاطب نے اس کی بات نہ مانی تو اس پر اس کا وبال نہ ہوگا، بلکہ کرنے والے پر ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی۔ ❷

آپ صحیح اور حق بات پر لوگوں کو ابھارتے۔ میمون بن مہران سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے ہوئے کہا:

((السلام عليك يا خليفة رسول الله))

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو سلام۔''

آپ نے فرمایا: ان سب کے درمیان صرف مجھی کو سلام کیا۔ ❸

بسا اوقات سنت کو اس خوف سے چھوڑ دیتے کہ کہیں بے علم لوگ اس کو فرض و واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔ حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو قربانی نہ کرتے ہوئے دیکھا، اس خوف سے کہ کہیں لوگ اس کو ان کی اقتداء میں واجب سمجھ کر نہ کرنے لگیں۔ ❹

آپ اپنے لخت جگر عبدالرحمٰن کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتے رہتے، ایک دن دیکھا کہ وہ اپنے پڑوسی سے جھگڑ رہے ہیں، فرمایا: اپنے پڑوسی سے جھگڑو نہیں، یہ باقی رہے گا اور لوگ ختم ہو جائیں گے۔ ❺

---

❶ سنن ابی داود: ٤٣٣٨ حدیث صحیح ہے۔ ❷ عون المعبود شرح سنن ابی داود: ١١/ ٣٢٩.

❸ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع للخطيب: ١/ ١٧٢ ، ٢٥٥ .

❹ الطبرانی فی الکبیر: ٣٠٥٧. سند صحیح ہے۔ ❺ الزهد لابن مبارك: ١/ ٥٥١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے والد کے بڑے فرمانبردار تھے۔ جب آپ نے رجب ۱۲ ہجری میں عمرہ کیا تو مکہ میں چاشت کے وقت داخل ہوئے، اپنے گھر تشریف لے گئے، آپ کے والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے دروازے پر تشریف فرما تھے، ان کو نوجوان گھیرے ہوئے تھے، لوگوں نے انہیں بتایا: یہ آپ کے بیٹے آرہے ہیں۔ انہوں نے آپ کے استقبال میں اٹھنا چاہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ جلدی سے اونٹنی بٹھائے بغیر اتر پڑے تاکہ والد کے ساتھ احسان و طاعت کا معاملہ کریں۔ لوگ آپ کو سلام کرنے آئے، ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عتیق! یہ لوگ آئے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ حسن صحبت کا مظاہرہ کرو۔ آپ نے فرمایا: ابا جان! لاحول ولاقوۃ الا باللہ، میرے سر ایسی عظیم ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ اللہ کی مدد کے بغیر اس کو ادا نہیں کیا جا سکتا............ ❶

آپ نماز اور اس میں خشوع وخضوع کا انتہائی اہتمام فرماتے اور حسن عبادت کے حریص تھے۔ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کسی طرف التفات نہ کرتے۔ ❷

اہل مکہ کہتے تھے: ابن جریج نے نماز عطاء سے سیکھی اور عطاء نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے، اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور امام عبدالرزاق کہا کرتے تھے کہ میں نے ابن جریج سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں پایا۔ ❸

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز لوگوں کو پڑھائی، اس کی دونوں رکعتوں میں سورہ بقرہ پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج نکلنا چاہتا ہے۔'' فرمایا: ''اگر سورج نکل بھی آتا تو کوئی بات نہیں، ہم غافلین میں سے نہ تھے۔'' ❹ یعنی اللہ کے ذکر میں مشغول تھے۔

مصائب وآلام میں لوگوں کو صبر پر ابھارتے اور جس کا کوئی عزیز مر جاتا اس سے کہتے: تعزیت کے ساتھ مصیبت نہیں اور جزع وفزع میں کوئی فائدہ نہیں۔ موت اپنے پہلے سے آسان اور اپنے بعد سے مشکل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کرو، تمہاری مصیبت چھوٹی معلوم ہوگی۔ اللہ تمہارے اجر کو بڑا کرے۔ ❺ ایک بچے کے انتقال پر عمر رضی اللہ عنہ کو تعزیت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا عوض عطا کرے۔ ❻

آپ لوگوں کو ظلم، بدعہدی اور مکر وفریب سے منع کرتے تھے اور فرماتے: تین چیزیں جس کے اندر ہوں گی اس کے لیے وبال جان ہوں گی: ظلم، بدعہدی اور مکر وفریب۔ ❼

---

❶ صفة الصفوة: ۱/ ۲۵۸ .
❷ فضائل الصحابة: للامام احمد ۱/ ۲۵٤ .
❸ فضائل الصحابة: للامام احمد: ۱/ ۲۵۵ .
❹ الرياض النضرة في مناقب العشرة: ۲۲٤ .
❺ عيون الاخبار: ۳/ ٦۹ـ۷۰ .
❻ عيون الاخبار: ۳/ ٦۲ .
❼ مجمع الامثال للميداني: ۲/ ٤۵۰ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے اور اللہ کی یاد دلاتے اور آپ کے مواعظ و نصائح میں سے یہ ہے: تاریکیاں پانچ ہیں، اوران تاریکیوں کو دور کرنے والے چراغ بھی پانچ ہیں: دنیا کی محبت تاریکی ہے، اس کے لیے چراغ تقویٰ ہے۔ گناہ تاریکی ہے اس کے لیے چراغ توبہ ہے۔ قبر تاریکی ہے اس کے لیے چراغ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے۔ آخرت تاریکی ہے اس کے لیے چراغ عمل صالح ہے۔ پل صراط تاریکی ہے اس کے لیے چراغ یقین ہے۔ ❶

آپ خطبہ جمعہ کے ذریعے سے لوگوں کو سچائی، حیا اور آخرت کی تیاری پر ابھارتے اور غرور سے منع کرتے۔ اوسط بن اسماعیل رحمہ اللہ سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سال بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: جہاں میں آج کھڑا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ یہ کہہ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، آنسوؤں کی وجہ سے بات نہ کر سکے۔ پھر فرمایا: لوگو! اللہ سے عافیت طلب کرو، یقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی خیر نہیں دی گئی ہے۔ سچائی کو لازم پکڑو، وہ نیکی کے ساتھ ہے، ان دونوں کا انجام جنت ہے۔ جھوٹ سے دور رہو، وہ برائی کے ساتھ ہے اور ان دونوں کا انجام جہنم ہے۔ آپس میں تعلقات منقطع نہ کرو، رشتے نہ توڑو، آپس میں بغض و دشمنی نہ رکھو، حسد نہ کرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ❷

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ عزوجل سے حیا کرو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب میں قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں تو اللہ سے حیا کرتے ہوئے اپنے آپ کو کپڑے سے ڈھانپ لیتا ہوں۔" ❸

عبداللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"اما بعد! میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور تم اللہ کی اس قدر ثنا بیان کرو جس کا وہ اہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰ ﴾ (الانبیاء: ۹۰)

"یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ وطمع اور ڈر اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔"

پھر اللہ کے بندو! اس حقیقت کو جانو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے عوض تمہاری جانوں کو رہن پر لیا

---

❶ فرائد الکلام للخلفاء الکرام، قاسم عاشور: ۲۹۔

❷ صحیح التوثیق فی سیرۃ وحیاۃ الصدیق: ۱۷۹۔

❸ صحیح التوثیق فی سیرۃ و حیاۃ الصدیق: ۱۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس پر تم سے عہد و پیمان لے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قلیل فانی شے (دنیا) کو کثیر باقی رہنے والی شے (آخرت) کے عوض خرید لیا ہے۔ یہ اللہ کی کتاب تمہارے درمیان ہے، اس کے عجائبات ختم ہونے والے نہیں، اس کی روشنی بجھنے والی نہیں۔ لہٰذا اللہ کے فرمان کی تصدیق کرو، اس کی کتاب کی نصیحت قبول کرو، تاریکی کے دن (قیامت) کے لیے اس سے روشنی حاصل کرو، اس نے تم کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور کراماً کاتبین کو تمہارے ساتھ لگا دیا ہے، تم جو کچھ کرتے ہو ان کا اس کو علم ہے۔ پھر اللہ کے بندو! یاد رکھو، تم موت کے سایہ میں صبح و شام کرتے ہو، اس کا علم تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، اگر تم سے یہ ہو سکے کہ جب موت آئے تو تم اللہ کے لیے کام کر رہے ہو تو کرو۔ اور اللہ کی مدد کے بغیر ایسا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا فرصت کا جو وقت ملا ہے اس میں آگے بڑھو، قبل ازیں کہ تمہاری زندگی ختم ہو جائے، پھر تم اپنے برے اعمال کی طرف لوٹا دیے جاؤ۔ کچھ لوگوں نے اپنی زندگیاں دوسروں کے لیے وقف کیں اور اپنے آپ کو بھول گئے، میں تمہیں ان کے نقش قدم پر چلنے سے منع کرتا ہوں۔ جلدی کرو جلدی کرو، پھر آگے بڑھو آگے بڑھو۔ تمہارے پیچھے سے بڑی تیزی سے تمہارا تعاقب ہو رہا ہے۔ کہاں گئے بھائی و دوست جنہیں تم پہچانتے ہو؟ وہ اپنے کیے کو پہنچ گئے، انہوں نے ماضی میں جو کچھ کیا اس میں شقاوت و سعادت کے ساتھ داخل ہو گئے۔ وہ جابر و ظالم لوگ کہاں گئے جنہوں نے شہر بسائے، اس کے چہار جانب فصیلیں تعمیر کیں۔ آج وہ خود چٹانوں اور کنوؤں کے نیچے جا چکے۔ حسین چہرے والے، اپنی جوانی پر رنجھنے والے کہاں ہیں؟ ملوک و سلاطین کہاں گئے؟ اور کہاں گئے وہ لوگ جو جنگوں میں غلبہ و قوت حاصل کرتے تھے؟ زمانے نے ان کو ذلیل کر دیا اور وہ قبر کی تاریکیوں میں جا پڑے۔ اس بات میں کوئی خیر نہیں جس سے مقصود اللہ کی رضا نہ ہو، اس مال میں کوئی خیر نہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ ہو، اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جس کی جہالت اس کی بردباری پر غالب ہو، اور اس شخص میں بھی کوئی خیر نہیں جو اللہ کے بارے میں ملامت گروں کی ملامت کا خوف کھائے۔

یقین جانو! اللہ اور مخلوق کے درمیان کوئی نسب و رشتہ نہیں جس کی وجہ سے کسی کو خیر عطا کرے اور برائی سے بچائے، اس کا معیار صرف اللہ کی اطاعت اور اس کے حکم کی اتباع ہے۔ وہ خیر خیر نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور وہ شر شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ اور جان لو! جو کچھ تم نے اللہ کے لیے کیا تو تم نے اپنے رب کی اطاعت کی اور اپنے حق کی حفاظت کی۔

میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر حال میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور اللہ کی شایان شان اس کی ثنا بیان کرو، اس سے استغفار کرو، وہ مغفرت فرمانے والا ہے۔ میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اپنے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔'' ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ معاشرے کی سدھار و اصلاح کا اس طرح اہتمام فرماتے تھے، مسلمانوں کو وعظ ونصیحت کرتے، ان کو خیر پر ابھارتے، بھلائی کا حکم دیتے، برائی سے روکتے تھے۔ یہاں چند نمونوں پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ آپ کی سیرت اس سے بھری پڑی ہے۔

عہد صدیقی میں محکمہ قضاء

عہد صدیقی خلفائے راشدین کے دور کا آغاز ہے۔ اس حیثیت سے اس کی اہمیت نمایاں ہے، یہ دور عہد نبوی سے انتہائی قریب اور متصل ہے۔ خلفائے راشدین کا دور بالعموم اور شعبہ قضاء خاص طور سے، عصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قضاء کا امتداد ہے۔ اس دور میں مکمل طریقہ سے قضاء کے سلسلہ میں جو کچھ عہد نبوی میں ثابت ہوا، اس پر محافظت کی گئی اور من وعن اس کو نصاً ومعناً نافذ کیا گیا۔ قضاء کے سلسلہ میں خلفائے راشدین کے دور کی اہمیت دو اساسی امور میں نمایاں ہوتی ہے:

- قضاء سے متعلق عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نصوص پر محافظت، اس کا نفاذ، اس کے مطابق عمل اور اس کا مکمل التزام۔
- عدلیہ کے جدید قوانین وضع کیے گئے تاکہ وسیع اسلامی سلطنت کی اساس مضبوط ہو اور نو آمدہ متنوع مسائل کا حل پیش کیا جا سکے۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ خود فیصلے کرتے۔ آپ کے دور میں قضاء کو ولایت عامہ سے الگ نہیں کیا گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی طرح قضاء کے لیے مستقل اور خاص ادارہ نہ تھا۔ کیونکہ لوگ دور نبوت سے قریب تھے، لوگ اسلام پر قائم تھے، ان کی زندگیاں شریعت کے مطابق گذر رہی تھیں، لڑائیاں جھگڑے شاذ و نادر ہوتے تھے۔ مدینہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قضا کی ذمہ داری سونپ رکھی تھی تاکہ بعض قضایا میں آپ سے مدد لیں۔ لیکن قضاء میں عمر رضی اللہ عنہ تنہا نہ تھے۔ ❸ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان تمام قاضیوں اور گورنروں کو باقی رکھا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کر رکھا تھا۔ وہ آپ کے عہد میں بھی اپنی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ ❹ عنقریب ہم گورنروں اور ان کے اعمال کا تذکرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

عہد صدیقی میں مصادر قضاء یہ تھے:

۱۔ قرآن

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة: ۷/ ۱٤٤ ، اسناده حسن لغيره ، صحيح التوثيق فی سيرة وحياة الصديق: ۱۸۱ .

❷ تاريخ القضاء فی الاسلام للزُحيلی: ۸۳-۸٤ . ❸ وقائع ندوة النُظم الاسلامية: ابو ظبی ۱/ ۳٦٦ .

❹ تاريخ القضاء فی الاسلام: ۱۳٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حدیث نبوی ﷺ: اس کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے داخل تھے۔

۳۔ اجماع: اہل علم وفتویٰ کے مشورہ کے ذریعے۔

۴۔ اجتہاد: اس کا سہارا اس وقت لیا جاتا تھا جب کتاب، سنت یا اجماع میں اس کا حکم نہ مل سکے۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ جب کوئی قضیہ آپ کے سامنے آتا تو آپ اللہ کی کتاب میں تلاش کرتے، اگر اس میں مل جاتا اس کے مطابق فیصلہ کرتے، اگر کتاب اللہ میں اس کا حکم نظر نہ آتا تو حدیث رسول اللہ ﷺ میں تلاش کرتے، اگر مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے، اگر کتاب وسنت میں نہ ملتا تو لوگوں سے سوال کرتے کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ کیا ہے؟ بسا اوقات لوگ آپ کو خبر دیتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا یا ایسا فیصلہ کیا ہے۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کر دیتے اور اس وقت فرماتے: الحمد للہ، ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو یاد رکھے ہوئے ہیں۔ اور اس میں کامیابی نہ ہوتی تو علماء اور بڑے لوگوں کو بلاتے، ان سے مشورے کرتے اور جب وہ کسی رائے پر متفق ہوتے تو اس کے مطابق آپ فیصلہ صادر فرما دیتے۔ ❷

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ارکان شوریٰ جب کسی فیصلہ پر متفق ہو جائیں تو اس کو لازمی سمجھتے تھے۔ حاکم کے لیے اس کی مخالفت جائز نہیں تھی۔ قضاء سے متعلق آپ سے یہی بیان کیا گیا ہے۔ جب اہل شوریٰ کسی امر پر متفق ہو جاتے تو آپ اس کو نافذ کرتے اور اسی بات کا حکم آپ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو دیا تھا، جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا تھا: لوگوں سے مشورے لینا اور ان کی مخالفت نہ کرنا۔ ❸

خبروں کو قبول کرنے میں تحقیق اور یقین کامل سے کام لیتے۔ چنانچہ قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ نانی نواسے کی وراثت میں حصہ طلب کرنے کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

آپ نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں، میں تمہارے لیے کچھ نہیں پاتا ہوں اور نہ رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں مجھے کچھ معلوم ہے۔

پھر آپ نے اس سلسلہ میں لوگوں سے دریافت کیا، تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا: میں حاضر تھا اور رسول اللہ ﷺ نے سدس (چھٹا حصہ) نانی کو دیا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور اس بات کا شاہد ہے؟

اس پر ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی شہادت دی، تو آپ نے اس خاتون کے لیے سدس نافذ کر دیا۔ ❹

---

❶ وقائع ندوۃ النظم الاسلامیۃ: ۱/ ۳۹۰.
❷ موسوعۃ فقہ ابی بکر الصدیق: قلعجی: ۱۵۵.
❸ موسوعۃ ابی بکر الصدیق: قلعجی ۱۵۶.
❹ تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ۱/ ۲، اس کو ترمذی: ۲۱۰۰، ابوداود: ۲۸۹٤، ابن ماجہ: ۲۷۲٤ نے روایت کیا ہے۔ حاکم نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس پر موافقت کی ہے۔ لیکن علامہ البانی رحمہ اللہ نے الارواء: ۶/۱۲٤، ۱۶۷۰ میں ضعیف قرار دیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی یہ رائے تھی کہ قاضی صرف اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ دوسرا گواہ ہو، جس سے اس کے علم کو قوت مل رہی ہو۔ آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کو دیکھوں کہ اس نے شرعی حد کا ارتکاب کیا ہے تو میں اس کو اس وقت تک سزا نہ دوں گا جب تک اس پر واضح دلیل قائم نہ ہو جائے یا یہ کہ میرے ساتھ دوسرا کوئی گواہ ہو۔ ❶

یہاں قضاء سے متعلق عہد صدیقی میں صادر ہونے والے بعض فیصلوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۱۔ قصاص کا معاملہ:

علی بن ماجدہ سہمی کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے جھگڑا کیا تو اس کے کان کا بعض حصہ کاٹ دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب حج کے لیے مکہ تشریف لائے تو ہمارا معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔

آپ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: دیکھو قصاص کی حد کو پہنچتا ہے؟

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، میں حجام کو بلاتا ہوں۔

جب حجام کا ذکر آیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام ہبہ (عطا) کیا، امید کرتا ہوں کہ اس میں ان کو برکت حاصل ہو، اور میں نے ان کو اسے حجام یا قصاب یا صائغ بنانے سے منع کیا۔'' ❷

۲۔ والد کا نفقہ اولاد کے ذمہ:

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے، میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، ایک شخص نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! یہ میرا پورا مال لینا چاہتے ہیں اور ان کو اس کی ضرورت ہے۔

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس کے مال میں سے ضرورت بھر کا لے لو۔

اس شخص نے کہا: اے خلیفہ رسول! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا ہے: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ جسے پسند کرے تم بھی پسند کرو۔

دوسروں نے منذر بن زیاد سے روایت کی ہے اور اس میں ہے کہ اس سے مقصود نفقہ ہے۔ ❸

۳۔ مشروع دفاع:

ابوملیکہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ میں دانت سے کاٹا، تو اس

❶ تراث الخلافء الراشدین، د: صبحی محمصانی ۱۸۶.

❷ اخبار القضاء لوکیع: ۲/ ۱۰۲، بحوالہ تاریخ الخلفاء للزُحیلی: ۱۳۶.

❸ السنن الکبری: ۷/ ۴۸۱، بحوالہ تاریخ القضاء للزحیلی: ۱۳۶. البانی رحمہ اللہ نے اس کو بے حد ضعیف قرار دیا ہے، بعید نہیں کہ موضوع ہو۔ الارواء: ۳/ ۳۲۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کا دانت اکھاڑ لیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو لغو قرار دیتے ہوئے قصاص نہیں دلایا۔ ❶

۴۔ کوڑے لگانے کا حکم:

امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں کہ صفیہ بنت عبید نے ان کو خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے ایک لونڈی کے ساتھ زنا کر کے اس کو حاملہ کر دیا، پھر خود زنا کا اعتراف کر لیا، وہ شادی شدہ نہ تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اس کو حد کے سو کوڑے لگائے گئے، پھر فدک کی طرف اس کو جلا وطن کر دیا گیا۔ ❷

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے لونڈی کو نہ کوڑے لگوائے اور نہ اس کو جلا وطن کیا کیونکہ اس سے جبراً زنا کیا گیا تھا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کی شادی اس شخص سے کر دی۔ ❸

اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ایک خاتون کے ساتھ زنا کیا، پھر اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے تو آپ نے فرمایا: اس سے افضل کوئی توبہ نہیں کہ اس سے شادی کر لے اور دونوں زنا سے نکل کر نکاح میں آ جائیں۔ ❹

۵۔ حضانت (پرورش) کا حق ماں کا ہے جب تک دوسری شادی نہ کر لے:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی انصاری بیوی کو طلاق دے دی جو عاصم کی ماں ہیں۔ وادی محسّر ❺ میں دیکھا کہ وہ ان کے بچے کو لیے جا رہی ہے اور بچہ دودھ چھوڑ چکا تھا اور اپنے پاؤں پر چلنے لگا تھا۔ آپ نے بچے کا ہاتھ پکڑا اور اس سے چھیننے لگے، بچے کو تکلیف پہنچی اور بچہ رونے لگا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم سے زیادہ بچے کا مستحق ہوں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے ماں کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا: اس کی مہک، اس کی گود اور اس کا بستر بچے کے لیے تم سے بہتر ہے، یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور پھر جس کو چاہے اختیار کرے۔ ❻

اور ایک روایت میں ہے، فرمایا: یہ ماں بچے کے حق میں زیادہ شفیق و مہربان اور رحم کرنے والی ہے۔ وہ بچے کی زیادہ حقدار ہے جب تک شادی نہ کر لے۔ ❼

یہ عہد صدیقی میں واقع ہونے والے بعض معاملات کے فیصلے ہیں، آپ کے دور میں قضاء کے چند خصائص یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

---

❶ تاریخ القضاء للزحیلی: ۱۳۷۔
❷ الموطا: الحدود ۸۴۸۔
❸ مصنَّف عبدالرزاق: ۱۲۷۹۶۔
❹ مصنف عبدالرزاق: ۱۲۷۹۶، اس میں ایک راوی مجہول ہے۔
❺ وادی محسر مکہ اور عرفہ کے درمیان واقع ہے۔ معجم البلدان: ۵/ ۶۲۔
❻ مصنف عبدالرزاق: ۷/ ۵٤، ۱۲۶۰۱۔ ❼ مصنف عبدالرزاق: ۷/ ۵٤، ۱۲۶۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- دور صدیقی میں قضاء، دور نبوی ﷺ کے قضاء کا امتداد تھا، اسی کا التزام کیا جاتا تھا اور اسی منہج کی اقتداء کی جاتی تھی۔ دینی تربیت عام تھی، ایمان وعقیدہ سے گہرا تعلق تھا، دینی ضمیر بیدار تھا، اس پر اعتماد کیا جاتا تھا، دعویٰ میں تفصیل و سادگی پائی جاتی تھی، عدالتی کارروائی مختصر ہوتی تھی، لڑائی واختلافات اور دعوے قلیل مقدار میں پائے جاتے تھے۔
- دور صدیقی میں صادر ہونے والے فیصلوں کے احکام علماء و محققین اور فقہاء کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں اور مختلف ادوار میں شرعی احکام، فیصلوں سے متعلق اجتہادات اور فقہی آراء کا مصدر قرار پائے۔
- ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بعض امراء اور گورنروں نے منازعات واختلافات میں غور وفکر کیا اور آپ نے خلافت کے ساتھ قضاء کو بھی سنبھالا۔
- خلفائے راشدین کے زمانہ میں عہد صدیقی قضاء کے لیے نئے مصادر کے ظہور میں مدومعاون ثابت ہوا، اور احکام قضاء کے مصادر یہ قرار پائے: قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع، قیاس صحیح، سابقہ قضاء کے فیصلے، مشورہ کے ساتھ اجتہاد رائے۔ ❶
- آداب قضاء میں کمزور کی حمایت، مظلوم کی نصرت، فریقین کے درمیان مساوات، تمام لوگوں پر حق واحکام شریعت کے نفاذ کا بھرپور خیال رکھا جاتا تھا اگرچہ وہ حکم، خلیفہ یا امیر اور گورنر کے خلاف ہو اور قاضی ہی عام طور پر فیصلے کو نافذ بھی کرتا تھا اور حکم صادر ہونے کے فوراً بعد اس کی تنفیذ ہو جاتی تھی۔ ❷

شہروں پر والی مقرر کرنا

ابوبکر رضی اللہ عنہ مختلف شہروں میں گورنر مقرر فرماتے اور ادارہ، حکم، امامت، صدقات وزکوٰۃ کی وصولی اور دیگر امور کی ذمہ داری اس کے سر ڈالی جاتی۔ امراء وگورنران کے انتخاب میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا فرماتے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ تمام امراء اور گورنروں کو ان کے عہدوں پر قائم رکھا، ان میں سے کسی کو معزول نہیں فرمایا، الا یہ کہ کسی دوسرے مقام پر ان کی اس مقام سے زیادہ ضرورت واہمیت ہو اور وہ اس کو پسند کرے۔ جیسے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں واقع ہوا۔ ❸

دور صدیقی میں گورنروں کی ذمہ داری دراصل عہد نبوی میں ان کے اختیارات کا امتداد تھا، خاص کر وہ گورنر جن کی تعیین رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہوئی تھی۔

دور صدیقی میں گورنروں کی اہم ذمہ داریوں کی تلخیص درج ذیل نکات میں کی جا سکتی ہے:

نماز کا قیام اور لوگوں کی امامت: امراء وحکام کی یہ اہم ترین اور بنیادی ذمہ داری تھی۔ کیونکہ اس

---

❶ تاریخ القضاء فی الاسلام: ۱۵۷-۱۵۸۔ ❷ تاریخ القضاء فی الاسلام: ۱۶۰۔

❸ الولایة علی البلدان: عبدالعزیز ابراهیم العمری ۱/ ۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دینی، دنیاوی، سیاسی اور معاشرتی مفاہیم ومعانی پنہاں ہیں۔ امراء وحکام لوگوں کی امامت کراتے، خاص کر جمعہ کی اور ہمیشہ امراء وحکام کی یہ ڈیوٹی لگائی جاتی تھی، خواہ وہ شہروں کے والی ہوں یا فوجوں کے قائد اور امیر۔

جہاد: لشکروں کے امراء اس کو قائم کرتے، اس کے امور اور جو کچھ اس میں مختلف ذمہ داریاں ہوتیں خود انجام دیتے یا دوسروں کو اپنی جگہ کر دیتے جیسے مال غنیمت کی تقسیم، قیدیوں کی نگرانی وغیرہ اور اسی طرح جہاد کے ضمن میں جو دیگر ذمہ داریاں ہوتیں، جیسے دشمنوں سے گفتگو اور ان کے ساتھ مصالحت وغیرہ کے عہد و پیمان۔

شام وعراق میں اعدائے اسلام کے خلاف برسر پیکار لشکروں کے امراء اور یمن، بحرین، عمان اور نجد میں مرتدین کے خلاف برسر پیکار مختلف شہروں کے امراء اور گورنروں کی جہادی ذمہ داریاں برابر تھیں کیونکہ ان مہموں میں اسباب کے اختلاف کے باوجود یکسانی پائی جاتی تھی۔

خلیفہ کے لیے بیعت لینا: یمن، طائف اور مکہ وغیرہ میں مقرر گورنروں نے وہاں کے لوگوں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت کی۔ ❶

مالی امور کی ذمہ داری: مالی امور کی ذمہ داری گورنروں یا ان کے مساعدین کے اوپر ڈالی جاتی جن کی تعیین خلیفہ یا گورنر کرتا، ان کی ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ زکوٰۃ کو مالداروں سے وصول کر کے فقراء میں تقسیم کریں اور غیر مسلموں سے جزیہ وصول کر کے شرعی مصارف میں خرچ کریں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنروں کے اعمال سے اخذ کیا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں قائم شدہ عہدوپیمان کی تجدید: چنانچہ نجران کے گورنر نے نجران کے نصاریٰ کی طلب پر اس عہد و پیمان کی تجدید کی جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین طے پایا تھا۔ ❷

حدود کا قیام اور ملک میں امن و امان کی بحالی: یہ لوگ جس سلسلہ میں نص شرعی نہ پاتے تو اجتہاد کرتے، جیسا کہ مہاجر بن ابی امیہ نے ان دو خواتین کے ساتھ کیا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت میں اشعار گائے تھے اور آپ کی وفات پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ ان شاء اللہ اس کا تذکرہ مرتدین سے جہاد کے سلسلے میں آئے گا۔

لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت اور اسلام کی نشر و اشاعت: یہ گورنر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسجدوں میں بیٹھتے اور لوگوں کو قرآن اور احکام شریعت کی تعلیم دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں یہ ذمہ داری سب سے اہم اور بڑی ذمہ داری تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گورنروں سے متعلق یہ بات مشہور تھی۔ چنانچہ ایک مورخ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گورنر زیاد کے سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ زیاد

❶ الولایة علی البلدان: ١/ ٥٩.
❷ تاریخ الطبری: ٣/ ١٦٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنر بنائے جانے کے بعد صبح لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے بیٹھتے جیسا کہ پہلے کیا کرتے تھے۔ ❶

اس تعلیم کے ذریعے سے گورنروں نے اسلام کی نشرواشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسی تعلیم کے ذریعے سے مفتوحہ علاقوں میں اسلام کو استحکام واستقرار ملا۔ خواہ یہ علاقے نئے سرے سے فتح کیے گئے ہوں یا ارتداد کے بعد اسلام کے سایہ تلے واپس آئے ہوں۔ مزید برآں مکہ ومدینہ اور طائف جہاں استحکام واستقرار حاصل تھا، وہاں خود خلیفہ یا اس کے گورنر یا جن کو خلیفہ کی طرف سے تعلیم کے لیے مقرر کیا جاتا تھا، لوگوں کی تعلیم وتربیت میں مصروف تھے۔ ❷

والی اپنے علاقے کی نگرانی وانتظام کا مکمل ذمہ دار ہوتا تھا اور سفر وعدم سفر کی حالت میں اس پر لازم تھا کہ وہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرے جو اس کی واپسی تک اس کی ذمہ داری کو سنبھالے، چنانچہ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کندہ کا والی مقرر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس منصب پر باقی رکھا۔ لیکن مہاجر رضی اللہ عنہ کو یمن پہنچنے میں بیماری کی وجہ سے تاخیر ہوئی تو انہوں نے زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کو اپنی شفایابی اور وہاں پہنچنے تک کے لیے نائب مقرر کر دیا اور اس نیابت کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے برقرار رکھا۔ ❸

اسی طرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق کے والی ہونے کے وقت اپنی عدم موجودگی میں حیرہ پر اپنا نائب مقرر کرتے تھے۔ امراء وولاۃ کی تعیین وتقرری سے قبل ابوبکر رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ سے بھی مشورہ کرتے، خواہ لشکر کی امارت کا مسئلہ ہو یا شہروں اور مختلف علاقوں کی ولایت وامارت کا مسئلہ ہو۔ اس مشورہ میں عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما پیش پیش ہوا کرتے تھے۔ ❹ اور اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ جس کو مقرر کرنا چاہتے اس کی تقرری سے قبل اس سے بھی مشورہ کرتے اور خاص کر اس وقت جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہوتا۔

چنانچہ جب آپ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ان کی ولایت سے منتقل کر کے..... جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقرر کیا تھا..... لشکر فلسطین کا امیر مقرر کرنا چاہا تو اس وقت تک تقرری صادر نہ فرمائی جب تک ان سے مشورہ کر کے ان کی موافقت نہ لے لی۔ ❺ اور اسی طرح مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو یمن یا حضرموت کی گورنری کو اختیار کرنے کا اختیار دیا اور جب مہاجر رضی اللہ عنہ نے یمن کو اختیار کیا تو آپ نے وہاں ان کی تقرری فرما دی۔ ❻

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کسی قوم پر گورنر مقرر کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے کہ اگر اس قوم کے افراد میں نیک وصالح افراد ہوتے تو انھی میں سے گورنر مقرر فرماتے، جب کہ طائف اور بعض دیگر قبائل پر انھی میں سے گورنر مقرر فرمایا۔ اور جب آپ کسی شخص کو بحیثیت

---

❶ الولاية على البلدان: ١/ ٦٠.
❷ الولاية على البلدان: ١/ ٦١.
❸ الولاية على البلدان: ١/ ٥٥.
❹ الولاية على البلدان: ١/ ٥٥.
❺ الولاية على البلدان: ١/ ٥٥.
❻ الولاية على البلدان: ١/ ٥٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنر مقرر کرتے تو اس علاقے پر اس کی گورنری کا عہد نامہ تحریر کرا دیتے اور اکثر اوقات اس علاقے تک پہنچنے کا راستہ بھی اس کے لیے متعین فرما دیتے اور اس میں ان مقامات کا ذکر کرتے، جہاں سے اس کو گذرنا ہوتا۔ خاص کر جب یہ تقرری ان علاقوں سے متعلق ہوتی جو ابھی فتح نہیں ہوئے ہوتے تھے اور اسلامی خلافت کے کنٹرول سے باہر ہوتے۔ فتوحات شام وعراق اور حروب ردہ کے اندر یہ چیز بالکل نمایاں نظر آتی ہے۔ اور بسا اوقات آپ بعض ریاستوں کو دوسرے کے ساتھ ضم کر دیتے، خاص کر مرتدین سے قتال کے بعد یہ عمل میں آیا۔ چنانچہ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ جو حضرموت کے گورنر تھے ان کی نگرانی میں کندہ کو بھی شامل کر دیا اور اس کے بعد وہ حضرموت اور کندہ دونوں کے گورنر رہے۔ ❶

حکام اور امراء کے ساتھ معاملہ طرفین کے مابین احترام پر مبنی تھا، خلیفہ اور گورنروں کے مابین اتصالات اور خط کتابت برابر جاری رہتی، جس کے اندر گورنری سے متعلق امور ومصالح زیر بحث ہوتیں۔ حکام اور امراء برابر مختلف امور میں آپ سے مشورہ لیتے اور آپ ان کے استفسارات کا جواب تحریر کر کے ارسال فرماتے اور اوامر صادر فرماتے اور سفراء حکام اور امراء کی خبریں خلیفہ کو پہنچاتے۔ خواہ یہ خبریں جہاد سے متعلق ہوں یا مرتدین کے خلاف مہم سے متعلق ہوں، اور والیان وامراء خود بھی اپنے امور امارت و ولایت سے متعلق خبریں خلیفہ کو پہنچاتے۔ ❷ اور اسی طرح والیان وامراء آپس میں سفراء اور ملاقات کے ذریعے سے اتصال کرتے۔ چنانچہ یمن اور حضرموت کے والیان وامراء کا آپس میں برابر اتصال رہتا تھا۔ اور اسی طرح شام کے والیان وامراء اکثر جنگی امور میں غور وفکر کرنے کے لیے جمع ہوتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے خطوط میں اکثر امراء ووالیان کو فکر آخرت اور دنیا میں زہد وتقویٰ اختیار کرنے پر ابھارتے اور اس طرح کے بعض نصائح مختلف گورنروں اور امراء کے نام عام سرکاری خطوط کی شکل میں خلیفہ کی طرف سے جاری کیے جاتے۔ ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بلاد اسلامیہ کو مختلف ریاستوں کے درمیان تقسیم کیا گیا تھا ان ریاستوں اور ان کے گورنروں کے نام یہ ہیں:

مدینہ:...... دارالخلافہ، یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ بحیثیت خلیفہ تھے۔

مکہ:...... اس کے امیر عتاب بن اَسید رضی اللہ عنہ تھے، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی یہ برقرار رہے۔

طائف:......اس کے امیر عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کا امیر مقرر فرمایا تھا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اپنے عہد پر برقرار رکھا۔

❶ الولاية على البلدان: ١/ ٥٦ .
❷ الولاية على البلدان: ١/ ٥٧ .
❸ الولاية على البلدان: ١/ ٥٧ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صنعاء:......اس کے امیر مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے ہی اس کو فتح کیا تھا اور ارتداد کی مہم ختم ہونے کے بعد آپ ہی یہاں کے گورنر مقرر ہوئے۔

حضرموت:......اس کے گورنر زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ تھے۔

زبید اور رقع:......اس کے امیر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

خولان:......اس کے امیر یعلی بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔

جند:......اس کے امیر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔

نجران:......اس کے امیر جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔

جرش:......اس کے امیر عبداللہ بن ثور رضی اللہ عنہ تھے۔

بحرین:......اس کے امیر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ تھے۔

عراق وشام:......اس کے امیر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ تھے۔

عمان:......اس کے امیر حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ تھے۔

یمامہ:......اس کے امیر سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ تھے۔ ❶

خلافت صدیقی سے متعلق علی و زبیر رضی اللہ عنہما کا موقف

علی بن ابی طالب اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما سے متعلق متعدد روایات بیان کی گئی ہیں کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے میں تاخیر کی لیکن یہ تمام کی تمام روایات صحیح نہیں ہیں، ان میں صرف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت صحیح ہے کہ علی اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ جو لوگ فاطمہ کے گھر میں تھے بیعت کرنے میں پیچھے رہے۔ ❷

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین کے بیعت میں تاخیر کا بنیادی سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مشغولیت رہی اور سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ چیز بالکل واضح ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کو، جن میں پیش پیش علی رضی اللہ عنہ تھے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک تمہارے پاس ہے، تم اس کے ذمہ دار ہو، پھر انہیں غسل دینے کا حکم فرمایا۔ ❸

علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ابوبکر رضی اللہ عنہ (بیعت عام کے لیے) منبر پر تشریف لائے تو دیکھا لوگوں میں زبیر رضی اللہ عنہ نظر نہیں آرہے ہیں، ان کو بلوایا، وہ حاضر ہوئے، آپ نے ان سے کہا:

---

❶ الدول العربیۃ الاسلامیۃ: منصور الحرابی ۹۶-۹۷۔

❷ صحیح التوثیق فی سیرۃ وحیاۃ الصدیق: ۹۸۔

❸ صحیح التوثیق فی سیرۃ وحیاۃ الصدیق: ۹۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور پھوپھی زاد بھائی! کیا مسلمانوں کی جمعیت کو توڑنے کا ارادہ ہے؟''

عرض کیا: خلیفہ رسول! ایسی کوئی بات نہیں۔

پھر آگے بڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔

پھر آپ نے لوگوں پر نظر دوڑائی، دیکھا علی رضی اللہ عنہ نظر نہیں آ رہے ہیں، ان کو بھی بلوایا، وہ حاضر ہوئے، آپ نے ان سے فرمایا:

''کیا مسلمانوں کی جمعیت کو توڑنے کا ارادہ ہے؟''

عرض کیا: خلیفہ رسول! ایسی کوئی بات نہیں۔

پھر آگے بڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ ❶

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی اہمیت پر یہ واقعہ دلالت کرتا ہے۔ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ، جن کی صحیح مسلم، صحیح بخاری کے بعد سب سے زیادہ صحیح حدیث کی کتاب ہے، اپنے استاذ صحیح ابن خزیمہ کے مصنف امام محمد بن اسحق بن خزیمہ رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس حدیث سے متعلق ان سے دریافت کیا، تو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو لکھ کر انہیں دیا اور ان کو پڑھ کر سنایا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنے استاذ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ سے عرض کیا: یہ حدیث تو اونٹ کے برابر ہے۔ تو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صرف اونٹ کے برابر نہیں بلکہ یہ تو انتہائی قیمتی خزانے کے برابر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی اسناد صحیح ومحفوظ ہے اور اس کے اندر بڑے اہم فوائد ہیں، وہ یہ کہ علی رضی اللہ عنہ نے وفات نبوی کے پہلے دن یا دوسرے دن ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور یہی حق ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جدا نہیں ہوئے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنی کبھی ترک نہ کی۔ ❷

حبیب بن ابی ثابت کی روایت میں ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے، ایک شخص نے آکر بتلایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بیعت کے لیے مسجد میں تشریف لا چکے ہیں، علی رضی اللہ عنہ اس وقت صرف کرتا پہنے ہوئے تھے، ازار اور چادر نہ تھی۔ اسی حالت میں جلدی میں مسجد کی طرف چل پڑے تاکہ بیعت میں کسی طرح کی تاخیر نہ ہونے پائے، کیونکہ آپ کو یہ چیز ناپسند تھی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر کے بیٹھ گئے، پھر اپنی ردا گھر سے منگائی اور کرتے کے اوپر اس کو پہن لیا۔ ❸

---

❶ البداية والنهاية: ٥/ ٢٤٩، اور امام ابن کثیر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

❷ البداية والنهاية: ٥/ ٢٤٩.

❸ الخلفاء الراشدون، للخالدي: ٥٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن حریث نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت موجود تھے؟

فرمایا: ہاں۔

عمرو: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کب عمل میں آئی؟

سعید: جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ بغیر جماعت و امام کے مسلمانوں کو دن کا کچھ حصہ گذارنا بھی ناپسند تھا۔

عمرو: کیا کسی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی؟

سعید: نہیں، کسی نے مخالفت نہیں کی، صرف مرتد یا ارتداد سے قریب شخص نے مخالفت کی۔ انصار کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا انہوں نے آپ کی خلافت پر متفق ہو کر آپ سے بیعت کی۔

عمرو: کیا مہاجرین میں سے کوئی آپ کی بیعت سے پیچھے رہا؟

سعید: نہیں، بلکہ مہاجرین تو آپ کی بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے؟ ❶

علی رضی اللہ عنہ تو کسی وقت بھی آپ سے جدا نہیں ہوئے اور کسی جماعت میں آپ سے کٹ کر نہیں رہے، مسلمانوں کے امور کی تدبیر اور مشورے میں برابر شریک رہتے۔ ❷

حافظ ابن کثیر اور بہت سے اہل علم کا خیال ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بیعت کی دوبارہ تجدید فرمائی۔ اس دوسری بیعت سے متعلق صحیح روایات وارد ہیں۔ ❸

علی رضی اللہ عنہ خلافت صدیقی میں بھلائی وخیر خواہی کا محور و مرکز تھے۔ اسلام اور مسلمانوں کے مصالح کو ہر چیز پر ترجیح دیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے آپ کے مخلص ہونے، اسلام اور مسلمانوں کے لیے خیر خواہ، خلافت کی حفاظت و بقا اور مسلمانوں کی یکجہتی کا حریص ہونے پر آپ کا وہ موقف روشن دلیل ہے جو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختیار کیا، جس وقت وہ بذات خود مرتدین کا قلع قمع کرنے کے لیے ذوالقصہ کی طرف روانہ ہوئے اور عسکری کارروائیوں کی قیادت کرنی چاہی کیونکہ آپ کی قیادت کی صورت میں اسلامی وجود کو خطرہ تھا۔ ❹

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ ذوالقصہ کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے فوراً لگام تھام لی اور عرض کیا:

''خلیفہ رسول! آپ کدھر جا رہے ہیں؟ میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

❶ الخلفاء الراشدون: ٥٦ .
❷ الخلفاء الراشدون: ٥٦ .
❸ البداية والنهاية: ٥/ ٢٤٩ .
❹ المرتضى للندوي: ٩٧

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احد کے دن کہی تھی: اپنی تلوار میان میں ڈال لیجیے اور اپنے متعلق ہمیں افسوسناک خبر میں نہ ڈالیے اور مدینہ لوٹ چلیے۔ اللہ کی قسم اگر آپ کے ساتھ کوئی افسوسناک حادثہ پیش آ گیا تو اسلام کا نظام کبھی قائم نہ ہوگا۔''

پھر آپ واپس ہو گئے۔ ❶

نعوذ باللہ! اگر علی رضی اللہ عنہ کا دل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے صاف نہ ہوتا اور جبراً بیعت کی ہوتی تو یہ سنہری موقع تھا، آپ اس کو ضرور غنیمت جانتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانے دیتے، ہوسکتا تھا کوئی حادثہ پیش آ جاتا، ان سے نجات مل جاتی اور میدان آپ کے لیے خالی ہو جاتا۔ اور حاشا للہ اگر اس سے بڑھ کر آپ ان کو ناپسند کرتے ہوتے اور چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تو کسی کو بھی ورغلا کر قتل کرا دیتے، جیسا کہ آج سیاسی لوگ اپنے حریفوں اور اعداء کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ❷

ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے ❸

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فاطمہ اور عباس رضی اللہ عنہما ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث، فدک کی زمین اور خیبر کا حصہ طلب کرنے لگے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((لا نورث ، ما ترکنا صدقة ، وانما یأکل آل محمد من هذا المال .)) ❹

''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوا کرتا ہے۔ یقیناً آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس مال سے کھاتے رہیں گے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کام کیا کرتے تھے میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا، اس کو ضرور کروں گا، اگر میں نے اس میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ ❺

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجنا چاہا تا کہ میراث کا مطالبہ کریں، تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ ((لا نورث ما ترکنا صدقة)) ❻ ''ہمارا کوئی

---

❶ البدایة والنهایة: ٦/ ٣١٤- ٣١٥ .
❷ المرتضی للندوی: ٩٧ .
❸ البخاری: ٦٧٢٥ .
❹ البخاری: ٦٧٢٦ .
❺ مسلم: ١٧٥٩ .
❻ البخاری: ٦٧٣٠ ، مسلم: ١٧٥٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وراث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا يقتسم ورثتي دينارًا ما تركت بعد نفقة نسائي ومؤونة عاملي فهو صدقة .))❶

''میری میراث کا ایک دینار بھی تقسیم نہ ہوگا، جو کچھ میں نے اپنی بیویوں کے نفقہ اور عامل کے خرچ کے سوا چھوڑا وہ صدقہ ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی پابندی کرتے ہوئے یہی کچھ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا اور اسی لیے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کام کیا کرتے تھے میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا، اس کو ضرور کروں گا۔''❷

اور فرمایا: واللہ میں کوئی کام جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کو نہیں چھوڑوں گا، وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔❸

حدیث سے استدلال کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کوئی حجت اور بحث نہیں کی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے حق کو قبول کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پابندی کی۔

امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کرنا ناپسندیدہ عمل نہ تھا، اس لیے کہ ان کو اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا علم نہ تھا لیکن جب ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خبر دی تو وہ اپنے مطالبہ سے باز آ گئیں۔❹

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث سے استدلال کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حجت نہ کرنا اجماع کو تسلیم کرنے کی دلیل ہے۔ اور جب آپ کو حدیث پہنچ گئی اور اس کی وضاحت کر دی گئی تو آپ نے اپنی رائے کو ترک کر دیا اور اس کے بعد نہ تو آپ نے اور نہ آپ کی ذریت نے میراث کا مطالبہ کیا اور جب علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے سرمو انحراف نہ کیا۔❺

حماد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عباس، فاطمہ، علی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبے سے متعلق جو صحیح روایات آئی ہیں وہ میراث سے متعلق ہیں اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اکابر صحابہ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ البخاري: ٦٧٢٩ . ❷ مسلم: ١٧٥٨ .
❸ البخاري: ٢٧٢٦ . ❹ تاويل مختلف الحديث: ١٨٩ .
❺ شرح صحيح مسلم للنووي: ١٢/ ٣١٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اس ارشاد کی خبر دی ((لا نورث ما ترکنا صدقة)) ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے'' تو ان سب نے اس کو قبول کیا اور جان لیا کہ یہی حق ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہ فرمایا ہوتا تو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بھی عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کی میراث کے ذریعے سے وافر مقدار میں حصہ ملتا۔ لیکن انہوں نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ترجیح دی اور عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما اور دیگر لوگوں کو میراث سے روک دیا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وارث ہوتا تو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لیے یہ انتہائی فخر کی بات تھی کہ ان کی بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین میں ہوتیں۔ ❶

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ناراض ہونے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطع تعلق کر لینے کے سلسلہ میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ متعدد دلائل کی بنا پر بعید از قیاس اور بے بنیاد ہیں۔ ان دلائل میں سے چند یہ ہیں:

❁ امام بیہقی نے امام شعبی کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں، تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ اجازت دینا پسند کرتے ہیں؟

فرمایا: ہاں۔

پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دی، آپ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے آپ کو خوش کرنے لگے اور آپ خوش ہوگئیں۔ ❷

اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قطع تعلق کا اشکال زائل ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ آپ خود فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار میرے نزدیک اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہیں۔ ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع میں کیا۔ ❹

❁ ایک طرف فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم میں نڈھال تھیں، جس کے سامنے تمام مصیبتیں ہیچ تھیں اور خود بھی بیمار پڑ کر صاحب فراش ہوگئیں اور دوسری طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ امور خلافت اور مرتدین سے

---

❶ البداية والنهاية: ٥/ ٢٥٢۔ ٢٥٣۔ ابن کثیر نے اس کی سند کو قوی اور جید قرار دیا ہے۔

❷ اباطيل يجب ان تمحى من التاريخ: ١٠٩ . ❸ البخاری: ٤٠٣٦ .

❹ العقيدة فی اهل البيت بين الافراط والتفريط: د: سالم السُّحيمی ٢٩١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتال میں اس قدر مشغول ہوئے کہ معمولی فرصت بھی نہ رہی اور پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم تھا کہ وہ جلد وفات پا کر اپنے والد سے ملنے والی ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی تھی پس جس کی یہ صورت حال ہو وہ دنیاوی امور میں کہاں دلچسپی لے سکتا ہے۔ یہی وہ اسباب تھے جس کی وجہ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان زیادہ اتصال نہ رہ سکا، جس کو قطع تعلق پر محمول کرلیا گیا۔ مہلب رحمہ اللہ نے کتنی اچھی بات کہی ہے، جسے علامہ عینی نے نقل کیا ہے: ابوبکر اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان میراث کے مسئلہ میں ملاقات ہوئی اور اس کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کو لازم پکڑا جسے راوی نے قطع تعلق سے تعبیر کردیا۔ ❶

تاریخی حیثیت سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں مدینہ کے مال فے، فدک کے اموال اور خیبر کے خمس میں سے اہل بیت کے حقوق برابر ادا کرتے رہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس میں میراث کا حکم جاری نہیں کیا۔

محمد بن علی بن حسین الباقر اور زید بن علی بن حسین رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے آباء واجداد کے ساتھ کوئی ظلم وزیادتی نہیں کی۔ ❷

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری شنبہ کی رات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے چھ ماہ بعد ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پہلے سے بتا چکے تھے کہ آپ کے اہل میں سب سے پہلے آپ ہی ان سے ملیں گی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا تھا:

((اما ترضين ان تكوني سيدة نساء اهل الجنة .)) ❸

''کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو گی۔''

علی بن حسین رحمہ اللہ کی روایت ہے: فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مغرب وعشاء کے درمیان ہوا۔ ابوبکر، عمر، عثمان، زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اور جب نماز جنازہ کے لیے آپ کو رکھا گیا تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ابوبکر آگے آئیے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوالحسن آپ موجود ہیں؟

فرمایا: ہاں میں موجود ہوں لیکن آپ آگے بڑھیں، واللہ آپ ہی جنازہ پڑھائیں گے۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات ہی میں تدفین عمل میں آئی۔

---

❶ اباطيل يجب ان تمحى من التاريخ: ١٠٨ .

❷ المرتضى للندوى: ٩٠ـ٩١ ، نقلًا عن نهج البلاغة شرح ابن ابى الحديد .

❸ المرتضى للندوى: ٩٤ ، یہ روایت صحیح بخاری کی ہے۔ دیکھیے صحيح البخاري: المناقب ٣٦٢٤ . (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت میں ہے کہ: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ ❶

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اور یہی روایت راجح ہے۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اہل بیت کے ساتھ تعلق محبت وتعظیم سے پر تھا، جو آپ اور اہل بیت کے شایان شان تھا اور یہ محبت واعتماد ابوبکر وعلی رضی اللہ عنہما کے درمیان طرفین سے پایا جاتا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا ❸ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے بیٹے محمد کو گود لیا اور پوری رعایت وتوجہ کے ساتھ ان کی کفالت کی اور اپنی خلافت میں ان کو والی بنایا جس کی وجہ سے آپ کے خلاف لوگوں کی زبانیں کھلیں اور آپ پر اعتراض کیا گیا۔ ❹

---

❶ المرتضى للندوی: ٩٤، الطبقات الكبرى: ٧/ ٢٩ .

❷ مسلم: ١٧٥٩ .

❸ المرتضى للندوی: ٩٨ .

❹ المرتضى للندوی: ٩٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

لشکر اسامہ اور مرتدین سے جہاد

- لشکر اسامہ کو روانہ کرنا
- مرتدین سے جہاد
- مرتدین کے خلاف چہار جانب سے یلغار
- مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ
- حروب ارتداد کے اہم دروس وعبر اور فوائد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)

لشکر اسامہ

لشکر اسامہ کو روانہ کرنا:

عہد نبوی ﷺ میں جزیرۂ عرب کے پڑوس میں روم و فارس کی دو عظیم سلطنتیں پائی جاتی تھیں۔ رومی، جزیرۂ عرب کے شمال میں ایک بڑے حصے پر قابض تھے اور ان علاقوں کے امراء رومی سلطنت کی طرف سے مقرر کیے جاتے تھے اور اس کے اوامر کے پابند ہوتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے ان علاقوں میں مبلغین اور فوجی دستوں کو روانہ فرمایا اور وحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے شاہ روم ہرقل کو خط بھی بھیجا جس میں اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ❶ لیکن اس نے سرکشی کی اور گناہ کا غرور اس کو سوار ہوا۔ عربوں کے دلوں سے روم کی ہیبت کو ختم کرنے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا منصوبہ بالکل واضح تھا چنانچہ اسلامی فوجیں ان علاقوں کو فتح کرنے کے لیے نکلنی شروع ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ۷ ہجری میں ایک فوج بھیجی، جس نے معرکہ موتہ میں عرب کے نصرانیوں اور رومیوں سے ٹکر لی، اور اس معرکہ میں اسلامی فوج کے قائدین یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کرتے رہے۔ زید بن حارثہ، پھر جعفر بن ابی طالب، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم۔ آخر میں سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کی قیادت سنبھالی اور انہیں بچا کر مدینہ لے آئے۔ ❷ اور ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑی فوج لے کر شام کا رخ کیا اور مقام تبوک تک پہنچے، ❸ اسلامی فوج کی رومیوں اور عرب قبائل کے ساتھ مڈبھیڑ نہیں ہوئی اور ان علاقوں کے امراء وحکام نے جزیہ کی ادائیگی پر مصالحت کو ترجیح دی اور اسلامی فوج تبوک میں بیس (۲۰) دن قیام کر کے مدینہ واپس ہوگئی ❹ اور ۱۱ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے بلقاء (اردن) وفلسطین میں رومیوں پر چڑھائی کرنے کے لیے لوگوں کو تیار کیا۔ ان میں کبار مہاجرین وانصار صحابہ شریک ہوئے اور ان پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر فرمایا۔ ❺

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی تیاری رسول اللہ ﷺ کی وفات سے دو روز قبل بروز ہفتہ مکمل ہوئی اور اس کا آغاز آپ ﷺ کی بیماری سے قبل ہو چکا تھا۔ آپ نے ماہ صفر کے اواخر میں جنگ کی

---

❶ البخاری: الوحی: ۷.
❷ السیرة النبویة لصحیحة للعمری: ۲/ ۴۶۷ ـ ۴۷۰ .
❸ مسلم: الفضائل ۴/ ۱۷۸۴ .
❹ السیرة النبویة الصحیحة: ۲/ ۵۳۵ .
❺ قصة بعث جیش اسامه: د/ فضل الٰهی ۸ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیاری کا حکم دیا، اسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اپنے والد کی شہادت گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ، میں نے تم کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔ ❶ بعض لوگوں کو اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض پیدا ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اگر آج تم اسامہ کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے قبل اس کے والد زید کی امارت پر بھی تمہارا اعتراض تھا، اللہ کی قسم وہ امارت کے قابل تھا اور وہ میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور اس کے بعد یہ اسامہ میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہے۔ ❷

تیاری شروع ہونے کے دو دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے اور آپ کی بیماری بڑھ گئی، جس کی وجہ سے یہ لشکر روانہ نہ ہو سکا اور مقام جرف ❸ میں ٹھہرا رہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر مدینہ واپس چلا آیا۔ ❹ اور وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حالات میں تبدیلی آ گئی۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو اکثر عرب ارتداد کا شکار ہو گئے، نفاق اُمڈ آیا، مجھ ❺ پر ایسی مصیبت ٹوٹی کہ اگر پہاڑوں پر ٹوٹتی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور صحابہ کی یہ کیفیت ہوئی کہ جیسے باغ میں بارش سے بھیگی ہوئی بکریاں بارش کی رات میں درندوں بھری زمین میں ہوں۔ ❻

اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زمام خلافت سنبھالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تیسرے دن ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ اب لشکر اسامہ کو اپنی مہم پر روانہ ہونا ہے۔ لہٰذا ہر شخص جس کا نام لشکر اسامہ میں ہے وہ مدینہ چھوڑ کر مقام جرف میں اپنی لشکر گاہ میں پہنچ جائے۔ ❼

پھر آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا:

''لوگو! یقین جانو میں تم جیسا ہوں، مجھے نہیں معلوم شاید تم لوگ مجھے ایسی باتوں کا مکلف کرو گے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت تھی، اللہ نے آپ کو سارے عالم پر منتخب فرمایا تھا، اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھا تھا۔ میرا کام اتباع ہے۔ میں بدعت ایجاد کرنے والا نہیں۔ اگر میں سیدھا چلوں تو میرا ساتھ دینا اور اگر کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ نے کبھی کسی پر ظلم نہ کیا کہ وہ آپ سے مطالبہ کرے۔ لیکن میرے ساتھ شیطان ہے وہ جب سوار ہو جائے تو مجھ سے دور رہو۔ تم موت کے سائے میں صبح وشام کرتے ہو جس کا علم تم سے اوجھل ہے۔ اللہ کے بغیر تمہیں اس کی استطاعت نہیں۔ لہٰذا تم نیکیوں میں سبقت کرو قبل ازیں کہ موت

❶ فتح الباری: ۸/ ۱۵۲ . ❷ البخاری: المغازی ۴۴۶۹ .
❸ یہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر شام کی طرف واقع ہے۔
❹ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ: ۲/ ۵۵۲ ، السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلیۃ: ۶۸۵ .
❺ تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ۱۰۲ ، ''میرے والد پر'' ہے۔ ❻ البدایۃ والنھایۃ: ۶/ ۳۰۹ .
❼ البدایۃ والنھایۃ: ۶/ ۳۰۷ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کا سلسلہ کاٹ دے۔ کچھ لوگ اپنی موت بھول گئے اور اپنے اعمال دوسروں کے لیے کیے۔ خبردار! تم اس طرح نہ ہو جانا۔ محنت کرو، محنت کرو، سبقت کرو، سبقت کرو، جلدی کرو، جلدی کرو۔ تمہارے پیچھے تیز رفتار طلب کرنے والا لگا ہوا ہے۔ موت سے بچو، گذرے ہوئے آباء و اولاد اور بھائیوں سے عبرت پکڑو، زندوں پر رشک نہ کرو، مگر اس چیز میں جس میں مردوں پر رشک کرتے ہو۔"[1]

نیز پھر آپ نے خطاب فرمایا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ صرف وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو صرف اس کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ لہٰذا تم اعمال اللہ کی رضا کے لیے کرو، ایسی صورت میں تم اس کو اپنی محتاجی وفقر کے وقت کے لیے خالص کر لو گے۔ تم میں سے جو مر گئے ان سے عبرت حاصل کرو اور ان میں غور وفکر کرو جو تم سے قبل گذرے ہیں۔ کل وہ کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ اور کہاں گئے وہ قوت وطاقت والے جنہیں میدان جنگ میں قوت وغلبہ رہتا تھا، وہ سب زمانے کی نذر ہو گئے اور بوسیدہ ہو گئے اور ان پر تباہی و بربادی آئی...... کہاں گئے وہ ملوک وسلاطین جنہوں نے زمین کو آباد کیا؟ وہ دور ہوئے، انہیں بھلا دیا گیا، اور بھلا دیے گئے جیسے تھے ہی نہیں۔ لیکن اللہ عزوجل نے ان پر تاوان باقی رکھا اور ان کی لذتوں کو ختم کر دیا۔ وہ چلے گئے ان کے اعمال ان کے ساتھ رہے، دنیا دوسروں کے ہاتھ آئی۔ ان کے بعد ہم بھیجے گئے۔ اگر ہم نے ان سے عبرت حاصل کی تو ہمیں نجات ملے گی اور اگر ہم ان کی ڈگر پر چلے تو ہمارا بھی انھی کی طرح انجام ہوگا۔ حسین چہرے والے اور اپنی جوانی پر رہ مچنے والے کہاں ہیں؟ وہ مٹی میں مل گئے، انہوں نے جو کوتاہی کی وہ ان کے لیے حسرت بن گئی۔ کہاں گئے وہ سلاطین جنہوں نے شہر بسائے، انہیں فصیلوں کے ذریعے سے محفوظ کیا اور ان کے اندر عجیب وغریب چیزیں بنائیں اور آخر میں اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑ گئے، یہ ان کے محلات خالی پڑے ہیں اور وہ قبر کی تاریکیوں میں بسیرا کیے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝۹۸﴾ (مریم: ۹۸)

"ہم نے ان سے پہلے بہت سی جماعتیں تباہ کر دی ہیں، کیا ان میں سے ایک کی بھی آہٹ تو پاتا ہے یا ان کی آواز کی بھنک بھی تیرے کان میں پڑتی ہے؟"

کہاں گئے وہ لوگ جنہیں تم اپنے آباء واجداد اور بھائیوں سے پہچانتے ہو؟ ان کی زندگیاں ختم ہو

[1] البدایه والنهایة: ٦/ ٣٠٧، تاریخ الطبری: ٢/ ٢٤١، ٢٤٥، ط: الکتب العلمیة.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئیں اور اپنے کیے کی طرف لوٹا دیے گئے اور موت کے بعد شقاوت یا سعادت کے لیے وہیں جا ٹھہرے۔ خبردار ہو جاؤ! اللہ کا کوئی شریک نہیں اور اللہ اور کسی مخلوق کے درمیان کوئی رشتہ وناتہ نہیں، جس کی وجہ سے وہ اس کو خیر سے نوازے اور اس کی وجہ سے اس سے تکلیف دور کرے۔ صرف اس کی اطاعت اور اتباع کی اساس پر معاملہ ہوتا ہے۔ یاد رکھو! تم سب مقروض غلام ہو۔ اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اس کی اطاعت ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کیا تمہارے لیے وہ وقت قریب نہیں آیا کہ جہنم تم سے دور ہو جائے اور جنت قریب ہو جائے؟'' [1]

درس وعبرت:

اس خطبے کے اندر مختلف دروس وعبر ہیں:

- یہاں خلیفہ رسول کی طبعی حالت کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، آپ ایک بشر غیر معصوم تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام نبوت ورسالت کی طاقت نہیں رکھتے تھے، اس لیے آپ اپنی سیاست میں متبع اور پیروکار تھے، مبتدع اور نئی راہ اختیار کرنے والے نہ تھے۔ یعنی آپ عدل واحسان کے ساتھ حکومت کرنے میں منہج نبوی پر قائم تھے۔ [2]
- حاکم کی نگرانی کے سلسلہ میں امت کی ذمہ داری کو بیان کیا گیا تاکہ امت نیکی واحسان اور صلاح وتقویٰ میں حاکم کی مدد کرے اور اس کو نصیحت کرتی رہے تاکہ حاکم اتباع کے راستے پر قائم رہے، ابتداع اور نئی راہ اختیار نہ کرے۔
- یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے درمیان عدل کو قائم رکھا، کسی پر ظلم نہ کیا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کسی کا کوئی حق باقی نہ رہا، نہ چھوٹا نہ بڑا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی منہج پر چلیں گے، عدل کو عام کریں گے، ظلم کو مٹائیں گے۔ لہٰذا امت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آپ سے اس سلسلہ میں تعاون کریں اور جب کوئی آپ کو غصہ کی حالت میں دیکھے تو آپ سے اجتناب کرے تاکہ آپ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی مخالفت نہ ہو، جسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاست کا محور ومرکز قرار دیا ہے۔ [3] اور شیطان جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لاحق ہوتا ہے وہ تمام کو لاحق ہوتا ہے، ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک قرین (ہمہ وقتی ساتھی) ملائکہ میں سے اور ایک قرین جن میں سے لگا دیا ہے۔ [4] اور شیطان انسان کے خون کے ساتھ دوڑتا ہے۔

---

[1] البداية والنهاية: ٦/ ٣٠٧، تاريخ الطبري: ٢/ ٢٤١، ٢٤٥۔ ط: الكتب العلمية.

[2] تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٤٢٣. [3] تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٤٢٣.

[4] ابوبكر الصديق: محمد مال الله ١٩٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ما من احد الا وقد وکل به قرينه من الملائكة وقرينه من الجن قيل: وانت يا رسول الله؟ قال: وانا الا ان الله اعانني عليه فاسلم فلا يامرني الا بخير .)) ❶

''ہر ایک کے ساتھ ایک قرین (ہمہ وقتی ساتھی) ملائکہ میں سے اور ایک قرین جن میں سے لگا دیا گیا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ وہ مجھے بھلائی ہی کا حکم دیتا ہے۔''

اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے، ادھر سے بعض انصار کا گذر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھہرو یہ صفیہ بنت حی ہیں۔ پھر آپ نے بتلایا:

((انی خشيت ان يقذف الشيطان فی قلوبکما ان الشيطان يجری من ابن آدم مجری الدم .)) ❷

''میں ڈرا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں شک وشبہ نہ پیدا کردے، کیونکہ شیطان انسان کے خون کے ساتھ دوڑتا ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ میں معصوم نہیں ہوں، معصوم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور یہ بالکل حق ہے۔ ❸

✿ اس خطاب کے ذریعے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو وعظ فرمایا اور موت اور گذشتہ ملوک وسلاطین کے حالات یاد دلائے اور عمل صالح پر ابھارا تاکہ اللہ کی ملاقات کے لیے تیار رہیں اور اپنی زندگی میں الٰہی منہج پر ثابت رہیں۔ ❹ یہاں ہم اس بات کو اچھی طرح ملاحظہ کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنی قوت بیان کو امت کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فصیح ترین خطباء میں سے تھے۔ استاذ عقاد فرماتے ہیں: آپ کا کلام اخلاق وحکمت کے میزان میں سب سے زیادہ وزنی ہے۔ آپ نے مواقع کلام سے متعلق نادر مثالیں چھوڑی ہیں، ان میں سے ایک مثال ہی کافی ہے جو آپ کے اس ملکہ پر دلالت کرتی ہے، زیادہ کی ضرورت نہیں۔ جس طرح ایک ہی بالی پورے کھلیان سے کافی ہے، اسی طرح ان کی ایک بات کا سن لینا ہی ان کی ذات وفکر میں موجود حکمت کے خزانوں کا پتہ دیتا ہے۔ جیسے آپ کا یہ ارشاد:

❶ مسلم: ٤/ ٢١٦٧۔ ٢١٦٨، صفات المنافقين: ٢٨١٤ .
❷ البخاری: بدء الخلق ٤/ ١٢٤ .
❸ ابوبکر الصديق: محمد مال الله ١٩٧ .
❹ تاريخ الدعوة الی الاسلام: ٤٢٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''موت کے حریص بنو زندگی ملے گی'' یا یہ قول: ''سب سے بڑی سچائی امانت ہے اور سب سے بڑا جھوٹ خیانت ہے۔ صبر نصف ایمان ہے، یقین پورا ایمان ہے۔'' یہ تمام کلمات جس طرح بلاغت اور حسن تعبیر سے پر ہیں اسی طرح اعتدال و میانہ روی سے لبریز ہیں اور اس کان کا پتہ دیتے ہیں جہاں سے یہ نکلے ہیں۔ یہ انسان کو موجودہ ثقافت کے نشان سے بے نیاز کر دیتے ہیں جس کو جمع کرنے میں لوگ لگے ہوئے ہیں، اس لیے کہ حقیقی فہم ہی ثقافت کا مقصود و مغز ہوا کرتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جس طرح کلام میں بلاغت پر عبور تھا اسی طرح خطابت میں بھی لیاقت حاصل تھی۔ ❶

لشکر اسامہ کی روانگی سے متعلق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی گفتگو:

بعض صحابہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے لشکر اسامہ کے سلسلہ میں اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ اکثر مسلمان اور عرب آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، لہٰذا یہ مناسب نہیں کہ آپ مسلمانوں کی جماعت کو اپنے سے جدا کریں۔ ❷ اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے جرف میں اپنی لشکر گاہ میں سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کے ساتھ مدینہ لوٹ آنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے بھیجا اور کہا: میرے ساتھ مسلم قائدین اور ان کی اکثریت موجود ہے اور مجھے خلیفہ رسول، حرم رسول اور مسلمانوں کے سلسلہ میں مشرکین سے خطرہ لاحق ہے۔ ❸ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت کی اور لشکر اسامہ کو شام کی مہم پر روانہ کرنے کے سلسلے میں اپنے موقف پر مصر رہے۔ احوال وظروف اور نتائج کیسے بھی ہوں، اسامہ رضی اللہ عنہ اور دیگر قائدین جنگ، خلیفہ کی اپنی رائے پر اصرار سے مطمئن نہ ہوئے اور متعدد طریقوں سے اس بات کی کوشش کی کہ خلیفہ کو اپنی رائے پر مطمئن کر سکیں۔ جب خلیفہ سے اس طرح کے مطالبات بڑھ گئے تو آپ نے اس موضوع پر بحث وگفتگو کے لیے مہاجرین وانصار کی عام مجلس بلائی اور اس اجتماع میں مختلف پہلوؤں سے اس موضوع پر طویل گفتگو ہوئی۔ لشکر اسامہ کی روانگی کے سب سے بڑے مخالف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ کیونکہ وہ ایسی صورت میں خلیفہ، ازواج مطہرات، مدینہ اور اس کے باشندگان کے لیے سخت خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ کہیں مشرکین اور مرتدین چڑھ نہ دوڑیں اور کہیں ان کا قبضہ نہ ہو جائے۔ اور جب عمائدین صحابہ نے اس سلسلہ میں خلیفہ پر زور دیا اور ان عظیم خطرات کا خوف دلایا جو لشکر اسامہ کی روانگی سے پیدا ہو سکتے تھے تو آپ نے لوگوں کے مشورے سنے، انہیں اپنی بات مکمل کرنے کا موقع دیا، ان سے وضاحت طلب کی۔ ❹ پھر آخر میں آپ نے مجلس برخاست کرنے کا حکم دے دیا۔ ❺ پھر مسجد میں دوسرا عام اجتماع منعقد کیا اور اس میں صحابہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس مہم کے عدم نفاذ کو

❶ عبقریة الصدیق: ۱۳۹ . ❷ البدایة والنهایة: ۶/ ۳۰۸ .

❸ الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۲۲۶ . ❹ الشوری بین الأصالة والمعاصرة، عزالدین التمیمی ۸۲-۸۳ .

❺ ملامح الشوری فی الدعوة الاسلامیة ، عدنان النحوی ۲۵۷ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھول جائیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تیار کیا ہو، اور انہیں آپ نے خبر دی کہ وہ اس منصوبے کو عنقریب نافذ کر کے رہیں گے۔ اگر چہ اس تنفیذ کے نتیجے میں مرتدین مدینہ پر قابض ہو جائیں۔

آپ نے صحابہ کو خطاب ❶ کرتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے اگر مجھے یہ یقین ہو کہ درندے مجھے نوچ کر کھائیں گے تب بھی میں لشکر اسامہ کو بھیج کر رہوں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اگر بستی میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تب بھی میں اس کو ضرور نافذ کروں گا۔ ❷

جی ہاں! لشکر اسامہ کو اس کی مہم پر بھیجنے کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عزم بالکل صحیح تھا اگر چہ یہ تمام مسلمانوں کی رائے کے خلاف تھا کیونکہ لشکر اسامہ کو بھیجنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود تھا اور بعد کے حالات وواقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی اور آپ کی قرارداد صحیح تھی، جس کی تنفیذ کا آپ نے عزم کر رکھا تھا۔ ❸

انصار کا مطالبہ تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمر والے شخص کو امیر الجیش بنایا جائے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کے لیے روانہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ انصار اسامہ سے زیادہ عمر والے شخص کو امیر الجیش مقرر کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور فرمایا: خطاب کے بیٹے! اسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر مقرر فرمایا ہے اور تم مجھے حکم دے رہے ہو کہ میں اسے معزول کر دوں۔ ❹

عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل کر لوگوں کے پاس آئے، لوگوں نے دریافت کیا: کیا ہوا؟ فرمایا: چلے جاؤ، تمہاری مائیں تمہیں گم پائیں، تمہارے سلسلہ میں خلیفہ رسول سے کچھ نہیں ملا۔ ❺

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور لشکر کے پاس پہنچے، ان کو روانہ کیا اور الوداع کہنے کے لیے ان کے ساتھ چلے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے اور عبدالرحمن بن عوف آپ کی سواری لے کر چل رہے تھے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: خلیفہ رسول! یا تو آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: واللہ نہ آپ سواری سے اتریں گے اور نہ میں سوار ہوں گا۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ میں اپنے قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود کروں۔ ❻

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ مناسب سمجھیں تو عمر کو میرے تعاون کے لیے چھوڑ جائیں۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی۔ ❼ پھر آپ فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! ٹھہرو، میں

---

❶ الشوری بین الأصالة والمعاصرة: ۳۸.
❷ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٥.
❸ الشوری بین الاصالة والمعاصرة: ۸۳.
❹ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦.
❺ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦.
❻ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦.
❼ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں اسے یاد کر لو: خیانت نہ کرنا، مال غنیمت مت چھپانا، غداری نہ کرنا، لاشوں کا مثلہ نہ بنانا، پھل دار درخت کو مت کاٹنا، بکری، گائے، اونٹ کو مت ذبح کرنا، مگر یہ کہ کھانے کی ضرورت ہو، اور عنقریب ایسے لوگوں کے پاس سے تمہارا گذر ہوگا جو گرجا گھروں میں مشغول عبادت ہوں گے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا، اور عنقریب تمہارا گذر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوگا جو تمہارے سامنے انواع واقسام کے کھانے پیش کریں گے، اس میں سے جو چیز بھی کھاؤ اس پر بسم اللہ کہو، اور تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو اپنے سر کے بال درمیان سے صاف کیے ہوں گے اور چاروں طرف بال چھوڑے ہوں گے جیسے اس پر پٹی بندھی ہوئی ہو، ان کو تلوار سے اڑا دینا، اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔ ❶

اور آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر کو نافذ کرنے کی وصیت فرمائی، فرمایا: تم وہی کرنا جس کا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ قضاعہ کے علاقے سے شروع کرو پھر آبل ❷ پہنچو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم میں کوتاہی ہرگز نہ کرنا اور جس عہد میں تاخیر ہوگئی ہے جلد بازی مت کرنا۔ ❸ اسامہ رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر روانہ ہوگئے اور قضاعہ کے قبائل میں پہنچے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہسواروں کے پھیلا دینے کا حکم دیا تھا اور آپ کے حکم کے مطابق آبل پر حملہ کیا، فتح یاب ہوئے اور مال غنیمت حاصل کیا۔ ❹ اس مہم پر آنے جانے میں چالیس روز لگے۔ ❺

ہرقل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے حملے کی خبر ایک ساتھ پہنچی۔ رومی کہنے لگے یہ کیسے لوگ ہیں؟ ایک طرف تو ان کا نبی فوت ہو رہا ہے پھر بھی یہ ہمارے ملک پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ❻ اور عرب کہنے لگے: اگر مسلمانوں کے پاس قوت نہ ہوتی تو یہ لشکر روانہ نہ کرتے ❼ اور وہ اپنے بہت سے عزائم سے باز آگئے۔ ❽

لشکر اسامہ کی تنفیذ سے حاصل ہونے والے دروس وعبر اور فوائد:

حالات بدلتے رہتے ہیں لیکن شدائد ومشکلات مومن کو دینی امور سے غافل نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے حالات میں تبدیلی رونما کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾﴾ (البروج: ١٦) ''جو چاہے اسے کر گزرنے والا ہے۔'' ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿٢٣﴾﴾ (الانبیاء: ٢٣) ''وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں، اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں۔''

کتنی جلد اور کتنی خطرناک تبدیلی رونما ہوئی۔ ایک وقت وہ تھا جب عرب کے وفود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦.
❷ اردن کے جنوب میں ایک دن کے فاصلے پر واقع ہے۔
❸ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٧.
❹ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٧.
❺ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٧، تاریخ خلیفہ بن خیاط: ١٠١.
❻ عهد الخلفاء الراشدين للذهبي: ٢٠.
❼ قصة بعث ابى بكر جيش اسامة: د/ فضل الٰهى ١٤.
❽ الکامل لابن اثیر: ٢/ ٢٢٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں مطیع وفرمانبردار ہو کر اتنی کثرت سے حاضری دے رہے تھے کہ ۹ ہجری کا نام عام الوفود پڑ گیا، پھر اس طرح حالات بدلے کہ یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ اسلامی دارالخلافہ مدینہ پر عرب قبائل حملہ آور نہ ہو جائیں۔ ❶ بلکہ اپنے باطل زعم کے مطابق یہ قبائل اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے حملہ کرنے آئے بھی۔ ❷ اور اس میں کوئی تعجب خیز بات نہیں کیونکہ اقوام وامم کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ ان کے ایام ایک حالت پر باقی نہیں رہتے بلکہ تغیر وتبدل کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ جو ہستی ایام میں تبدیلی رونما کرتی ہے، اس نے خود اس کی خبر دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (ال عمران: ۱۴۰)

''ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔''

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ دنیا کے ایام لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ ان کے لیے دوام نہیں، خواہ خوشی کے ایام ہوں یا غمی کے۔ آج ایک کو خوشی لاحق ہوتی ہے اور اس کے دشمن کو غم پہنچتا ہے تو دوسرے دن اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اس کے حالات پہلے جیسے باقی نہیں رہتے اور اس کے آثار کے لیے استقرار نہیں ہوتا۔ ❸

یہاں مضارع کا صیغہ ﴿نُدَاوِلُهَا﴾ ''ہم ادلتے بدلتے رہتے ہیں'' استعمال ہوا ہے، تاکہ اقوام وامم کی تبدیلی حالات میں تجدید واستمرار پر دلالت کرے۔

قاضی ابوسعود فرماتے ہیں: مضارع کا صیغہ تجدد واستمرار پر دلالت کرتا ہے تاکہ یہ خبر دی جائے کہ یہ تبدیلی حالات ماضی وحاضر، تمام اقوام وامم میں سنت الٰہی رہی ہے۔ ❹

اور مقولہ ہے: ((الایام دُوَلٌ والحرب سجال)) ''ایام الٹتے پلٹتے رہتے ہیں اور جنگ میں غلبہ کبھی ایک کا ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کا۔'' ❺

شاعر کا قول ہے:

فیوم لنا ویوم علینا
ویومٌ نُسَاء ویومٌ نُسَرٌّ ❻

''ایک دن ہمارے حق میں اور ایک دن ہمارے خلاف، ایک دن ہمارے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے

---

❶ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: د/ فضل الٰهی ۱۸ . ❷ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: د/ فضل الٰهی ۱۸ .
❸ تفسیر الرازی: ۹/ ۱۵، تفسیر القرطبی: ۴/ ۲۱۸ .
❹ تفسیر ابی السعود: ۲/ ۸۹، روح المعانی للآلوسی: ۴/ ۶۸ .
❺ روح المعانی للآلوسی: ۴/ ۶۸ . ❻ تفسیر القرطبی: ۴/ ۲۱۸ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک دن ہم خوش کیے جاتے ہیں۔''

صدیق رضی اللہ عنہ امت کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ جب مصائب و آلام لاحق ہوں تو صبر کرو، صبر کے ساتھ اللہ کی مدد آتی ہے اور اللہ کی رحمت سے ناامیدی و سراسیمگی کا شکار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ (الاعراف: ٥٦)

''بے شک اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔''

مسلمانوں کو یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ مصائب و آلام کتنے ہی عظیم اور شدید کیوں نہ ہوں، ان کے لیے سنۃ الٰہی یہ ہے:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾﴾ (الانشراح: ٥۔٦)

''پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔''

مسلمان کا معاملہ اس دنیا میں عجیب ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں بیان فرمایا ہے:

((عجبا لامر المؤمن إنَّ امره كله خير ، وليس ذلك لاحد الا للمومن ان اصابته سرّاء شكر فكان خيرا له وان اصابته ضرَّاء صبر فكان خيرا له .))[1]

''مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کے تمام امور خیر ہیں اور یہ مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اس کو خوشی لاحق ہوتی ہے تو شکریہ ادا کرتا ہے اس طرح اس کو خیر حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر اس کو تکلیف لاحق ہوتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس طرح وہ خیر کا مستحق قرار پاتا ہے۔''

لشکر اسامہ کو اس کی مہم پر روانہ کرنے میں جو دروس و عبر پنہاں ہیں ان میں سے یہ ہے کہ مصائب و آلام کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں، مومن کو دین سے نہیں روک سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دینی کام سے مشغول نہ کر سکی اور آپ نے انتہائی تاریک و پرپیچ حالات میں لشکر اسامہ کو روانہ ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی امور کے مقدم رکھنے کے سلسلہ میں جو تعلیم حاصل کی تھی وہ ہر چیز پر مقدم تھی اور آپ کا یہی موقف دنیا سے رخصت ہونے تک رہا۔[2]

دعوتی تحریک کسی فرد پر منحصر نہیں اور ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واجب ہے:

لشکر کی روانگی کے واقعہ سے ہمارے سامنے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے قول و فعل سے یہ واضح کر دیا کہ دعوت کی تحریک کبھی رک نہیں سکتی، حتیٰ کہ سید الخلق، امام الانبیاء، قائد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اثر انداز نہیں ہو سکتی اور لشکر اسامہ کو اس کی مہم پر روانہ کرنے میں جلدی کر کے آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ دعوتی کام رک نہیں سکتا، وہ جاری رہے گا۔ چنانچہ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دن اعلان کرایا کہ لشکر

[1] مسلم: ٤/ ٢٢٩٥.
[2] قصة بعث ابی بكر جيش اسامة: ٢٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسامہ سے متعلق حضرات جرف میں اپنی لشکر گاہ میں پہنچ جائیں اور صدیق رضی اللہ عنہ نے بیعت کے بعد والے اپنے خطاب میں واضح کر دیا تھا کہ وہ اس دین کی خدمت کے لیے پوری جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ❶ اور ایک روایت میں آپ کا یہ قول مذکور ہے:

> ''لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہو، اپنے رب پر توکل کرو، یقیناً اللہ کا دین قائم ہے اور اللہ کا کلمہ مکمل ہے۔ اللہ اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرے گا اور اپنے دین کو عزت و غلبہ عطا کرے گا۔ جو لوگ ہمارے خلاف اٹھیں ان کی ہم پروا نہیں کرتے۔ یقیناً اللہ کی تلواریں ابھی کھلی ہوئی ہیں۔ ہم نے ابھی انہیں رکھا نہیں ہے۔ جو ہمارے خلاف اٹھے گا ہم اس سے اسی طرح جہاد کریں گے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کرتے تھے۔ لہٰذا کوئی بھی شخص ظلم و بغاوت پر نہ اترے ورنہ اس کا وبال اس کے سر ہوگا۔'' ❷

لشکر اسامہ کو اس کی مہم پر روانہ کرنے سے من جملہ دیگر دروس و اسباق کے یہ درس ملتا ہے کہ آرام و تکلیف ہر حالت میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع کریں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے فعل سے یہ حقیقت واضح کر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر کو مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے ہیں، وہ اس کو نافذ کر کے رہیں گے، خطرات و خدشات جس قدر بھی زیادہ ہوں۔ اور یہ حقیقت اس واقعہ کی روشنی میں متعدد مرتبہ آشکارا ہوئی۔ جیسے کہ:

- جب مسلمانوں نے خطرناک حالات کے پیش نظر لشکر اسامہ کو روکنے کا مطالبہ کیا تو ہمیشہ باقی رہنے والے اس قول سے ان کو جواب دیا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے یقین ہو جائے کہ درندے مجھے نوچ کھائیں گے تب بھی میں لشکر اسامہ کو روانہ کر کے رہوں گا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ اگر بستی میں میرے سوا کوئی باقی نہ رہے تب بھی اس کو نافذ کر کے رہوں گا۔ ❸
- جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ رسول اور مدینہ پر خطرہ محسوس کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ جرف سے مدینہ واپس ہونے کی اجازت مانگی تو ان کو اجازت نہ دی اور اپنے عزم مصمم کو ظاہر کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو نافذ کر کے رہیں گے۔ فرمایا: ''اگر مجھے کتے اور بھیڑیے نوچ کھائیں تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتا۔'' ❹ اور اپنے اس موقف کے ذریعے سے اس فرمان الٰہی کی عملی تصویر پیش کی:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶﴾

(الاحزاب: ٣٦)

❶ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ٢٧.
❷ البداية والنهاية: ٥/ ٢١٣، ٢١٤.
❸ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٥.
❹ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

❁ جس وقت آپ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ اسامہ کم سن ہیں ان کی جگہ کسی عمر رسیدہ کو امیر مقرر کر دیا جائے تو آپ اس طرح کی تجویز کو آپ تک پہنچانے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ پر سخت ناراض ہوئے (1) اور فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے گم پائے، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر منتخب کیا ہے، تو مجھے حکم دیتا ہے کہ میں اسے معزول کر دوں۔ (2)

❁ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا اہتمام اس وقت واضح ہو جاتا ہے جب آپ لشکر اسامہ کو الوداع کہنے نکلے، اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدل چلے، جب کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سواری پر سوار تھے۔ (3) آپ اپنے اس عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کر رہے تھے تو یہی کیفیت اختیار کی تھی۔ (4)

❁ مسند احمد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ان کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن روانہ کیا، آپ ان کے ساتھ ان کو وصیت کرتے ہوئے نکلے، معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ (5)

❁ شیخ احمد البنا اس حدیث کی تعلیق میں فرماتے ہیں: ایسا ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ کیا، باوجودیکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کم سن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا پرچم ان کو عطا کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی سفر کر سکے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیدل چل کر ان کو الوداع کیا، جبکہ اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ اس فعل میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی تھی جو آپ نے معاذ کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ (6)

❁ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کا اہتمام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے نمایاں ہوتا ہے کہ انہوں نے فوج کو الوداع کہتے ہوئے وصیت فرمائی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کو الوداع کہتے ہوئے وصیت فرمایا کرتے تھے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی پر بس نہ کی بلکہ لشکر اسامہ کو جو وصیت کی وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتوں سے ماخوذ تھی۔ (7)

---

(1) قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۳۰۔ (2) تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦۔
(3) تاریخ الطبری: ٤/ ٤٦۔ (4) قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۳٦۔
(5) الفتح الربانی: لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی ۲۱/ ۲۱۵۔
(6) بلوغ الامانی: ۲۱/ ۲۱۵۔ (7) قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- نیز آپ نے صرف قول و فعل میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا پر بس نہ کی بلکہ امیر الجیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تنفیذ کا حکم دیا اور اس سلسلہ میں کوتاہی سے منع فرمایا۔ ❶ آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم وہی کرنا جس کا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ قضاعہ کے علاقے سے شروع کرنا، آبل پر حملہ آور ہونا اور رسول اللہ ﷺ کے اوامر میں سے کسی میں کوتاہی نہ کرنا۔ ❷
- دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اسامہ! جس جہت کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس طرف روانہ ہو جاؤ پھر جیسا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم فرمایا ہے فلسطین کی جانب اور موتہ پر چڑھائی کرو اور جہاں نہ پہنچ سکو اللہ کافی ہے۔ ❸
- ابن اثیر کی ایک روایت میں ہے: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ وہی کریں جس کا انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ ❹

صحابہ کرام نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو مان لیا اللہ نے انہیں شرح صدر عطا فرمایا، پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم کو تھام لیا اور اس کو پورا کرنے کے لیے حتی الوسع کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح و نصرت سے نوازا اور مال غنیمت عطا کیا اور لوگوں کے دلوں میں ان کی ہیبت بٹھا دی اور دشمنوں کے مکر و فریب کو ان سے روک دیا۔ ❺

''تھامس آرنلڈ'' لشکر اسامہ کے سلسلہ میں لکھتا ہے: محمد ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ کو روانہ کیا جسے شام کی طرف بھیجنے کا نبی کریم ﷺ نے عزم کر رکھا تھا، باوجودیکہ عرب میں اضطرابی کیفیت کے پیش نظر بعض مسلمانوں نے اس سے اختلاف کیا۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے اس قول کے ذریعے سے خاموش کر دیا: میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو پورا کر کے رہوں گا۔ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ درندے مجھے نوچ کھائیں گے پھر بھی میں لشکر اسامہ کو روانہ کر کے رہوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ ❻

پھر کہتا ہے: یہ ان شاندار حملوں میں سے پہلا حملہ تھا جس کے ذریعے سے عرب شام، فارس اور شمالی افریقہ پر قابض ہوئے اور قدیم فارسی سلطنت کو ختم کیا اور رومی شہنشاہیت کے پنجے سے اس کے بہترین علاقوں کو آزاد کرا لیا۔ ❼

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی فتح و نصرت کو نبی کریم ﷺ کی اتباع سے جوڑ رکھا ہے، جو آپ کی اتباع کرے گا اس کے لیے نصرت و غلبہ ہے اور جو آپ کی نافرمانی کرے گا، اس کے لیے ذلت و

---

❶ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۳۲.
❷ تاریخ الطبری: ٤/ ٤٧.
❸ عهد الخلفاء الراشدین للذهبی: ۲۰.
❹ الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۲۳۷.
❺ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۳٦.
❻ الدعوة الی الاسلام: ٦٣.
❼ الدعوة الی الاسلام: ٦٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوائی ہے۔ امت کی زندگی کا راز رب کی اطاعت اور نبی کی سنت کی اقتداء میں پنہاں ہے۔ ❶

اہل ایمان کے درمیان اختلاف رونما ہونا اور کتاب وسنت کی طرف رجوع کر کے حل کرنا:

اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سچے اہل ایمان کے درمیان بھی بعض امور میں اختلاف رونما ہوسکتا ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں لشکر اسامہ کو روانہ کرنے سے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف رونما ہوا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے سلسلہ میں اقوال مختلف ہوئے لیکن اختلاف رائے ان کے درمیان آپسی بغض وکینہ، قطع تعلق، قتال اور لڑائی جھگڑے کا سبب نہ بنا اور ان میں سے کوئی بھی اپنی رائے پر، اس کی غلطی واضح ہو جانے کے بعد، ڈٹا نہیں رہا۔ ❷ اور لشکر اسامہ کو اس کی مہم پر بھیجنے کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی طرف جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف کو لوٹایا اور ان کے سامنے یہ واضح کیا کہ حالات کیسے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو نافذ کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتے، تو تمام صحابہ کرام نے آپ کی اس وضاحت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو قبول فرما لیا اور اپنی رائے بھول گئے۔

اسی طرح اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ اکثریت کی رائے اگر نص کے مخالف ہو تو اس کا اعتبار نہ ہوگا چنانچہ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ رائے تھی کہ لشکر اسامہ کو روانہ نہ کیا جائے، انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: قبائل عرب آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، آپ لوگوں کو یہاں سے بھیج کر تنہا کچھ نہیں کر سکتے۔ ❸ یہ کہنے والے عام لوگ نہ تھے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو روئے زمین پر انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد افضل ترین لوگ ہیں، لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے نہ مانی اور یہ واضح فرمایا کہ ان لوگوں کی رائے کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مکرم ومعظم اور واجب العمل ہے۔ ❹

یہ حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے واقعے میں بھی واضح ہو چکی ہے کہ اکثر صحابہ جن میں عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، ان کا کہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی ہے اور بہت تھوڑے صحابہ کا کہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔ انھی میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہاں ہم نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نص قرآنی پر ڈٹ گئے اور اکثریت کی رائے کی غلطی کو واضح کیا جو یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی ہے۔ ❺

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وفات نبوی کے سلسلہ میں اکثریت کی رائے پر تعلیق (نوٹ) لگاتے ہوئے فرماتے ہیں: اجتہاد میں اقلیت صحیح نتیجے پر پہنچ سکتی ہے اور اکثریت غلطی کا شکار ہوسکتی ہے، لہٰذا اکثریت کی بنیاد پر ترجیح متعین

---

❶ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۳۹.
❷ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۴۷۔۴۸.
❸ تاریخ خلیفه بن خیّاط: ۱۰۰.
❹ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۴۴، ۴۵۔
❺ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۴۴، ۴۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ ❶

خلاصہ کلام یہ کہ لشکر اسامہ کے واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اکثریت کا کسی رائے کو اختیار کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ❷ اور یہ کہ اہل ایمان کے سامنے جب حق واضح ہو جاتا ہے تو وہ حق کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے سامنے یہ واضح فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی لشکر اسامہ کو اپنی مہم پر روانہ ہونے کا حکم فرمایا ہے اور اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر منتخب کیا ہے، تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری قبول کی۔ ❸

دعوت کو عمل سے جوڑنا اور خدمت اسلام میں نوجوانوں کا مقام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارداد پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید کی امارت پر اصرار کیا تو صرف اس اصرار پر اکتفا نہ کیا بلکہ عملی طور سے ان کی امارت کا اعتراف کیا، اور یہ حقیقت دو باتوں سے واضح ہو جاتی ہے:

اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی اٹھارہ یا بیس سال تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اس فرق کے باوجود ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیدل چل کر اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا، جبکہ وہ سوار تھے۔ اور جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان سے مطالبہ کیا کہ یا آپ سوار ہو جائیں یا مجھے نیچے اترنے کی اجازت دیں تو آپ نے ان کی کسی بات میں موافقت نہ کی۔ نہ خود سوار ہوئے اور نہ ان کو نیچے اترنے کی اجازت دی، اور اس طرح پیدل چل کر آپ نے لشکر اسامہ کو اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے اعتراف کی دعوت دی اور ان کے دلوں سے اس سلسلہ میں حرج کو ختم کیا۔ گویا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر فوج کو خطاب کر رہے تھے: مسلمانو! دیکھو باوجودیکہ میں خلیفہ رسول ہوں، اسامہ کے ساتھ پیدل چل کر، جب کہ وہ سوار ہیں، ان کی امارت کا اقرار و احترام کر رہا ہوں کیونکہ ان کو ہمارے امام اعظم اور قائد اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر مقرر کیا ہے، تو بھلا تم کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ ان کی امارت پر تنقید کرو۔ ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرورت کے پیش نظر عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں باقی رکھنا چاہتے تھے لیکن آپ نے اس کا حکم ان کو نہ دیا، بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان کو مدینہ میں چھوڑ دیں۔ اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے احترام و اعتراف کی دوسری عملی تصویر پیش کی اور اس میں بلاشبہ فوج کو ان کی امارت کے اقرار و انقیاد کی مضبوط دعوت ہے۔

یہ عمل جس کا اہتمام ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا، دعوت کو عمل سے جوڑنا ہے، جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو توبیخ فرمائی ہے جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھولے ہوئے ہیں۔ ❺

---

❶ فتح الباری: ۸/ ۱۴۶ .
❷ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة : ۴۶ .
❸ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة : ۵۲ .
❹ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة : ۶۶ .
❺ قصة بعث ابی بکر جیش اسامه: ۶۶ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝﴾ (البقرة: ٤٤)

''کیا تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو؟ کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟''

اس واقعہ سے خدمت اسلام کے سلسلہ میں نوجوانوں کے عظیم مقام کا پتہ چلتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم جیسی اپنے وقت کی عظیم قوت سے ٹکرانے کے لیے جو فوج تیار کی اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نوجوان کو مقرر فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ یا بیس سال تھی اور لوگوں کے اعتراض کے باوجود ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس منصب پر باقی رکھا اور یہ نوجوان امیر بفضل الٰہی اپنی مہم سے فتح مندی اور مال غنیمت کے ساتھ واپس ہوا۔ اس واقعہ کے اندر نوجوانوں کو خدمت اسلام کے لیے اپنے مقام کو پہچاننے کا درس دیا گیا ہے۔ اگر ہم اسلامی دعوت کی مکی اور مدنی عہد کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں اس طرح کے بے شمار شواہد ملیں گے جو قرآن و سنت کی خدمت، حکومتی امور کی ادارت و انتظام اور جہاد و دعوت کے میدان میں شرکت کر کے نوجوانان اسلام نے جو خدمات انجام دی ہیں اس پر دلالت کرتے ہیں۔ ❶

اسلامی جہاد کے آداب کی تابناک تصویر:

لشکر اسامہ کا واقعہ ہمارے سامنے اسلامی جہاد کی تابناک تصویر پیش کرتا ہے۔ یہ تصویر لشکر اسامہ کو رخصت کرتے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو وصیت فرمائی اس سے نمایاں ہوتی ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس وصیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امراء وافواج کو رخصت کرتے وقت وصیت فرمایا کرتے تھے۔ ❷

مذکورہ وصیت کے جملوں سے مسلمانوں کی جنگ کا مقصد محض دعوت اسلام ہے۔ جب قومیں یہ دیکھیں گی کہ فوج اس طرح کی وصیتوں کا التزام کرتی ہے تو وہ خود بخود اسلام میں داخل ہو جائیں گی، ان کو کوئی چیز اسلام میں داخل ہونے سے روک نہ سکے گی:

- لوگ ایسی فوج دیکھیں گے جو خیانت نہیں کرتی، امانت کی حفاظت کرتی ہے، عہد و پیمان پورا کرتی ہے، لوگوں کا مال چوری نہیں کرتی، ناحق اس پر قابض نہیں ہوتی۔
- ایسی فوج جو آدمیوں کا مثلہ نہیں کرتی، قتل میں اچھائی کا ثبوت دیتی ہے، جس طرح عفو و درگذر میں اچھائی کا ثبوت دیتی ہے، بچوں پر رحم کھاتی ہے، بڑوں، بوڑھوں کی تکریم کرتی اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے

❶ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۷۰. ❷ قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۸۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش آتی ہے، خواتین کی حفاظت کرتی ہے۔

- ایسی فوج جو مفتوحہ علاقوں کے مال ومتاع کو تباہ نہیں کرتی، بلکہ کھجوروں کے باغات کی حفاظت کرتی ہے، اس کو نذر آتش نہیں کرتی، پھل دار درخت کو نہیں کاٹتی اور فصلوں اور کھیتوں کو تباہ نہیں کرتی۔
- ایک طرف فوج جو انسانی ثروت کی حفاظت کرتے ہوئے غداری نہیں کرتی، خیانت نہیں کرتی، مال غنیمت کو نہیں چھپاتی، مقتول کا مثلہ نہیں کرتی، بچوں، بوڑھوں اور خواتین کو قتل نہیں کرتی، زرعی ثروت کی حفاظت کرتے ہوئے کھجوروں کو نہیں کاٹتی، نہ پھل دار درخت کو کاٹتی ہے، وہیں دوسری طرف حیوانی ثروت کی حفاظت کرتے ہوئے بکری، گائے، اونٹ کو ذبح نہیں کرتی مگر یہ کہ کھانے کی ضرورت ہو۔ کیا غیر اسلامی فوجیں ان چیزوں میں سے کسی ایک کی بھی حفاظت کرتی ہیں؟ بلکہ ملک کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہیں اور اسے کھنڈر میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اس کی زندہ مثال افغانستان [1]، بوسینیا، کوسوفا، کشمیر، چیچنیا اور فلسطین پر ڈھائے جانے والے فوجی مظالم ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ اللہ کی ہدایت اور ملحدین کی ضلالت میں کتنا عظیم فرق ہے۔
- اسلامی فوج عقائد وادیان کا احترام کرتی ہے، عبادت خانوں میں مشغول عبادت گذاروں کی حفاظت کرتی ہے، ان کو کسی طرح کی اذیت نہیں پہنچاتی ہے، یہ عملی دعوت، اسلامی رواداری اور سچی عدالت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن جو لوگ زمین میں فساد مچاتے ہیں اور حق کے خلاف جنگ کرتے ہیں، ان کا بدلہ قتل ہے تاکہ دوسروں کے لیے درس عبرت بنیں۔ [2]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں جو کچھ کہا وہ صرف زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ مسلمانوں نے آپ کے دور میں اور آپ کے بعد آنے والے ادوار میں اس کو نافذ کیا۔ [3]

ان شاء اللہ فتوحات صدیقی کے بیان میں ہم اس کو ملاحظہ کریں گے۔

اسلامی خلافت کی ہیبت و دبدبہ پر لشکر اسامہ کا اثر:

روم کو مرعوب کر کے لشکر اسامہ فتح وغنیمت کے ساتھ واپس ہوا، شاہ روم ہرقل جو اس وقت حمص میں موجود تھا اپنے جرنیلوں کو جمع کر کے ان سے کہا: اسی چیز سے میں نے تم کو ڈرایا تھا لیکن تم لوگوں نے میری بات نہ مانی۔ عرب مہینے بھر کی مسافت طے کر کے تم پر حملہ آور ہوتے ہیں اور پھر اسی وقت بالکل صحیح سالم واپس ہو جاتے ہیں، ان کو زخم تک نہیں لگتا۔ ہرقل کے بھائی یناف نے کہا: فوج بھیجئے جو بلقاء (اردن) میں ڈٹ جائے اور حدود کی حفاظت کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا، فوج روانہ کی، ان پر اپنے ایک ساتھی کو امیر مقرر کیا اور یہ فوج وہاں مقیم رہی

---

[1] تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۶۹.
[2] تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۶۹.
[3] قصة بعث ابی بکر جیش اسامة: ۸۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں اسلامی فوجیں شام کی طرف آگے بڑھیں۔ ❶ پھر تمام رومیوں کو تعجب ہوا اور انہوں نے کہا: یہ کیسے لوگ ہیں، ان کا نبی مر چکا ہے پھر بھی یہ ہمارے ملک پر حملہ آور ہو رہے ہیں؟ ❷

اسی طرح شمال میں واقع عرب قبائل اسلامی سلطنت کی قوت سے خوفزدہ اور مرعوب ہو گئے۔ ❸ جس وقت لشکر اسامہ مدینہ پہنچا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کو لے کر مدینہ سے نکل کر ان کا استقبال کیا، لا الٰہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ اہل مدینہ نے پورے جوش وخروش اور مسرت کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں داخل ہوئے اور سیدھے مسجد نبوی کا رخ کیا اور اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام پر سجدۂ شکر ادا کیا۔ اس غزوہ کا خود مسلمانوں کی زندگی اور پھر ان عربوں کی زندگی پر بڑا گہرا اثر ہوا، جو مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے اور اسی طرح ان رومیوں کی زندگی پر بھی اثر انداز ہوا، جن کا ملک مسلمانوں کے حدود پر پھیلا ہوا تھا۔ ❹ اس فوج نے اپنی شہرت کے ذریعے سے وہ کام کر لیا جو اپنی قوت وتعداد کے اعتبار سے نہ کر سکی۔ مرتدین کو جو آگے بڑھے تھے روک دیا، جو اکٹھے ہوئے تھے ان کو منتشر کر دیا اور جو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے والے تھے، انہوں نے مصالحت میں اپنی عافیت سمجھی اور اسلحہ اتارنے سے قبل ہی ہیبت نے اپنا اثر دکھا دیا۔ ❺

یقیناً اس فوج کی اپنی مہم پر روانگی مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ثابت ہوئی۔ شمال میں ارتداد تمام محاذوں میں کمزور ترین ہو گیا، اور شاید اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کا فتوحات کے وقت اس محاذ کو توڑنا عراق میں دشمن کے محاذ کو توڑنے کی بہ نسبت زیادہ آسان ثابت ہوا۔

ان سب سے یہ بات موکد ہو جاتی ہے کہ مشکلات وشدائد کا حل تلاش کرنے والے ماہرین میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ ثاقب نظر اور عمیق فہم کے مالک تھے۔

---

❶ المغازی: ٣/ ١١٢٤، طبقات ابن سعد: ٢/ ١٩٢.
❷ تهذيب ابن عساكر: ١/ ١٢٥، تاريخ ابن عساكر: ١/ ٤٣٩.
❸ تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٢٧٠.
❹ الصديق لهيكل باشا: ١٠٧.
❺ عبقرية الصديق للعقاد: ١٠٩.
❻ حركة الرِّدّة: د/ علی العتوم ١٦٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

مرتدین سے جہاد

ارتداد کی اصطلاحی تعریف اور ارتداد سے روکنے والی بعض آیات

ا۔ ارتداد کی اصطلاحی تعریف:

امام نووی رحمہ اللہ ارتداد کی تعریف میں فرماتے ہیں: نیت یا کفریہ قول یا فعل کے ذریعے سے اسلام کا انکار کر دینا خواہ مذاق کے طور پر یہ بات کہی ہو یا عناد یا اعتقاد کی بنیاد پر۔ لہٰذا جس نے خالق کی یا رسولوں کی نفی کی یا کسی رسول کی تکذیب کی، یا بالاجماع حرام چیز جیسے زنا کو حلال قرار دیا، یا اس کے برعکس بالاجماع حلال کو حرام قرار دیا، یا مجمع علیہ وجوب کی نفی کی، یا اس کے برعکس مجمع علیہ عدم وجوب کو واجب قرار دیا، یا کفر کا عزم کیا یا اس میں تردد کیا، وہ کافر ہو گیا۔ ❶

اور علیش مالکی نے اس کی تعریف یوں بیان کی ہے: کسی مسلمان کا قول صریح یا ایسے قول و فعل کے ذریعے سے کافر ہو جانا جو کفر کے متقاضی ہوں۔ ❷

اور امام ابن حزم رحمہ اللہ مرتد کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہر وہ شخص جو مسلمان ہو اور دیگر تمام ادیان سے بری ہو پھر اس کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ وہ اسلام سے پھر گیا اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) یا غیر اہل کتاب کے دین میں داخل ہو گیا یا بے دین ہو گیا۔ ❸

اور عثمان حنبلی نے مرتد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: مرتد لغت میں لوٹنے والے کو کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰٓ أَدْبَارِكُمْ﴾ (المائدة: ٢١)

''اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو۔''

شریعت میں مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد وہ کام کرے جس سے کفر لازم آتا ہو۔ ❹

---

❶ محمد الزهری الغمراوی: شرح علی متن المنهاج، لشرف الدين النَّوَوِی ٥١٩.
❷ احكام المرتد للسامرائی: ٤٤.
❸ المُحلّى: ١١/ ١٨٨، المطبعة المنيرية: ١٣٥٢ هجری.
❹ احكام المرتد للسامرائی: ٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرتد ہر اس شخص کو کہیں گے جو اس چیز کا انکار کرے جس کا دین ہونا معلوم و متعین ہو جیسے نماز، زکوٰۃ، نبوت، مومنین سے دوستی ومحبت، یا ایسے قول یا فعل کا مرتکب ہو جس میں کفر کے سوا کسی تاویل کا احتمال نہ ہو۔[1]

۲۔ بعض آیات جو مرتدین کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام سے مرتد ہونے والوں کے لیے ایسی عبارتیں استعمال کی ہیں جو اس وبائی اوندھے پن پر دلالت کرتی ہیں، جس کی طرف وہ پلٹتے ہیں۔ جیسے ایڑی کے بل پلٹ جانا، پیٹھ کے بل پلٹ جانا، خسران و گھاٹے کے ساتھ لوٹنا، چہروں کا میٹ دیا جانا، منہ میں ہاتھ لوٹا لینا، ارتیاب وتردد، چہروں کا کالا پڑ جانا۔[2]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تُطِيعُوا۟ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ فَتَنقَلِبُوا۟ خَٰسِرِينَ ﴿١٤٩﴾﴾ (آل عمران: ١٤٩)

''اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے، (یعنی تمہیں مرتد بنا دیں گے) پھر تم خسران اور گھاٹے کے ساتھ لوٹو گے، (یعنی نامراد ہو جاؤ گے)''

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ ءَامِنُوا۟ بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰٓ أَدْبَارِهَآ أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ أَصْحَٰبَ ٱلسَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ ٱللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٤٧﴾﴾ (النساء: ٤٧)

''اے اہل کتاب! جو کچھ ہم نے نازل فرمایا ہے جو اس کی بھی تصدیق کرنے والا ہے جو تمہارے پاس ہے، اس پر ایمان لاؤ، اس سے پہلے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انہیں لوٹا کر پیٹھ کی طرف کر دیں یا ان پر لعنت بھیجیں جیسے ہم نے ہفتے کے دن والوں پر لعنت کی اور اللہ تعالیٰ کا کام کیا گیا ہے۔''

تفسیر ابن کثیر میں ہے: چہرہ بگاڑنے سے مقصود اندھا کر دینا اور پیٹھ کی طرف لوٹا کر کر دینے کا مطلب ہے: گدی، یعنی پیچھے کی طرف دو آنکھیں کر دیں گے، اور یہ عقاب اور سزا کا انتہائی بلیغ اسلوب ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے حق سے پھر جانے اور باطل کی طرف لوٹ آنے اور واضح و روشن شاہراہ کو چھوڑ کر راہ ضلالت اختیار کرنے اور پیٹھ کے بل پیچھے کی طرف چلنے کی مثال بیان کی ہے۔[3]

---

[1] حركة الردة: د/ علي العتوم ۱۸ . یہ ارتداد کے سلسلہ میں اہم ترین مرجع ہے۔
[2] حركة الردة: د/ علي العتوم ۱۸ ،
[3] تفسير ابن كثير: ۱/ ۵۰۷-۵۰۸ طبعة الحلبي .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾﴾

(آل عمران: ۱۰۶)

''جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ۔ سیاہ چہرے والوں (سے کہا جائے گا کہ) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو۔''

امام قرطبی نے یہاں بہت سے اقوال ذکر کیے ہیں اور انھی اقوال میں سے قتادہ کا قول ہے کہ یہ آیت مرتدین کے بارے میں ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی ذکر کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ یہ آیت ارتداد سے متعلق ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

((یرد علی الحوض یوم القیامة رهطٌ من اصحابی فیُجلون عن الحوض فاقول: یا رب اصحابی! فیقول: انك لا علم لك بما احدثوا بعدك انهم ارتدُّوا علی ادبارهم القهقری .)) ❶

''قیامت کے دن میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ حوض پر آئیں گے، انہیں حوض سے ہٹا دیا جائے گا، میں کہوں گا: اے میرے رب یہ میرے ساتھی ہیں، اللہ فرمائے گا: تم کو نہیں معلوم تمہارے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کی تھیں، یہ تو اپنے پیٹھ پیچھے الٹے پاؤں لوٹ گئے تھے۔''

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یوں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یجاء برجالٍ من امتی فیؤخذ بهم ذات الیمین فاقول: اصحابی! فیقال: انك لا تدری ما احدثوا بعدك، فاقول کما قال العبد الصالح: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ فیقال: انهم لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم .)) ❷

''میری امت کے کچھ افراد کو لایا جائے گا، پھر انہیں دائیں طرف موڑ دیا جائے گا، میں کہوں گا: یہ میرے ساتھی ہیں، جواب ملے گا: تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کی تھیں پھر میں وہی کہوں گا جو عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا: ''میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا۔'' پھر مجھ سے کہا جائے گا: جب سے تم ان کو چھوڑ کر آئے ہو یہ اپنی ایڑیوں کے بل ارتداد میں پڑے ہوئے تھے۔''

❶ تفسیر القرطبی: ٤/ ١٦٦ . ❷ الخصائص الکبری للسیوطی: ٢/ ٤٥٦ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتداد کے اسباب واقسام:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بعض قبائل عرب کے ارتداد کے مختلف اسباب تھے: رسول اللہ ﷺ کی وفات کا صدمہ، دین میں کمزوری، فہم نصوص میں نقص، جاہلیت اور اس کے مفاسد کے ارتکاب کی چاہت، نظام سے بغاوت اور شرعی حکومت کے خلاف خروج، قبائلی عصبیت، حکومت کی طمع، دین کو حصول مال کا ذریعہ بنانا اور مال میں بخیلی، حسد نیز خارجی اثرات ❶ جیسے یہود و نصاریٰ اور مجوس کا سازشی کردار۔ ان شاء اللہ ہم ان اسباب پر گفتگو کریں گے۔

ارتداد کی بھی مختلف شکلیں رہی ہیں: کچھ لوگوں نے تو سرے سے اسلام چھوڑ کر وثنیت اور بت پرستی کو اختیار کر لیا، کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، کچھ لوگوں نے انکار نماز کی دعوت دی، کچھ لوگ اسلام کے معترف رہے، نماز بھی قائم کرتے رہے لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی سے رک گئے، کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے خوش ہوئے اور جاہلی عادات واعمال میں لگ گئے، کچھ لوگ حیرت وتردد کا شکار ہوئے اور اس انتظار میں لگ گئے کہ کس کو غلبہ ملتا ہے۔ ان تمام شکلوں کی وضاحت سیرت وفقہ کے علماء نے کی ہے۔ ❷

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرتدین دو طرح کے تھے، ایک تو وہ جو دین سے مرتد ہوئے، ملت کو چھوڑا اور کفر کی طرف لوٹ گئے۔ اس فرقے کے دو گروہ تھے، ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی پر ایمان لائے، ان کی نبوت کی تصدیق کی اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو دین اسلام سے مرتد ہوئے، شرعی احکام کا انکار کیا، نماز وزکوٰۃ وغیرہ جیسے امور کے تارک ہو کر جاہلی دین کی طرف لوٹ گئے۔ اور مرتدین کی دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جنھوں نے نماز وزکوٰۃ کے درمیان تفریق کی، نماز کا اقرار کیا اور زکوٰۃ کی فرضیت اور اسے خلیفہ کو دینے کے وجوب کا انکار کیا ❸ ...... ان زکوٰۃ روکنے والوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو زکوٰۃ دینا چاہتے تھے لیکن ان کے سرداروں نے ان کو اس سے روک رکھا تھا۔ ❹

مرتدین کی اس تقسیم سے قریب تر قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تقسیم ہے لیکن انھوں نے تین قسمیں بیان کی ہیں: ایک وہ جنھوں نے بت پرستی اختیار کر لی۔ دوسرے وہ جنھوں نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی پیروی کی۔ دونوں نبوت کے دعویدار تھے۔ تیسرے وہ جو اسلام پر قائم رہے لیکن زکوٰۃ کا انکار کیا اور اس تاویل کے شکار ہوئے کہ اس کی فرضیت نبی کریم ﷺ کے دور تک محدود تھی۔ ❺

ڈاکٹر عبدالرحمن بن صالح المحمود نے مرتدین کی چار قسمیں بیان کی ہیں: ایک وہ جو بت پرستی میں لگ گئے،

---

❶ حركة الرّدة، علي العتوم: ۱۱۰-۱۳۷.
❷ حركة الردة، علي العتوم: ۲۰.
❸ شرح صحيح مسلم للنووي: ۱/ ۲۰۳.
❹ شرح صحيح مسلم للنووي: ۱/ ۲۰۳.
❺ فتح الباري: ۱۲/ ۲۷۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے وہ جنھوں نے جھوٹے مدعیان نبوت اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور سجاح کی اتباع کی، اور تیسرے وہ جنھوں نے وجوب زکوٰۃ کا انکار کیا، اور چوتھے وہ جنھوں نے وجوب زکوٰۃ کا تو انکار نہ کیا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دینے سے انکار کیا۔ ❶

دور نبوی کے اخیر میں ارتداد:

ارتداد کا آغاز ۹ ہجری سے ہوا، جسے ''عام الوفود'' کہا جاتا ہے۔ یہ وہ سال ہے جب جزیرۂ عرب نے رسول اللہ ﷺ کی قیادت کو تسلیم کر لیا اور اس کے سردار قائدین مختلف علاقوں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس مدت میں ارتداد کی تحریک وسیع پیمانے پر ظاہر نہیں ہوئی تھی لیکن ۱۰ ہجری کے اواخر میں جب رسول اللہ ﷺ نے حج کیا اور مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو لوگوں کے کانوں میں ارتداد کی آواز پہنچنے لگی اور اس کی چنگاری راکھ کے نیچے بھڑکنے لگی۔ سانپ اپنے سر سوراخ سے نکالنے لگے، جن کے دل مریض تھے، انہیں خروج کی جرأت آئی۔ چنانچہ اسود عنسی یمن میں، مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور طلیحہ اسدی اپنے اپنے علاقے میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ❷ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب اسلام کے لیے عظیم خطرہ بن گئے، یہ اپنے ارتداد کی ڈگر پر ڈٹ گئے اس سے لوٹنے کا امکان نہ رہا اور ان کو افراد و وسائل کی عظیم قوت حاصل ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں اپنے نبی ﷺ کو خواب دکھایا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں اور پھر آپ کے بعد آپ کی امت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ ایک دن منبر پر خطبہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: لوگو! مجھے شب قدر دکھائی گئی، پھر مجھے بھلا دیا گیا اور میں نے اپنے دونوں بازوؤں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے یہ بات ناگوار گذری، پھر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے، میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی۔ یمن والا (اسود عنسی) اور یمامہ والا (مسیلمہ کذاب)۔ ❸

اہل علم نے اس خواب کی تعبیر کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے: نبی کریم ﷺ کا پھونک مارنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دونوں آپ کے اشارے پر قتل کیے جائیں گے، بذات خود آپ ان سے جنگ نہیں کریں گے۔ اور آپ کا یہ بیان کرنا کہ وہ دونوں کنگن سونے کے تھے، یہ ان دونوں کے جھوٹا ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ان کی اساس ملمع سازی اور ظاہری تزئین پر ہوتی ہے۔ اور اسی طرح ''سوارین'' کا لفظ اس پر دلالت کرتا کہ یہ دونوں بادشاہ ہوں گے اس لیے کہ ''اُساورہ'' بادشاہ تھا۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں کو محیط ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک وقت تک ان کا مسئلہ مسلمانوں کے لیے انتہائی سنگین ہوگا کیونکہ کنگن بازو کو چمٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ❹

---

❶ الحکم بغیر ما انزل الله: د/ عبدالرحمن المحمود ۲۳۹ . ❷ حرکة الردة: ٦٥ .

❸ البخاري: ۳٦۲۱، مسلم: ۲۲۷۳ . مسند احمد ، رقم: ۱۱٤۰۷ . ❹ حرکة الردة: ٦٦ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ڈاکٹر علی عتوم اس کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان دونوں کا پھونک سے اڑ جانا ان کے مکرو چال کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے، خواہ وہ کتنے ہی بڑے ہوں، وہ جھاگ کی طرح ہیں جس کے لیے زوال لازمی ہے۔ اور جب یہ کید ومکر شیطان کی طرف سے ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ معمولی سا حملہ ان کو داستان پارینہ میں تبدیل کر دے گا، اوران دونوں کا سونے کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان دونوں کا مقصود محض دنیا ہوگا کیونکہ سونا دنیاوی مال ومتاع کی علامت ہے، جس کے پیچھے فریب خوردہ لوگ دوڑتے ہیں، اور کنگن ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں ہر چہار جانب سے مسلمانوں کو گھیر کر ختم کرنے کی کوشش کریں گے، جس طرح کنگن کلائی کو اپنے گھیرے میں لیے رہتا ہے۔ [1]

مرتدین کے سلسلہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف:

جب ارتداد کی لہر اٹھی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے ہدایت سے نوازا، پس کافی ہو گیا، اور عطا کیا پس بے نیاز کر دیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اس وقت علم کی قدر و قیمت نہ تھی، اسلام اجنبی اور دھتکارا ہوا تھا، اس کی رسّی بوسیدہ ہو چکی تھی، اس کے کپڑے پرانے ہو چکے تھے، اس کے ماننے والے اس سے بھٹک گئے تھے، اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے ناراض ہو گیا تھا، ان کو کوئی خیر ان کے خیر کی وجہ سے نہیں دیتا تھا اور ان سے کوئی شر ان کے شر کی وجہ سے نہیں پھیرتا تھا، انہوں نے اپنی کتاب میں تبدیلی کر ڈالی اور اس میں دوسری چیزیں شامل کر دیں، اور عرب اپنے آپ کو اللہ رب العزت سے محفوظ سمجھتے رہے، نہ اس کی عبادت کرتے نہ اس سے دعا کرتے، اللہ نے ان کی معیشت تنگ کر دی، اللہ نے پتھریلی زمین میں بدلیوں کے ساتھ دین کو سایہ فگن کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ان کو آخری امت قرار دیا اور ان کو امت وسط بنایا اور ان کے متبعین کے ذریعے سے ان کی مدد کی اور دوسروں پر ان کو فتح عطا کی، اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو شیطان نے پھر اپنا قبضہ جمایا اور ان کے ہاتھ پکڑے اور ان میں سے ہلاک ہونے والے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (١٤٤)﴾ (آل عمران: ١٤٤)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک

[1] حركة الردة للعتوم: ٦٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلہ دے گا۔‘‘

تمہارے اردگرد کے دیہاتیوں نے اپنی بکریاں اور اونٹ جو زکوٰۃ میں دیتے تھے روک لیے ہیں۔ آج سے بڑھ کر وہ اپنے دین میں کبھی زیادہ کمزور نہ تھے۔ کاش وہ اس کی طرف لوٹ آئیں! اور تم آج سے بڑھ کر زیادہ قوی نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اللہ کے حوالے کر دیا ہے اور وہ کافی ہے، اس نے آپ ﷺ کو راہ بھولا پایا تو ہدایت سے نوازا، نادار پایا تو تونگر کر دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

’’اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے، تو اس نے تمہیں بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔‘‘

اللہ کی قسم! میں اس کے دین کے لیے قتال کرنا جاری رکھوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ مکمل کر دے اور ہمارے لیے اپنا عہد پورا کر دے۔ اہل جنت میں سے جن کو شہادت ملنی ہے شہادت مل جائے اور جن کو باقی رہنا ہے وہ زمین میں باقی رہ جائیں۔ اللہ کا فیصلہ برحق ہے اور اس کی بات بدلتی نہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾ (النور: ۵۵) [1]

’’تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے، اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا، جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔‘‘

بعض صحابہ جن میں سرفہرست عمر رضی اللہ عنہ تھے، آپ کو مشورہ دیا کہ مانعین زکوٰۃ کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں اور مال کے ذریعے سے ان کی تالیف قلب (دلجوئی) کریں تاکہ ایمان ان کے دلوں میں پیوست ہو جائے پھر وہ اس

[1] البداية والنهاية: ٦/ ٣١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد زکوٰۃ ادا کریں گے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو نہ مانا۔ ❶ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو عرب میں سے مرتد ہونے والے مرتد ہوگئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ ان لوگوں سے کس بنیاد پر قتال کریں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله ، فمن قالها فقد عصم منی ماله ونفسه الا بحقه ، وحسابه علی الله .)) ❷

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیں۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیا اس نے اپنے مال و جان کو محفوظ کرلیا مگر یہ کہ اسلام کا حق آ جائے، اور اس کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ میں اس سے ضرور قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے، واللہ اگر انہوں نے بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ میں دیتے تھے روک لیا تو میں ان سے اس کے روکنے کی وجہ سے قتال کروں گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ یہ تو ایسی بات ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے، پھر میں نے پہچان لیا کہ یہی حق ہے۔

اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مرتدین سے قتال کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان پوری امت کے ایمان پر بھاری ہے۔ ❸

اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک اہم فقہی مسئلہ واضح فرمایا جو ان کے ذہن سے اوجھل تھا وہ یہ کہ جس حدیث سے عمر رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا تھا اس میں ایک جملہ ہے جو مانعین زکوٰۃ سے قتال کے وجوب پر دلالت کرتا ہے، وہ ہے ((فاذا قالوها عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحقها .)) ❹ ''جب اس کلمہ کا اقرار کرلیں تو انہوں نے اپنا خون و مال محفوظ کرلیا، الا یہ کہ اس کلمے کا حق آ جائے۔'' اور یقیناً مرتدین سے قتال کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے الہام شدہ تھی اور اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کا تقاضا بھی یہی تھا اور اس کے علاوہ دوسرا کوئی موقف اختیار کرنا ہزیمت و ناکامی اور جاہلیت کی طرف لوٹنے کا پیش خیمہ ہوتا۔ اگر اللہ نہ ہوتا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ فیصلہ کن قرارداد نہ ہوتی تو تاریخ کا رخ بدل جاتا اور اس کی حرکت تبدیل ہو جاتی اور گھڑی کی سوئیاں پیچھے کی طرف لوٹنے لگتیں اور پھر جاہلیت لوٹ آتی اور زمین میں شر و فساد کو برپا کرتی۔ ❺

---

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣١٥ . ❷ البخاري: ١٤٠٠ ، مسلم: ٢٠ .

❸ حروب الرده: محمد احمد باشميل ٢٤ . ❹ مسلم: ٢١ .

❺ الشورى بين الاصالة والمعاصرة: ٨٦ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب بہت سے قبائل عرب نے بیت المال کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا یا مطلقاً زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہوئے، اس موقع پر جو کلمات ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلے وہ طویل اور فصیح و بلیغ خطبے اور بڑی کتاب کے برابر تھے، اسلام کا دقیق فہم، دین پر شدید غیرت اور عہد نبوی میں جس شکل میں دین تھا اس کو اس کی ہیئت پر باقی رکھنے کا عزم ان کے مختصر کلمات سے نمایاں ہوتے ہیں۔ وہ کلمات یہ تھے: وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا اور دین پورا ہو گیا ہے، میرے جیتے جی اس میں کمی نہیں ہوسکتی۔ ❶ اور ایک روایت میں ہے، عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! لوگوں کے ساتھ تالیف قلب اور نرمی کا برتاؤ کیجیے۔ فرمایا: عمر! جاہلیت میں بڑے بہادر اور اسلام میں اتنے بزدل؟ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور دین پورا ہو گیا ہے، میرے جیتے جی اس میں کمی نہیں ہوسکتی۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے قتال کے سلسلہ میں صحابہ کرام کے موقف وخیالات کو سنا اور انہیں وضاحت کے ساتھ سننے کے بعد ہی جنگ کا فیصلہ کیا، آپ قرارداد اور فیصلے میں جلدی اور پختہ رائے کے مالک تھے۔ صحیح اور درست بات واضح ہو جانے کے بعد اس میں ایک لحظہ بھی تردد نہ کرتے اور عدم تردد پوری زندگی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی واضح صفت تھی۔ ❸ مسلمان آپ کی رائے کی صحت پر مطمئن ہوئے، اس کو اختیار کیا اور صحیح سمجھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے دور اندیش، زیرک اور ارتداد کی عظیم آفت اور پریشان کن حالات میں سب سے زیادہ مطمئن تھے۔ ❹ اسی لیے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ سمجھدار اور بہترین رائے رکھنے والے تھے۔'' ❺

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بصیرت اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ تیز تھی، کیونکہ آپ نے معاملہ کو اس ایمانی بصیرت سے سمجھا جو تمام کے ایمان پر بھاری تھا، وہ یہ کہ زکوٰۃ کو شہادتین سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جس نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس حق کو تسلیم کرے جو اس کے مال میں فرض کیا جائے درآں حالے کہ یہ مال اصل میں اللہ ہی کا ہے۔ اور زکوٰۃ کے بغیر صرف لا الٰہ الا اللہ کا قوموں کی زندگی میں کوئی وزن نہیں، اور جس طرح لا الٰہ الا اللہ کے دفاع میں تلوار اٹھانا مشروع ہے اسی طرح زکوٰۃ کے دفاع میں تلوار اٹھانا مشروع ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ یہی صحیح اسلام ہے اور اس کے برعکس اسلام نہیں۔ ❻ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے جو کتاب کے بعض حصے پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ

---

❶ المرتضى للندوي: ٧٠ . ❷ مشكاة المصابيح: المناقب ٦٠٣٤ .
❸ الشورى بين الاصالة والمعاصرة: ٨٧ . ❹ حركة الردة للعتوم: ١٦٥ .
❺ البدء والتاريخ المَقْدِسى: ٥/ ١٥٣ . ❻ حياة ابى بكر: محمود شلبى ١٢٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ (البقرة: ٨٥)

''کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف جس میں کوئی نرمی، کوئی سودے بازی اور تنازل نہ تھا، یہ اللہ کی طرف سے ایک الہام شدہ موقف تھا۔ اللہ رب العالمین کے احسان کے بعد، اس دین کی سلامتی اور اپنی اصلی حالت میں بقاء کے سلسلہ میں اس موقف کا بڑا اہم کردار رہا۔ سب نے اس کا اقرار کیا اور تاریخ نے اس بات کی شہادت دی کہ ظالم کا ارتداد اور اسلام کی ایک ایک کڑی کو توڑنے کی سازش کے مقابلے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو موقف اختیار کیا یہ وہی موقف تھا جو انبیاء و رسل نے اپنے دور میں اختیار کیا تھا اور یہی خلافت نبوت ہے جس کا حق ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادا کر دیا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی تعریف و ستائش اور دعا کے مستحق قرار پائے۔ ❶

مدینہ کی حفاظت کا منصوبہ:

بعض قبائل کے وفود جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے رک گئے تھے، صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کی کوشش کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ نہ وصول کرنے پر مطمئن کر دیں لیکن آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہے، ان وفود نے جب آپ کا عزم دیکھا تو مدینہ سے واپس ہو گئے لیکن مدینہ سے جاتے وقت دو باتیں ان کے ذہن میں راسخ تھیں:

۱: منع زکوٰۃ کے سلسلہ میں کوئی گفتگو کارگر نہیں، اس سلسلہ میں اسلام کا حکم واضح ہے اور خلیفہ کی اپنی رائے اور عزم سے پیچھے ہٹنے کی کوئی امید نہیں، خاص کر جب کہ مسلمان دلیل کے واضح ہونے کے بعد آپ کی رائے سے متفق ہو چکے ہیں اور آپ کی تائید کے لیے کمربستہ ہیں۔

۲: بزعم خویش مسلمانوں کی کمزوری اور قلت تعداد کو غنیمت جانتے ہوئے مدینہ پر ایک ایسا زوردار حملہ کیا جائے جس سے اسلامی حکومت گر جائے اور اس دین کا خاتمہ ہو جائے۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے چہروں سے ان کی غداری کو بھانپ لیا اور اپنی فراست سے ان کی کمینگی اور رذالت کا پتہ چلا لیا، اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ لوگ کافر ہو چکے ہیں، ان کے وفود نے تمہاری قلت دیکھ لی ہے، وہ رات یا دن میں بھی تم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ تم سے سب سے زیادہ قریب ایک برید (بارہ میل) کے فاصلے پر ہیں۔ یہ لوگ یہ امید لے کر آئے تھے کہ ہم ان کی بات مان لیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے۔ ہم

❶ المرتضى للندوي: ٧٢.
❷ تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٢٨٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے مطالبے کو ٹھکرا دیا اور ان کے عہد و پیمان کو ان کے حوالے کر دیا، تو وہ تیاری کر چکے ہیں۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خطرے سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقے سے منصوبہ بندی کی:

- اہل مدینہ پر لازم قرار دیا کہ وہ مسجد ہی میں رات گذاریں تاکہ دفاع کے لیے مکمل طریقے سے تیار رہیں۔
- مدینہ کے مختلف راستوں پر حفاظتی دستے بٹھائے، ان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ وہیں رات گذاریں اور جب کوئی حملہ ہو تو دفاع کریں۔
- حفاظتی دستوں پر امراء مقرر کیے جو مندرجہ ذیل تھے: علی بن ابی طالب، زبیر بن العوام، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔ ❷
- مدینہ کے اردگرد جو قبائل اسلام پر قائم تھے جیسے اسلم، غفار، مزینہ، اشجع، جہینہ، کعب، ان سب کو خط لکھا اور انہیں مرتدین سے جہاد کا حکم دیا۔ انہوں نے آپ کے حکم کو قبول کیا اور مدینہ ان سے بھر گیا۔ ان کے ساتھ گھوڑے، اونٹ تھے، جنہیں انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ ❸ ان قبائل کے افراد کی کثرت اور ان کی غیر معمولی امداد کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ صرف جہینہ نے چار سو افراد اونٹوں اور گھوڑوں کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیے اور عمرو بن امیہ جہنی نے سو اونٹ مسلمانوں کی مدد کے لیے بھیجے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ❹
- جو مرتدین مدینہ سے دور رہے اور ان سے خطرہ کم ہو گیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خطوط کے ذریعے سے جنگ کی چنانچہ آپ نے مسلم امراء اور والیان کو مختلف علاقوں میں خطوط لکھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ انہیں مرتدین سے قتال کے لیے اٹھ کھڑے ہونے پر ابھارتے اور لوگوں کو ان کا ساتھ دینے پر برانگیختہ کرتے۔ اس کی واضح مثال وہ خط ہے جو آپ نے اہل یمن کو تحریر کیا تھا، جہاں اسود عنسی کے ساتھ مرتدین کا لشکر موجود تھا۔ اس خط میں آپ نے تحریر فرمایا: اما بعد! ابنائے فارس کی ان کے مخالفین کے خلاف مدد کرو اور ان کا مکمل ساتھ دو اور فیروز کی بات مانو، اس کی کوشش میں شریک رہو، میں نے اس کو والی مقرر کیا ہے۔ ❺

یہ خط نتیجہ خیز ثابت ہوا، فارسی نژاد مسلم نوجوان فیروز کی قیادت میں اٹھے اور عرب نوجوانوں نے ان کا ساتھ دیا اور مل کر انہوں نے مرتدین پر ایسا حملہ کیا کہ ان کی ساری سازشیں اللہ نے ناکام کر دیں اور یمن رفتہ رفتہ راہ حق پر آ گیا۔ ❻

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٤. ❷ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٤.
❸ الثابتون علی الاسلام ایام فتنة الردة: د/ مهدی رزق الله ٢١.
❹ الثابتون علی الاسلام ایام فتنة الردة: د/ مهدی رزق الله ٢١.
❺ البدء والتاریخ للمقدسی: ٥/ ١٥٧. ❻ حرکة الردة: ٧٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ اور مرتدین میں سے جو مدینہ سے قریب تھے ان کا خطرہ بڑھ چکا تھا جیسے بنو عبس اور بنو ذبیان۔ تاہم جن ناگفتہ بہ حالات سے مدینہ گذر رہا تھا آپ نے ان سے قتال کو ناگزیر سمجھا۔ مرتدین کی غداری سے بچانے کے لیے خواتین اور بچوں کو قلعوں میں محفوظ کر دیا [1] اور ان سے قتال کے لیے تیار ہو گئے۔

مدینہ پر حملہ آور ہونے میں مرتدین کی ناکامی:

مرتدین کے وفود کے مدینہ سے لوٹنے کے تین دن بعد بعض قبائل اسد، غطفان، عبس، ذبیان اور بکر نے مدینہ پر راتوں رات چڑھائی کی اور کچھ لوگوں کو ''ذوحسی'' میں چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کے لیے پشت پناہ رہیں۔ مدینہ کے راستوں پر حفاظتی دستوں کو اس کا احساس ہو گیا، انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر بھیجی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم بھیجا کہ اپنے مقامات پر ڈٹے رہو۔ وہ اپنی جگہ ڈٹ گئے اور جو لوگ مسجد میں تھے وہ اونٹوں پر سوار ہو کر ان کی طرف آگے بڑھے۔ دشمن کی ہوا اکھڑ گئی۔ مسلمانوں نے اونٹوں پر سوار ہو کر ان کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ ''ذوحسی'' تک پہنچے۔ وہاں موجود مددگار مشکیزے لے کر نکلے جس میں ہوا بھر رکھی تھی اور رسّی سے باندھ رکھا تھا۔ پھر اسے اونٹوں کے سامنے پیروں سے لڑھکا دیا۔ ہر مشکیزہ اپنی رسّی سے لڑھک گیا، مسلمانوں کے اونٹ اپنے سواروں کے ساتھ بدک اٹھے۔ اونٹ مشکیزوں سے جس بری طرح بدکتے ہیں، اتنا اور کسی چیز سے نہیں بدکتے، اونٹ اس قدر بدکے کہ قابو سے باہر ہو گئے، مدینہ آکر دم لیا لیکن کوئی مسلمان نہ سواری سے گرا اور نہ اس کو زخم لگے۔ [2]

اس موقع پر عبداللہ لیثی نے کہا:

اطعنا رسولَ اللّٰہ ما کان بیننا
فینا لعبادِ اللہ ما لابی بکر

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک ہمارے درمیان تھے ہم نے آپ کی اطاعت کی، اللہ کے بندو! اب ابوبکر کو کیا لینا دینا ہے۔''

ایورثھا بکرا اذا مات بعدہ
وتلك لعمرُ اللہ قاصمةُ الظَّهر

''اپنی موت کے بعد کیا بکر کو وارث بنائے گا؟ اللہ کی قسم یہ کمر توڑ مصیبت ہے۔''

فھلّا رددتم وفدنا بزمانہ
وھلّا خَشِیتُم حس راغبة البکر

''تم نے ہمارے وفد کو کیوں لوٹا دیا، تم کیوں نہیں بکر کو چاہنے والے حس سے ڈرے؟''

---

[1] حرکة الردة للعتوم: ٧٤۔ [2] تاریخ الطبری: ٤/ ٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وان التـی سـالـوکـم فـمـنـعـتُـم
لـکـالتَّـمـر او احلی الی من التَّمْرِ ❶

''اور تم لوگوں سے جس چیز کا مطالبہ کیا اور تم نے اس کو مسترد کر دیا، وہ میرے نزدیک کھجور یا کھجور سے زیادہ شیریں تھیں۔''

اس واقعہ سے لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ مسلمان کمزور ہیں۔ ذوالقصہ کے لوگوں کو خبر بھیج دی، وہ لوگ ان کی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے آ گئے، ان کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی خبر نہ تھی۔ ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ پوری رات تیاری میں لگے رہے۔ پھر پوری تیاری کے ساتھ رات کے اخیر میں نکلے، میمنہ پر نعمان بن مقرن، میسرہ پر عبداللہ بن مقرن اور ساقہ پر سوید بن مقرن تھے، آپ کے ساتھ شہسوار بھی تھے۔ فجر طلوع ہوتے ہی اسلامی فوج اور دشمن ایک ہی میدان میں تھے۔ دشمن کو اس کا احساس تک نہ ہو سکا، جب ان پر تلواریں پڑنے لگیں تب پتہ چلا، رات کے اخیر حصے میں جنگ جاری رکھی اور سورج نکلتے ہی دشمن بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمان غالب آئے اور ان کی تمام سواریاں مسلمانوں کے ہاتھ آ گئیں۔ طلیحہ اسدی کا بھائی حبال قتل ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیا اور ذوالقصہ پہنچے۔ یہ پہلی فتح تھی۔ وہاں نعمان بن مقرن کو کچھ لوگوں کے ساتھ چھوڑ کر خود مدینہ لے آئے۔ بنو ذبیان اور عبس نے وہاں مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور انہیں قتل کر ڈالا اور یہی حرکت ان لوگوں نے بھی کی جو ان کے پیچھے تھے۔ مسلمانوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حملے سے اس طرح عزت و غلبہ نصیب ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ ہر مقتول کے بدلے مشرکین میں سے ضرور قتل کروں گا اور ہر قبیلے میں سے جتنے مسلمان قتل ہوئے ان کے برابر اور ان سے زیادہ لوگوں کو قتل کروں گا۔ ❷

اسی سلسلہ میں زیاد بن حنظلہ تمیمی نے کہا:

غَـــداةَ سـعـی ابـوبـکـر الـیـهـم
کـمـــا یَـسْـعـی لـمـوتـتـه جُـلالُ

''صبح صبح ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی طرف بڑھے جیسے اپنی موت کی طرف اونٹ بڑھتے ہیں۔''

اراحَ عـلـی نَـواهِـقِهـا عَـلِیًّـا
ومَـجَ لـهُـنَّ مُـهْـجَتَـهٗ حِبـالُ ❸

''علی رضی اللہ عنہ کو ان کے گدھوں کی طرف روانہ کیا اور حبال نے اپنی جان گنوا دی۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ عزم مصمم کر لیا کہ مسلم شہداء کا انتقام ضرور لیں گے اور ان حاقدین کی تادیب ضرور

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٥.
❷ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٦.
❸ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے چنانچہ آپ نے اپنی قسم کو نافذ کیا، پھر دیگر قبائل میں مسلمانوں کی ثابت قدمی بڑھی اور مشرکین کی ذلت و رسوائی اور ضعف میں اضافہ ہوا اور قبائل کی زکوٰۃ مدینہ میں آنے لگی، راتوں رات مدینہ میں زکوٰۃ پہنچنے لگی، اوّل شب صفوان کی، درمیان شب میں زبرقان کی اور آخری شب میں عدی کی زکوٰۃ پہنچی۔ ❶ اور ایک ہی رات میں چھ قبائل کی زکوٰۃ مدینہ پہنچی اور جب بھی کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا مدینہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیتا، لوگ کہتے: کوئی غلط خبر لانے والا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے: بشارت لانے والا ہے۔ اتنے میں آنے والا اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتا۔ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہتے: آپ ہمیں خیر کی بشارتیں سناتے ہیں۔ ❷ انھی بشارتوں کے دوران میں...... جو مال اور بعض غم لیے پہنچ رہی تھیں...... اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنی فوج کے ساتھ ظفر و کامیابی کا مژدہ لے کر واپس مدینہ پہنچے اور ان تمام مہموں کو طے کیا جن کا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی۔ ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ان کو اور ان کی فوج کو مدینہ میں آرام کرنے اور سواریوں کو آرام پہنچانے کا حکم فرمایا ❹ اور خود لوگوں کے ساتھ ذوالقصہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! آپ اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالیں اگر آپ کے ساتھ کچھ ہو گیا تو پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا، آپ کا مدینہ میں رہنا دشمن کے مقابلے میں نکلنے سے زیادہ ضروری ہے، کسی دوسرے کو قائد بنا کر بھیج دیجیے۔ اگر وہ کام آ گیا تو اس کی جگہ دوسرے کو آپ مقرر کر سکتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: واللہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ میں آپ لوگوں کی غم خواری اپنی جان سے کروں گا۔ ❺

فتنۂ ارتداد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نفیس جوہر نکھر کر سامنے آیا اور آپ نے ایک مومن قائد کی واضح تصویر پیش کی جو اپنے قوم کے لیے اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک قائد اپنے اعمال میں قدوہ ونمونہ ہوتا ہے۔ اس صدیقی سیاست کے یہ آثار نمودار ہوئے کہ مسلمانوں کو قوت ملی اور دشمنوں کے مقابلے میں دلیر ہو گئے اور قیادت کی طرف سے صادر ہونے والے اوامر کی تنفیذ کے لیے تیار ہو گئے۔ ❻

ابوبکر رضی اللہ عنہ خود ذوحسی اور ذوالقصہ کی طرف روانہ ہوئے اور نعمان، عبداللہ اور سوید اپنے مقام پر ٹھہرے رہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ مقام ابرق پر پہنچے اور ربذہ والوں پر حملہ کیا، اللہ تعالیٰ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حطیئہ قید کیا گیا۔ بنوعبس و بنوبکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ روز ابوبکر رضی اللہ عنہ ابرق میں ٹھہرے رہے۔ اس علاقے پر بنوذبیان پہلے سے قابض تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنوذبیان اس علاقے کے مالک نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٦ . ❷ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٧ .
❸ الصدیق اوّل الخلفاء للشرقاوی: ٧٥ . ❹ تاریخ الطبری: ٤/ ٣٧ .
❺ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٧ . ❻ حرکة الردة للعتوم: ٣١٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اسے بطور غنیمت ہمیں عطا کیا ہے اور جب مرتدین مغلوب ہو گئے اور آپ نے لوگوں کو معاف کر دیا تو بنو ثعلبہ حاضر ہوئے، وہی لوگ یہاں آباد تھے، آپ نے ان کو وہاں دوبارہ آباد ہونے سے روک دیا، وہ مدینہ میں آپ کے پاس حاضر ہوئے، عرض کیا: آپ ہمیں اپنے علاقے میں آباد ہونے سے کیوں منع کرتے ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ یہ تمہارا علاقہ نہیں رہا، یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے اور ہم نے دشمن سے حاصل کیا ہے۔ ان کی شرارتوں کو معاف نہ کیا، ابرق کے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے چراگاہ بنا دیا اور ربذہ کے باقی علاقے کو لوگوں کے لیے عام چراگاہ قرار دے دیا لیکن جب صدقات کے اونٹوں کے ذمہ داران اور لوگوں کے درمیان لڑائی ہو گئی تو آپ نے اس کو صدقات کے اونٹوں کے لیے خاص کر دیا۔

ابرق کی جنگ کا تذکرہ زیاد بن حنظلہ نے اپنے اشعار میں یوں کیا ہے:

ویوم بالابارقِ قد شَهِدْنا
علی ذبیان یلتهب التِهَابا

''ابرق کی جنگ میں ہم حاضر تھے، ذبیان پر شعلے برس رہے تھے۔''

اتیناهم بداهیة نَسُوف
مع الصدیق اذ ترك العِتابا ❶

''ہم ان کے پاس صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہلاکت خیز مصیبت لے کر پہنچے، جبکہ آپ نے ان کی شرارتوں کو معاف نہ کیا۔''

اس طرح مسلمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیرت سے تعلیم حاصل کرتے ہیں کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو اپنے متبعین سے دنیا کے کسی امر میں بے نیاز نہ سمجھا۔ آج ایک طویل عرصے سے مسلمانوں کے مسائل جو مضطرب ہیں اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ لوگ حکومت وسلطنت کو جاہ وحشمت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور حصول زر اور جلب منافع کا دروازہ تصور کرتے ہیں اور اپنی خیر مناتے ہیں، اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے یا مراکز قیادت سے بیان جاری کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور امت کے مختلف مسائل وقضایا میں عملی شرکت سے دور رہتے ہیں۔ ❷

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مسلسل یکے بعد دیگرے تین بار جہاد کے لیے نکلنا بہت بڑی قربانی اور بلند درجے کی فدائیت تھی۔ مسلمانوں نے آپ سے گذارش کی کہ آپ مدینہ میں باقی رہیں اور اپنی جگہ کسی اور کو قائد الجیش مقرر فرما دیں لیکن اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا: واللہ میں ایسا نہیں کروں گا، میں اپنی جان کے ذریعے سے تمہاری غم خواری کروں گا۔ یہ قول آپ کی بلند پایہ تواضع اور خاکساری، مصالح امت کے انتہائی اہتمام اور خود غرضی سے دوری پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح آپ لوگوں کے لیے بہترین قدوہ ونمونہ قرار پائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ

❶ تاريخ الطبري: ٤/ ٦٧.
❷ حركة الردة: ٣٢١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود مسلسل تین بار جہاد کے لیے نکلنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نشاط و قوت ملی اور ان کے حوصلے بلند ہوئے۔ ❶

ایک روایت میں ہے کہ ضرار بن ازور نے جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو طلیحہ اسدی کے اپنی قوت کو مجتمع کرنے کی خبر دی، تو ضرار کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو جنگی عزائم سے زیادہ پر نہیں دیکھا، ہم آپ کو دشمن کے اکٹھے ہونے کی خبر دیتے اور آپ کی کیفیت یہ ہوتی کہ گویا ہم آپ کو آپ کے حق میں خبر دے رہے ہیں، آپ کے خلاف نہیں۔ ❷

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء سے دشمن پر فتح ونصرت اور زمین میں غلبہ وتمکنت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو یقین راسخ اور مکمل اعتماد تھا اس کی انتہائی بہترین تصویر کشی کی گئی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کثرت عمل میں دیگر صحابہ پر فوقیت نہیں لے گئے بلکہ آپ یقین کی جن بلندیوں پر فائز تھے اس کی وجہ سے دیگر صحابہ پر فوقیت رکھتے تھے۔ ❸

بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ جن حالات سے دوچار ہیں اگر یہ حالات پہاڑوں کو پیش آتے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور سمندر کو پیش آتے تو سمندر خشک ہو جاتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ پر ان کا کچھ اثر نہ ہوا اور آپ ذرا بھی کمزور نہ پڑے؟ فرمایا: غار ثور کی رات کے بعد میرے دل پر کسی کا رعب وخوف طاری نہ ہوا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں جب میرا حزن وملال دیکھا تو فرمایا: ابوبکر فکر مت کرو، اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام کرنے کی ذمہ داری لی ہے۔ ❹ اس طرح آپ کو جسمانی شجاعت کے ساتھ دینی شجاعت اور اللہ کے بارے میں قوت یقین حاصل تھی اور آپ کو مکمل اعتماد تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اور اہل ایمان کی مدد کرے گا، یہ شجاعت صرف اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جو قوی القلب ہو۔ ایمان کی زیادتی سے اس میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی کمی سے نقص حاصل ہوتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ قوی القلب تھے، اس میں آپ کا ہم سر کوئی نہ تھا۔ ❺

---

❶ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۹/ ۴۸ ۔ ❷ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۹/ ۴۸ ۔
❸ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۹/ ۴۸ ۔ ❹ ابوبکر الصدیق افضل الصحابة واحقهم بالخلافة: ۶۹ ۔
❺ ابوبکر الصدیق افضل الصحابة واحقهم بالخلافة: ۷۰ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

مرتدین کے خلاف چہار جانب سے یلغار

مرتدین کے مقابلے کے لیے متعدد طریقے اور وسائل استعمال میں لائے گئے۔ ثابت قدم رہنے والوں نے اپنی قوموں کے مقابلے کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔ بعض ثابت قدم رہنے والوں نے اپنی قوموں کو وعظ ونصیحت کی اور ارتداد کے خطرناک نتائج سے ان کو آگاہ کیا۔ اس سلسلہ میں پہلا قدم جو اٹھایا گیا وہ کلمہ حق کا قدم تھا اور یہ کمزوری نہیں بلکہ قوی ترین موقف رہا ہے۔ کلمہ حق اپنی مصداقیت کی تحدید کے لیے بہت سے مواقف کا طالب ہے۔ کلمہ حق بسا اوقات کہنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ ہر قبیلے میں جہاں ارتداد کی لہر اٹھی وہاں ایسے افراد موجود تھے، جو اس باطل کو برداشت نہ کر سکے اور اس کو ختم کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اس کے برے انجام سے ان کو آگاہ کیا لیکن مرتدین نے ان کا مذاق اڑایا بلکہ ان کو قبیلے سے نکال باہر کیا اور بسا اوقات قتل بھی کر ڈالا اور بعض حضرات کو کلمہ حق کے ذریعے سے کامیابی بھی حاصل ہوئی جیسے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم کے ساتھ اور جارود رضی اللہ عنہ کو اہل بحرین کے ساتھ۔ [1] اس کی تفصیل ان شاء اللہ عنقریب آپ ملاحظہ کریں گے۔

بعض حضرات جب اپنی قوم کو وعظ ونصیحت کرنے میں ناکام ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں سے مل کر اپنی ایک قوت بنائی اور مرتدین کے مقابلے میں مناسب موقف اختیار کیا اور اکثر مواقف کا آغاز کلمہ حق سے ہوا پھر عملی شکل اختیار کی جیسا کہ بنو سلیم میں پیش آیا، ان کو ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں نے متنبہ کیا تو وہ دو گروہوں میں بٹ گئے، ایک ثابت قدم رہنے والوں کا گروہ اور دوسرا مرتدین کا۔

ثابت قدم رہنے والے مسلمان جمع ہوئے اور اپنی قوم کے مرتدین سے جدال وقتال شروع کیا اور یمن کے ابنائے فارس نے اسود عنسی کے قتل کی تدبیر تیار کی، جس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے۔ اگرچہ ابتدا میں اسود عنسی کے سلسلہ میں ان کا موقف سلبی (Miness) تھا، اور اسی طرح مسعود یا مسروق قیس بن عابس کندی اشعث بن قیس کندی کو نصیحت کرنے اٹھا اور اس کو عدم ارتداد کی دعوت دی۔ دونوں کے مابین طویل گفتگو ہوئی اور ایک دوسرے کو چیلنج کیا، اس طرح بعض مواقف قوموں کو ارتداد سے پھیرنے کا سبب بنے یا ارتداد کی تحریک کو چلنے کے لیے آنے والی اسلامی فوجوں کے لیے ممد ومعاون ثابت ہوئے۔ [2]

[1] دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة للشجاع: ۳۱۳۔۳۱۴ .

[2] دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة ۳۱٤، مصنف نے کلاعی اندلسی کی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کی تحریک کو کچلنے کی سیاست میں سب سے پہلے اللہ رب العالمین پر اعتماد کیا پھر ان زعماء و افراد پر اعتماد کیا جو جزیرۂ عرب کے ہر خطے میں ایمان پر ثابت قدم رہے اور فتنہ ارتداد کو کچلنے میں اہم اور بنیادی کردار ادا کیا۔ بعض مؤلفین فتنہ ارتداد کے سلسلے میں غلطی کا شکار ہوئے اور موضوعیت اور باریک بینی سے کام نہ لے کر ارتداد کا عام حکم لگا دیا۔ ❶

فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں بنیادی حقائق:

فتنہ ارتداد کا شکار سب لوگ نہیں ہوئے تھے بلکہ ایسے قائدین، قبائل، افراد اور جماعتیں موجود تھیں جو ہر علاقے میں جہاں ارتداد کا فتنہ اٹھا دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم تھے۔ ❷ چنانچہ ڈاکٹر مہدی رزق اللہ احمد نے اس سلسلہ میں انتہائی دقیق بحث کی ہے اور یہ سوال اٹھا کر جواب دیا ہے کہ خلیفہ راشد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تمام عرب قبائل، افراد اور مسلم قائدین وزعماء ارتداد کا شکار ہوئے تھے یا اس فتنے کا شکار صرف بعض قبائل، بعض افراد اور بعض قائدین مختلف علاقوں میں ہوئے تھے؟ آپ نے بحث و تحقیق کے بعد فرمایا: جن مصادر اور مراجع کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں کہیں بھی کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرے کہ قبائل، قائدین اور افراد سب کے سب اسلام سے مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ ان لوگوں نے ذکر کیا ہے جن کو ہم نے بطور مثال ذکر کیا ہے۔ ❸ بلکہ میں نے یہ بات پائی کہ اسلامی خلافت نے ان جماعتوں، قبائل اور افراد پر اعتماد کیا ہے جو اسلام پر ثابت قدم تھے اور یہ جزیرۂ عرب کے ہر گوشے میں اٹھ کھڑے ہوئے اور مرتدین کی تحریک کو کچلنے میں نہایت مضبوط حربہ ثابت ہوئے۔ ❹

حکومت کی طرف سے سرکاری کارروائی

ا۔ اندر سے ناکام بنانے کا طریقہ:

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا چنانچہ آپ نے مدعیان نبوت کے قبائل کو خطوط اور پیغامبر بھیجے تاکہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کو اکٹھا کیا جا سکے اور مرتدین سے قتال کے لیے ان کی جماعت تشکیل دی

---

❶ الثابتون على الاسلام ايام فتنة الردة: ٤ . ❷ الثابتون على الاسلام ايام فتنة الردة: ١٩ .

❸ التاريخ السياسى دولة العربية: دكتور عبدالمنعم ماجد ١٤٦ ، التاريخ الاسلامى العام-الجهاهلية ، الدولة العربية الدولة العباسية ، على ابراهيم حسن ٢١٩ ، تاريخ الدولة العربية: السيد عبدالعزيز سالم ٤٣٢ ، جولة تاريخية فى عصر الخلفاء الراشدين: دكتور محمد السيد الوكيل: ٢١ ، الخلفاء الراشدون: محمد اسعد طلس ٢٠ ، ابوبكر الصديق: على الطنطاوى ١٦ ، إتمام الوفاء فى سير الخلفاء: محمد خضرى بك ٢١ ، عر الصديق: شبير احمد محمد على الباكستانى ١٥٩ ، ظاهرة الردة فى المجتمع الاسلامى الاوّل: محمد بريغش ١٠٠-١٠١ ، الصديق ابوبكر: محمد حسين هيكل ١٧٣ . ❹ الثابتون على الاسلام ايام فتنة الردة: ١٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور اسی منہج کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اختیار کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ مرتدین کی تحریک کو روکا جائے اور بقدر امکان اس کو ختم کیا جائے۔ اس کے خلاف لوگوں کی ذہن سازی شروع کی، ان کا ساتھ چھوڑنے پر اکسایا لوگوں کو ان سے متنفر کیا، اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں سے رابطہ قائم کیا اور انہی میں سے منظم فوج کے لیے افراد تیار کیے۔ اس طرح لشکر اسامہ کی واپسی کے بعد مرتدین کے ساتھ منظم کارروائی کے لیے امت کو تیار کر رہے تھے۔ آپ نے ارتداد کے قائدین اور اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں سے خط کتابت کی تاکہ بعض اہداف کے حصول میں کامیابی حاصل ہو مثلاً لشکر اسامہ کے لوٹنے تک موقع مل جائے۔ چنانچہ آپ نے بھی یمن وغیرہ میں ان لوگوں کو خطوط بھیجے، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط ارسال کیے تھے۔ ❶ تاکہ اپنی پوری کوشش اسلام کی طرف دعوت دینے کے لیے صرف کریں اور ثابت قدم رہنے والوں سے اس بات کا مطالبہ کریں کہ وہ مقررہ مقامات پر جمع ہو جائیں اور خلیفہ کے حکم کا انتظار کریں۔ یہ ترتیب آئندہ فوجی منصوبے کا آغاز تھی۔ ❷ اور بعض ثابت قدم رہنے والوں کو توفیق الٰہی سے مدینہ پہنچنے کا موقع ملا، وہ اپنی زکوٰۃ لے کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جیسے عدی بن حاتم طائی اور زبرقان بن بدر تمیمی ❸، اور ثابت قدم رہنے والے، قیس بن مکشوح مرادی کی تحریک اور تہامہ، سراۃ اور نجران کے علاقوں میں بعض قبائلی جماعتوں کو ناکام بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اس طریقے سے بعض نتائج برآمد ہوئے:

- ذہن سازی، اطلاعات ونشریات، مسلمانوں کی تقویت اور مرتدین کو کمزور کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا منصوبہ کامیاب ثابت ہوا، حسب موقع دوسرے ذرائع کو استعمال کرنے کی یہ تمہید تھی اور یہ سب چیزیں منظم فوجوں کا ہتھیار ہوتی ہیں۔
- اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کی تربیت وٹریننگ میں یہ طریقہ کامیاب ثابت ہوا، وہ مستقبل میں اسلامی فتوحات کی تحریک کے قائد بنے جیسے عدی بن حاتم طائی جو فتوحات عراق کے قائدین میں سے ہیں۔
- ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ بعض مرابط (مراکز) میں مسلمان بہادروں کی تشکیل ہوئی جو بعد میں اسلامی فوج میں شامل ہوئے۔
- ارتداد کے بعض علاقوں میں ارتداد کو کچلا گیا، اگرچہ محدود پیمانے پر سہی جیسا کہ جزیرۂ عرب کے جنوب میں ہوا۔

۲۔ منظم فوج کو روانہ کرنا:

جب لشکر اسامہ دو ماہ اور بقول بعض چالیس دن کے بعد مدینہ واپس ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو لے کر

---

❶ دراسات فی عهد النبوة للشجاع: ٣١٩. ❷ دراسات فی عهد النبوة للشجاع: ٣١٩.

❸ دراسات فی عهد النبوة للشجاع: ٣١٩ ، منقول از تاریخ الردة للكلاعی: ١٠-١٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذوالقصہ پر چڑھائی کی، جو مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے تاکہ مرتدین اور متمردین سے قتال کریں۔ صحابہ نے آپ سے یہ پیشکش کی کہ آپ کسی دوسرے کو فوج کی قیادت سونپ دیں اور خود مدینہ واپس ہو کر امور خلافت کو سنبھالیں اور اس مطالبے پر زور دیا۔ اس سلسلہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے والد تلوار کھینچ کر وادی ذوالقصہ کی طرف روانہ ہوئے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور سواری کی نکیل تھام لی اور عرض کیا: اے خلیفہ رسول کہاں جا رہے ہیں؟ میں وہی کہوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن کہا تھا: ❶ اپنی تلوار میان میں ڈال لیجیے اور اپنے بارے میں کوئی بری خبر نہ سنوایئے، واللہ اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو آپ کے بعد اسلام کا نظام کبھی قائم نہیں ہو سکتا، تو آپ لوٹ آئے۔ ❷ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کو گیارہ دستوں میں تقسیم کر دیا اور ہر دستے پر امیر مقرر کیا، ❸ اور ہر امیر کو یہ حکم فرمایا کہ جن بستیوں سے گذر ہو وہاں کے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے لیں۔ وہ دستے یہ تھے:

۱: لشکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، اوّلاً بنی اسد، پھر بنی تمیم، پھر یمامہ کی طرف۔

۲: لشکر عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ، اوّلاً بنو حنیفہ میں مسیلمہ کذاب، پھر عمان ومہرہ، پھر حضرموت، پھر یمن کی طرف۔

۳: لشکر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ، اوّلاً یمامہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے، پھر حضرموت کی طرف۔

۴: لشکر طریفہ بن حاجب رضی اللہ عنہ، بنو سلیم کی طرف۔

۵: لشکر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، قضاعہ کی طرف۔

۶: لشکر خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ، حدود شام کی طرف۔

۷: لشکر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بحرین کی طرف۔

۸: لشکر حذیفہ بن محصن غطفانی رضی اللہ عنہ، عمان کی طرف۔

۹: لشکر عرفجہ بن ہرثمہ، مہرہ کی طرف۔

۱۰: لشکر مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ، یمن کی طرف (صنعاء پھر حضرموت)

۱۱: لشکر سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ، تہامۂ یمن کی طرف۔ ❹

اس طرح ذوالقصہ فوجی مرکز قرار پایا، یہاں سے منظم اسلامی فوجیں ارتداد کی تحریک کو کچلنے کے لیے مختلف علاقوں کی طرف روانہ ہوئیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منصوبے سے منفرد عبقریت اور دقیق جغرافیائی تجربے کا پتہ چلتا

❶ اس سے اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف ہے جو احد کے دن جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمن بن ابی بکر کی طرف ان کو قتل کرنے بڑھے تو آپ نے فرمایا: ''اپنی تلوار بند کرو اور اپنی جگہ لوٹ جاؤ۔''

❷ البدایۃ والنہایۃ: ٦/ ٣١٩. ❸ التاریخ الاسلامی: ٩/ ٤٩.

❹ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٨، دراسات فی عصر النبوۃ: ٣٢١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ❶ دستوں کی تقسیم اور ان کے مواقع کی تحدید سے واضح ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جغرافیہ کا دقیق علم رکھتے تھے اور زمین کے نشانات اور انسانی آبادیوں اور جزیرۃ العرب کے راستوں سے بخوبی واقف تھے۔ گویا کہ جزیرۂ عرب مجسم شکل میں آپ کی آنکھوں کے سامنے تھا، جیسے کہ دور حاضر میں جدید ٹیکنالوجی سے لیس مراکز قیادت میں ہوتا ہے۔ جو شخص بھی لشکروں کو روانہ کرنے، ان کی جہت کا تعین کرنے، تفرق کے بعد اجتماع اور دوبارہ مجتمع ہونے کے لیے تفرق میں غور وفکر کرے گا، اس کو یہ اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ یہ منصوبہ بندی پورے جزیرۂ عرب کو مثالی اور صحیح انداز سے محیط تھی اور ان لشکروں کے ساتھ رابطہ بھی انتہائی دقیق تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہمہ وقت اس کا پتہ رہتا تھا کہ فوج کہاں ہے؟ اس کے تحرکات اور جملہ امور سے بخوبی واقف رہتے تھے اور یہ بھی پتہ رہتا تھا کہ اس کو کیا کامیابی ہوئی اور کل کا کیا پروگرام ہے؟ مراسلات انتہائی دقیق اور تیز ہوا کرتے تھے اور میدان قتال سے خبریں برابر مدینہ مرکز قیادت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچتی رہتی تھیں، پوری فوج سے برابر رابطہ قائم رہتا تھا۔ مرکز قیادت اور میدان قتال کے درمیان فوجی خبر رسانی میں ابوخیثمہ انصاری، سلمہ بن سلامہ، ابو برزہ اسلمی اور سلمہ بن وقش رضی اللہ عنہم نے نمایاں حیثیت حاصل کی۔ ❷

جن لشکروں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا وہ آپس میں مربوط تھے اور یہ خلافت کی اہم کامیابیوں میں سے تھا کیونکہ ان لشکروں کے اندر قیادت کی مہارت کے ساتھ حسن تنظیم بھی موجود تھا۔ مزید برآں قتال میں تجربہ پہلے سے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں غزوات و سرایا کی تحریک میں انہیں عسکری اعمال کا اچھا تجربہ ہو چکا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا عسکری نظام جزیرۂ عرب میں تمام عسکری قوتوں پر تفوق رکھتا تھا، ❸ اور ان لشکروں کے قائد عام سیف اللہ المسلول (اللہ کی کھلی تلوار) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، جو اسلامی فتوحات اور حروب ارتداد میں منفرد عبقری شخصیت کے حامل تھے۔

اسلامی فوج کی یہ تقسیم انتہائی اہم فوجی منصوبے کے تحت عمل میں آئی تھی کیونکہ مرتدین ابھی تک اپنے اپنے علاقوں میں متفرق تھے، مسلمانوں کے خلاف ان کی جتھا بندی عمل میں نہ آسکی تھی۔ بڑے قبائل دور دراز علاقوں میں بکھرے تھے، وقت اس کے لیے کافی نہ تھا کہ وہ آپس میں جتھا بندی کر سکیں کیونکہ ارتداد شروع ہوئے ابھی تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ نہ گذرا تھا، اور ثانیاً وہ اپنے خلاف مسلمانوں کے خطرے کو نہ سمجھ سکے، وہ یہ تصور کیے ہوئے تھے کہ چند ماہ میں تمام مسلمانوں کا صفایا کر دیں گے۔ اسی لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اچانک ان کی شوکت وقوت کا صفایا کیا جائے، قبل ازیں کہ وہ اپنے باطل کی نصرت کے لیے جتھا بندی کر سکیں۔ ❹ اس لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے فتنے کے بڑھنے سے قبل ہی ان کی خبر لی اور انہیں اس بات کا موقع نہ دیا کہ وہ اپنا سر اٹھا سکیں اور اپنی

---

❶ دراسات فی عهد النبوة والخلفاء الراشدین: ۳۲۱ . ❷ فی التاریخ الاسلامی: شوقی ابوخلیل ۲۲۶-۲۲۷ .

❸ من دومة عمر الی دولة عبدالملك: ابراهیم بیضون: ۲۸ . ❹ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۵۱ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان دراز کر سکیں، جس سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچا سکیں۔ اس طرح آپ نے اس حکمت پر عمل کیا:

لا تـقـطـعَنْ ذنب الأفعى وترسلها

ان كـنـت شهمًا فاتبع راسها الذَّنبا ❶

''سانپ کی دم کاٹ کر چھوڑ مت دو، اگر عقل مند ہو تو دم کے ساتھ سر بھی کاٹ دو۔''

آپ نے اس فتنے کی سنگینی اور اس کے نتائج اور اس کی خطرناکی کا اندازہ کر لیا تھا اور آپ کو یہ پتہ تھا کہ اگر ایسا نہ کیا تو چنگاری راکھ کے نیچے سے بھڑک اٹھے گی اور ہر خشک وتر کو جلا کر راکھ کر دے گی جیسا کہ شاعر کا کہنا ہے:

اری تـحــت الـرَّمـاد وميض نـار

ويـوشك ان يـكـون لــه ضِـرَامُ ❷

''راکھ کے نیچے چنگاری دیکھ رہا ہوں، قریب ہے کہ وہ بھڑک اٹھے۔''

آپ ماہر سیاستداں اور تجربہ کار فوجی تھے، امور کا صحیح اندازہ لگاتے اور اس کے لیے فوری منصوبہ تیار کرتے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جن لشکروں کو تیار کیا تھا وہ نکلے اور ان کے ساتھ توحید کا پرچم لہرا رہا تھا، ساتھ ہی ساتھ ایمان میں مست، اللہ کی عظمت کو پہچاننے والے، دلوں سے خالص دعائیں نکل رہی تھیں، ان کے حلق صرف اللہ کے ذکر سے تر تھے۔ اللہ نے ان پاکیزہ دعاؤں کو قبول فرمایا، ان پر اپنی نصرت کا نزول فرمایا، ان کے ذریعے سے اپنا کلمہ بلند کیا اور اپنے دین کی حفاظت فرمائی، یہاں تک کہ چند ماہ کے اندر جزیرۂ عرب اسلام کے تابع ہو گیا۔ ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارتداد و بغاوت کا شکار ہونے والے قبائل کو ایک خط تحریر کیا۔ ان کو اسلام کی طرف لوٹنے اور اس کو مکمل شکل میں نافذ کرنے کی دعوت دی اور باطل پر جمے رہنے کی صورت میں دنیا و آخرت میں اس کے برے انجام سے ڈرایا۔ ڈرانے میں آپ نے سختی کو اختیار کیا کیونکہ ان کے انحراف کی سنگینی اور باطل پر ڈٹے رہنے کے مناسب یہی تھا کیونکہ طغیان و سرکشی جوان قبائل کے زعماء کے افکار پر مسلط ہو چکی تھی اور اندھی عصبیت نے ان کے متبعین کے افکار پر قبضہ جما لیا تھا، اس کے ازالے کے لیے شدید انداز اور جرأت مندانہ کارروائی کی ضرورت تھی۔ ❹

۳۔ مرتدین کے نام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط:

اسلامی لشکروں کی تیاری اور ٹھوس تنظیم کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ قولی دعوت کا سلسلہ جاری رہا اور اس نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے ایک عام خط تحریر کیا، جو محدود مضمون پر مشتمل تھا۔ مرتدین سے قتال کے لیے افواج کو روانہ کرنے سے قبل آپ نے اس خط کو مرتدین اور ثابت قدم رہنے والے سب کے درمیان اونچے

❶ حرکة الرده للعقوم: ۳۱۲.

❷ حرکة الردة: ۳۱۳.

❸ التاريخ الاسلامی: ۹/ ۵۱.

❹ التاريخ الاسلامی: ۹/ ۵۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیمانے پر ممکنہ حد تک نشر کرنے کی کوشش کی۔ قبائل کے پاس لوگوں کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہاں پہنچ کر ہر مجمع میں یہ خط سنائیں اور جس کو بھی اس خط کا مضمون پہنچے اسے حکم فرمایا کہ وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دے جن تک نہیں پہنچی ہے۔ آپ نے اس خط میں عام و خاص سب کو خطاب کیا، خواہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والے ہوں یا اس سے مرتد ہو جانے والے۔ ❶

اس خط کو ملاحظہ فرمائیں:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ابوبکر کی طرف سے ان تمام حضرات کے نام جن کو یہ خط پہنچے، عوام میں سے ہوں یا خواص میں سے، اسلام پر قائم ہوں یا اس سے پھر چکے ہوں۔ ان کو سلام جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور ہدایت ملنے کے بعد ضلالت اور اندھے پن کی طرف نہیں لوٹے۔ میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ جو کچھ لے کر آئے اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو اس کا انکار کرے اس کی تکفیر کرتے ہیں اور اس سے جہاد کریں گے۔

اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ اپنے پاس سے اپنی مخلوق کی طرف بشیر اور نذیر اور اپنی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا تاکہ ان کو ڈرائیں جن کے اندر زندگی ہے اور کافروں پر بات پوری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حق کی ہدایت دی جنہوں نے آپ کی بات مانی اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کی سرکوبی کی، جنہوں نے اس سے اعراض کیا۔ یہاں تک کہ طوعاً یا کرہاً لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو وفات دے دی، درآں حالے کہ آپ ﷺ نے اللہ کے حکم کو نافذ کر دیا اور امت کی خیر خواہی کا حق ادا کر دیا اور اپنی ذمہ داری پوری فرما دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو اپنی نازل کردہ کتاب میں آپ اور سارے اہل اسلام کے لیے بیان کر دیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝﴾ (الزمر: ۳۰)

''یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔''

❶ الدور السیاسی للصفوۃ فی صدر الاسلام: السید عمر ۲۶۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾﴾

(الانبیاء: ٣٤)

''آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے؟''

اور اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا:

﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾﴾ (آل عمران: ١٤٤)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔''

لہٰذا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا رہا ہے وہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ وحدہٗ لا شریک کی عبادت کرتا رہا ہے تو اللہ تو گھات میں ہے، زندہ وجاوید ہے، اس کو موت نہیں آ سکتی، اس کو تو اونگھ اور نیند بھی طاری نہیں ہوتی۔ وہ اپنے امر کی حفاظت کرنے والا اور اپنے دشمن سے انتقام لینے والا ہے۔ اور میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہارا حصہ اور نصیبہ اللہ سے ملے گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس کو مانو اور آپ کی ہدایت کی پیروی کرو، اللہ کے دین کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ ہدایت نہ بخشے گمراہ ہے اور جس کو اللہ عافیت نہ دے وہ مصیبت زدہ ہے۔ جس کی اللہ مدد نہ کرے وہ بے یارومددگار ہے۔ جس کو اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یاب ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے وہ گمراہ ہے۔''

ارشاد الٰہی ہے:

﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾﴾

(الکهف: ١٧)

''اللہ تعالیٰ جس کی رہبری فرمائے وہ راہ راست پر ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز اور رہنما پا سکیں۔''

دنیا میں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں اور آخرت میں بھی اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا، نہ فرض نہ نفل۔ تم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکا کھا کر، اس کے حکم سے جہالت کی وجہ سے اور شیطان کی پیروی میں دین اسلام کو اختیار کرنے کے بعد مرتد ہو چکے ہیں ان کا مجھے بخوبی علم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰﴾ (الکھف: ٥٠)

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے۔ ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدلہ ہے۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶﴾ (الفاطر: ٦)

''یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔''

میں نے تمہاری طرف فلاں کو مہاجرین وانصار اور ان کے متبعین کی فوج کے ساتھ بھیجا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ کسی سے اس وقت تک قتال نہ کریں اور اسے قتل نہ کریں جب تک اللہ کے منادی کی طرف اس کو دعوت نہ دے دیں۔ جو اس دعوت کو قبول کرے، اس کا اقرار کرے اور اپنی حرکت سے باز آ جائے اور عمل صالح کرنے لگے اس سے قبول کریں اور اس سے تعاون کریں، اور جو انکاری ہو اس سے قتال کرنے کا انہیں حکم دیا ہے۔ اور ان میں سے جن پر قدرت پائیں کسی کو باقی نہ چھوڑیں، انہیں آگ میں جلا دیں [1] اور اچھی طرح قتل کر دیں۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی و غلام بنا لیں۔ کسی سے اسلام کے سوا کوئی عذر قبول نہ کریں۔ جس نے اسلام کی پیروی کی وہ اس کے لیے بہتر ہے اور جس نے اس کو ترک کیا وہ ہرگز اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے پیغامبر کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہر مجمع میں میرے خط کو پڑھ کر تمہیں سنائے اور منادی اذان دے۔ مسلمانوں کی

---

[1] کسی کو جلا کر سزا دینا جائز نہیں ہے، ارشاد نبوی ہے: ((ان النار لا یعذب بھا الا اللہ)) البخاری: الجھاد ٣٠١٦ ''آگ کے ذریعے سے سزا دینا صرف اللہ کا کام ہے۔'' لیکن یہاں انہیں جلانے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ ان بدمعاشوں نے اہل ایمان کے ساتھ یہی برتاؤ کیا تھا لہٰذا یہ سزا قصاص کے طور پر تھی۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان پر جو لوگ اذان کا اہتمام کریں ان سے رک جاؤ اور اگر اذان نہ دیں تو جلدی سے ان پر حملہ کرو۔ اور اگر اذان دیں تو ان سے جو زکوٰۃ ان پر فرض ہے طلب کرو، وہ اس کو ادا کرنے سے انکار کریں تو جلدی سے ان پر حملہ کرو۔ اگر اقرار کر لیں تو قبول کر لو اور ان کے مناسب جو ہو اس پر انہیں آمادہ کریں۔''❶

صدیقی خط کا بنیادی محور:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس خط میں ہم دو محور پا رہے ہیں جس کے گرد خط کے تمام مضامین گردش کر رہے ہیں:

۱: مرتدین سے اسلام کی طرف لوٹنے کا مطالبہ۔

۲: ارتداد پر اصرار کا انجام۔❷

اور اس خط میں کئی ایک حقائق کی تاکید کی گئی ہے:

- یہ خط عام وخاص سب کے نام ہے تاکہ سب اللہ کی دعوت کو سنیں۔
- اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، جو اس کا اقرار کرے وہ مومن ہے اور جو انکار کرے کافر ہے، اس سے جہاد وقتال کیا جائے گا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اللہ کا فرمان ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ﴾ ''یقیناً آپ پر موت آئے گی'' آپ پر صادق آچکا ہے۔ مومن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نہیں کرتا، وہ زندہ وجاوید باقی رہنے والے اللہ کی عبادت کرتا ہے، جس کو کبھی موت نہیں آسکتی۔ اس لیے مرتدین کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔❸
- اسلام سے پھرنا حقیقت سے لاعلمی اور شیطان کے حکم کی پیروی ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ دشمن کو دوست بنا لیا جائے حالانکہ یہ اچھے نفوس کے لیے ظلم عظیم ہے کیونکہ انسان ایسی صورت میں اپنے نفس کو برضا ورغبت جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔
- مسلمانوں میں خالص اور چنندہ لوگ مہاجرین وانصار اور ان کے متبعین ہیں جو دینی غیرت وحمیت اور اسلام کو توہین وتذلیل سے بچانے کے لیے مرتدین سے قتال کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔
- جو اسلام کی طرف لوٹ آئے، اپنی ضلالت کا اقرار کر لے اور مسلمانوں سے قتال کرنے سے باز آجائے اور دین اسلام کے مطلوبہ اعمال کو بجا لائے، وہ اسلامی معاشرے کا ایک فرد ہے، اس کو مسلمانوں کے حقوق حاصل ہیں اور وہ عائد شدہ ذمہ داریوں کا پابند ہے۔
- جو مسلمانوں کی صف کی طرف لوٹنے سے انکاری ہو اور ارتداد پر ڈٹ جائے وہ محاربین میں سے ہے، اس

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٦٩۔٧٠۔٧١۔ ❷ الدور السیاسی للصفوة فی صدر الاسلام: ٢٦٢۔

❸ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ٢٩٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حملہ کرنا ضروری ہے۔ اس کو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے اور اس کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی وغلام بنالیا جائے۔ وہ کسی صورت میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا کیونکہ جہاں جائے گا اللہ ہی کی سلطنت میں رہے گا۔

✿ مرتدین مسلمانوں کے حملے سے صرف اسی وقت بچ سکتے ہیں جب کہ ان کے درمیان اذان کا اہتمام ہو، ورنہ قتال ہی کے ذریعے سے ان کا علاج کیا جائے گا۔ [1]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس معاملے کو قائدین اور لشکر کی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا، تمام قائدین کو ایک ہی خط تحریر کیا اور ان کو اس کے اندر گذشتہ خط کے مضمون کے التزام کی دعوت دی، اس خط کا متن یہ ہے:

''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ابوبکر کی طرف سے فلاں کے نام پیغام ہے، جسے مرتدین سے قتال کی مہم پر روانہ کیا گیا ہے۔ اس کو وصیت کی جاتی ہے کہ ظاہر و باطن اپنے تمام امور میں حتی الوسع اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ کے دین کے بارے میں جدوجہد کریں اور جو لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں اور شیطانی آرزوؤں کو اختیار کر لیا ہے ان سے جہاد کریں۔ سب سے پہلے ان کو موقع دیں، اسلام کی دعوت ان کے سامنے پیش کریں، اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو ان سے رک جائیں، ورنہ ان پر حملہ کریں یہاں تک کہ وہ اسلام کا اقرار کر لیں۔ پھر ان کو خبر کریں کہ ان کے حقوق اور ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ان کے ذمہ جو ہو اس کو وصول کریں اور ان کا جو حق ہے انہیں دیں، اس میں تاخیر نہ کریں، مسلمانوں کو دشمن سے قتال کرنے سے مت روکیں، جو اللہ کے دین کو قبول کر لے اور اس کو تسلیم کر لے اس کا عذر مان لیں اور بھلائی کے ساتھ اس کی مدد کریں۔ جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ہے اس کی بات اسی وقت مانی جائے گی جب وہ اللہ کے دین کو قبول کر لے اور جو اللہ کی دعوت کو قبول نہ کرے وہ قتل کیا جائے گا اور جہاں کہیں ہو اس سے قتال کریں۔ اسلام کے سوا اس سے کوئی چیز قبول نہ کریں۔ جو اسلام کو قبول کر لے اور اسے تسلیم کر لے اس کی بات قبول کی جائے اور جو انکاری ہو اس سے قتال کریں۔ اگر اللہ غلبہ عطا فرمائے تو سب کو تہ تیغ کر دیں اور جو مال غنیمت اللہ عطا فرمائے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیں اور خمس مجھ تک پہنچائیں اور اپنے ساتھیوں کو جلد بازی اور فساد سے باز رکھیں اور نامعلوم قسم کے لوگوں کو ان میں شامل نہ کریں جب تک کہ ان کو اچھی طرح سے جان پہچان نہ لیں، کہیں وہ جاسوس نہ ہوں تاکہ ان کی وجہ سے مسلمانوں کو زک نہ پہنچے۔ مسلمانوں کے ساتھ سفر وحضر میں اعتدال و نرمی برتیں، برابر ان کی خبر گیری کرتے رہیں، ان کو جلدی میں نہ ڈالیں اور مسلمانوں کو حسن صحبت اور نرم گفتگو کی وصیت کرتے رہیں۔'' [2]

یہ عہد جس کی پابندی قائدین پر لازم قرار دی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حرب ارتداد کے اندر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

---

[1] حركة الردة للعتوم: ١٧٦ـ١٧٧.
[2] تاريخ الطبري: ٤/ ٧١ـ٧٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے امراء وقائدین کو اساسی تعلیمات یکساں لکھی ہوئی شکل میں دینے کا اہتمام فرمایا، جس کے اندر بلا کسی التباس کے یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی کہ اسلام کی طرف دعوت دینے سے قبل قتال نہ کیا جائے اور جو اسلام قبول کرلیں، ان سے قتال بند کر دیا جائے۔ ان کی اصلاح کا اہتمام کیا جائے، اسلام کا اقرار کر لینے کے بعد ان سے قتال کا سلسلہ بند کر دیا جائے، انہیں اصول اسلام سکھانے اور حقوق وواجبات کی تعلیم دینے کی کوشش کی جائے۔ جب تک مرتدین اللہ کے دین کی طرف واپس نہ آ جائیں ان سے قتال بند نہ کیا جائے اور فوجوں کو واپس نہ بلایا جائے۔

اسلامی فوج نے قتال سے قبل دعوت اور قبولیت اسلام کے بعد جنگ بندی کے اصول پر عمل کیا، کیونکہ قتال کا بنیادی اور واحد مقصد یہ تھا کہ مرتدین اسلام کی طرف دوبارہ واپس آ جائیں۔ اسلامی فوج کی صفوں میں جسے ارتداد کی تحریک کو ختم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، قول وعمل میں انتہائی درجہ کی موافقت ثابت کرنے کے لیے آپ نے اسلامی لشکر کے قائدین کے نام ایک اہم پیغام بھیجا، ان سے مطالبہ کیا کہ ان کے اخلاق و عادات ہی مہم کو سر کرنے کے لیے بہترین دعوت ہوں اور ان کا بنیادی مقصد اسلام کی طرف سے دفاع کرنا ہو۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے فن قیادت سیکھی اور قیادت میں قائد کی کامیابی اس کے فن سپاہ گری میں کامیابی پر منحصر ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے انتہائی کامیاب سپاہی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں انتہائی مخلص تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو پوری طرح من وعن عملی جامہ پہناتے، اس راہ میں سب کچھ قربان کرتے۔ کسی معرکے میں کبھی بھی فرار اختیار نہ کیا۔ آپ کے قائدانہ مشوروں کی باریکی اور دور رس مقاصد کا اندازہ قائدین کے نام وصیتوں اور دشمن کے خلاف نقل وحرکت کے لیے مقرر کردہ منصوبوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ ❷

پہلی وصیت جو قائدین کو آپ نے کی وہ مندرجہ ذیل عناصر پر مشتمل تھی:

- اللہ کا تقویٰ لازم پکڑیں اور خلوت وجلوت میں اللہ کا خوف رکھیں۔ صحیح سیاست کے لیے یہی درست ومناسب ہے کیونکہ اگر قائد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کی مدد کرتا اور اس کے شامل حال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّ الَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾﴾ (النحل: ۱۲۸)

''یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔''

- محنت وکوشش اور اخلاص، اور یہ فتح مندوں اور فائزین کے اوصاف ہیں۔ ❸

❶ الدور السیاسی للصفوة: ۲۶۳۔ ❷ حرکة الردة للعتوم: ۱۷۹۔

❸ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۲۹۱۔۲۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۶۹﴾

(العنكبوت : ٦٩)

''اور جو لوگ میری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہ ضرور دکھا دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔''

- مرتدین سے اسلام یا پھر قتال ہی قابل قبول ہے۔ کیونکہ عقیدہ کے سلسلہ میں کوئی مصالحت نہیں۔
- بیت المال کے حق خمس کو محفوظ رکھ کر باقی مال غنیمت فوج کے درمیان تقسیم کر دینا۔
- درآمدہ مسائل میں جلد بازی نہ کی جائے تاکہ ان مسائل کا حل بغیر غور و فکر کے صادر نہ ہو۔
- اس بات کی مکمل احتیاط کی جائے کہ کوئی اجنبی ان کے درمیان شامل نہ ہونے پائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دشمن کا جاسوس ہو۔
- لشکر کے ساتھ نرمی اور رفق کا معاملہ کیا جائے اور سفر اور قیام کے دوران میں برابر ان کی خبر گیری کی جائے تاکہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔
- امراء ہمیشہ لشکر کو حسن صحبت کی وصیت کرتے رہیں۔ [1]

بحث و تحقیق کے بعد قائدین کی تقرری کے سلسلہ میں درج ذیل نکات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی منصوبہ بندی کی تلخیص ہمارے سامنے آتی ہے:

الف: اس منصوبے میں اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ لشکروں کے درمیان آپس میں ربط اور تعاون برابر قائم رہے اگرچہ ان کے مقامات اور جہات مختلف تھے لیکن سب ایک ہی سلسلے کی کڑیاں تھیں۔ ان کا آپس میں ملنا اور جدا ہونا ایک ہی مقصد کے پیش نظر تھا اور خلیفہ کے مدینہ میں ہوتے ہوئے قتال کے جملہ امور کا کنٹرول پاور اس کے ہاتھ میں تھا۔

ب: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ مدینہ کی حفاظت کے لیے فوج کا ایک حصہ اپنے پاس رکھا اور اسی طرح امور حکومت میں رائے و مشورہ کے لیے کبار صحابہ کی ایک جماعت اپنے پاس رکھی۔

ج: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ ارتداد سے متاثرہ علاقوں میں مسلم قوت موجود ہے، آپ کو اس کی فکر لاحق ہوئی کہ کہیں یہ مسلمان مشرکین کے غیظ و غضب کا نشانہ نہ بنیں، اس لیے قائدین کو حکم فرمایا کہ ان میں سے جو قوت و طاقت کے مالک ہیں ان کو اپنے ساتھ شامل کر لیں اور ان علاقوں کی حفاظت کی خاطر کچھ افراد کو وہاں مقرر کر دیں۔

---

[1] حركة الردة للعتوم: ١٧٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د: مرتدین کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ((اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ)) کے اصول کو اپنایا، فوج کے اہداف کچھ ظاہر کرتے حالانکہ مقصود کچھ اور ہی ہوتا، انتہائی احتیاط وحذر کا طریقہ اختیار کیا کہ کہیں ان کا منصوبہ فاش نہ ہونے پائے۔ ❶ اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سیاسی مہارت، علمی تجربہ، علم راسخ اور ربانی فتح ونصرت نمایاں ہوتی ہے۔

اسود عنسی اور طلیحہ اسدی کے فتنے کا خاتمہ اور مالک بن نویرہ کا قتل

الف:...... اسود عنسی کا خاتمہ اور اہل یمن کا دوبارہ ارتداد:

الف:......اسود عنسی کا نام عبہلہ بن کعب تھا، ذوالخمار اس کی کنیت تھی کیونکہ یہ ہمیشہ عمامہ باندھتا اور چادر ڈالے رہتا۔ ❷ چونکہ چہرہ میں سیاہ پن تھا اس لیے اسود عنسی کے نام سے معروف تھا۔ ضخامت جسم اور قوت شجاعت کا مالک تھا، کہانت، شعبدہ بازی اور بلیغ خطاب سے لوگوں کو متاثر کرتا، شعبدہ باز کاہن تھا، اپنی قوم کو عجائب وغرائب دکھاتا، اپنی باتوں کے ذریعے سے لوگوں کے دلوں کو اسیر کر لیتا اور لوگوں پر اثر انداز ہونے کے لیے مال بے دریغ استعمال کرتا۔ ❸

حجۃ الوداع کے بعد جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی اطلاع ملی، اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور بعض روایات میں ہے کہ جس طرح مسیلمہ کذاب اپنے آپ کو ''رحمٰن الیمامہ'' کہلاتا تھا اسی طرح اسود اپنے آپ کو ''رحمٰن الیمن'' کہلانے لگا۔ ❹ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کے ساتھ اپنی نبوت کا اعلان کرتا اور یہ اس زعم میں مبتلا تھا کہ اس کے پاس دو فرشتے وحی لے کر آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا نام شقیق یا شریق ہے۔ ❺ شروع میں اپنی دعوت کو مخفی رکھا، اپنے مناسب لوگوں کو خفیہ طور سے اپنے پاس جمع کرتا رہا، پھر اچانک اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ ❻ سب سے پہلے اس کی دعوت کو قبول کرنے والے اسی کے قبیلے ''عنس'' کے نوجوان تھے۔ ❼ پھر اس نے قبیلہ ''مذحج'' کے زعماء سے خط کتابت کی تو اس قبیلے کی عوام اس کے ساتھ ہو گئی۔ ❽ اور اسی طرح قیادت وسیادت کے بھوکے بعض زعماء بھی اس کے پھندے میں آ گئے۔ اس نے لوگوں کے مابین قبائلی عصبیت بھڑکائی کیونکہ اس کا تعلق قبیلہ ''عنس'' سے تھا جو قبیلہ ''مذحج'' کی ایک شاخ تھی۔ اسی طرح اس نے اہل نجران میں سے بنو حارث بن کعب سے خط کتابت کی جو اس وقت مسلمان تھے۔ ان سے اس

❶ الأبعاد المفهوم الأمن فی الاسلام: مصطفی محمود منجمود: ۱۶۹ .
❷ الکامل فی التاریخ: ۲/ ۱۷ .
❸ عصر الخلافة الراشدة للعمری: ۳٦٤ .
❹ الیمن فی صدر الاسلام للشجاع ۲٥٦ .
❺ البدء والتاریخ: ٥/ ۱٥٤ .
❻ الیمن فی صدر الاسلام: ۲٥۷ .
❼ فتوح البلدان للبلاذری: ۱/ ۱۲٥ .
❽ تاریخ الردة للکلاعی: ۱٥۱-۱٥۲ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے یہاں آنے کا مطالبہ کیا پھر وہاں پہنچ بھی گیا، لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کر لی کیونکہ انہوں نے برضا ورغبت اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اسی طرح زبید، اَود، مَسلیہ اور حکم بن سعد عشیرۃ کے کچھ لوگ اس کے تابع ہو گئے۔ کچھ دن نجران میں رہا، اس وقت اس کی قوت مضبوط ہو گئی جب عمرو بن معدیکرب الزبیدی اور قیس بن مکشوح المرادی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس نے فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ کو ''مراد'' سے اور عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ''نجران'' سے نکال باہر کر دیا پھر اس کو صنعاء پر قبضہ کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی اور چھ سو یا سات سو شہسواروں کو لے کر اس کی طرف روانہ ہوا، ان میں سے اکثر بنو حارث اور عنس کے لوگ تھے۔ ❶

اس وقت صنعاء کے عامل شہر بن باذان الفارسی تھے، جو اپنے والد کے ساتھ صنعاء سے باہر ''شعوب'' کے علاقے میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ دونوں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی جس کے نتیجے میں شہر بن باذان الفارسی شہید ہو گئے اور اسود عنسی صنعاء پر غالب آ گیا اور اپنے ظہور کے صرف پچیس دن بعد قصر غمدان میں نزول کیا۔ ❷ اسلام پر قائم رہنے والوں کو سزا دینے کے سلسلہ میں انتہائی بھیانک موقف اختیار کیا، نعمان نامی ایک مسلمان کو پکڑا اور ان کے ایک ایک عضو کو کاٹ ڈالا۔ ❸ اسی لیے جو مسلمان اس کے مقبوضہ علاقوں میں آباد تھے انہوں نے تقیہ اختیار کیا۔ ❹

جو مسلمان اس کے مقبوضہ علاقے سے باہر تھے انہوں نے اپنی جمعیت اکٹھی کرنے اور اپنی صفوں کو نئے سرے سے منظم کرنے کی کوشش کی چنانچہ فروہ بن مُسَیک المرادی "احسیہ" ❺ مقام پر پناہ گزیں ہوئے اور دیگر مسلمان اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس نے اسود عنسی کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خط مطلع کیا۔ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع بھیجی اور ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما حضر موت میں سکاسک اور سکون کے پڑوس میں جمع ہو گئے۔ ❻ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کے نام، اسود کی ارتدادی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے خطوط ارسال کیے اور انہیں حکم دیا کہ کسی طرح اس کا خاتمہ کریں خواہ قتال کے ذریعے سے ہو یا دھوکے سے قتل کریں اور اپنے خطوط اور پیغام بروں کو حمیر و ہمدان کے بعض زعماء کی طرف ارسال فرمایا کہ وہ آپس میں متحد و متفق ہو کر اسود عنسی کے خلاف مجاہدین کا ساتھ دیں۔ ❼ چنانچہ آپ نے وبر بن یُحَنّس رضی اللہ عنہ کو فیروز دیلمی، جُشَیش دَیلمی اور داذویہ اصطخری کے پاس بھیجا اور جریر بجلی رضی اللہ عنہ کو ذوالکلاع حمیری اور ذوظلیم حمیری کے پاس روانہ کیا اور اقرع بن عبداللہ حمیری رضی اللہ عنہ کو ذوزود ہمدانی اور ذومران

---

❶ تاریخ الردة للكلاعي: ۱۵۱-۱۵۲ . ❷ البدء والتاريخ: ٥/ ٢٢٩ .
❸ ابن سعد في الطبقات: ٥/ ٥٣٥ . ❹ اليمن في صدر الاسلام للشجاع: ٢٥٨ .
❺ یمن میں ایک مقام کا نام ہے۔ دیکھیے، المعجم: ياقوت الحموى ١/ ١١٢ .
❻ تاريخ الطبري: ٤/ ٤٩، ٥٠ . ❼ اليمن في صدر الاسلام: ٢٧١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدانی کے پاس ارسال فرمایا۔

اسی طرح آپ نے اہل نجران اور وہاں آباد لوگوں کو خطوط ارسال کیے۔❶ آپ نے حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات سے قبل یمن روانہ فرمایا اور ان کو یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی۔❷ مراجع سے یہ سراغ نہ مل سکا کہ ان کو کس کے پاس بھیجا تھا لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا ہوگا کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ملا تھا جس میں آپ نے ان کو حکم دیا تھا کہ اسود عنسی سے مقابلے کے لیے مجاہدین بھیجیں تاکہ اس کا خاتمہ ہو سکے۔❸ اسی طرح ابوموسیٰ اشعری اور طاہر بن ابوہالہ رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ملا جس میں آپ نے انہیں اسود عنسی سے مقابلہ کا حکم دیا تھا، خواہ باقاعدہ جنگ کے ذریعے سے یا اچانک قتل کے ذریعے سے۔❹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل کا بڑا گہرا اثر ہوا، آپ نے جن کو خطوط بھیجے وہ آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد متحد ہو کر اسلام پر ڈٹ گئے، نہ تو یہ شکوک وشبہات کا شکار ہوئے اور نہ ارتداد کو اختیار کیا چنانچہ حمیر اور ہمدان کے زعماء نے ابنائے فارس کو خطوط بھیجے اور ہر طرح کی مدد کا ان سے وعدہ کیا۔ اسی طرح نجران کے لوگ اسود عنسی کی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک جگہ اکٹھے ہو گئے، اس وقت اسود عنسی کو یقین ہو گیا کہ اب اس کا انجام ہلاکت ہے۔❺

ہمدان وحمیر اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر یمنی سرداروں کے درمیان خط کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کا بھی قوی احتمال ہے کہ بنائے فارس اور فروہ بن مسیک کے مابین خط کتابت رہی ہو، کیونکہ اسود عنسی کے قتل میں اس کا اہم کردار رہا ہے۔❻ لیکن اسود عنسی پر سب سے پہلے اعتراض کرنے والے عامر بن شہر ہمدانی تھے۔

اس طرح تمام اسلامی قوتیں یمن میں اسود عنسی کو ختم کرنے کے لیے اکٹھی ہو گئیں اور بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ تمام اس بات پر متفق تھے کہ اسود عنسی کو کسی طرح قتل کر دیا جائے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر اس کا قتل ہو گیا تو اس کے ماننے والے بکھر جائیں گے اور ان کی قوت باقی نہ رہے گی پھر ایسی صورت میں ان سے نمٹنا آسان ہوگا۔ اس لیے اس منصوبے پر اتفاق ہوا کہ اس وقت تک کوئی کارروائی نہ کی جائے جب تک اندرونی کارروائی مکمل نہ ہو جائے۔

چنانچہ ابنائے فارس فیروز دیلمی اور داذویہ، اسود عنسی کے قائد الجیش ''قیس بن مکشوح مرادی'' کے ساتھ اسود عنسی کے قتل پر اتفاق کرنے میں کامیاب ہو گئے کیونکہ قیس بن مکشوح المرادی کا اسود کے ساتھ اختلاف تھا اور اس کو اپنے بارے میں اسود سے خطرہ تھا۔❼ ان لوگوں نے اپنے ساتھ اسود کی بیوی ''آزاد فارسیہ'' کو شامل کیا جو

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٥٢ .
❷ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧١ .
❸ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٢ .
❹ تاریخ الطبری: ٤/ ٥١ .
❺ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٢ .
❻ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٢ .
❼ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٢۔ ٢٧٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے شہر بن باذان کی بیوی تھی اور فیروز فارسی کی چچا زاد بہن تھی۔ کذاب یمن اسود عنسی نے اس کے شوہر کو قتل کر کے اس کو غصب کر لیا تھا۔ وہ پورے عزم و حوصلے کے ساتھ جاہلی درندوں کے پنجے سے نجات حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور ابنائے فارس کے ساتھ مل کر اس ظالم کے قتل کا پروگرام مرتب کیا، ❶ اور بستر پر ہی اس کے قتل کا راستہ ہموار کیا۔ ❷ اور جب اسود قتل کر دیا گیا تو اس کے سر کو اس کے ساتھیوں کے درمیان ڈال دیا گیا جس سے ان پر خوف طاری ہوا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ❸

جس رات اسود عنسی قتل ہوا اسی رات آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی اور آپ نے لوگوں کو بشارت سناتے ہوئے فرمایا: آج رات عنسی قتل کر دیا گیا، بابرکت گھرانے کے ایک بابرکت شخص نے قتل کیا ہے۔ دریافت کیا گیا: وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فیروز، فیروز کامیاب ہو گیا۔ ❹

اسود عنسی کے قتل کا تذکرہ ڈاکٹر صلاح الخالدی نے اپنی کتاب "صور من جهاد الصحابة" میں تفصیل سے کیا ہے۔ ❺

صنعاء کے امور فیروز، داذویہ اور قیس بن مکشوح کے درمیان مشترک رہے، یہاں تک کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ صنعاء پہنچے ان سب نے ان کو اپنا امیر بنا لیا، تین دن تک وہ ان میں رہ کر نماز پڑھاتے رہے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر وہاں پہنچ گئی۔ ❻ اسود عنسی کے قتل کی تفصیلات مدینہ میں لشکر اسامہ کی روانگی کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچیں اور مدینہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فتح کی پہلی خبر پہنچی تھی۔ ❼

ب:...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو صنعاء کا والی مقرر فرما دیا اور ان کی تقرری کا خط ان کو ارسال کیا۔ قیس بن مکشوح المرادی کو نظر انداز کیا، اس کو والی مقرر نہ فرمایا کیونکہ وہ اسود کا مخلص پیروکار تھا۔ قبائلی عصبیت اور قیادت کے شوق میں اس کا ساتھ دیا تھا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ اصول تھا کہ مرتد ہونے والوں سے احتیاط برتی جائے، ان سے مدد نہ لی جائے۔ ❽ اور آپ نے داذویہ، جُشَیش اور قیس بن مکشوح کو فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کے معاون کی حیثیت سے رکھا۔ قیس کو یہ چیز اچھی نہ لگی اور اس نے ان تینوں قائدین کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور داذویہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ فیروز رضی اللہ عنہ کو اس سازش کا سراغ لگ گیا اور انہوں نے خولان میں اپنے ماموؤں کے پاس جا کر پناہ لی۔ ❾ قیس نے نسلی عصبیت کو ہوا دی اس طرح بعض قبائل کے زعماء کو ابنائے فارس کے خلاف اکسانے کی کوشش کی اور یہ باور کرایا کہ یہ لوگ تم پر قابض ہیں اور میں ان کے سرغنہ لوگوں کو قتل اور باقی کو

❶ حركة الردة للعتوم: ٣٠٩.
❷ اليمن في صدر الاسلام: ٢٧٣.
❸ اليمن في صدر الاسلام: ٢٧٣.
❹ تاريخ الطبري: ٤/ ٥٥.
❺ صور من جهاد الصحابة للخالدي: ٢١١ـ ٢٢٨.
❻ تاريخ الطبري: ٤/ ٥٦.
❼ البلاذري، فتوح البلدان: ١/ ١٢٧.
❽ اليمن في صدر الاسلام: ٢٧٥.
❾ تاريخ الطبري: ٤/ ١٤٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکال باہر کرنا چاہتا ہوں لیکن قبائلی سرداروں نے کنارہ کشی اختیار کی اور اس سے کہا: تم سب ایک دوسرے کے ساتھی ہو۔ جب یہاں سے اس کو مایوسی ہوئی تو اسود عنسی کے بچے کھچے پیروکاروں سے خط کتابت شروع کی، خواہ وہ افراد جو صنعاء و نجران کے درمیان تذبذب کی زندگی گذار رہے تھے، یا وہ جو ''لحج'' میں پناہ گزیں تھے۔ ان سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ سب اساسی مقصد یعنی ابنائے فارس کو جلاوطن کرنے پر جمع ہو جائیں۔ صنعاء کے لوگوں کو اس وقت خبر ملی جب وہ چہار جانب سے گھر چکے تھے اور پھر قیس نے ابنائے فارس کو جلاوطن کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ ❶

ادھر جب فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ خولان پہنچے تو وہاں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا اور قیس کی کارستانیوں سے آپ کو باخبر کیا۔ یہ خبر پاتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سرداروں کو خطوط ارسال کیے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط بھیجے تھے۔ آپ کا خط بالکل واضح اور صریح تھا۔ مخالفین کے خلاف ان کا ساتھ دو اور فیروز کی بات مانو، اس کے ساتھ لگ جاؤ، میں نے اس کو والی مقرر کیا ہے۔ ❷

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اس طریقہ عمل سے دو لازم و ملزوم امور کو ہدف بنایا:

- آپ نے اس کو جنگی منصوبے کے طور پر اختیار کیا کیونکہ اس وقت لشکر اسامہ شام کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور آپ کو ان کے لوٹنے کا انتظار تھا تا کہ یمامہ، بحرین، عمان اور تمیم میں اٹھنے والے فتنہ ارتداد سے سختی کے ساتھ نمٹا جائے کیونکہ ان علاقوں میں ارتداد کا فتنہ یمن میں رونما ہونے والے فتنہ ارتداد سے زیادہ سنگین تھا۔ جس کا علاج خطوط اور پیغام رساں لوگوں کے ذریعے سے کرنے پر اکتفا کیا۔
- دوسرا مقصد یہ تھا کہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کو موقع ملے تا کہ وہ اپنے اسلام کی صداقت کو ثابت کر سکیں تا کہ ان کی ثابت قدمی اور دین پر تمسک میں اضافہ ہو کیونکہ اصل ذمہ دار اور اقرارِ اسلام کی امانت کے حامل یہی لوگ تھے۔ خاص کر جن لوگوں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خط کتابت کی وہ وہ لوگ تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط بھیجے تھے اور وہ ثابت قدم رہے اور ان سے جس کا مطالبہ کیا گیا اس کو پورا کر دکھایا۔ ❸ فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے جن دوسرے دیگر قبائل سے اتصال کر کے اپنا حامی بنانا چاہا ان میں سرفہرست بنو عقیل بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھے پھر اس کے بعد قبیلہ ''عک'' سے اسی مقصد کے تحت خط کتابت کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طاہر بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ ❹ اور مسروق عکی کو پیغام بھیجا کہ وہ ابنائے فارس کی مدد کریں۔ یہ دونوں عک اور اشعریین کے درمیان تھے۔ ہر ایک اپنی اپنی طرف سے نکل پڑے اور قیس کے منصوبے کو ناکام بنا دیا جو ابنائے فارس کو یمن سے نکالنے کا عزم کر چکا تھا۔ ان کو اس سے بچایا اور پھر سب

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٤٠، الیمن فی صدر الاسلام: ٢٦٤.
❷ تاریخ الطبری: ٤/ ١٤٠.
❸ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٥.
❹ تاریخ الطبری: ٤/ ١٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ساتھ ہو کر صنعاء کی طرف نکلے اور قیس سے مڈبھیڑ ہوئی اور وہ صنعاء چھوڑنے پر مجبور ہو گیا اور اسود عنسی کے ساتھیوں کے پاس جو نجران وصنعاء اور لحج کے درمیان سرگرداں تھے، ان کے پاس چلا گیا اور عمرو بن معدیکرب الزبیدی سے جا ملا اور اس طرح صنعاء دوبارہ خطوط اور سفراء کے ذریعے سے استقرار اور امن وامان کی طرف واپس آ گیا۔ ❶

ج:……ابوبکر رضی اللہ عنہ فتنہ کو اندر سے ناکام کرنے کی سیاست پر قائم رہے، اس کی تعبیر مورخین نے ان الفاظ میں کی ہے کہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کے ذریعے سے مرتدین پر چڑھ دوڑنا۔ ❷

تہامہ یمن میں ارتداد کی تحریک کو خلیفہ کی طرف سے بغیر کسی قابل ذکر کوشش کے کچل دیا گیا۔ تہامہ کے مسروق عکی جیسے مسلمان سپوتوں نے یہ ذمہ داری سنبھالی اور قبیلہ عک کے ساتھ مرتدین سے قتال کیا۔ تہامہ کے ارتداد کو کچلنے میں سرفہرست طاہر بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تہامہ کے حصے پر والی تھے، جو قبیلہ عک اور اشعریوں کا موطن تھا۔ ❸ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکاشہ بن ثور کو حکم دیا کہ وہ تہامہ میں اقامت پذیر ہوں اور اپنے پاس اس کے باشندوں کو اکٹھا کر کے حکم کا انتظار کریں۔ ❹ اور بجیلہ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جریر بن عبداللہ بجلی ❺ رضی اللہ عنہ کو واپس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی قوم کے ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کو لے کر اسلام سے مرتد ہونے والوں سے قتال کریں اور پھر خثعم کے پاس پہنچیں اور ان کے مرتدین سے قتال کریں۔ جریر رضی اللہ عنہ اپنی مہم پر روانہ ہوئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو حکم دیا تھا اس کو بجا لائے۔ تھوڑے سے افراد کے علاوہ ان کے مقابلے میں کوئی نہ آیا۔ آپ نے ان کو قتل کیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ ❻ اور نجران میں بنو حارث بن کعب کے کچھ لوگوں نے اسود عنسی کی پیروی اختیار کر لی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تردد کا شکار رہے۔ ان سے مقابلے کی نیت سے مسروق عکی ان کی طرف نکلے۔ اوّلاً انہیں اسلام کی طرف دعوت دی تو وہ سب بغیر کسی قتال کے مسلمان ہو گئے پھر ان کے اصلاح حال کے لیے مسروق نے ان کے درمیان اقامت اختیار کی اور جب مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو نجران کی حالت بالکل درست ہو چکی تھی۔ ❼

ارتداد کی تحریک کو اندر سے ناکام کرنے کی صدیقی سیاست کامیاب رہی اور لشکر اسامہ کی واپسی کے بعد فوج بھیجنی شروع کی۔

ب:…… لشکر عدامہ:

عمان میں ارتداد کو ختم کرنے کے بعد عکرمہ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اپنے سات سو شہسواروں کے

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٤٢.
❷ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٧.
❸ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٧.
❹ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٧٧.
❺ آپ کی کنیت ابوعمرو تھی، آپ ۱۰ ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔
❻ الثابتون علی الاسلام فی ایام فتنۃ الردۃ: ٤٢.
❼ تاریخ الردۃ للکلاعی: ١٥٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ❶ مہرہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ عمان کے قبائل بھی تھے۔ آپ جب مہرہ میں داخل ہوئے تو دیکھا مہرہ دو سرداروں کے درمیان منقسم ہے۔ ایک کا نام ''شخریت'' تھا یہ ساحلی علاقے پر قابض تھا اور عدد اور ساز و سامان کے اعتبار سے دوسرے کی بہ نسبت کمزور تھا اور دوسرا ''مصبح'' تھا جو بالائی علاقے پر قابض تھا اور عدد اور ساز و سامان میں پہلے سے زیادہ قوی تھا۔ ان دونوں کو عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی طرف دعوت دی۔ شخریت نے دعوت قبول کر لی اور دوسرے کو اپنی تعداد و قوت پر غرور سوار ہوا تو شخریت کو لے کر عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے مقابلہ کیا، اس کو شکست فاش ہوئی اور اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے وہاں اقامت پذیر ہو کر ان کے جملہ امور کی ترتیب کی، وہ سب ایمان لائے، اسلام کی بیعت کی اور وہاں امن واستقرار پیدا ہو گیا۔ ❷

اسی اثناء میں عکرمہ رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط موصول ہوا، اس میں انہیں حکم دیا گیا تھا کہ تم مہاجر بن ابی امیہ سے جا ملو جو صنعاء سے آ رہے ہیں اور پھر دونوں مل کر کندہ کا رخ کرو۔ یہ خط پا کر عکرمہ رضی اللہ عنہ مہرہ سے نکلے اور ''ابین'' میں قیام پذیر ہو کر مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ ''ابین'' میں اقامت کے دوران میں آپ نے ''نخع'' اور ''حمیر'' کو اکٹھا کیا اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رکھا۔ ❸ ''ابین'' میں عکرمہ رضی اللہ عنہ کی اقامت سے اسود عنسی کی باقی ماندہ جماعت پر گہرا اثر پڑا جس کی قیادت قیس بن مکشوح اور عمرو بن معدیکرب کر رہے تھے۔ صنعاء سے بھاگنے کے بعد قیس صنعاء کے مابین چکر کاٹتا رہا اور عمرو بن معدیکرب اسود عنسی کی لحج میں موجود پارٹی میں جا شامل ہوا تھا لیکن جب عکرمہ رضی اللہ عنہ ''ابین'' پہنچے تو دونوں یعنی قیس اور عمرو بن معدیکرب آپ سے قتال کے لیے اکٹھے ہو گئے لیکن جلد ہی دونوں میں اختلاف ہوا اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور جب مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو عمرو بن معدی کرب نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کرنے میں جلدی کی پھر قیس بھی اپنے آپ کو حوالے کرنے کے لیے پہنچ گیا۔ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو قید کر کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ دونوں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باز پرس کی، عتاب فرمایا۔ دونوں نے ندامت کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی آپ نے دونوں کو رہا کر دیا۔ دونوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر کے واپس ہوئے۔ ❹

اس طرح عکرمہ رضی اللہ عنہ کا مشرق کی طرف سے آنا ''لحج'' میں موجود مرتدین کی جماعتوں کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا۔ خواہ مقابلے کے ذریعے سے یا اس فوج کے خوف کے ذریعے سے، اور پھر انہیں شمال کی طرف سے مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دوسری فوج کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ❺

---

❶ تاریخ الردة للکلاعی: ۱۷۷ .
❷ تاریخ الردة للکلاعی: ۱۵۵ .
❸ الیمن فی صدر الاسلام: ۲۸۱ .
❹ الطبقات لابن سعد: ٥/ ٥٣٤_٥٣٥ .
❺ الیمن فی صدر الاسلام: ۲۸۲ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج:...... مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کا لشکر حضر موت اور کندہ کے ارتداد کا قلع قمع کرنے کے لیے:

گیارہ فوجی دستوں میں سب سے آخر میں مدینہ سے نکلنے والا دستہ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کا لشکر تھا۔ آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار کی جماعت تھی۔ جب آپ مکہ سے گذرے تو والی مکہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے بھائی خالد بن اسید رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے اور جب آپ کا گذر طائف سے ہوا تو عبدالرحمن بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آپ کے ساتھ ہو لیے اور جب آپ کی ملاقات نجران کے علاقے میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا اور عکاشہ بن ثور رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا، انہوں نے تہامہ کے کچھ لوگوں کو جمع کر رکھا تھا پھر آپ کی جماعت میں فروہ بن مسیک المرادی بھی داخل ہو گئے جو مذحج کے مضافات میں تھے اور آپ کا گذر بنو حارث بن کعب کے پاس سے نجران میں ہوا، وہاں آپ کو مسروق عکی رضی اللہ عنہ ملے ان کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ ❶

نجران میں مہاجر رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ فوج کا ایک حصہ نجران وصنعاء کے مابین اسود عنسی کی بکھری ہوئی جماعت کا خاتمہ کرنے پر مامور ہوا، جس کی قیادت خود مہاجر رضی اللہ عنہ نے سنبھالی اور دوسرے حصے کی قیادت اپنے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو سونپی اور اس کی ذمہ داری تہامۂ یمن کو باقی مرتدین سے صاف کرنا تھا۔ ❷

جب صنعاء میں مہاجر رضی اللہ عنہ کو استقرار حاصل ہو گیا تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعے سے اپنی تمام کارروائیوں سے مطلع کیا اور جواب کے انتظار میں لگ گئے اور اسی وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور یمن کے دیگر عمال نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے چلے آ رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خطوط ارسال کیے اور مدینہ واپس آنے کی اجازت طلب کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ دیگر عمال کو اختیار دیا کہ چاہیں تو یمن میں باقی رہیں اور چاہیں تو مدینہ واپس ہو جائیں لیکن اپنی جگہ کسی کو مقرر کر کے آئیں۔ اختیار ملنے کے بعد تمام ہی لوگ مدینہ واپس ہو گئے۔ ❸ اور مہاجر رضی اللہ عنہ کو حکم ملا کہ عکرمہ سے جا ملو پھر دونوں مل کر حضر موت پہنچو اور زیاد بن لبید کا ساتھ دو، اور ان کو ان کے عہدے پر باقی رکھتے ہوئے حکم فرمایا کہ تمہارے ساتھ مل کر جو لوگ مکہ اور یمن کے درمیان جہاد کرتے رہے ہیں انہیں لوٹنے کی اجازت دے دو مگر یہ کہ بذات خود جہاد میں شرکت کو ترجیح دیں۔ ❹

زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ حضر موت میں کندہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے والی مقرر ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس عہدے پر باقی رکھا۔ زیاد رضی اللہ عنہ سخت گیر تھے، جس کی وجہ سے حارثہ بن سراقہ نے بغاوت

---

❶ تاریخ الردۃ للکلاعی: ۱۵۴ ـ ۱۵۸ . ❷ طبقات فقہاء الیمن: ۳۶ .
❸ طبقات فقہاء الیمن: ۳۶ . ❹ الیمن فی صدر الاسلام: ۲۸۳ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی۔ کلاعی کے بیان کے مطابق جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: آپ نے کندہ کے ایک نوجوان کو غلطی سے زکوٰۃ میں سے ایک عیب دار اونٹنی دے دی لیکن جب اس شخص نے اس اونٹنی کو بدلنا چاہا تو آپ راضی نہ ہوئے اس نے اپنے ایک سردار حارثہ بن سراقہ سے اس سلسلہ میں تعاون چاہا، حارثہ نے جب زیاد رضی اللہ عنہ سے اونٹنی بدلنے کا مطالبہ کیا تو زیاد رضی اللہ عنہ اپنے موقف پر مصر رہے، حارثہ کو غصہ آیا، اس نے زبردستی اونٹنی کھول دی، جس کی وجہ سے زیاد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں اور حارثہ کے ساتھیوں کے درمیان فتنہ رونما ہو گیا اور جنگ جاری ہو گئی اور بالآخر حارثہ کو شکست ہوئی، کندہ کے چاروں بادشاہ قتل کر دیے گئے اور سراقہ کی جماعت کی ایک بڑی تعداد کو زیاد رضی اللہ عنہ نے قید کر لیا اور مدینہ روانہ کر دیا۔ قیدیوں نے اشعث بن قیس سے مدد طلب کی، اس نے عصبیت وحمیت میں آ کر بڑی جماعت اکٹھی کی اور مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ ❶ ادھر زیاد رضی اللہ عنہ نے صورت حال سے نمٹنے کے لیے مہاجر وعکرمہ رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا کہ وہ جلد از جلد مدد کے لیے پہنچ جائیں۔ وہ دونوں اس وقت مآرب میں تھے، یہ خبر سن کر مہاجر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو فوج کے ساتھ چھوڑا اور خود تیز رفتار شہسواروں کو لے کر زیاد رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے پہنچ گئے اور محاصرہ کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کندہ کے لوگ بھاگ کر ''نجیر'' نامی اپنے ایک قلعے میں محصور ہو گئے۔ اس قلعے میں صرف تین راستے تھے، ایک راستہ پر زیاد رضی اللہ عنہ اتر گئے اور دوسرے پر مہاجر رضی اللہ عنہ نے نزول فرمایا اور تیسرا راستہ کندہ ہی کے تصرف میں رہا، یہاں تک کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ پہنچے اور اس راستے پر قابض ہو گئے اور اس طرح چہار جانب سے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور پھر مہاجر رضی اللہ عنہ نے میدان اور پہاڑی علاقے میں کندہ کے بکھرے ہوئے قبائل کی طرف فوجی دستے روانہ کیے تاکہ انہیں اسلام کی دعوت دیں اور جو انکار کریں ان سے قتال کریں۔ اس طرح صرف قلعے میں محصور افراد ہی باقی رہے۔ ❷

زیاد اور مہاجر رضی اللہ عنہما کی فوج پانچ ہزار سے زیادہ تھی، جن میں مہاجرین، انصار اور دیگر قبائل کے لوگ شامل تھے۔ انہوں نے قلعے پر گرفت سخت کر دی، لوگوں نے بھوک سے زچ ہو کر اپنے سرداروں سے شکایت کی اور مرنے کو ترجیح دی، ان کے سرداروں نے اشعث بن قیس سے مطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں سے امان کا مطالبہ کرے اور مسلمانوں کے فیصلے پر اترنے کے لیے تیار ہو جائے۔ ❸ جب ان سرداروں کی طرف سے اشعث کو مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کی بات چیت کرنے کا اختیار سونپ دیا گیا تو کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ بکثرت روایات یہ بتلاتی ہیں کہ اس نے تمام قلعے والوں کے لیے امان کا مطالبہ نہ کیا، روایات کے مطابق اس نے بہت تھوڑے لوگوں کے لیے امان کا مطالبہ کیا، جن کی تعداد سات اور دس کے درمیان تھی اور شرط یہ تھی کہ قلعے کا دروازہ کھول دیا جائے۔

❶ الکامل فی التاریخ: ٢/ ٤٩، الثابتون علی الاسلام: ٦٦ .

❷ الیمن فی صدر الاسلام: ٢٨٤، تاریخ الطبری: ٤/ ١٥٢ .

❸ تاریخ الطبری: ٣/ ١٥٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ میں کندہ کے سات سو افراد قتل ہوئے، اس طرح ان کا موقف بنو قریظہ کے یہودیوں کے موقف کے مشابہ رہا۔ ❶

کندہ کے ارتداد کا جب قلع قمع ہو گیا تو عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ قیدی اور خمس لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ اشعث بن قیس تھا جو اپنی قوم کی نگاہ میں مبغوض قرار پا گیا، خاص کر خواتین کے نزدیک۔ انہوں نے اس کو اپنی ذلت کا سبب شمار کیا۔ اس کی قوم کی خواتین نے اس کو ''عرف النار'' (غدار) کا خطاب دیا۔ ❷

جب اشعث ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''تمہاری یہ کارستانیاں ہیں جنہیں تم جانتے ہو، میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں؟'' کہا: آپ مجھ پر احسان کریں، ہتھکڑی کھول دیں اور اپنی بہن سے میری شادی کر دیں۔ میں نے رجوع کر لیا ہے اور اسلام قبول کر چکا ہوں۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے ایسا ہی کیا۔'' پھر آپ نے ام فروہ بنت ابی قحافہ سے اس کی شادی کر دی اور وہ فتح عراق تک مدینہ میں مقیم رہا۔ ❸

اور ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ جب اشعث کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں بخشیں گے تو اس نے عرض کیا: کیا آپ اللہ سے خیر کے طالب نہیں؟ آپ مجھے چھوڑ دیجیے، میری غلطی معاف کیجیے اور میرے اسلام کو قبول کیجیے اور میرے ساتھ وہی برتاؤ کیجیے جو مجھ جیسے لوگوں کے ساتھ آپ نے کیا ہے، اور میری بیوی کو میرے حوالے کر دیجیے۔ ❹ آپ مجھے اللہ کے دین کے لیے میرے وطن والوں سے بہتر پائیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو معاف کر دیا، اس کے عذر کو قبول کیا اور اس کی بیوی کو اس کے حوالے کر دیا، اور فرمایا: جاؤ تم سے خیر ہی خیر مجھے ملنی چاہیے اور دیگر تمام لوگوں کو رہا کر دیا اور لوگ واپس اپنے وطن چلے گئے، پھر مال غنیمت کا خمس آپ نے لوگوں میں تقسیم کیا۔ ❺

درس و عبرت

امت کی تعمیر و ترقی اور انہدام وافساد میں عورت کا کردار:

یمن میں حروب ارتداد کے دوران میں خواتین کے دو کردار نمایاں ہوئے:

✿ ایک پیکر عفت و عصمت خاتون کا کردار جو اسلام کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور رذائل و فساد سے برسر پیکار

❶ الیمن فی صدر الاسلام: ۲۸۶، تاریخ الردۃ: ۱۶۷ ۔ ❷ حرکۃ الردۃ للعتوم: ۱۰۷ ۔

❸ تاریخ الطبری: ٤/ ۱۵۵ ۔

❹ اشعث جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مدینہ حاضر ہوا تھا، اسی وقت ام فروہ سے اس کی شادی ہو گئی تھی لیکن رخصتی پر عمل نہیں ہوا تھا، دوسری مرتبہ مدینہ آنے پر ٹل گئی تھی اور اسی دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تھا اور اشعث ارتداد کا شکار ہو گیا، اسی لیے اس کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں بیوی ہاتھ سے چلی نہ جائے۔ (الطبری: ٤/ ۱۵۵)

❺ (الطبری: ٤/ ۱۵۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر شیاطین انس وجن کی سرکشی کو کچلنے کے لیے ڈٹ گئی۔ یہ نیک بخت خاتون شہر بن باذان کی بیوی، فیروز فارسی رضی اللہ عنہ کی چچا زاد بہن ''آزاذ'' تھی، جو پورے عزم وحوصلے اور تدبر کے ساتھ کذابِ یمن اسود عنسی کے قتل کا محکم منصوبہ تیار کرنے میں شریک ہوئی۔ ہر دور کے مسلمان ''آزاذ'' کی دینی غیرت وحمیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور محمد حسین ہیکل نے اس نیک بخت خاتون کے سلسلہ میں جو بکواس کی ہے اس کو انتہائی قبیح جانتے ہیں۔ چنانچہ ہیکل نے کذاب یمن اسود عنسی کے سلسلہ میں ان کے موقف کا ذکر کرتے ہوئے اس کو شہوانی عصبیت پر محمول کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے: اسود جب غالب آیا تو زمین میں لوگوں کو خوب قتل کیا، قیس اور فیروز کو ذلیل کیا اور ان دونوں کے ساتھ ابنائے فارس کے سلسلہ میں سوچنے لگا جو اس کے قتل کی سازش کر رہے تھے۔ اس کی فارسی بیوی (آزاد) کو اپنے شوہر کے ارادے کا پتہ چلا، اس کے اندر نسلی رگ پھڑک اٹھی اور اس کے دل میں اس کمینے کاہن کے خلاف بغض وعناد کے اسباب حرکت میں آگئے، کیونکہ اس نے اس کے فارسی نوجوان شوہر کو قتل کیا تھا، جس پر یہ دل وجان سے فریفتہ تھی۔ اس نے نسوانی خصلت سے اس کو مخفی رکھا اور اپنی نسوانیت کو پوری فیاضی کے ساتھ اس کے سپرد کر دیا، جس کی وجہ سے وہ اس پر اعتماد کرنے لگا اور اس کی وفاداری کا خواہاں ہوگیا۔ ❶

اس اسلوب میں اس مومنہ خاتون پر طنز پایا جاتا ہے، ہیکل صاحب یہاں اس خاتون کو غداری کے ساتھ متہم کرنا چاہتے ہیں کہ اس نے فارسی النسل ہونے کی وجہ سے عربی النسل اسود کے ساتھ غداری کی اور یہ تنقید کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے ظاہر وباطن میں فرق تھا لیکن اس واقعہ کی یہ توجیہ اپنے موقع ومحل سے ہٹی ہوئی ہے۔ ❷

اس نیک خاتون ''آزاذ'' کے مسلم شوہر کو قتل کر کے اسود نے اس کو زبردستی بیوی بنا لیا تھا، وہ خود اسود کذاب کے متعلق بیان فرماتی ہیں: ''واللہ اس سے بڑھ کر میرے نزدیک مبغوض اللہ تعالیٰ نے کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اللہ کے کسی حق کو پورا نہیں کرتا اور کسی حرام سے باز نہیں آتا۔'' ❸ اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو اسود عنسی جیسے ظالم شخص کی ہلاکت کا سبب بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کرم نہ ہوتا اور پھر اس خاتون کی بابرکت کوشش نہ ہوتی تو فیروز رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اسود کو قتل نہ کر سکتے۔ ❹ اس عظیم کارنامے کا اصل محرک دین وعقیدہ اور اسلام سے سچی محبت اور کذاب اسود عنسی سے بغض تھا جو یمن سے اسلام کا صفایا کرنے پر تلا ہوا تھا۔

یہ ایک مسلم خاتون کی نہایت روشن اور تابناک تصویر ہے جو یمن میں دین کی خاطر جہاد کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

✿ اور دوسرا کردار یمن کی ان حسیناؤں کا ہے جن کا تعلق یہود اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے حضرموت کے

---

❶ الصدیق ابوبکر: ۷۹.
❷ الکامل فی التاریخ: ۲/ ۳۱۰.
❸ الکامل فی التاریخ: ۲/ ۳۱۰.
❹ حرکۃ الردۃ للعتوم: ۳۰۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے تھا۔ ان کا کردار انتہائی گھناؤنا اور تاریک ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر پھولے نہ سمائیں، فسق و فجور کا بازار گرم کیا، رنگین راتیں سجائیں، لوگوں کو فواحش و رزائل پر ابھارا، شیطان اور اس کے مریدوں نے ان راتوں میں ان کے ساتھ ننگا ناچ ناچا اور اسلام سے پھرنے اور اسلام کے خلاف تمرد وعصیان پر جشن منایا۔ ❶ یہ زانیہ خواتین جاہلیت اور اس میں موجود منکرات وفواحش کی مشتاق ہوئیں اور جس طرح مکھیاں گندگی کے ڈھیر پر کھچی چلی آتی ہیں اسی طرح یہ فواحش ومنکرات پر فریفتہ ہوگئیں۔ جاہلیت میں فواحش کی عادی ہو چکی تھیں، اسلام کی نظافت نے ان کو ان گندگیوں سے روک دیا تھا، جسے یہ قید خانہ تصور کر رہی تھیں اور تنگی محسوس کر رہی تھیں گویا کہ ان کی جان گھٹ رہی تھی۔

جیسے ہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سنی، خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور اپنے ہاتھ مہندی سے رنگ لیے اور خوشی میں دف بجا بجا کر گانے لگیں۔ نئی حکومت کے سلسلہ میں ان کی تمنائیں بر آئیں۔ ان میں سے اکثر کا تعلق شرفائے عرب سے تھا اور بعض یہودی تھیں۔ اسلام کے خلاف بغاوت اور اسلامی حکومت کے خلاف تمرد وعصیان سے دونوں کی مصلحتیں وابستہ تھیں، خواہ وہ یہود ہوں یا شرفائے عرب۔ یہ تحریک تاریخ کے اندر فاحشہ خواتین کی تحریک سے معروف ہے۔ ان فاحشہ خواتین کی تعداد بیس سے زیادہ تھی، جو حضرموت کی مختلف بستیوں میں آباد تھیں۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت یاب ''یامن یہودیہ'' تھی، یہ زنا میں ضرب المثل بن چکی تھی۔ کہا جاتا تھا: ''بلی سے بڑھ کر زانیہ''۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ دور جاہلیت میں فاسقوں اور فاجروں کی ان کے یہاں باری لگتی تھی۔ لیکن ان کو ایسے ہی نہیں چھوڑا گیا کہ جس طرح چاہیں معاشرے کو تباہ کریں۔ ❷ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر پہنچی، یمن کے ایک شخص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ اشعار ارسال کیے:

أَبْـلِـغْ ابـابـكـر اذا مـاجِـئْـتَـهُ
أَنَّ الـبَـغَـايـا رُمْـنَ أَيَّ مَـرامِ

''جب تم ابوبکر کے پاس پہنچو تو انہیں یہ بتا دینا کہ فاحشہ عورتیں بری طرح حرکت میں آگئی ہیں۔''

أَظْـهَـرْنَ مِـنْ مَـوتِ الـنَّبِـيِّ شَـمَـاتَـةً
وخَـضَّـبْـنَ أَيْـدِيَـهُـنَّ بِـالـعُـلَّام

''نبی کریم ﷺ کی وفات پر خوشی منائی ہے اور اپنے ہاتھوں کو مہندی سے رنگا ہے۔''

فـاقْـطَـعْ هُـدِيـت أَكُـفَّـهُـنَّ بِصَـارِمٍ
كـالـبَـرْقِ أَمْـضـى مِنْ مُتونِ غَمامِ ❸

❶ حركة الردة للعتوم: ۱۱۹ . ❷ حركة الردة للعتوم: ۱۱۹ . ❸ عيون الاخبار: ۳/ ۱۳۳ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ آپ کو ہدایت دے، ان کی ہتھیلیاں بدلیوں کے اوپر سے چمکنے والی بجلی کی طرح تلوار سے کاٹ دیں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خبر پاتے ہی اپنے عامل مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو پورے جزم اور سختی کے ساتھ خط لکھا اور اس میں تحریر فرمایا:

''جب میرا یہ خط تمہیں پہنچے تو اپنے شہسواروں اور پیادہ فوج کے ساتھ ان خواتین تک پہنچو اور ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ اگر کوئی اس راستے میں تمہارے سامنے آئے تو اسے موقع دے کر حجت قائم کرو اور جس عظیم گناہ اور عدوان میں وہ شریک ہوا، اس کو بتا دو۔ اگر وہ باز آ جائے تو ٹھیک ورنہ اس سے اعلان جنگ کرو، اللہ خائنوں کی چال کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔''

جب مہاجر رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو اپنے شہسواروں اور پیادہ فوج کو جمع کیا اور اپنی مہم پر ان فاحشہ خواتین کی طرف نکل پڑے۔ کندہ اور حضرموت کے کچھ لوگ آڑے آئے ان کو اپنے موقف سے باز آنے کا موقع دیا لیکن وہ لڑنے کے لیے ڈٹ گئے۔ آپ نے ان سے قتال کیا اور شکست فاش دی اور پھر ان خواتین کو گرفتار کیا، ان کے ہاتھ کاٹ دیے، ان میں سے اکثر مر گئیں اور بعض کوفہ کی طرف بھاگ گئیں۔ [1] ان کو اسلام کے عادل محکمہ سے سزا مل گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عامل نے ان کو گرفتار کیا اور ڈاکہ زنی کی حد جاری کی۔ [2]

خلیفہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرموت میں دو عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو میں گانا گایا ہے۔ حالانکہ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے ان کو سزا دی تھی اور اس کی پاداش میں ان کے ہاتھ کاٹ دیے تھے اور ان کے دانت نکال دیے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سزا سے راضی نہ ہوئے اور اس کو ہلکا تصور کیا اور اس سلسلہ میں ان کو خط روانہ کیا، اس میں اس خاتون کے بارے میں فرمایا جس نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کے ساتھ راگ الاپے تھے: مجھے اس کی خبر ملی ہے جو تم نے اس خاتون کے بارے میں اختیار کیا ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرتے ہوئے گانے گائے ہیں۔ اگر تم اس سلسلہ میں سبقت نہ کر جاتے تو میں اس کو قتل کرنے کا حکم دیتا کیونکہ انبیاء کے حدود عام حدود کی طرح نہیں ہیں۔ جو مسلمان اس کا ارتکاب کرے وہ مرتد ہے اور جو معاہد ارتکاب کرے وہ محارب اور غدار ہے۔ [3] اور دوسری خاتون کے بارے میں فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے اس خاتون کے ہاتھ کاٹ دیے اور دانت نکال دیے ہیں، جس نے مسلمانوں کی ہجو میں گانا گایا ہے۔ اگر وہ مدعیان اسلام میں سے ہے تو اسے ادب سکھاؤ اور مثلہ کیے بغیر قتل کر دو، اور اگر ذمیہ ہے تو شرک واللہ سب سے بڑا گناہ ہے اگر اس سلسلہ میں میں پہل کیا ہوتا تو تم ناپسندیدہ چیز پاتے، وقار کو اختیار کرو، قصاص کے علاوہ مثلہ کرنے سے

---

[1] حركة الردة للعتوم: ١٨٤ . [2] حركة الردة للعتوم: ١١٩ .

[3] تاريخ الطبري: ٤/ ١٥٧ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچو، یہ گناہ ہے اور نفرت دلانے والی چیز ہے۔ ❶

ایمان کے خطباء:

حق پر ثابت قدم رہنے، اسلام کی طرف دعوت دینے اور قوم کے لوگوں کو ارتداد کے خطرناک نتائج سے ڈرانے کے سلسلہ میں بعض اہل یمن کا عظیم موقف رہا ہے۔ ان میں ملوک یمن میں سے مران بن ذوعمیر ہمدانی ہیں جو مسلمان ہو چکے تھے۔ جب لوگ ارتداد کا شکار ہوئے اور بے وقوف لوگ ناشائستہ گفتگو کرنے لگے تو انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہمدان کے لوگو! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال نہیں کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے قتال کیا اور تمہیں یہ نصیب مل گیا اور اس کے ذریعے سے تم نے عافیت کی چادر اوڑھ لی۔ تم پر لعنت نہیں اتری جس سے تمہارے پہلوں کی فضیحت ہو اور ان کی جڑ کٹ جائے۔ کچھ لوگوں نے تم سے اسلام کی طرف سبقت کی اور کچھ لوگوں سے تم سبقت کر گئے۔ اگر تم اسلام کو تھامے رہے تو ان کو جا ملو گے جو سبقت لے گئے ہیں اور اگر اسلام کو ضائع کر دیا تو جن سے تم نے سبقت کی ہے وہ آگے نکل جائیں گے۔ تو ہمدان کے لوگوں نے ان کی مرضی کو پورا کیا اور اسلام پر قائم رہے اور مران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں اشعار کہتے ہوئے کہا:

إنَّ حُزنی علی الرسول طویلُ
ذاك منّی علی الرسول قلیلُ

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طویل غم ہے اور میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بہت ہی کم ہے۔"

بکتِ الارض والسماءُ علیهِ
وبکاه خدیمُه جبریل ❷

"آپ پر زمین و آسمان رو پڑے ہیں اور آپ کے خادم جبریل بھی روئے ہیں۔"

عبداللہ بن مالک ارحبی رضی اللہ عنہ اٹھے جو صحابیت و ہجرت کے شرف سے مشرف تھے۔ ان کے پاس ہمدان کے لوگ جمع ہوئے، فرمایا: ہمدان کے لوگو! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نہیں کی ہے، تم نے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی عبادت کی ہے جو "حی" ہے اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی۔ تم نے اللہ کے حکم سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہے اور یہ جان لو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جہنم سے بچا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ضلالت پر مجتمع نہیں کر سکتا۔ آپ کا اس مناسبت سے طویل خطبہ ذکر کیا گیا ہے جس میں فرمایا:

لعمری لئن مات النبیُّ محمدٌ
لما مات یا ابن القَیْل ربُّ محمدِ

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٥٧.

❷ الإصابة فی تمییز الصحابة: ٦/ ٢٢٣، رقم: ٨٤٠٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قسم اگر آج نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے تو اے قیل کی اولاد! محمد کا رب نہیں مرا ہے۔''

دعــاہ الیــه ربُّــه فــاجــابَــه

یــا خَیْــرَ غَــوْرِیٍّ ویــا خیــر مُنْجِدِ ❶

''آپ ﷺ کو آپ کے رب نے بلایا تو آپ نے لبیک کہا۔ اے تہامہ اور نجد کے بہترین لوگو!''

جب کندہ کی شاخ بنو معاویہ نے اپنی زکوٰۃ روک لی تو شرحبیل بن سمط اور ان کے بیٹے اٹھے اور بنو معاویہ سے کہا: آزاد لوگوں کا اپنے موقف سے بار بار ہٹنا اور تلون مزاجی اختیار کرنا قبیح فعل ہے۔ شریف لوگ مشتبہ امر پر ڈٹ جاتے ہیں اور واضح ترین امر کی طرف منتقل ہونا ناپسند کرتے ہیں۔ اے اللہ! میری قوم نے جو کچھ کیا ہے اس پر میں ان کا ساتھ نہیں دیتا پھر یہاں سے منتقل ہو کر زیاد کے پاس چلے گئے۔ ان کے ساتھ امرء القیس بن عابس بھی تھے انہوں نے زیاد سے کہا: ان پر راتوں رات حملہ آور ہوں، ان کے ساتھ ''سکاسک'' اور ''سکون'' کے لوگ ہیں اور حضر موت کے بدمعاش بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو ہمیں خطرہ ہے کہ لوگ ہم سے کٹ کر ان سے جا ملیں گے۔ زیاد رضی اللہ عنہ نے ان کی بات مان لی اور اکٹھے ہو کر ان پر راتوں رات حملہ آور ہوئے، وہ سب اپنی اپنی آگ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مجاہدین بنو عمرو اور بنو معاویہ پر ٹوٹ پڑے، کندہ کے چاروں بادشاہوں اور ان کی بہن کو قتل کیا اور دیگر بہت سے لوگوں کو قتل کے گھاٹ اتارا۔ جو بھاگ سکتے تھے بھاگ کھڑے ہوئے اور زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ مال اور قیدی لے کر واپس ہوئے۔ ❷

یہ اہل ایمان کی بعض مثالیں ہیں جنہوں نے ایسا موقف اختیار کیا جو ان کے عمیق ایمان اور اسلام کے ساتھ گہرے تعلق پر دلالت کرتا ہے۔ یقیناً یہ ایمان کے خطباء تھے۔

کرامات اولیاء:

جب اسود عنسی کو یمن میں غلبہ ملا تو اس نے ابو مسلم خولانی کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے کہا:

کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابو مسلم نے کہا: میں نہیں سنتا ہوں۔

پھر اس نے کہا: کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟

ابو مسلم نے کہا: ہاں۔

بار بار وہ ان سے یہی سوالات کرتا رہا اور ابو مسلم پہلا جواب دہراتے رہے۔ اسود نے حکم دیا اور ان کو بڑی آگ کے اندر ڈال دیا گیا۔ آگ نے ان کو کچھ نہ نقصان پہنچایا۔

اسود سے لوگوں نے کہا: اس کو جلا وطن کر دو، ورنہ آپ کے ماننے والوں کو خراب کر دے گا۔ آپ کو مدینہ

---

❶ دیوان الردة للعتوم: ۱۸۱.

❷ الکامل فی التاریخ: ۲/ ۸٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلے جانے کا حکم دے دیا گیا اور جب وہاں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے جا چکے تھے۔ مسجد نبوی کے دروازے پر اونٹنی بٹھائی اور مسجد میں داخل ہوئے اور ایک ستون کے پاس نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ آپ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا، آپ کے پاس آئے، پوچھا:

''آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟''

کہا: یمن سے۔

فرمایا: ان کا کیا حال ہے جنہیں کذاب یمن نے آگ میں ڈال دیا تھا؟

کہا: وہ عبداللہ بن ثوب ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا وہ آپ ہی ہیں؟

کہا: ہاں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو گلے سے لگا لیا اور رو پڑے پھر آپ کو لے جا کر اپنے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا اور فرمایا: الحمد للہ، اللہ کا بڑا شکر ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے مجھے امت محمدیہ میں ایسے فرد کو دکھا دیا جس کے ساتھ وہ فعل دہرایا گیا جو ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ❶

یہ اس صالح شخص کی کرامت ہے جس نے اللہ کے حدود کی پابندی کی، اللہ کے لیے دوستی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کی اور ہر چیز میں اللہ پر توکل کیا، اسی وجہ سے اللہ نے قول وعمل میں توفیق بخشی اور امن و اطمینان سے نوازا اور ان کے ہاتھ پر یہ کرامت جاری کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾﴾ (يونس: ٦٢-٦٤)

''یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں عفو و درگذر:

ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے دور اندیش، گہری بصیرت کے مالک اور انجام کار پر نگاہ رکھتے تھے۔ جہاں سختی کی ضرورت ہوتی سختی کرتے اور جہاں عفو و درگذر کی ضرورت ہوتی عفو و درگذر سے کام لیتے۔ آپ قبائل کے بکھرے ہوئے لوگوں کو اسلام کے پرچم تلے جمع کرنے کے حریص وشوقین تھے۔ آپ کی حکیمانہ سیاست یہ تھی کہ مخالف زعمائے

❶ اسد الغابة: ٦/ ٣٠٤، ٦٢٤٧، الاستيعاب: ٤/ ١٧٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبائل کو حق کی طرف لوٹ آنے کے بعد درگذر کر دیا جائے۔ جس وقت آپ نے یمن کے مرتد قبائل کو تابع کیا، انہیں اسلامی سلطنت کے سطوت و غلبے اور مسلمانوں کی عزت و فتح مندی کی قوت اور ان کی عزیمت کی پیش قدمی کا مشاہدہ کرایا تو قبائل نے اعتراف کر لیا اور اسلامی حکومت کے تابع ہو گئے اور خلیفہ رسول کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ مناسب سمجھا کہ ان زعمائے قبائل کے ساتھ تالیف قلب کی جائے اور سختی کے بجائے نرمی اور رفق کا برتاؤ کیا جائے چنانچہ ان سے سزائیں اٹھا لیں، ان سے نرم گفتگو کی اور قبائل کے اندر ان کے نفوذ و اثر کو اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کیا۔ ❶

آپ نے ان کی لغزشوں کو معاف کیا، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ قیس بن عبدیغوث مرادی اور عمرو بن معدی کرب کے ساتھ یہی برتاؤ کیا، یہ دونوں عرب کے بہادروں اور عقلمندوں میں سے تھے۔ ان کو ضائع کرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ لگا، آپ نے اس بات کی کوشش کی کہ انہیں اسلام کے لیے خالص کر لیں اور اسلام اور ارتداد کے درمیان تردد سے ان کو نکال باہر کریں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرو سے کہا: تمہیں شرم نہیں آتی کہ روزانہ شکست یا قید کا شکار ہوتے ہو اگر تم اس دین کی نصرت و تائید میں لگ جاؤ تو اللہ تمہیں سربلندی سے ہمکنار کرے گا۔ عمرو نے عرض کیا: اب میں ایسا ہی کروں گا اور اس سے پھروں گا نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے رہا کر دیا، پھر اس دن کے بعد عمرو کبھی مرتد نہ ہوا بلکہ اسلام قبول کیا اور اچھی طرح مسلم بن کر زندگی گذاری، اللہ نے اس کی مدد کی اور اس نے اسلامی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا اور قیس بھی اپنے کیے پر نادم ہوا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ عرب کے ان دونوں سورماؤں کو معاف کر دینے سے بڑے دوررس اثرات مرتب ہوئے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس طرح ان لوگوں کے دلوں کو جوڑا جو ارتداد کے بعد خوف یا لالچ میں اسلام کی طرف واپس ہوئے، اور آپ نے اشعث بن قیس کو معاف کر دیا۔ ❷ اس طرح صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے دلوں کو اسیر کیا اور ان کے دلوں کے مالک بن بیٹھے اور مستقبل میں یہ لوگ اسلام کی نصرت اور مسلمانوں کی قوت کا ذریعہ بنے اور اس سلسلہ میں ان کا اچھا کردار رہا۔ ❸

عکرمہ رضی اللہ عنہ کو وصیت اور معاذ رضی اللہ عنہ کا محاسبہ:

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب سے جنگ کے لیے بھیجا اور آپ کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ کو لگایا، عکرمہ رضی اللہ عنہ نے جلد بازی کی، جس کی وجہ سے بنوحنیفہ ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور شکست دے دی، عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے باخبر کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں تحریر کیا: اے ام عکرمہ کے بیٹے اس حالت میں، میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا اور نہ تم مجھے دیکھو، واپس مت آنا اس سے مسلمان کمزور پڑ جائیں

❶ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۵۶.
❷ الصدیق اوّل الخلفاء للشرقاوی: ۱۱۵۔۱۱۶.
❸ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۵۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔تم سیدھے حذیفہ اور عرفجہ کے پاس پہنچو اور ان کے ساتھ عمان اور مہرہ کے لوگوں سے قتال کرو اگر وہ دونوں مشغول ہو جائیں تو تم اپنی فوج کو لے کر روانہ ہو جاؤ، جن کے پاس سے گذرو ان سے چھٹکارا حاصل کرتے ہوئے یمن وحضرموت میں مہاجر بن ابی امیہ سے جا ملو۔ ❶

ہم یہاں دیکھ رہے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے قتال کے لیے جب اسلامی لشکروں کو روانہ فرمایا تو مسیلمہ کذاب سے قتال کے لیے دو لشکر روانہ کیے، ایک عکرمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اور دوسرا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو دشمن کی قوت اور مقابلے کی طاقت کا گہرا تجربہ تھا۔ جب عکرمہ رضی اللہ عنہ نے جلد بازی کی تو شکست کھانی پڑی۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ: ''اس حالت میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا اور نہ تم مجھے دیکھو، لوٹ کر مت آنا، لوگ کمزور پڑ جائیں گے۔'' یہ جنگی تجربے کی واضح دلیل ہے اور معرکوں کے نتائج میں معنوی قوت کا گہرا اثر پڑتا ہے، اگر یہ شکست خوردہ لوگ واپس آ جاتے اور مقابلے میں نکلنے والی دوسری فوج سے دشمنوں کی قوت اور تعداد کا تذکرہ کرتے، تو اس سے فوج کے افراد میں خوف اور ضعف طاری ہو جاتا۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں جنگی دور اندیشی واضح تھی اسی لیے عکرمہ رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج کو دوسرے مقامات پر روانہ کر دیا، وہاں وہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور اس طرح ان کی معنوی قوت میں اضافہ ہوا۔

جس وقت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے مدینہ واپس ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ عمال کی نگرانی کرتے اور ان کے کاموں سے فراغت کے بعد ان کا محاسبہ کرتے۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: اپنا حساب پیش کرو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا دو حساب دوں، اللہ کو حساب دوں اور آپ کو حساب دوں؟ اللہ کی قسم! کبھی بھی کوئی ذمہ داری قبول نہ کروں گا۔ ❸

یمن کی وحدت، ان کے سامنے اسلام کا واضح ہونا اور خلیفہ کی اطاعت:

حروب ارتداد کے خاتمے کے بعد یمن مدینہ کی مرکزی قیادت کے ماتحت ہو گیا۔ یمن کو تین صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا، اس تقسیم میں قبائل کو اساس نہ بنایا گیا بلکہ انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تقسیم عمل میں لائی گئی۔ صنعاء، جند اور حضرموت، یمن کے یہ تین صوبے قرار پائے۔ قیادت و امارت میں قبائلی عصبیت کو اساس نہیں بنایا گیا۔ قبائل صرف عسکری شعبے رہے سیاسی نہیں۔ تقویٰ، اخلاص اور عمل صالح اصل معیار قرار پائے۔ ❹

یمن شرک کے جملہ مظاہر سے پاک ہو گیا، خواہ اس کا تعلق اعتقاد سے ہو یا قول وفعل سے، اور انہوں نے یہ حقیقت سمجھ لی کہ مقام نبوت اس سے کہیں زیادہ بلند ہے کہ کھلواڑ کرنے والے مدعیان اس کا دعویٰ کریں یا اس کو

---

❶ الكامل فى التاريخ: ۲/ ۳٤ ، البداية والنهاية: ٦/ ۳۳٤ . ❷ التاريخ الاسلامى للحميدى : ۹/ ۸۳ .
❸ عيون الاخبار: ۱/ ۱۲٥ ❹ اليمن فى صدر الاسلام: ۲۹۰ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی غرض وخواہش کی برآری کے لیے ذریعہ بنائیں۔ ❶ اور انہیں یقین ہوگیا کہ ایمان خواہشات نفس سے میل نہیں کھاتا، اسلام جاہلیت سے اتفاق نہیں کرتا۔ انہیں اس حقیقت کا ادراک خون بہا لینے اور تکلیف اور حسرتوں کو جھیل لینے کے بعد ہوا، طرفین کے کافی لوگ قتل کیے گئے۔ اس سے انہوں نے بہت کچھ سیکھا۔ ❷ جو مرتد ہو گئے تھے دوبارہ اسلام کی طرف واپس ہوئے اور اپنے کیے کا کفارہ ادا کرنا چاہنے لگے ❸ خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انہیں جہاد کی اجازت دی گئی اور اسلامی فتوحات میں اسلامی یمنی قیادتیں ابھر کر سامنے آئیں جو ارتداد کے حادثے میں تربیت اور تجربے حاصل کر چکی تھیں اور اسلام پر ثابت قدمی اختیار کی تھی جیسے جریر بن عبداللہ بجلی، ذوالکلاع حمیری، مسعود بن عکی، جریر بن عبداللہ حمیری وغیرہ۔ اسلامی فتوحات اور کوفہ، بصرہ اور فسطاط جیسے نئے شہروں کی تعمیر و بناء میں ان قیادتوں کا نمایاں کردار رہا اور اسی طرح یمنی شخصیات نمودار ہوئیں جو یمن اور غیر یمن میں قاضی اور والی مقرر کیے گئے۔ جیسے حنش عبدالحمید، سعید بن عبداللہ الاعرج اور شرحبیل بن سمط کندی وغیرہ۔ ❹

اہل یمن اسلامی سلطنت اور اس کی قیادت کے ساتھ جڑ گئے، خواہ مقامی قیادت ہو یا مدینہ کی مرکزی قیادت خلیفہ ہو۔ اسی لیے جب خلیفہ نے انہیں جہاد کی دعوت دی تو پورے شوق ورغبت کے ساتھ نکل پڑے جیسا کہ اس کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ آپ کے سامنے آئے گی۔

انہیں ارتداد کے حادثے میں کافی تربیت مل چکی تھی جس نے انہیں قیادت سے جوڑ دیا اور انہیں قیادت پر پورا اعتماد ہوگیا۔ اسی لیے امن واستقرار بحال ہوا اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے یہ بہترین مددگار ثابت ہوئے۔ ❺

طلیحہ اسدی کے فتنے کا خاتمہ:

طلیحہ اسدی ان مدعیان نبوت میں سے تیسرا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں نمودار ہوا۔ اس کا نام طلیحہ بن خویلد بن نوفل بن نضلہ الاسدی ہے۔ عام الوفود ۹ ہجری میں اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور احسان جتاتے ہوئے کہا: ہم آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں حالانکہ آپ نے ہماری طرف کسی کو نہیں بھیجا اور ہم اپنے پیچھے والوں کے لیے کافی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا:

﴿يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ

---

❶ الخلافة الراشدة والخلفاء الراشدون: یوسف علی ۳۹ .
❷ ظاهرة الردة: محمد بریغش ۱۵۹ .
❸ الیمن فی صدر الاسلام: ۲۸۹ .
❹ الیمن فی صدر الاسلام: ۲۹۱ .
❺ الیمن فی صدر الاسلام: ۲۹۱ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنْ هَدَىٰكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ (الحجرات : ١٧)

"اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ دراصل اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی، اگر تم راست گو ہو۔"

جب یہ لوگ واپس ہوئے طلیحہ ارتداد کا شکار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا ❶ اور سمیراء میں اپنا مرکز بنایا، عوام اس کے مرید ہو گئے اور اس کا معاملہ ظاہر ہو گیا۔ لوگوں کی ضلالت کا پہلا سبب یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ ایک سفر میں تھا، پانی ختم ہو گیا، لوگوں کو شدید پیاس لگی، اس نے لوگوں سے کہا: تم میرے گھوڑے "اعلال" پر سوار ہو کر چند میل جاؤ وہاں تمہیں پانی ملے گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہیں پانی مل گیا، اس وجہ سے دیہاتی اس فتنے کا شکار ہو گئے۔ ❷

اس کی بکواس میں سے یہ ہے کہ اس نے نماز سے سجدوں کو ختم کر دیا اور اس کا یہ زعم تھا کہ آسمان سے اس پر وحی آتی ہے اور اس کی مسجع عبارتوں میں سے یہ عبارت ہے جسے وہ وحی الٰہی کہتا تھا:

((والحمام والیمام، والصرد الصوام، قد صُمْنَ قبلکم باعوامٍ، لیبلغن ملکنا العراق والشام.))

"اور کبوتر اور جنگلی کبوتر اور روزے دار لٹورے تم سے بہت سال قبل روزہ رکھتے ہیں۔ عراق و شام تک ہماری بادشاہت ہوگی۔" ❸

یہ شخص غرور نفس کا شکار ہوا، اس کا مسئلہ زور پکڑا، اس کی طاقت بڑھی اور جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ضرار بن ازور اسدی رضی اللہ عنہ کو اس سے قتال کے لیے روانہ کیا لیکن ضرار کے بس کی بات نہ تھی۔ اس کی قوت زمانے کے ساتھ بڑھ چکی تھی اور خاص کر اسد و غطفان دونوں حلیفوں کے اس پر ایمان لے آنے کے بعد۔ ❹

دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا) نے اس کے سلسلہ میں غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے کہا ہے:

"یہ برجستہ شعر کہتا تھا اور میدان قتال میں بغیر تیاری کے خطاب کرتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جاہلی قبائلی زعیم کا حقیقی آئیڈیل تھا۔ اس کے اندر بہت سی صفتیں جمع تھیں، عراف تھا، شاعر تھا، مقرر تھا، مقاتل تھا۔" ❺

---

❶ اسدالغابة: ٣/ ٩٥ .
❷ حروب الردة: محمد احمد باشمیل ٧٩ .
❸ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٢٣ .
❹ اسدالغابة: ٣/ ٩٥ .
❺ دائرة المعارف الاسلامیه بحواله حرکة الردة: ٧٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت سے اس مشہور انسائیکلوپیڈیا کی طرف سے طلیحہ اسدی کی مدح سرائی کی بو آتی ہے کیونکہ یہ اس کی نگاہ میں مثالی قبائلی زعیم تھا، برجستہ شعر کہتا اور خطاب کرتا تھا اور اس وقت عرب ان دونوں صفات کے بڑے دلدادہ تھے۔ اس انسائیکلوپیڈیا کی طرف سے یہ مدح سرائی کوئی نئی بات نہیں کیونکہ اس کا تو شیوہ ہی اسلام پر تنقید اور طعنہ زنی کرنا ہے۔ خواہ اسے یہ معلوم ہو یا نہ ہو کہ طلیحہ نے توبہ کی اور اسلام قبول کیا اور اچھے مسلمان کی طرح زندگی گذاری۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور طلیحہ کا مسئلہ باقی رہا، ❶ اور خلافت کی باگ ڈور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنبھالی، مرتدین کو کچلنے کے لیے فوج تیار کی، قائدین مقرر کیے۔ طلیحہ اسدی کی طرف بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فوج روانہ کی۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت ہے......... جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو مرتدین سے قتال کے لیے مقرر کیا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے:

((نعم عبداللّٰه واخو العشيرة خالد بن الوليد، سيف من سيوف الله سَلَّه الله على الكفار والمنافقين .)) ❷

''اللہ کا بہترین بندہ اور خاندان کا بہترین فرد خالد بن ولید ہے۔ یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے کفار ومنافقین پر مسلط کر دیا ہے۔''

جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ذوالقصہ سے روانہ ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو رخصت کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ وہ دوسرے امراء کے ساتھ خیبر کی طرف سے آکر ان سے ملیں گے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اوّلاً طلیحہ اسدی کی طرف روانہ ہوں، پھر وہاں سے فارغ ہو کر بنوتمیم کی خبر لیں۔ طلیحہ بنواسد اور بنوغطفان کے ساتھ تھا اور ان کے ساتھ بنو عبس اور بنوذبیان بھی شامل ہوگئے تھے۔ اس نے بنوجدیلہ اور بنوطے میں سے غوث سے مدد طلب کی، انہوں نے لوگوں کو بھیجا تاکہ جلدی ان سے جا ملیں اور ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے قبل روانہ کیا کہ وہ اپنے قبیلے بنوطے کے پاس جائیں اور انہیں طلیحہ سے ملنے سے روکیں ورنہ ان کا انجام برا ہوگا۔

عدی رضی اللہ عنہ بنوطے کے پاس گئے، انہیں دعوت دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لو ❸ اور اللہ کی طرف رجوع کرو۔

انہوں نے جواباً کہا: ہم ابوفصیل ❹ (ابوبکر) سے بیعت نہیں کریں گے۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوج تم پر پہنچے گی اور تم سے برابر قتال کرے گی یہاں تک کہ تم جان لو گے کہ وہ ابوفحل ❺ اکبر ہیں۔

---

❶ حركة الردة للعتوم: ٧٨ . ❷ مسند احمد: ١/ ١٧٣، شیخ احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

❸ ترتيب وتهذيب كتاب البداية والنهاية: خلافة ابى بكر: د/ محمد صامل السّلمى: ١٠١

❹ فصیل: یعنی اونٹنی کا بچہ۔ ❺ فحل: یعنی نوجوان اونٹ، سانڈ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ برابر لگے رہے یہاں تک کہ وہ نرم پڑ گئے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج لے کر پہنچ گئے۔ آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان کے ہراوّل دستے پر ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے۔ ان سے آگے ثابت بن اقرم اور عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہما کو دشمن کی نقل وحرکت کا پتہ چلانے کے لیے روانہ کیا، ان دونوں کو طلیحہ کا بھتیجا حبال مل گیا اس کو انہوں نے قتل کر دیا۔ طلیحہ کو اس کی خبر ملی، وہ اور اس کا بھائی سلمہ دونوں نکلے، ثابت اور عکاشہ رضی اللہ عنہما سے مقابلہ آرائی ہوئی، طلیحہ نے عکاشہ کو اور سلمہ نے ثابت کو قتل کر دیا۔

جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہنچے تو دونوں کو ڈھیر پایا۔ مسلمانوں پر یہ بہت شاق گذرا۔ یہاں سے خالد رضی اللہ عنہ بنو طے کی طرف مڑ گئے۔ وہاں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے عرض کیا: آپ مجھے تین دن کی مہلت دیں۔ انہوں نے مجھ سے مہلت مانگی ہے تا کہ ان کے جو لوگ طلیحہ سے جا ملے ہیں انہیں یہ واپس بلا لیں، انہیں اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر یہ لوگ آپ کا ساتھ دیں تو کہیں طلیحہ ان کے لوگوں کو قتل نہ کر دے اور یہ چیز آپ کو ان کے جہنم رسید ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔

جب تین دن گذر گئے تو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ان میں سے پانچ سو مجاہدین کے ساتھ حاضر ہوئے، جنہوں نے حق کی طرف رجوع کر لیا تھا اور یہ لشکر خالد میں شامل ہو گئے۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے بنو جدیلہ کا رخ کیا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ہمیں کچھ روز کی مہلت دیں میں انہیں لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی بچا لے گا جس طرح غوث کو بچایا ہے۔ ❶ عدی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے اور برابر ان کے ساتھ لگے رہے، انہوں نے آپ کی بات مان لی اور مسلمان ہو گئے اور ان میں سے ایک ہزار سواروں نے مسلمانوں کی فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس طرح عدی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے لیے بہترین سپوت اور عظیم برکت والے ثابت ہوئے۔ ❷

معرکہ بزاخہ اور بنو اسد کی شورش کا خاتمہ:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنو عدی سے فارغ ہو کر نکلے اور ''اَجا'' ''سلمیٰ'' میں نزول فرمایا اور اپنی فوج کو ترتیب دیا اور طلیحہ اسدی سے مقام بزاخہ میں نبرد آزما ہوئے۔ بہت سے قبائل یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون غالب آتا ہے۔ طلیحہ اسدی اپنی قوم اور اپنے تمام معاونین کے ساتھ حاضر ہوا، اس کے ساتھ عیینہ بن حصن، بنو فزارہ کے سات سو افراد کو لے کر پہنچا، صف بندی ہوئی۔ طلیحہ چادر میں لپٹ کر پیشین گوئیاں کرتا رہا اور اپنی زعم کے مطابق وحی کا انتظار کرتا رہا اور عیینہ مسلمانوں سے جنگ میں مشغول ہو گیا اور جب قتال سے تنگ دل ہو گیا تو طلیحہ کے پاس آیا وہ اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ پوچھا:

کیا جبریل آئے؟

---

❶ البدایة والنهایة، تهذیب وترتیب: محمد السلمی، خلافة ابی بکر ۱۰۲.

❷ البدایة والنهایة: ٦/ ۳۲۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: نہیں۔

پھر لوٹ گیا اور قتال کرنے لگا، کچھ دیر کے بعد پھر آیا اور پوچھا:

کیا جبریل آئے؟

اس نے کہا: نہیں۔

پھر تیسری مرتبہ آیا اور کہا:

کیا جبریل آئے؟

تو طلیحہ نے کہا: ہاں

پوچھا: جبریل نے کیا کہا ہے؟

اس نے جواب دیا: جبریل نے کہا ہے تمہیں اس کی چکی کی طرح چکی حاصل ہوگی اور ایسا واقعہ پیش ہوگا جسے بھولو گے نہیں۔

یہ سن کر عیینہ نے کہا: میرا خیال ہے اللہ نے جان لیا ہے کہ تمہارے ساتھ ایسا واقعہ رونما ہوگا جس کو تم بھولو گے نہیں۔ اس نے بنوفزارہ کو آواز دی: جنگ بند کرو اور چلو لوٹ چلو۔ اس طرح لوگوں نے طلیحہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب مسلمان طلیحہ کے پاس پہنچے دیکھا تو وہ پہلے سے گھوڑا تیار رکھے تھا، اس پر سوار ہو گیا اور اپنی بیوی ''نوار'' کو اونٹ پر سوار کیا اور اس کو لے کر شام کی طرف بھاگ کھڑا ہوا پھر اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں میں سے ایک بڑی تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ❶

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو طلیحہ کی شکست اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فتح کی خبر پہنچی تو آپ نے ان کو خط تحریر کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام کیا ہے اس سے تمہاری خیر میں اضافہ ہو اور اپنے معاملے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ متقیوں اور نیکوکار لوگوں کے ساتھ ہے۔ اپنے موقف پر ڈٹے رہو، نرم مت پڑنا اور ان مشرکین میں سے جو بھی ملے جس نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہے اس کو عبرت ناک سزا دو۔'' خالد رضی اللہ عنہ بزاخہ میں ایک ماہ تک ٹھہرے رہے اور اس کے چاروں طرف ان لوگوں کو تلاش کرتے جن کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی اور ان سے مسلمانوں کا بدلہ لیتے جنہیں انہوں نے ارتداد کے وقت قتل کر دیا تھا۔ ایک ماہ تک آپ اس مہم میں لگے رہے، کسی کو آگ میں جھونک دیا، کسی کو پتھر سے کچل کر مارا اور کسی کو پہاڑ کی چوٹیوں سے دھکیل کر ختم کیا اور یہ سب اس لیے کیا گیا تا کہ مرتدین عرب کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ ❷

بنو اسد اور بنو غطفان کا وفد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اور ان کے بارے میں آپ کا فیصلہ:

جب اسد و غطفان کا وفد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے صلح کا مطالبہ کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٢.
❷ البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں حرب مجلیہ (کھلی جنگ) اور خطہ مخزیہ (رسوا کن منصوبہ) کے درمیان اختیار دیا۔ انہوں نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! حرب مجلیہ کا تو ہمیں تجربہ ہو گیا لیکن یہ خطہ مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا: اسلحے، گھوڑے، خچر اور گدھے سب تم سے لے لیے جائیں گے اور تمہیں اونٹوں کے پیچھے چھوڑ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے خلیفہ اور اہل ایمان کو ایسی بات دکھائے گا جس سے وہ تمہارے عذر کو مان لیں گے اور جو کچھ تم نے ہم سے لیا ہے اس کو واپس کرو اور ہم نے جو لیا ہے اس کو واپس نہیں کریں گے۔ اور اس بات کی تم شہادت دو کہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں۔ تم ہمارے مقتولین کی دیت ادا کرو اور ہم تمہارے مقتولین کی دیت نہیں ادا کریں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کا یہ کہنا کہ ہمارے مقتولین کی دیت دو گے تو ہمارے مقتولین تو اللہ کی خاطر قتل ہوئے ہیں ان کے لیے دیت نہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں توقف کیا اور دوسرے کے بارے میں فرمایا: آپ کی رائے بڑی اچھی ہے۔ ❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہما کی رائے پر عمل کیا اور بنو اسد اور بنوغطفان کی شرط کو قبول کر لیا۔

ام زِمل کا واقعہ:

طلیحہ کے گمراہ ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت جس کا تعلق بنوغطفان سے تھا، ظفر ❷ کے مقام پر ایک خاتون کے پاس جمع ہوئی، جس کا نام ام زمل سلمیٰ بنت مالک بن حذیفہ تھا۔ یہ بھی اپنی ماں ام قرفہ ❸ کی طرح عرب کی سرغنہ خواتین میں سے تھی، شرف ومنزلت میں اس کی ماں کی مثال بیان کی جاتی تھی کیونکہ اس کے پاس اولاد کی کثرت تھی، اس کا قبیلہ گھرانہ عزت وقوت میں معروف تھا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تو اس نے انہیں خالد سے قتال پر للکارا، وہ بھڑک اٹھے اور بنوسلیم، طے، ہوازن اور اسد کے لوگ ان کے ساتھ ہو لیے اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یہ اپنی ماں کے اونٹ پر سوار تھی جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ جو اس کو برانگیختہ کرے اس کے لیے سو اونٹ ہیں۔ یہ محض اس کی عزت وقوت کو نمایاں کرنے کے لیے تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں شکست فاش دی، اس کے اونٹ کو مار ڈالا اور اس کو قتل کر دیا اور فتح کی خوشخبری صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ کی۔ ❹

دروس وعبر اور فوائد

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اللہ پر اعتماد اور آپ کی جنگی مہارت وتجربہ:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ فرمانا: ''اپنی قوم کے پاس جلدی جاؤ، کہیں وہ طلیحہ سے نہ جا ملیں اور پھر انہیں ہلاکت وتباہی کا سامنا کرنا پڑے۔'' یہ آپ کے قوت یقین اور اللہ کی نصرت وتائید پر اعتماد کی واضح مثال

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٢٢٣.

❷ یہ بصرہ سے مدینہ کے راستے میں حواب کے قریب واقع ہے۔

❸ البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٣.

❹ البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بنو طے کے ساتھ معرکہ شروع ہونے سے قبل اس کے نتیجے کا فیصلہ کر دیا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دینا کہ بنو طے سے جنگ کا آغاز کریں۔ حالانکہ وہ طلیحہ کے لشکر سے دور آباد تھے، کامیاب جنگی منصوبہ تھا اور یہ اس لیے تھا کہ بنو طے طلیحہ کے ساتھ انضمام نہ کر سکیں اور جو انضمام کر چکے ہیں وہ اس سے اپنے قبیلے سے دفاع کی خاطر علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملیں، یہ انتہائی ماہرانہ جنگی منصوبہ بندی تھی تاکہ اس طرح وہ اس قبیلے کو اور اس کے پڑوسی دیگر قبائل کو مرعوب اور خوفزدہ کر سکیں۔ اس مہم کے لیے ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا، جن کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوا۔ ❶ اس سے افراد و قائدین کے انتخاب میں آپ کی مہارت نمایاں ہوتی ہے اور معرکہ بزاخہ کے خاتمے کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جو خط ارسال فرمایا اس میں بہت سے فوائد ہیں:

- خالد رضی اللہ عنہ کو دعا دی، اس سے ان کی اچھی تعریف و ثنا سمجھ میں آتی ہے۔
- اس طرح اس خط میں آپ نے انہیں تقویٰ کا حکم فرمایا جو انسان کو خواہشات کی پیروی اور خطا و لغزش میں واقع ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔
- انہیں دشمن کے ساتھ بہادری اور دلیری اختیار کرنے کا حکم فرمایا کیونکہ وہ لوگ اپنے طغیان و سرکشی میں ابھی مست تھے پس یہ قوی موقف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پختہ عزم اور گہری بصیرت پر دلالت کرتا ہے۔ وہاں بہت سے قبائل تھے جو ابھی حق و باطل، ہدایت و ضلالت، خیر و شر اور ایمان و کفر کے مابین حیرت و تردد کا شکار تھے۔ ان کو اس کی سخت ضرورت تھی کہ ان کی تادیب کی جائے اور انہیں سختی کے ساتھ روکا جائے تاکہ ان کا طغیان ختم ہو جائے۔ یہ موقف ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زبردست قوت، پختہ عزم اور سرعت کا متقاضی تھا، اس لیے آپ نے سختی کے مقام پر سختی اور نرمی کے مقام پر نرمی اختیار کی۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ووضعُ النَّدیٰ فی موضع السَّیف للنَّدی
مُضرٌ کوضعِ السیف فی موضع النَّدی ❷

''شبنم کو تلوار کی جگہ رکھنا شبنم کے لیے نقصان دہ ہے جس طرح تلوار کو شبنم کی جگہ رکھنا ضرر رساں ہے۔''

- ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان محاربین کی خود سپردگی اور صلح قبول نہ کرنا اور کھلی جنگ یا رسوا کن منصوبہ سے کم پر تیار نہ ہونا اسلام کے غلبہ و عزت اور حکومت کی ہیبت و سطوت کا اظہار ہے۔ آپ نے صلح کے لیے ان کے سامنے بڑی کڑی شرطیں رکھیں ان شرطوں میں سب سے سخت شرط یہ تھی کہ ان کے اسلحے اور جانور سب ضبط کر لیے جائیں گے اور یہ عارضی شرط تھی، جب تک ان کی توبہ اور اسلامی خلافت کی فرماں برداری کی صداقت واضح نہ ہو

❶ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۹/ ۶۰۔۶۳۔ ❷ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۶۴۔۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ نیز یہ شرط ضروری تھی تا کہ اس بات کی ضمانت رہے کہ وہ دوبارہ تمرد وعصیان کا شکار نہیں ہوں گے۔ ❶

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا اپنی قوم کو نصیحت اور ان کے ساتھ نفسیاتی جنگ:

عدی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس پہنچے، انہیں اسلام کی طرف لوٹنے کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب دیا: ہم ابوفصیل ❷ سے بیعت نہ کریں گے۔ اس پر عدی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تمہارے پاس ایسے لوگ پہنچے ہیں جو تمہاری عورتوں کو حلال کر لیں گے اور پھر تم ان کی کنیت ابوالفحل رکھنے پر مجبور ہو گے۔ اب تم سمجھو۔ قوم کے لوگوں نے عرض کیا: آپ اس فوج کو ابھی روکیں تا کہ ان لوگوں کو ہم واپس بلا لیں جو ہم میں سے بزاخہ میں طلیحہ کے پاس پہنچ چکے ہیں کیونکہ اگر ہم نے ابھی طلیحہ کی مخالفت کی تو جو ہمارے لوگ اس کے پاس ہیں یا تو ان کو قتل کر دے گا یا پھر انہیں یرغمال بنا لے گا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے "سنح" میں خالد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا: ابھی آپ تین دن رکے رہیں، میں آپ کے لیے پانچ سو جنگجو جمع کروں گا، جن کے ساتھ آپ اپنے دشمن سے جنگ کریں، یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ انہیں جہنم رسید کر دیں اور ان کے ساتھ مشغول ہو جائیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا، پھر عدی رضی اللہ عنہ ان کے اسلام کی خبر لے کر خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ ❸ اس طرح عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلے کی دونوں شاخوں بنوغوث اور بنو جدیلہ کو اس بات پر مطمئن کر لیا کہ وہ طلیحہ کے معسکر سے نکل کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ بنو طے کے موقف میں یہ تبدیلی وانقلاب معرکہ بزاخہ کے نتائج میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

عدی رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم کارنامہ تاریخ کے صفحات میں ان کے پہلے کارنامے کے ساتھ نقش ہو گیا جب وہ اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور اس وقت مسلمانوں کو مال کی شدید ضرورت تھی۔ اوّل دن سے آپ کا اسلام صاحب علم وفہم کا اسلام تھا۔ آپ نے پوری قناعت اور رضا مندی کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے انتصار اور فتح یابی کا اوّل دن سے یقین تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول اسلام کے وقت بشارت سنائی تھی۔ بنوعدی کے اعدائے اسلام کی مدد سے پھرنے میں ان کے قوی ایمان کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس سلسلہ میں ان کی قناعت احتیاط وانتظار کی حد تک نہ تھی کہ کس کو غلبہ حاصل ہوتا ہے بلکہ ان میں سے ڈیڑھ ہزار نے مسلم فوج میں شمولیت اختیار کی جو قوم میں ان کے انتہائی درجہ اثر ورسوخ کا پتہ دیتی ہے۔ ❹

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی قوم کے لوگوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ انہیں بنوقیس سے لڑنے کی اجازت دی جائے، کیونکہ بنو اسد ان کے حلیف ہیں، ان سے لڑنا مناسب نہیں۔ اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں میں سے جس کے ساتھ پسند کرو ڈٹ جاؤ۔ بنوقیس بنو اسد سے کمزور نہیں۔ اس پر عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میرے خاندان کے قریب ترین لوگ اس دین کو چھوڑ دیں تو میں ان سے قتال کروں گا۔ اللہ کی قسم یہ نہیں ہو سکتا

---

❶ التاريخ الاسلامی: ۹/ ۶۶.
❷ اس سے مقصود ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ بکر اور فصیل اونٹنی کے بچے کو کہتے ہیں۔
❸ التاريخ الاسلامی: ۹/ ۵۷.
❹ التاريخ الاسلامی: ۹/ ۶۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں بنو اسد سے اس لیے جہاد نہ کروں کہ وہ ہمارے حلیف رہے ہیں ایسا ہرگز نہ کروں گا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دونوں گروہوں میں سے جس سے بھی لڑو جہاد ہے۔ اپنی قوم کی مخالفت مت کیجیے، آپ دونوں میں سے جس سے چاہیں قتال کریں اور اپنی قوم کو اس گروہ کے مقابلے میں لے جائیں جس سے قتال کرنے میں وہ زیادہ ولولہ مند ہوں۔ ❶ یہاں عدی رضی اللہ عنہ کا اپنی قوم کے موقف سے انکار کرنا ان کی ایمانی قوت اور علم کی گہرائی کی دلیل ہے کیونکہ انہوں نے اولیاء اللہ سے دوستی کی اگرچہ وہ حسب ونسب میں ان سے دور تھے اور اعداء اللہ سے براءت کا اظہار کیا اگرچہ وہ ان کے اقارب میں سے تھے۔ ❷ اور اسی طرح اس سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگی مہارت نمایاں ہوتی ہے کہ انہوں نے عدی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کی مخالفت نہ کریں جب کہ وہ بنو اسد سے ان کے حلیف ہونے کی وجہ سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ وہ انہیں جہاد کے اس محاذ پر لے جائیں جہاں وہ لڑنے میں زیادہ ولولہ مند ہوں۔ ❸

عدی رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اسلامی فوج میں شمولیت کی دعوت دی۔ بنو طے کی لشکر خالد میں شمولیت دشمن کی پہلی شکست تھی کیونکہ قبیلہ طے کا شمار جزیرہ عرب کے قوی ترین قبائل میں ہوتا تھا۔ دیگر قبائل ان کو اہمیت دیتے تھے، ان کی طاقت وقوت کا اعتبار تھا، ان سے خوف کھاتے تھے، اپنے علاقے میں ان کو عزت وغلبہ حاصل تھا، پڑوسی قبائل ان کے حلیف بننے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ جب دشمن میں کمزوری سرایت کر گئی تو ایمان وکفر کی فوجیں آپس میں ٹکرائیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے فتح ونصرت مقدر کر دی، جلد ہی وہ دشمن کو قتل کرنے لگے اور قیدی بنانے لگے۔ یہاں تک کہ دشمن کو تباہ کر دیا ان کا قائد طلیحہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ان میں سے وہی بچ سکا جس نے اطاعت قبول کر لی یا بھاگ کھڑا ہوا۔ اس واقعہ کے بعد جزیرۂ عرب کے مرتدین میں ضعف منتشر ہو گیا اور پھر اسلامی فوج کو دوسرے مقامات میں مرتدین کو شکست دینے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ ❹

طلیحہ اسدی کی شکست کے اسباب:

طلیحہ اسدی کی شکست کے مختلف اسباب تھے:

۱: مسلمان راسخ عقیدہ، نصرت الٰہی کے یقین اور شہادت کی محبت وشوق میں قتال کر رہے تھے۔ اللہ کی راہ میں موت کی محبت انتہائی تیز معنوی اسلحہ ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ دشمن کو یہ مختصر کلمات بھیجتے رہتے کہ میں ایسے لوگوں کو تمہارے مقابلے میں لے کر آیا ہوں جنہیں موت اتنی ہی محبوب ہے جتنی تمہیں زندگی محبوب ہے۔ ❺ دشمن

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٧٥. ❷ التاریخ الاسلامی: ٩/ ٦١.
❸ التاریخ الاسلامی: ٩/ ٦١.
❹ الحرب النفسية من منظور اسلامی: د/ احمد نوفل ٢/ ١٤٣ـ١٤٤.
❺ حرکة الردة: ٢٨٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی مسلمانوں کے ساتھ دیگر لڑائیوں میں اس کا اندازہ ہو چکا تھا چنانچہ طلیحہ اسدی نے معرکہ بزاخہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں شکست کھانے کے بعد اپنی قوم سے بڑے تعجب سے پوچھا: تمہیں کیا ہو گیا کیوں شکست کھا گئے؟ ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا: اس کی وجہ میں بتاتا ہوں، ہم میں سے ہر فرد یہ چاہتا ہے کہ اس کا ساتھی اس سے پہلے مرے اور ہمارا مقابلہ جن لوگوں سے ہے ان کا ہر فرد یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی موت اس کے ساتھی سے پہلے آئے۔[1]

۲: بنو طے کا اسلامی فوج میں شمولیت اختیار کرنا مسلمانوں کی تقویت اور دشمن کے ضعف کا بنیادی سبب بنا، اسی طرح عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما کے قتل سے مسلمانوں کا غصہ بھڑک اٹھا، اور انہیں دشمن سے قتال پر تیار کر دیا اور اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ''توریہ'' کا بھی طے پر اثر ہوا اور وہ اپنے حلیفوں کی مدد نہ کرنے اور اپنے مقامات پر باقی رہنے کے لیے تیار ہو گئے چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس چکر میں رکھا کہ وہ فوج کے اصل محاذ سے ہٹ کر خیبر کی طرف جا رہے ہیں۔

اسی طرح قبیلہ طے کو ان کی مرضی کے مطابق بنو قیس سے قتال کی اجازت دینے کا بھی گہرا اثر پڑا کیونکہ اگر خالد رضی اللہ عنہ انہیں بنو اسد سے قتال پر مجبور کرتے جیسا کہ عدی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا تو بنو طے جنگ میں بڑی کوتاہی اور تقصیر کا شکار ہو جاتے۔[2] اس کے علاوہ دیگر اسباب بھی تھے۔

معرکہ بزاخہ کے نتائج:

مدعیان نبوت میں سے ایک کی قوت کا خاتمہ ہوا اور عربوں کی بڑی جماعت اسلام میں واپس آ گئی۔ بزاخہ کی شکست کے بعد بنو عامر یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ: ہم جہاں سے نکلے ہیں وہاں داخل ہو جائیں گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے اس شرط پر بیعت لی جس پر اہل بزاخہ؛ اسد، غطفان اور طے سے ان سے قبل بیعت لی تھی اور انہوں نے اسلام پر اپنے ہاتھ ان کے ہاتھوں میں ڈال دیے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اسد، غطفان، ہوازن، سلیم اور طے سے یہ شرط لگائی کہ ان لوگوں کو حاضر کریں گے جنہوں نے ارتداد کی حالت میں مسلمانوں کو نذر آتش کیا، ان کا مثلہ کیا اور ان پر زیادتی کی ہے۔ انہوں نے ان کو حاضر کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے جرم کی پاداش میں ان سے قصاص لیتے ہوئے کچھ کو نذر آتش کر دیا، کچھ کو پتھر سے کچل کر مارا، کچھ کو پہاڑ سے دھکیل کر ختم کر دیا، کچھ کو کنویں میں اوندھا لٹکا دیا اور کچھ کو تیر سے مارا۔ بقرہ بن ہبیرہ اور قیدیوں کو دار الخلافہ مدینہ روانہ کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا:

''بنو عامر اعراض کے بعد واپس آ گئے ہیں اور تردد و انتظار کے بعد اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔

---

[1] تاریخ الخمیس للدیار بکری: ۲/ ۲۰۷، بحوالہ حرکۃ الردۃ للعتوم: ۲۸۹ .

[2] خالد بن ولید: شیت خطاب ۹۶۔۹۷، بحوالہ حروب الردۃ، احمد سعید ۱۲۴ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے کم پر میں کسی سے راضی نہیں ہوا، خواہ اس نے مجھ سے قتال کیا ہو یا مصالحت کی ہو کہ وہ ان لوگوں کو میرے پاس لا حاضر کریں جنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔ پھر ان مجرموں کو میں نے ہر طرح قتل کر دیا اور آپ کے پاس بقرہ اور اس کے ساتھیوں کو بھیج رہا ہوں۔'' ❶

ان قیدیوں میں عیینہ بن حصن بھی تھا، خالد رضی اللہ عنہ نے اسے سخت جکڑنے کا حکم دیا تا کہ عبرت حاصل ہو۔ جس وقت وہ مدینہ میں داخل ہوا اس کے دونوں ہاتھ گردن میں بندھے ہوئے تھے تا کہ اس پر عتاب ہو اور دوسروں کو خوف پیدا ہو۔ جب وہ اس کیفیت میں مدینہ میں داخل ہوا تو مدینہ کے بچے اس کا مذاق اڑانے لگے اور یہ کہتے ہوئے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے مکے رسید کرنے لگے: اللہ کے دشمن! تو اسلام سے مرتد ہو گیا۔ وہ جواب دیتا: میں کبھی ایمان لایا ہی نہ تھا۔ اس کو خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر کیا گیا، آپ نے اس کے ساتھ عفو و درگذر کا ایسا برتاؤ کیا کہ وہ اس کی تصدیق نہ کر سکا۔ آپ نے اس کے ہاتھ کھولنے کا حکم دیا پھر اس سے توبہ کرائی، عیینہ نے خالص توبہ کا اعلان کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت پیش کی اور اسلام لایا، پھر اچھی طرح اسلام پر کاربند رہا۔ ❷

طلیحہ بھاگا اور جا کر بنو کلب میں پناہ لی پھر اسلام قبول کیا اور بنو کلب ہی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک مقیم رہا۔ وہ اس وقت اسلام لایا جب اس کو یہ خبر ملی کہ بنو اسد، بنو غطفان اور بنو عامر اسلام لا چکے ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں عمرہ کے لیے مکہ روانہ ہوا، مدینہ کے گرد و نواح سے گذرا، لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ یہ طلیحہ جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں کیا کروں! اس کو چھوڑو، اللہ نے اسے اسلام کی ہدایت دے دی ہے۔ ❸ اور ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ طلیحہ اس کے بعد اسلام کی طرف لوٹ آیا اور دور صدیقی میں مکہ عمرہ کے لیے گیا اس نے شرم کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں آپ سے ملاقات نہ کی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عراق و شام کی فتوحات میں گذشتہ مرتدین کو شرکت سے روک دیا تھا۔ یہ امت کے سلسلہ میں بطور احتیاط تھا کیونکہ جو ماضی میں ضلالت و گمراہی کا شکار ہوئے ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ مکر و کید کیا ہو ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے ان کی فرماں برداری مسلمانوں کی قوت و طاقت کے پیش نظر رہی ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ائمہ میں سے ہیں جو لوگوں کے لیے نقوش راہ متعین کرتے ہیں اور لوگ ان کے اقوال و افعال کی اقتدا کرتے ہیں۔ اس لیے آپ امت کے مصالح کے پیش نظر احتیاط کے پہلو کو اختیار کرتے رہے اگرچہ اس سے بعض لوگوں کی شان میں تنقیص ہو رہی ہو۔ ❹ امت کو اس سے عظیم درس مل رہا ہے کہ ان لوگوں پر اعتماد نہ کیا جائے جو ماضی میں الحاد کا شکار رہے ہوں اور پھر بعد میں دین کی پابندی اختیار کی ہو۔

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٨٢.
❷ الصدیق اوّل الخلفاء: ٨٧.
❸ التاریخ الاسلامی: ٩/ ٥٩.
❹ التاریخ الاسلامی: ٩/ ٦٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں پر کلی اعتماد کرنے اور قائدانہ اعمال ان کے سپرد کرنے کی وجہ سے بسا اوقات امت کو خطرناک مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن ان لوگوں کے سلسلے میں احتیاط اختیار کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ان کے دین میں ان کو متہم قرار دیں اور ان پر سرے سے اعتماد ہی نہ کیا جائے۔ اس طرح کے لوگوں کے ساتھ تعامل کے سلسلہ میں صدیقی سیاست کے یہ نقوش ہیں۔ ❶

طلیحہ پکا مسلمان ہوگیا اور جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ''تم عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم (رضی اللہ عنہما) کے قاتل ہو۔ واللہ میں تمہیں کبھی پسند نہیں کرسکتا۔''

اس نے عرض کیا: امیر المومنین آپ ایسے دو شخصوں کے بارے میں متہم نہ قرار دیں جنہیں اللہ نے میرے ہاتھوں سے شرف ومنزلت عطا فرمائی۔ ان کے ہاتھوں کو رسوا نہیں کیا۔

اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے طلیحہ سے بیعت لے لی، پھر اس سے فرمایا: اے فریب خوردہ! تمہاری کہانت میں سے کچھ باقی ہے؟

کہا: بھٹی کے ایک یا دو پھونک۔

پھر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی، پھر عراق کی طرف چلا گیا۔ ❷ اس کا اسلام صحیح تھا اور اس سلسلہ میں اس کو مطعون نہ کیا جا سکا۔ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور معذرت پیش کرتے ہوئے کہا:

نَـدِمْـتُ علی ما کان من قَتْلِ ثابت
وعُـكَّـاشة الـغُـنْـمِـيِّ ثم ابن مَعْبَدِ

''عکاشہ غنمی اور ثابت پھر ابن معبد کے قتل پر میں نادم ہوں۔''

واعـظـم مـن هاتین عندی مصیبةً
رجـوعی عن الاسلام فِعْلَ التعمُّدِ

''ان دونوں واقعات سے بڑھ کر مصیبت میرے نزدیک میرا قصداً اسلام سے پھر جانا رہا۔''

وتـركـی بـلادی والحوادث جَمَّةٌ
طـریـدا وقِـدْمًـا كـنـت غَیْرَ مطرَّدِ

''حادثات بے شمار ہیں، من جملہ ان حادثات کے میرا وطن چھوڑ کر جلا وطنی کی زندگی گذارنا ہے اور برابر میں جلا وطن ہی رہا۔''

❶ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۶۷.   ❷ التاریخ الاسلامی ۹/ ۵۹، تاریخ الطبری ٤/ ۸۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فهل يقبل الصديق انى مراجعٌ
ومُعطٍ بما احدثتُ من حَدَثٍ يدى

’’تو کیا صدیق رضی اللہ عنہ اس بات کو قبول فرمائیں گے کہ میں اپنے کیے سے رجوع کرتا ہوں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لیے بڑھاتا ہوں۔‘‘

وأنّي من بعد الضلالة شاهدٌ
شهادة حقٌّ لَسْتُ فيها بِمُلحِدِ

’’اور میں ضلالت کے بعد کلمہ حق کی شہادت دیتا ہوں اور اس شہادت میں ملحد نہیں ہوں۔‘‘

بأنَّ الـه الناس ربي وأنَّني
ذليل وان الدين دين محمدِ [1]

’’میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ لوگوں کا معبود برحق ہی میرا رب ہے اور میں ذلیل ہوں اور صحیح دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دین ہے۔‘‘

فجاءۃ کا قصہ:

اس کا نام اِیاس بن عبداللہ بن عبدیالیل بن عمیر بن خفاف تھا اور اس کا تعلق قبیلہ بنی سلیم سے تھا جیسا کہ ابن اسحٰق کا بیان ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو بقیع میں نذر آتش کر دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ یہ شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بزعم خویش اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اس کے ساتھ ایک لشکر تیار کر دیں تاکہ وہ مرتدین سے قتال کرے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے لشکر تیار کر دیا۔ جب لشکر لے کر روانہ ہوا تو راستے میں جو بھی ملتا خواہ مسلم ہو یا مرتد، قتل کر دیتا اور اس کا مال ہڑپ لیتا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو اس کے پیچھے دوسرا لشکر بھیجا کہ اس کو گرفتار کر کے لاؤ۔ جب وہ گرفتار کر کے لایا گیا تو آپ نے اسے بقیع میں بھیجا اور اس کے ہاتھ اور پیر باندھ کر نذر آتش کر دیا گیا۔ [2]

اس کو گرفتار کرنے والے طریفہ بن حاجز تھے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بنو سلیم کے مسلمانوں نے مفسدین اور مرتدین سے قتال میں اچھا کردار ادا کیا ہے۔ [3]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو جو نذر آتش کرنے کی سزا دی وہ اس وجہ سے کہ اس نے غداری کی تھی یا اس وجہ سے کہ اس نے مسلمانوں کو نذر آتش کیا تھا۔ [4]

[1] ديوان الردة للعتوم: ٨٦.
[2] ترتيب وتهذيب البداية والنهاية: ١٠٦.
[3] الثابتون على الاسلام: ٢٧.
[4] حركة الردة للعتوم: ١٨٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ''ابوفصیل'' کہنے والے کے سلسلہ میں حسان رضی اللہ عنہ کا شعر:

مـا البَـكْـرُ الا كـالفصيل وقد ترى

أنَّ الـفَـصِيْـل عـلـيـه ليس بعـارِ

''بکر اور فصیل ایک ہی چیز ہے اور ابوفصیل ہونا آپ کے لیے کوئی عار کی چیز نہیں ہے۔''

إِنَّـا ومـا حـجَّ الـحَـجِيْـجَ لِبَيْتِهِ

ركبـان مـكّة مـعشر الانـصـار

''میں اور جتنے لوگ خانہ کعبہ کا حج کرنے والے ہیں، مکہ کے مہاجرین اور انصار''

نَـفْـري جَـمَـاجِـمَـكُـم بكل مُهَنَّدِ

ضَـرْبَ الـقُـدار مبادئ الأيسـار

''تمہارے سر تلوار سے اڑا دیں گے جس طرح قصاب اونٹوں کے جوڑوں کو کاٹتا ہے۔''

حتّـى تُـكَـنُّـوه بـفـحـل هـنيـدةٍ

يـحـمـى الـطَّـروقة بـازلٍ هدَّارِ ❶

''یہاں تک کہ تم ان کو سو اونٹنیوں کے سانڈ کے ساتھ کنیت دو گے جو جفتی کے قابل اونٹنیوں کی حفاظت کرتا ہے، تجربہ کار بہادر ہے۔''

سجاح، بنوتمیم اور مالک بن نویرہ الیربوعی کا قتل:

ارتداد کے دور میں بنوتمیم مختلف الرائے تھے۔ ان میں کچھ ارتداد کا شکار ہوئے اور اپنی زکوٰۃ روک لی، اور کچھ نے اپنی زکوٰۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو روانہ کی، اور کچھ نے توقف کیا تاکہ اس سلسلہ میں غور وفکر کریں۔ اسی دوران میں ان کے یہاں سجاح بنت حارث بن سوید بن عقفان پہنچی، اس کا تعلق بنوتغلب سے تھا اور یہ نصرانی تھی۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم اور معاونین کا لشکر تھا۔ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کا عزم کر رکھا تھا۔ جب وہ بنوتمیم کے علاقے سے گذری اور ان کو اپنی طرف دعوت دی، تو بنوتمیم کے اکثر لوگوں نے اس کی بات مان لی، اس کی دعوت قبول کرنے والوں میں مالک بن نویرہ تمیمی، عطارد بن حاجب اور بنوتمیم کے امراء کی ایک جماعت تھی اور ان میں سے دوسرے لوگ اس سے دور رہے۔ پھر انہوں نے اتفاق کر لیا کہ آپس میں جنگ نہیں کریں گے لیکن مالک بن نویرہ نے جب اس (سجاح) سے مصالحت کی تو اس کو اس کے عزم سے پھیر دیا اور اسے بنویربوع کے خلاف بھڑکایا پھر لوگوں سے قتال پر وہ سب متفق ہوگئے۔ سوال پیدا ہوا کہ ہم قتال کس سے شروع کریں؟ سجاح نے مسجع عبارت میں کہا:

❶ ديوان الردة للعتوم: ١٣٧ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اعدوا الرّكاب ، واستعدوا للنّهاب ، ثم أغيروا على الرّباب ، فليس دونها حجاب))

''سواریاں تیار کرو، قتال کے لیے تیار ہو جاؤ، پھر رباب ❶ پر حملہ آور ہو جاؤ، ان کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔''

پھر بنوتمیم اس کا یمامہ کی طرف رخ کرنے پر مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گئے تاکہ یمامہ کو مسیلمہ کذاب سے چھین لے۔ سجاح تیار ہو گئی لیکن اس کی قوم مسیلمہ سے ڈر گئی اور کہا: اس کا معاملہ بڑھ چکا ہے، اس کو قوت حاصل ہے۔ سجاح نے کہا:

((عليكم باليمامة ، دفّوا دفيف الحمامة ، فانها غزوة صرّامة ، لا تلحقكم بعدها ملامة .))

''یمامہ پر ٹوٹ پڑو، کبوتر کی طرح کوچ کرو، یہ دشمن کو کاٹ کر رکھ دینے والی جنگ ہے، اس کے بعد تمہیں کوئی ملامت نہیں لاحق ہو گی۔''

یہ سن کر لوگ مسیلمہ سے جنگ پر تیار ہو گئے۔ جب مسیلمہ کو اس کی خبر ملی تو وہ خوف زدہ ہو گیا کیونکہ وہ اس وقت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ سے جنگ میں مشغول تھا اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ ثمامہ کی مدد کے لیے اسلامی لشکر کے ساتھ پہنچ چکے تھے اور وہ خالد رضی اللہ عنہ کے انتظار میں تھے۔ مسیلمہ نے سجاح کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور اس سے امن کا مطالبہ کیا اور اس کو اس بات کی ضمانت دی کہ اگر وہ اپنے ارادے سے باز آ جائے تو وہ اس کو آدھی زمین جو قریش کی تھی دے دے گا، اور اس کو خط لکھا کہ وہ اس سے اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ ملنا چاہتا ہے، اور پھر چالیس افراد کو لے کر اس کی طرف روانہ ہو گیا اور دونوں ایک خیمے میں اکٹھے ہوئے اور جب اس کے ساتھ خلوت میں ہوا تو اس کو آدھی زمین دینے کی پیش کش کی اس نے قبول کر لیا۔

مسیلمہ نے کہا: اللہ نے سننے والے کی بات سن لی اور جب اس نے لالچ کیا تو بھلائی کا لالچ دیا اور جو کچھ ہے ابھی معاملہ ٹھیک ہی ہے۔

پھر سجاح سے کہا: کیا تم یہ پسند کرو گی کہ میں تم سے شادی کر لوں پھر اپنی اور تمہاری قوم کو لے کر عرب کو کھا جاؤں؟

اس نے کہا: ہاں۔

پھر سجاح اس کے ساتھ تین دن تک رہی پھر اپنے لوگوں کے پاس لوٹ گئی۔

لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا مسیلمہ نے تم کو مہر دیا ہے؟

❶ رباب بنوتمیم کی ایک شاخ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: اس نے تو مجھے مہر میں کچھ نہیں دیا ہے۔

لوگوں نے کہا: تم جیسی عورت سے اس نے بغیر مہر کے شادی کر لی؟

سجاح نے مہر طلب کرنے کے لیے اس کے پاس بھیجا۔ اس نے کہا: تم اپنے مؤذن کو میرے پاس بھیجو۔

اس نے شبث بن ربعی الریاحی کو اس کے پاس بھیجا۔

مسیلمہ نے اس سے کہا: جاؤ اپنی قوم میں یہ اعلان کر دو کہ مسیلمہ رسول اللہ نے تم سے دو وقت کی نمازیں یعنی فجر و عشاء جو محمد لائے تھے معاف کر دی ہیں۔ یہ سجاح کا مہر قرار پائی ہیں۔

اور جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے یمامہ پہنچنے کا وقت قریب ہوا تو وہاں سے مسیلمہ سے زمین کا آدھا خراج لے کر اپنے علاقے میں بھاگ آئی اور بنو تغلب میں اقامت پذیر ہو گئی۔ پھر جب ''عام الجماعۃ'' میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو بنو تغلب کو وہاں سے جلا وطن کر دیا۔ ❶

سجاح جب جزیرہ سے وہاں پہنچی تو مالک بن نویرہ نے اس کا ساتھ دیا لیکن وہ جب مسیلمہ سے مل کر واپس چلی گئی تو مالک اپنے کیے پر نادم ہوا پھر اپنے سلسلہ میں تاخیر کی اور بطاح ❷ میں مقیم رہا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو لے کر وہاں کا رخ کیا، انصار پیچھے رہ گئے اور کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں جس کا حکم دیا تھا وہ ہم نے کر لیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا کرنا بھی ضروری ہے اور یہ بہترین موقع ہے، اس کو غنیمت سمجھنا ضروری ہے اگرچہ اس سلسلہ میں خلیفہ رسول کا کوئی خط نہیں آیا ہے میں امیر ہوں اور خبریں مجھے پہنچتی رہتی ہیں۔ میں تمہیں چلنے پر مجبور نہیں کرتا تاہم میں بطاح جا رہا ہوں۔ جب آپ کو نکلے ہوئے دو دن ہو گئے تو انصار کی طرف سے ایک شخص جا کر آپ سے ملا جس نے آپ سے انتظار کرنے کا مطالبہ کیا اور پھر انصار بھی آپ سے جا ملے اور جب اسلامی لشکر بطاح پہنچا تو وہاں مالک بن نویرہ اپنے لوگوں کے ساتھ تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے بطاح میں دستوں کو پھیلا دیا جو لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے، بنو تمیم کے امراء نے ان کی دعوت قبول کی اور سمع و طاعت کا اعلان کیا اور زکوٰۃ ادا کر دی لیکن مالک بن نویرہ اپنے سلسلہ میں متردد رہا اور لوگوں سے الگ ہو گیا۔ اس کے پاس فوجی دستے پہنچے اور اس کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے نماز قائم کی ہے لیکن دستے کے دیگر افراد نے کہا کہ نہ انہوں نے اذان دی ہے اور نہ نماز قائم کی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیدیوں نے اپنی بیڑیوں میں رات گذاری، سخت سردی تھی، خالد رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا کہ انہیں گرمی پہنچاؤ، لوگوں کو غلط فہمی ہوئی وہ یہ سمجھے کہ انہیں قتل کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے ان سب قیدیوں کو قتل کر دیا اور ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب چیخ پکار سنی تو باہر نکلے لیکن اس وقت تک سب کو قتل کیا جا چکا تھا۔ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو وہ ہو کے

❶ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٢٦.

❷ یہ سرزمین نجد میں بنو اسد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے۔

اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو اپنے پاس بلایا، سجاح کا ساتھ دینے اور زکوٰۃ روکنے کے سلسلہ میں اس کو تنبیہ فرمائی اور اس سے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ نماز اور زکوٰۃ ایک جیسی ہیں۔ مالک نے کہا: تمہارے صاحب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہی زعم تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وہ ہمارے صاحب ہیں، تمہارے صاحب نہیں؟ اے ضرار اس کی گردن اڑا دو۔ پھر اس کی گردن اڑا دی گئی۔ اس سلسلہ میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور دونوں کے درمیان بحث ہوگئی۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان کی شکایت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کی اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ابوقتادہ کی طرف سے خالد رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور کہا: آپ خالد کو معزول کر دیں، ان کی تلوار سے ناحق خون بہ رہا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: جو تلوار اللہ تعالیٰ نے کفار کے خلاف کھینچی ہے میں اسے میان میں بند نہیں کر سکتا۔ متمم بن نویرہ بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر پہنچے، اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے مساعد رہے اور متمم نے اپنے بھائی کے سلسلہ میں جو اشعار کہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے ان کو دیت ادا کی۔ [1]

دروس و عبر اور فوائد

بنوتمیم میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والے:

بنوتمیم کے تمام قبائل یا تمام افراد یا تمام رؤساء مرتد نہیں ہوئے تھے جیسا کہ بعض جدید مورخین باور کرانا چاہتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بنوتمیم کے بعض خاندان، افراد اور رؤساء کی ثابت قدمی اور اسلامی قوت کے پیش نظر مالک بن نویرہ سجاح کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قتال سے پہلے ان (تمیمی مسلمانوں) سے قتال کرنے پر مطمئن کرنے میں کامیاب ہوگیا لیکن جب بنوتمیم کے ثابت قدم مسلمانوں کے سامنے سجاح کو شکست فاش ہوئی تو مدینہ کی طرف رخ کرنے کے بجائے یمامہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ بے شمار تاریخی روایات اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ [2] بلکہ ان روایات میں تدقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بنوتمیم میں مرتدین اور مترددین کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی اور بعض روایات مرتدین کے مقابلے میں ڈٹ جانے کے سلسلے میں قبیلہ رباب کے عظیم کردار کی تصویر کشی کرتی ہیں۔ اسی طرح سجاح اور اس کی جماعت نے ان کو نشانہ بنایا اور بعض روایات اس عظیم مقابلے کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو رباب اور سجاح کے مابین ہوا اور جب سجاح بنوتمیم کے مسلمانوں کو تابع کرنے میں ناکام ہوگئی تو آخر کار صلح پر معاملہ ختم ہوا اور اسی طرح یہ روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ قیس بن ثابت مرتدین کا ساتھ دینے پر نادم ہوا اور اپنے خاندان کی زکوٰۃ لے کر

---

[1] البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٧.
[2] الثابتون على الاسلام: ٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ آیا۔ سجاح اور اس کی جماعت ناکامی کا شکار ہوئی۔ ❶

خالد رضی اللہ عنہ اور مالک بن نویرہ کا قتل:

مالک بن نویرہ کے سلسلے میں روایات میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ آیا وہ مظلوم قتل ہوا یا یہ کہ وہ قتل کا مستحق تھا؟ ڈاکٹر علی عتوم نے اس سلسلہ میں اپنی کتاب ''حرکتہ الردۃ'' میں تحقیق پیش کی ہے، اور شیخ محمد طاہر بن عاشور نے اپنی کتاب ''نقد علمی علیٰ کتاب الاسلام واصول الحکم'' میں اس قضیہ کو چھیڑا ہے، ❷ اور محمد زاہد کوثری نے اپنی کتاب ''مقالات الکوثری'' میں خالد رضی اللہ عنہ کی طرف سے دفاع کیا ہے۔ ❸ ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اس موضوع پر بحث کی ہے۔ لیکن اس موضوع کے سلسلے میں میں نے ڈاکٹر علی عتوم کی رائے کو اختیار کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس مسئلہ میں نادر علمی تحقیق پیش کی ہے اور ارتداد کے واقعات کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ میری اطلاع کے مطابق معاصرین کے یہاں اس کا وجود نہیں پایا جاتا اور اس تحقیق و بحث کے نتیجے میں آپ جس نتیجے پر پہنچے ہیں میں اس سے پورا اتفاق رکھتا ہوں۔ مالک بن نویرہ کو جس چیز نے ہلاک کیا وہ اس کا کبر وغرور اور تردد تھا۔ جاہلیت اس کے اندر باقی رہی، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ رسول کی اطاعت اور بیت المال کے حق زکوٰۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کرتا۔ میرے تصور کے مطابق یہ شخص سرداری اور قیادت کا شوقین تھا اور ساتھ ہی ساتھ بنوتمیم کے سرداروں میں سے اپنے ان بعض اقارب سے اس کو خلش تھی، جنہوں نے اسلامی خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور حکومت کے سلسلہ میں اپنے واجبات کو ادا کر دیا تھا۔ اس کے اقوال وافعال دونوں ہی اس تصور کی تائید کرتے ہیں۔ اس کا مرتد ہونا اور سجاح کا ساتھ دینا، زکوٰۃ کے اونٹوں کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دینا، زکوٰۃ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دینے سے روکنا، تمرد وعصیان کے سلسلے میں اپنے قرابت دار مسلمانوں کی نصیحتوں کو نہ سننا، یہ سب اس پر فردِ جرم ثابت کرتے ہیں اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص اسلام کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھا۔

اور اگر مالک بن نویرہ کے خلاف کوئی حجت و دلیل نہ ہو تو اس کا صرف زکوٰۃ روک لینا ہی اس پر فرد جرم عائد کرنے کے لیے کافی ہے۔ متقدمین کے یہاں یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ ابن عبدالسلام کی کتاب ''طبقات فحول الشعراء'' میں ہے: یہ متفق علیہ بات ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے مالک سے گفتگو کی اور اس کو اس کے موقف سے پھیرنے کی کوشش کی لیکن مالک نے نماز کو تسلیم کیا اور زکوٰۃ سے اعراض کیا۔ ❹ اور شرح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ مرتدین کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ انہی کے ضمن میں وہ حضرات بھی تھے جو زکوٰۃ کو تسلیم کرتے تھے اور اس کی ادائیگی سے رکے نہیں تھے لیکن ان کے سرداروں نے انہیں اس سے

❶ الثابتون علی الاسلام: ٤٨. ❷ نقد علمی لکتاب الاسلام واصول الحکم: ۳۳.

❸ مقالات الکوثری: ۳۱۲، کوثری جیسے شخص کا یہاں ذکر کرنا علم وتحقیق کے منافی ہے۔ اس شخص کی حقیقت سمجھنے کے لیے معلمی کی تنکیل کا مطالعہ ضروری ہے۔ (مترجم)

❹ طبقات فحول الشعراء: تحقیق محمود شاکر ۱۷۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روک دیا تھا اور ان کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے، جیسے بنو یربوع، انہوں نے اپنی زکوٰۃ اکٹھی کی اور اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنا چاہتے تھے لیکن مالک بن نویرہ نے انہیں روک دیا اور ان کی زکوٰۃ کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ❶

خالد رضی اللہ عنہ کی ام تمیم سے شادی:

ام تمیم کا نام لیلیٰ بنت سنان منہال تھا۔ یہ مالک بن نویرہ کی بیوی تھی۔ اس شادی سے متعلق بڑا جدال واقع ہوا ہے۔ اپنے غلط مقاصد کی برآری کے پیش نظر لوگوں نے خالد رضی اللہ عنہ پر مختلف اتہام باندھے ہیں، جن کا سچائی سے کوئی تعلق نہیں اور وہ پاکیزہ علمی بحث وتحقیق کے سامنے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتے۔ اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے خالد رضی اللہ عنہ پر اتہام باندھا کہ وہ ام تمیم کے حسن وجمال پر فریفتہ تھے اور اس سے عشق رکھتے تھے، اس لیے صبر نہ کر سکے اور قید میں آتے ہی اس سے شادی کر لی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ یہ شادی نہیں بلکہ زنا تھا۔ لیکن یہ قول من گھڑت اور صریح جھوٹ ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ❷ کیونکہ قدیم مراجع اور مصادر میں اس کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔ بلکہ یہ صریح نصوص کے خلاف ہے۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خالد رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو اس لیے قتل کیا تھا کہ اس نے زکوٰۃ روک لی تھی، جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے ام تمیم سے اس کا نکاح فاسد ہو گیا تھا۔ ❸ اور مرتدین کی عورتوں کے سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ جب وہ دار الحرب سے جا ملیں تو ان کو قید کیا جائے قتل نہ کیا جائے۔ جیسا کہ امام سرخسی رحمہ اللہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ❹ جب ام تمیم قیدی بن کر آئی تو خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور جب وہ حلال ہو گئی تب اس سے شب باشی کی۔ ❺ اور شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ اس مسئلہ پر تعلیق چڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں: خالد رضی اللہ عنہ نے ام تمیم اور اس کے بیٹے کو ''ملک یمین'' کے طور پر لیا تھا کیونکہ وہ جنگی قیدی تھی اور اس طرح کی خواتین کے لیے کوئی عدت نہیں۔ اگر وہ حاملہ ہے تو وضع حمل تک اس کے مالک کا اس کے قریب ہونا حرام ہے اور اگر حاملہ نہیں ہے تو صرف ایک مرتبہ حیض آنے تک دور رہے گا، پھر اس سے دخول کرے گا۔ یہ مشروع اور جائز عمل ہے، اس پر طعن وتشنیع کی ذرا بھی گنجائش نہیں لیکن خالد رضی اللہ عنہ کے مخالفین اور دشمنوں نے اس موقع کو اپنے لیے غنیمت سمجھا اور اس زعم باطل میں مبتلا ہوئے کہ مالک بن نویرہ مسلمان تھا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کی بیوی کے لیے قتل کر دیا۔ ❻

اسی طرح خالد رضی اللہ عنہ پر یہ اتہام لگایا گیا کہ انہوں نے اس شادی کے ذریعے سے عرب کے عادات واطوار کی مخالفت کی۔ چنانچہ عقاد کا کہنا ہے: خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اس کی بیوی سے میدان قتال میں شب

❶ شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱/ ۲۰۳۔

❷ جنرل اکرم پاکستانی اپنی کتاب سیف اللہ خالد ص ۱۹۸ میں لکھتے ہیں کہ: ''اسی رات خالد نے اس سے شادی کر لی۔''

❸ الاحکام السلطانیۃ: ۴۷، بحوالہ حرکۃ الردۃ: ۲۲۹۔ ❹ المبسوط: ۱۰/ ۱۱۱، بحوالہ حرکۃ الردۃ: ۲۲۹۔

❺ البدایۃ والنہایۃ: ۶/ ۳۲۶۔ ❻ حرکۃ الردۃ: ۲۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باشی کی، جو جاہلیت و اسلام میں عربوں کی عادت کے خلاف اور اسی طرح مسلمانوں کی عادات اور اسلامی شریعت کے حکم کے منافی ہے۔ ❶ عقاد کا یہ قول سچائی سے بالکل دور ہے۔ عربوں کے یہاں اسلام سے قبل بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ جنگوں اور دشمنوں پر فتح یابی کے بعد قیدی خواتین سے شادیاں کرتے تھے اور انہیں اس پر فخر ہوتا تھا، اسی لیے اس طرح کی قیدی خواتین کی اولاد کی کثرت ان کے اندر پائی جاتی تھی۔ حاتم طائی کہتا ہے:

وما أنكحونا طائعين بناتِهِم
ولكن خطبناها باسيافنا قَسْرا

''ان لوگوں نے اپنی بچیوں کی برضا و رغبت ہم سے شادی نہیں کی لیکن ہم نے جبراً تلواروں کے ذریعے سے انہیں پیغام دیا۔''

وكاين ترى فينا من ابن سَبِيَّةٍ
اذا لقى الأبطال يطعنُهُم شَزْرا

''تم ہمارے اندر کتنے ایسے قیدی خواتین کے بچوں کو دیکھو گے کہ جب جنگ میں بہادر ٹکراتے ہیں تو یہ انہیں نیزوں سے غضبناک ہو کر مارتے ہیں۔''

ويأخذُ رايات الطّعان بكفِّه
فيوردُها بيضا ويصدرها حُمْرا ❷

''اپنی ہتھیلیوں میں نیزوں کا پرچم اٹھاتے ہیں، اسے سفید چمکتا ہوا لے کے جاتے ہیں اور دشمن کے خون سے سرخ کر کے لاتے ہیں۔''

شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو خالد رضی اللہ عنہ نے ایک مباح کام کیا اور اس کے لیے مشروع طریقہ اختیار کیا اور یہ فعل تو اس ذات سے ثابت ہے جو خالد رضی اللہ عنہ سے افضل تھے (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اگر خالد رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے جنگ کے دوران میں یا اس کے فوراً بعد شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع کے فوراً بعد جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی اور یہ اپنی قوم کے لیے بڑی با برکت ثابت ہوئیں کہ اس شادی کی وجہ سے ان کے خاندان کے سو آدمی آزاد کر دیے گئے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتے میں آ گئے اور اس شادی کے با برکت اثرات میں سے یہ ہوا کہ ان کے والد حارث بن ضرار مسلمان ہو گئے۔ ❸

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے فوراً بعد صفیہ بنت حیی بن اخطب سے شادی کی اور خیبر ہی میں یا لوٹتے ہوئے راستے میں شب زفاف منائی۔ ❹ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں اسوہ اور نمونہ موجود

---

❶ عبقرية الصديق: ۷۰ . ❷ العقد الفريد لابن عبدربه: ۷/ ۱۲۳ .
❸ سیرت ابن هشام: ۲/ ۲۹۰ـ ۲۹۵ . ❹ سیرت ابن هشام: ۲/ ۳۳۹ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو عتاب اور ملامت کی کوئی وجہ نہیں، یہ خود بخود کافور ہو جاتے ہیں۔ ❶ البتہ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے خالد رضی اللہ عنہ کے دفاع میں جو منہج اختیار کیا ہے وہ کسی طرح قابل قبول نہیں کیونکہ ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اسلام کا جنازہ نکال دیں۔ خالد رضی اللہ عنہ وغیرہ شریعت کے تابع ہیں جو ہمیشہ بلند رہے گی، اس سے کوئی بالاتر نہیں ہوسکتا۔ اشخاص کی براءت اور صفائی پیش کرنے کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ منہج اور دستور ہی کو مسخ کر دیا جائے چنانچہ ہیکل صاحب نے یہ گل فشانی کی ہے: ''عرب کی عادت کے خلاف کسی عورت سے شادی کرنا بلکہ استبرائے رحم سے قبل دخول کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ فاتح اور غازی کی طرف سے ہو۔ اس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس کے لیے قیدی خواتین ملک یمین (لونڈیاں) بنیں۔ شریعت کی تطبیق و نفاذ میں تشدد و جمود مناسب نہیں کہ اس کا نفاذ خالد جیسی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیتوں پر کیا جائے اور خاص کر جب اس سے حکومت کو نقصان اور خطرہ لاحق ہوسکتا ہو۔'' ❷

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے ہیکل کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: مجھے اس بات کا شدید خوف ہے کہ کہیں مولف نپولین وغیرہ بادشاہان یورپ کی کارستانیوں اور ان کے دفاع میں فرنگی مولفین کی تحریروں سے متاثر تو نہیں؟ کیونکہ انہوں نے اپنے زعماء وقائدین کے معاصی اور جرائم پر پردہ ڈالنے اور ان کو ہلکا ثابت کرنے کے لیے ان کی عظمت اور ملک وقوم کے ساتھ احسانات وفتوحات کا سہارا لیا ہے۔ اور اس تاثر کے نتیجے میں مولف نے یہ تصور قائم کر لیا کہ سابقین اوّلین مسلمان بھی انہی لوگوں کی طرح تھے اور یہ کہہ دیا کہ شریعت کے نفاذ و تطبیق میں جمود و تشدد خالد جیسی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیتوں پر نہیں ہونا چاہیے۔ یہ فکر دین واخلاق کو تباہ کرنے والی ہے۔ ❸

جنگی قائدین کی تائید:

لشکر خالد کے بعض افراد نے یہ شہادت دی کہ مالک بن نویرہ کے لوگوں نے جب مسلمانوں کی اذان سنی تو اذان کا اہتمام کیا اور اس طرح انہوں نے اپنا خون محفوظ کر لیا لہٰذا ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ انہی لوگوں میں سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ نے اس معاملہ کو بڑا تصور کیا اور جب دیکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کی بیوی سے شادی بھی کر لی تو ان کے اس تصور میں مزید اضافہ ہوگیا، وہ خالد رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شکایت لے کر پہنچ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو غلط قرار دیا کیونکہ انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ جو قائد وسربراہ تھے ان سے مفارقت اختیار کی تھی، جس کی اجازت کسی کو نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ عمل دشمن کے مقابلے میں شکست وناکامی کا سبب بن سکتا تھا۔ آپ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پر سختی کی اور انہیں فوراً خالد رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج دیا اور اس سے کم پر راضی نہ ہوئے کہ وہ واپس جا کر خالد رضی اللہ عنہ کے پرچم تلے اسلامی لشکر میں شامل ہو

❶ حركة الردة: ٢٣٧. ❷ الصديق ابوبكر: ١٤٠.

❸ حركة الردة: ٢٣٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[redacted]

جائیں۔ ❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل محکم ترین جنگی سیاست تھی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کے معاملہ میں پوری تحقیق کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مالک بن نویرہ کے قتل کے اتہام میں بری ہیں۔ ❷ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں حقائق امور سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف تھے اور گہری نگاہ رکھتے تھے کیونکہ آپ خلیفہ تھے اور تمام خبریں آپ کو پہنچتی تھیں اور آپ کا ایمان بھی سب پر بھاری تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعامل میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کر رہے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ کو جو ذمہ داری بھی سونپی کبھی معزول نہیں کیا اگرچہ ان سے بعض ایسی چیزیں صادر ہوئیں جن سے آپ مطمئن نہ تھے، آپ ان کے عذر کو قبول فرماتے اور لوگوں سے فرماتے: خالد کو تکلیف مت پہنچاؤ، وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر مسلط کر دیا ہے۔ ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کمال ہے کہ انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو گورنری سونپی اور ان سے تعاون لیا حالانکہ ان کے اندر شدت پائی جاتی تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طبیعت نرم تھی تاکہ اس طرح سختی نرمی کے ساتھ مل کر خالد رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں اعتدال آجائے کیونکہ صرف نرمی اور اسی طرح صرف سختی تباہ کن ہو سکتی ہے لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ سے مشورے لیتے اور خالد رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے، یہ کمال تھا، جس کو خلیفہ رسول نے اختیار کیا۔ اسی لیے مرتدین سے قتال کے سلسلہ میں شدید موقف اختیار کیا اور اس سلسلہ میں عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم پر غالب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر ایسی شدت پیدا کی جو اس سے پہلے آپ کے اندر نہ تھی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں سختی تھی لیکن ان کا کمال یہ رہا کہ انہوں نے اپنی خلافت میں ابوعبیدہ بن جراح، سعد بن ابی وقاص، ابوعبید ثقفی، نعمان بن مقرن، سعید بن عامر رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے لوگوں سے تعاون لیا، جو زہد و عبادت میں خالد رضی اللہ عنہ وغیرہ پر فائق تھے، جس کا اثر یہ ہوا کہ خلافت کے بعد آپ کے اندر ایسی رافت اور نرمی پیدا ہوئی جو اس سے قبل آپ کے اندر نہ تھی، یہاں تک کہ آپ امیر المومنین قرار پائے۔ ❹

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں بڑی نفیس بحث کی ہے، فرماتے ہیں: ''خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ عنہ ارتداد کی جنگ اور عراق و شام کی فتوحات میں خالد رضی اللہ عنہ سے کام لیتے رہے باوجودیکہ ان سے بعض لغزشیں تاویل کی بنا پر صادر ہوئیں اور آپ سے ان کی شکایت بھی کی گئی لیکن آپ نے ان کو معزول نہیں کیا، بلکہ صرف عتاب پر اکتفا کیا کیونکہ ان کو برقرار رکھنے میں مصلحت راجح تھی۔ دوسرا کوئی ان کا قائم مقام نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ بڑا ذمہ دار

---

❶ حركة الردة: ۲۳۱ .

❷ الخلافة والخلفاء الراشدون: بهنساوي ۱۱۲ ، الخلفاء الراشدون للنجار: ۵۸ .

❸ فتح الباري: ۷/ ۱۰۱ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس کے اندر نرمی پائی جاتی ہے تو اسے اپنا نائب کسی ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے جس کی طبیعت میں سختی ہو، وہ اگر ایسا ہو کہ اس کے اندر سختی ہو تو نائب ایسا ہونا چاہیے جس کی طبیعت میں نرمی پائی جائے تاکہ دونوں کی سختی و نرمی مل کر اعتدال پیدا کر سکیں۔ اسی لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ خالد رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کرنے کو ترجیح دیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کرنے کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ بھی عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شدید تھے اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح نرم تھے۔ دونوں نے جس کو والی بنایا وہ ان کے لیے زیادہ مناسب تھے تاکہ اعتدال برقرار رہے اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح خلفاء بنیں، جو معتدل تھے۔ (1) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((انا نبی الرحمة انا نبی الملحمة)). (2) ''میں نبی رحمت ہوں، میں نبی جنگ ہوں۔''

اہل عمان اور بحرین کا ارتداد

اہل عمان کا ارتداد:

اہل عمان نے اسلامی دعوت قبول کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا پھر آپ کی وفات کے بعد لقیط بن مالک الازدی ان میں اٹھا، جس کا لقب ذوالتاج تھا اور یہ دور جاہلیت میں شاہ عمان جلندی کے ہم پلہ سمجھا جاتا تھا۔ (3) اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور عمان کے جاہلوں نے اس کی پیروی کی۔ یہ عمان پر قابض ہو گیا اور جلندی کے دونوں بیٹوں؛ جیفر اور عباد کو مغلوب کر لیا (4) اور انہیں ساحلی اور پہاڑی علاقے میں محصور کر دیا۔ جیفر نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سے باخبر کیا اور مدد طلب کی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس دو امیر بھیجے، ایک حذیفہ بن محصن غلفانی حمیری اور دوسرے عرفجہ بارقی ازدی۔ حذیفہ کو عمان کی طرف اور عرفجہ کو مہرہ کی طرف روانہ کیا۔ ان دونوں کو حکم فرمایا کہ دونوں ایک ساتھ ہو کر اوّلاً عمان جائیں اور حذیفہ بحیثیت امیر ہوں گے۔ اور جب مہرہ کے علاقے میں پہنچیں تو عرفجہ امیر ہوں گے اور ان کی مدد کے لیے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرفجہ اور حذیفہ کو لکھا کہ عمان پہنچ کر عکرمہ رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں۔ یہ جب عمان پہنچے تو جیفر سے مراسلت کی اور ادھر لقیط بن مالک کو اسلامی لشکر کے پہنچنے کی خبر ملی وہ اپنی فوج لے کر مقابلے کے لیے نکلا اور دبا کے مقام پر فروکش ہوا، ''دبا'' اس ملک کا شہر اور مرکزی بازار تھا۔ عورتوں، بچوں اور مال و متاع کو اپنے پیچھے رکھا تاکہ اس سے جنگ میں تقویت ملے اور جیفر و عباد صحار کے مقام پر فروکش ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ امراء کو مطلع کیا۔ وہ لوگ بھی مسلمانوں کے ساتھ آ ملے۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مسلمانوں پر آزمائش کا وقت آیا۔ قریب تھا کہ بھاگ کھڑے ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے احسان فرمایا اور

---

(1) مجموع الفتاویٰ (۲۸/ ۱۴۴).
(2) مسند احمد (۴/ ۳۹۵، ۴۰۴۔۴۰۷).
(3) البدایة والنهایة: ۶/ ۳۳۴
(4) البدایة والنهایة: ۶/ ۳۳۴.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نازک گھڑی میں مدد نازل فرمائی، بنو ناجیہ اور بنو عبدالقیس امراء کی ایک جماعت کے ساتھ پہنچ گئے۔ جب یہ لوگ پہنچے تو فتح ونصرت حاصل ہوئی اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور دس ہزار مقاتلین کو تہ تیغ کیا اور بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا، مال و بازار پر قبضہ کر لیا اور اس کا خمس عرفجہ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔ ❶ اس فتح عظیم کا سبب یہ بنا کہ عمان میں مسلمان اپنے امیر جیفر اور ان کے بھائی کے ساتھ ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور محفوظ مقامات کو لازم پکڑا، یہاں تک اسلامی فوجیں ان سے جا ملیں اور اسی طرح بنو حدید، بنو ناجیہ اور بنو عبدالقیس کا اسلام پر ثابت قدم رہنا اور مناسب وقت میں مسلمانوں کے ساتھ معرکے میں شریک ہونا مسلمانوں کی فتح پر اثر انداز ہوا۔ ❷

اہل بحرین کا ارتداد:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے حاکم اور بادشاہ منذر بن ساوی عبدی کے پاس بھیجا تو وہ اور اس کی قوم سب مسلمان ہو گئے اور منذر نے لوگوں کے درمیان اسلام وعدل کو قائم کیا۔ منذر بن ساوی کا جواب یہ تھا: ''میں نے اس امر کے سلسلہ میں غور وفکر کیا جو میرے ہاتھ میں ہے تو میں نے دیکھا کہ یہ دنیا کے لیے ہے، آخرت کے لیے نہیں۔ اور میں نے جب تمہارے دین کے بارے میں غور وفکر کیا تو اسے دنیا وآخرت دونوں کے لیے مفید پایا۔ لہٰذا دین کو قبول کرنے سے مجھے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ اس میں زندگی کی تمنا اور موت کی راحت ہے۔ کل مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا تھا جو اس کو قبول کرتے تھے اور آج ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو اس کو رد کرتے ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت کی عظمت کا تقاضا ہے کہ آپ کی تعظیم وتوقیر کی جائے۔ ❸

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپ کی وفات کے تھوڑے وقفے کے بعد منذر کا بھی انتقال ہو گیا تو بحرین کے لوگ مرتد ہو گئے اور منذر بن نعمان الغرور کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ ❹

ماضی میں بحرین کا اطلاق کس سرزمین پر ہوتا تھا؟

سرزمین بحرین ایک تنگ پٹی ہے، جو ہجر کے ساتھ خلیج عرب کے ساحل پر واقع ہے، قطیف سے شروع ہو کر عمان تک پھیلی ہوئی ہے اور صحرائی علاقہ بعض کناروں پر سمندر سے ملتا ہے، اور یہ پٹی بالائی حصے میں یمامہ سے جا ملتی ہے۔ دونوں کے درمیان ٹیلوں کا سلسلہ واقع ہے، جو ایک کو دوسرے سے جدا کرتے ہیں اور یہ ٹیلے نیچے ہیں جس کی وجہ سے پار کرنا آسان ہے۔ ❺

لہٰذا ماضی میں بحرین کا اطلاق سعودی عرب کے مشرقی حصے اور کویت کے علاوہ خلیج عرب کی دیگر امارتوں پر

---

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٣٥.
❷ الثابتون على الاسلام: ٥٩ـ٦٠.
❸ التراتيب الادارية: ١/ ١٩.
❹ حروب الردة: احمد سعيد ١٤٦.
❺ حروب الردة: احمد سعيد ١٤٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تھا۔ ❶

بحرین میں فتنہ ارتداد کا قلع قمع کرنے میں وہاں کے ان مسلمانوں کا بڑا کردار رہا جو اسلام پر ثابت قدم رہے اور اس سلسلہ میں جارود بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نے اہم کردار ادا کیا، انہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اور دین کا علم حاصل کیا پھر اپنی قوم میں واپس آ کر انہیں اسلام کی دعوت دی۔ سب نے اسے قبول کیا بہت تھوڑے لوگ ایسے رہے جنہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی تو بنوعبدالقیس کے لوگ کہنے لگے: اگر محمد نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے، اور پھر مرتد ہو گئے۔ جارود رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے سب کو جمع کیا اور ان سے خطاب کیا، فرمایا: اے بنوعبدالقیس! میں آپ لوگوں سے ایک سوال کرتا ہوں، اگر معلوم ہو تو جواب دینا اور اگر نہ معلوم ہو تو جواب مت دینا۔

لوگوں نے کہا: آپ جو چاہیں سوال کریں۔

فرمایا: کیا جانتے ہو کہ ماضی میں اللہ کے انبیاء رہے ہیں؟

کہا: ہاں۔

فرمایا: انہیں جانتے ہو یا انہیں دیکھ رہے ہو؟

کہا: ہم جانتے ہیں، دیکھتے نہیں۔

فرمایا: وہ کیا ہوئے؟

کہا: وفات پا گئے۔

فرمایا: تو محمد ﷺ بھی وفات پا گئے جیسے گذشتہ انبیاء وفات پا گئے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

یہ سن کر بنوعبدالقیس کے لوگوں نے کہا: ہم بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپ ہمارے آقا اور ہم میں سب سے افضل ہیں۔ پھر وہ اسلام پر ثابت قدم ہو گئے۔ جارود رضی اللہ عنہ کا یہ موقف قابل تعریف ہے، آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم بنوعبدالقیس کو ثابت قدم رکھا اور وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے انبیائے سابقین علیہم السلام کی مثال بیان کرنے کا الہام کیا کہ جس طرح آخر میں انہیں موت آئی، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی موت آئی۔ قوم کے لوگ مطمئن ہو گئے اور ان کا شک زائل ہو گیا۔ اس سے تفقہ فی الدین کی اہمیت اور خصوصیت نمایاں ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اعتقاد وسلوک کی سدھار میں اس کا کس قدر اثر ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب فتنے رونما ہوں۔ ❷

❶ حروب الردۃ: احمد سعید ۱٤۷۔ ❷ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جواثا'' کی بستی اسلام پر قائم رہی، یہ پہلی بستی تھی جہاں مدینہ کے بعد پہلا جمعہ قائم کیا گیا جیسا کہ صحیح بخاری (۸۹۲) میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ مرتدین نے اس بستی کا محاصرہ کر لیا اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ خورونوش کی اشیاء بند کر دیں، سخت بھوک کا شکار ہوئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ مصیبت دور کی۔ بھوک کی شدت کا تذکرہ اور اس صورت کی عکاسی ان میں سے ایک شخص نے اپنے اشعار میں کی ہے جس کا نام عبداللہ بن حذف تھا، جس کا تعلق بنو بکر بن کلاب سے تھا:

ألا أبلغ ابا بكر رسولا
وفتيانَ المدينة اجمعينا

''کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مدینہ کے تمام سپوتوں کو پیغام نہ بھیجوں۔''

فَهَلْ لكمُ الى قومٍ كرامٍ
قعود فى جواثا مُحْصَرِينا

''کیا آپ لوگوں کو ان اچھے لوگوں کی خبر ہے جو جواثا میں محصور پڑے ہیں۔''

كان دماءَهُم فى كل فجٍّ
شعاع الشمس يُعشى النَّاظرينا

''ہر گلی کوچے میں ان کے خون، گویا کہ سورج کی شعاعیں ہیں جو دیکھنے والوں کی نگاہوں کو چکا چوندھ کر دیتی ہیں۔''

توكلنا على الرحمٰن إنَّا
وجدنا النصر للمُتوكِّلينا ❶

''ہم نے رحمٰن پر توکل کر رکھا ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ فتح ونصرت توکل کرنے والوں کے لیے ہے۔''

ان مسلمانوں کے حق پر ثابت قدم رہنے کا یہ موقف قابل تعریف ہے جنہیں اعدائے اسلام نے جواثا میں محصور کر رکھا تھا، قریب تھا کہ وہ بھوک کی شدت سے ہلاک ہو جاتے اور عبداللہ بن حذف کے مذکورہ ابیات میں ان محصور مسلمانوں کے عمیق ایمان اور قوت توکل اور اللہ کی فتح ونصرت پر کامل یقین کی دلیل ہے۔ ❷

صدیق رضی اللہ عنہ نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بحرین ایک فوج روانہ کی اور جب یہ بحرین کے قریب پہنچے تو ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ اپنی قوم بنو تمیم کی ایک بھاری تعداد کے ساتھ آپ سے آ ملے اور اس علاقے میں مسلمانوں کو ابھارا اور جارود بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ آپ کی مدد کی۔ اس طرح مسلمانوں کی

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٣٢.
❷ التاريخ الاسلامي للحميدي: ٩/ ٩٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بڑی فوج اکٹھی ہو گئی جس کے ذریعے سے علاء رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے قتال کیا، اللہ نے اہل ایمان کی نصرت فرمائی۔ بحرین میں فتنہ ارتداد کا قلع قمع کرنے میں جن لوگوں نے علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعاون کیا ان میں سے قیس بن عاصم مِنقری، عفیف بن منذر اور مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہم سرفہرست تھے۔ ❶

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی کرامت:

علاء رضی اللہ عنہ کا شمار علمائے عباد اور مستجاب الدعوات صحابہ میں ہوتا ہے۔ اس غزوہ میں آپ نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا، ❷ رات کا وقت تھا اونٹ تمام ساز و سامان کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ لوگ ایک اونٹ کو بھی نہ پکڑ سکے، لوگوں کے پاس جسم کے کپڑوں کے سوا کچھ نہ رہا۔ لوگوں کو بے حد غم و پریشانی لاحق ہوئی اور ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے۔ علاء رضی اللہ عنہ کی طرف سے منادی نے نداء دی اور جب سب لوگ جمع ہو گئے تو علاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! کیا آپ لوگ مسلمان نہیں؟ کیا آپ اللہ کی راہ میں نہیں؟ کیا آپ اللہ کے انصار نہیں؟

لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور۔

فرمایا: خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ آپ جیسے لوگوں کو رسوا نہیں کرتا۔

طلوع فجر کے بعد صبح کی اذان ہوئی، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب نماز ختم ہو گئی، آپ اپنے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور لوگ بھی گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور آہ و زاری کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا میں لگ گئے، لوگوں نے بھی اسی طرح کیا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا، لوگ سورج کی شعاؤں کی طرف دیکھنے لگے، یکے بعد دیگرے شعاعیں بڑھتی رہیں اور آپ برابر دعا میں لگے رہے۔ جب تیسری ساعت کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بغل میں شیریں پانی کا ایک بڑا تالاب پیدا کر دیا پھر آپ اور لوگوں نے اس تالاب کے پاس جا کر پانی نوش کیا اور غسل کیا اور جب سورج بلند ہوا تو ہر جانب سے اونٹ اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ واپس آ گئے۔ لوگوں نے اپنے سامان میں سے ایک دھاگا بھی غائب نہیں پایا پھر اونٹوں کو خوب پانی پلایا، لوگوں نے اس سریہ میں اللہ کی نشانیاں کا مشاہدہ کیا۔ ❸

مرتدین کی شکست:

جب علاء رضی اللہ عنہ مرتدین کے لشکر سے قریب ہوئے جنہوں نے بہت سے لوگوں کو جمع کر رکھا تھا تو لشکروں نے قریب قریب پڑاؤ ڈالا، رات کے وقت علاء رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے لشکر میں شور و غل سنا، لوگوں سے کہا: کون ان لوگوں کی خبر لے کر آئے گا؟ عبد [illegible] بن حذف تیار ہوئے اور ان میں گھس گئے، دیکھا وہ لوگ شراب پی کر مست ہیں۔ واپس آ کر خبر دی۔ علاء رضی اللہ عنہ نے فوراً فوج لے کر ان پر چڑھائی کر دی اور انہیں خوب اچھی طرح قتل کیا،

---

❶ الثابتون علی الاسلام: ٦٣۔ ❷ طبقات ابن سعد (٤/ ٣٦٣).

❸ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٣٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت کم لوگ بھاگ سکے، ان کے تمام مال ومتاع پر مسلمان قابض ہو گئے اور بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ حُطَم بن ضبیعہ جو بنو قیس بن ثعلبہ کے سرداروں میں سے تھا، سویا ہوا تھا۔ اچانک مسلمانوں کے حملے سے خوف زدہ ہو کر بیدار ہوا، گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگنا چاہا لیکن اس کی رکاب ٹوٹ گئی، کہنے لگا:

''کوئی ہے جو میری اس رکاب کو درست کر دے؟''

رات کے اندھیرے میں ایک مسلمان نے کہا: میں درست کرتا ہوں، اپنا پاؤں تو اٹھاؤ۔

جب اس نے اپنا پاؤں اٹھایا تو اس نے تلوار سے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔

اس نے کہا: اب مجھے ختم ہی کر دو۔

مسلمان نے کہا: میں ایسا نہیں کرتا۔

وہ سواری سے گر پڑا، جو بھی اس کے پاس سے گذرتا اس سے کہتا: مجھے قتل کر دو۔ کوئی بھی اس کو قتل کرنے کے لیے تیار نہ ہوتا یہاں تک کہ اس کے پاس سے قیس بن عاصم کا گذر ہوا۔

اس نے کہا: میں حُطَم ہوں مجھے قتل کر دو۔

قیس نے اسے قتل کر دیا، بعد میں جب دیکھا کہ اس کا پاؤں کٹا ہوا ہے تو اس کو قتل کرنے پر نادم ہوئے اور کہا: اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو اسے اسی حالت میں چھوڑ دیتا، اس کو حرکت تک نہ دیتا۔ پھر مسلمانوں نے بھاگنے والوں کا پیچھا کیا اور ہر موقع اور ہر راستہ میں ان کو قتل کرنے لگے۔ جو لوگ بھاگنے میں کامیاب ہوئے انہوں نے کشتیوں پر سوار ہو کر دارین [1] میں جا کر پناہ لی۔

ادھر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت تقسیم کرنا شروع کیا، جب مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوئے، مسلمانوں سے کہا: ''چلو ہم دارین چلتے ہیں تاکہ اعدائے اسلام سے وہاں قتال کریں۔'' جلدی سے لوگ تیار ہو گئے۔ انہیں لے کر آپ روانہ ہوئے، سمندر کے ساحل پر پہنچے، کشتیوں پر سوار ہونا چاہا، دیکھا مسافت بعید ہے، کشتیوں کے ذریعے سے وہاں جلدی نہیں پہنچا جا سکتا اور اتنے میں دشمن بھاگ جائیں گے۔ گھوڑے کے ساتھ سمندر میں کود پڑے اور یہ ذکر کرتے رہے:

((یا ارحم الراحمین یا حکیم یا کریم یا احد یا صمد یا حی یا قیوم یا ذالجلال والاکرام لا الہ الا انت یا ربنا .)) [2]

اور لشکر کو بھی حکم دیا کہ یہ ذکر کرتے رہیں اور سمندر میں گھس جائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، اللہ کے حکم سے انہوں نے اسلامی فوج کو لے کر خلیج کو اس طرح پار کیا کہ گویا نرم ریت پر چل رہے ہوں، جس کے اوپر پانی ہو جو اونٹوں کے کھر اور گھوڑوں کے گھٹنوں تک نہ پہنچے۔ اس کی مسافت کشتیوں کے ذریعے سے ایک دن اور رات کی تھی لیکن

---

[1] دارین بحرین کی ایک بستی کا نام ہے۔

[2] البدایة والنهایة: ٦/ ٣٣٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی فوج ایک دن میں جا کر واپس بھی آ گئی اور دشمن میں سے کسی کو خبر پہنچانے والا بھی نہ چھوڑا اور مال اور چوپائے اور عورتوں اور بچوں کو لے کر واپس ہوئے۔ سمندر میں مسلمانوں کی کوئی چیز غائب نہ ہوئی۔ صرف ایک مسلمان کے گھوڑے کا توبڑہ رہ گیا تھا، لیکن علاء رضی اللہ عنہ اسے بھی لوٹ کر واپس لے آئے۔ پھر مال غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا، فوج کی کثرت کے باوجود شہسواروں کو چھ ہزار اور پیادہ کو دو ہزار ملے اور صدیق رضی اللہ عنہ کو اس فتح ونصرت سے مطلع کیا۔ آپ نے ان کے اس کارنامے پر شکریہ ادا کیا۔

عفیف بن منذر نے سمندر میں سے گزرنے کا واقعہ ان اشعار میں بیان کیا ہے:

الـم تـر أنَّ الـلـه ذَلَّـلَ بَـحْـرَهُ
وأنْـزَلَ بـالـكـفـار إِحْدَى الجلائلِ

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو تابع کر دیا اور کفار پر عظیم مصیبت نازل فرمائی۔''

دَعَـوْنـا الـى شـقِّ البِـحـارِ فجاءَ نا
بـاعـجـب من فَلْقِ البِحار الاوائل ❶

''ہم نے سمندر کو پھاڑنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے زمانہ قدیم میں سمندروں کو پھاڑنے سے زیادہ عجیب وغریب چیز رونما کی۔''

علاء رضی اللہ عنہ کی ان کرامتوں کا مشاہدہ مسلمانوں کے ساتھ ہجر کے ایک راہب نے بھی کیا اور وہ اس کے بعد فوراً مسلمان ہو گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے کیوں اسلام قبول کیا؟ تو اس نے کہا: مجھے خوف لاحق ہوا کہ اگر میں ایسا نہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ میری شکل مسخ کر دے گا کیونکہ میں نے آیات وکرامات کا مشاہدہ کر لیا ہے اور میں نے فضا میں سحر کے وقت ایک دعا سنی ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ کون سی دعا تھی؟ اس راہب نے کہا: وہ دعا یہ تھی:

((اللهم انت الرحمن الرحيم، لا اله غيرك، والبديع ليس قبلك شيءٌ، والدائم غير الغافل، والذى لا يموت، وخالق ما يرى وما لا يرى، وكل يوم انت فى شان، وعلمت اللهم كل شيء علما.))

اس سے میں نے یہ جان لیا کہ ملائکہ کے ذریعے سے ان لوگوں کی مدد اسی لیے کی گئی ہے کہ یہ اللہ کے دین پر قائم ہیں پھر اس کا اسلام پختہ ہو گیا اور صحابہ اس کی باتیں سنتے تھے۔ ❷

مرتدین کی شکست کے بعد علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بحرین واپس ہوئے۔ اسلام نے جڑ پکڑ لی، اسلام اور اہل

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٣٤.

❷ البداية والنهاية: ٦/ ٣٣٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو قوت وعزت ملی اور شرک اور مشرکین ذلیل وخوار ہوئے۔ ❶ اگر مرتدین کے حق میں خارجی دخل اندازی نہ ہوتی تو طویل عرصے تک مرتدین مسلمانوں کے مقابلے میں موقف اختیار کرنے کی جرأت نہ کرتے لیکن اہل فارس نے مرتدین کو نو ہزار مقاتلین کی امداد بھیجی۔ عرب مرتدین کی تعداد تین ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ ❷ بحرین میں فتنہ ارتداد کی آگ بجھانے میں مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بہت بڑا کردار ادا کیا۔ اپنی فوج کے ساتھ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ اپنی فوج کے ساتھ بحرین سے شمال کی طرف روانہ ہوئے، قطیف اور ہجر پر قبضہ جمایا اور دجلہ کے دہانے تک پہنچ گئے۔ اپنے اس مشن میں لگے رہے، یہاں تک کہ فارسی فوج اور ان کے عمال پر غالب آئے جنھوں نے بحرین کے مرتدین کی مدد کی تھی۔ مرتدین سے قتال کے لیے ان علاقوں میں جو لوگ اسلام پر ثابت قدم رہے تھے انہیں لے کر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ساحل کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے رہے، یہاں تک کہ دجلہ وفرات کے ڈیلٹا میں آباد عرب قبائل کے پاس پہنچ گئے، ان سے بات چیت کر کے ان سے معاہدہ کر لیا اور جس وقت خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو قیس بن عاصم مِنقری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کوئی غیر معروف، مجہول النسب اور غیر شریف انسان نہیں، وہ تو مثنیٰ بن حارثہ شیبانی ہیں۔ ❸

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے حکم صادر فرمایا کہ وہ عراق میں عربوں کو اسلام کی دعوت جاری رکھیں۔ مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جو کارنامے انجام دیے، انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتح عراق کے سلسلہ میں پہلا قدم قرار دیا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلامی فوج کی قیادت کے لیے وہاں بھیج کر فیصلہ کن قدم اٹھایا۔ ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے طاقتوں کو تیار کرتے اور ہمتوں کو برانگیختہ کرتے تاکہ اچھے اور بلند نتائج حاصل ہوں اور لوگوں کے اندر پوشیدہ قوتوں کو کام میں لاتے اور ان کو اس طغیان اور سرکشی کو کچلنے کے لیے تیار کرتے جس نے زعمائے کفر وطغیان کے سروں میں بسیرا کر رکھا تھا۔ ❺

❶ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۰۵.

❷ فتوح ابن اعثم: ٤٧، بحواله الثابتون على الاسلام: ٦٤.

❸ فتوح البلدان للبلاذری: ٢٤٢، بحواله ابوبكر الصديق: خالد جاسم ٤٤.

❹ ابوبكر الصديق: ٤٤، خالد الجنابی، نزار الحديثی.

❺ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۹۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ

تعارف ومقدمہ:

اس کا نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر بن حبیب حنفی ہے، کنیت ابوشامہ ہے۔ عمر رسیدہ مدعیان نبوت میں سے تھا۔ مثل مشہور ہے: ''مسیلمہ سے بڑھ کر جھوٹا۔'' اس کی ولادت اور نشو ونما یمامہ کی بستی میں ہوئی، جس کو آج جُبیلہ کہا جاتا ہے، جو عیینیہ کے قریب نجد کے علاقے وادیِ حنیفہ میں واقع ہے۔ جاہلیت میں اس کا لقب رحمٰن تھا اور رحمٰن الیمامہ کے نام سے معروف تھا۔ ❶ اس نے عرب وعجم کی سیر کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور غفلت میں مبتلا کرنے کا فن سیکھنا شروع کیا۔ پجاریوں، مجاوروں اور فال وشگون نکالنے والوں کی جعل سازیاں اور کاہنوں، جوتشیوں، شعبدہ بازوں، جادوگروں اور موکل رکھنے کے دعویداروں کے مذاہب وطریقے سیکھے۔ اس کی شعبدہ بازیوں میں سے یہ تھا کہ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ پرندوں کے کٹے ہوئے پر جوڑ دیتا ہے اور انڈے کو بوتل میں داخل کر دیتا ہے۔ ❷ مسیلمہ رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی ہی میں نبوت کا دعویدار تھا، لوگوں کو مکہ بھیجتا رہتا تا کہ وہ قرآن کو سن کر آئیں اور اسے بتائیں تا کہ وہ اس طرز پر کلام گھڑے یا اسی کو اپنا کلام کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ ❸

۹ ہجری میں جب اسلام پورے جزیرۃ العرب میں عام ہو چکا تھا، مسیلمہ بھی بنو حنیفہ کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، لوگوں نے اس کو کپڑے میں چھپا رکھا تھا۔ جب یہ آپ ﷺ سے ملا تو آپ سے گفتگو کی، آپ کے دست مبارک میں کھجور کی شاخ تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ شاخ طلب کرو تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دوں گا۔ ❹

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نبوت میں شرکت یا آپ کے بعد خلافت کا مطالبہ کیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ مسیلمہ نے وفد کے ساتھ آپ سے ملاقات نہیں کی تھی بلکہ لوگوں کے سامان کی رکھوالی کے لیے پیچھے رہ گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے مابین عطیے تقسیم کیے تو اس کو بھی ان کے برابر حصہ دیا اور ان سے فرمایا: وہ تم سے برا نہیں کیونکہ وہ ان کے سامان کی حفاظت کر رہا تھا۔ ❺

---

❶ حروب الردۃ وبناء الدولۃ: احمد سعید ۱۲۳، الزرکلی: ۲/ ۱۲۵.

❷ حرکۃ الردۃ للعتوم: ۷۱.

❸ البدء والتاریخ: ۵/ ۱۶۰، للمقدسی بحوالہ حرکۃ الردۃ ۷۱.

❹ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۲/ ۵۷۶-۵۷۷. ❺ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۲/ ۵۷۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیلمہ کذاب مشکوک آدمی تھا، جس کی وجہ سے اس کو کپڑے میں چھپانے کی ضرورت پیش آئی گویا کہ وہ اپنے اندر اور چہرے مہرے میں کچھ اور ہی چھپائے ہوئے تھا جس کا تعلق حقیقت سے نہ تھا۔ یہ شخص اپنی زندگی میں ایسا ہی تھا اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد: ''وہ تم سے برا نہیں'' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ان میں بہتر تھا بلکہ آپ کا مقصود یہ تھا کہ تم سب کے سب شریر ہو اور وہ بھی تمہاری طرح شریر ہے۔ آنے والے ایام نے اس حقیقت کا پردہ چاک کیا کہ بنو حنیفہ سب کے سب شر پسند تھے اور ان میں اس شر کا سرغنہ مسیلمہ کذاب تھا۔

۱۔ وفد بنو حنیفہ کی واپسی:

بنو حنیفہ کا وفد جب یمامہ واپس پہنچ گیا تو مسیلمہ نے باقاعدہ نبوت کا دعویٰ کر دیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس نے آپ کے اس قول کو سہارا بنایا: ''وہ تم سے برا نہیں'' اور اپنی قوم کو مسجع عبارتیں سناتا، جس چیز کو چاہتا حلال کرتا، جس چیز کو چاہتا حرام کرتا اور اس طرح اپنی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹتا۔ اس کے مزعومہ قرآن میں سے یہ عبارت ہے:

((لقد انعم الله على الحبلى، اخرج منها نسمة تسعى، من بين صفاق وحشى ❶ فمنهم من يموت ويدسُّ الى الثَّرى، ومن يبقى الى اجل مسمّى والله يعلم السِّرَّ واخفى.))❷

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے حاملہ پر انعام کیا، اس سے جھلی اور اوجھڑی کے درمیان سے دوڑتی ہوئی جان نکالی۔ ان میں سے کچھ مر جاتے اور زمین کے نیچے دبا دیے جاتے ہیں اور کچھ مقررہ وقت تک باقی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔''

((يا ضفدع بنت ضفدعين! نقّى ما تنقّين، أعلاك فى الماء واسفلك فى الطّين، لا الشارب تمنعين ولا الماء تكدّرين.))❸

''اے مینڈکی! مینڈکوں کی بیٹی! ٹرٹر کرتی رہ۔ تیرا سر پانی میں اور تیری دم مٹی میں ہے، نہ تو تو پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتی ہے۔''

مسیلمہ کذاب نے معانی کو بدلتے ہوئے قرآنی اسلوب کو چرانے کی کوشش کی تا کہ اس کو بگاڑ کر بدنما کر دے، جیسے اس کا یہ کہنا:

((فسبحان الله اذا جاءت الحياة كيف تحيون والى ملك السماء ترقون، فلو

❶ حركة الردة للعتوم: ٧٣.
❷ البدء والتاريخ للمَقدِسى: ٥/ ١٦٢.
❸ تاريخ الطبرى: ٤/ ١٠٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہا حبّة خردلةٍ لقام علیہا شہید یعلم ما فی الصدور ولاکثر الناس فیہا ثبور .)) ❶

''سبحان اللہ! جب زندگی آ جائے کیسے زندہ رہو گے اور آسمان کی سلطنت کی طرف چڑھو گے، اگر رائی کا دانہ ہو اس پر گواہ ہوگا جو سینوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ اکثر لوگوں کے لیے اس میں ہلاکت ہے۔''

یہ بیہودہ اور غیر مربوط کلام کسی پر مخفی نہیں۔ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ اسلام لانے سے قبل عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب سے ملاقات کی، تو اس نے آپ سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن میں سے کیا نازل ہوا ہے؟

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان پر اللہ نے سورۃ العصر نازل فرمائی ہے۔ مسیلمہ نے فوراً کہا: مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسی کے مثل نازل فرمایا ہے:

((یا وبریا وبر انما انت اذنان وصدر وسائرك حفر نقر .)) ❶

''اے وبر ❷ اے وبر! تمہارے دو کان اور سینہ اور باقی جسم کھدا ہوا بدصورت ہے۔''

یہ سن کر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ اے مسیلمہ! تجھے علم ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تو جھوٹ بکتا ہے۔ ❸

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اس قول پر تعلیق میں فرماتے ہیں: مسیلمہ نے اس بکواس کے ذریعے سے قرآن کا معارضہ کرنا چاہا لیکن اس وقت کے بت پرست پر بھی اس کا داؤں چل نہ سکا۔ ❹

ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسیلمہ کذاب کا کلام اور جس کے بارے میں اس کا زعم تھا کہ قرآن ہے، اس سے کہیں گیا گذرا ہے کہ اس میں مشغول ہوا جائے اور اس سے کہیں گرا ہوا کلام ہے کہ اس میں غور و فکر کیا جائے۔ یہ تو صرف قارئین کے تعجب کے لیے اور عبرت و بصیرت حاصل کرنے کے لیے ہم نے نقل کیا ہے۔ گرا ہوا ہونے کے ساتھ گمراہ کن اور رکاکت کے ساتھ حق سے پھرا ہوا ہے اور میدان جہالت بہت وسیع ہے۔ ❺

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مسیلمہ کا خط اور اس کا جواب:

ہجرت کے دسویں سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اس خبیث کو جرأت ہوئی اور اس نے اس زعم میں مبتلا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط تحریر کیا کہ اس کو آپ کے ساتھ نبوت میں شرکت حاصل ہے۔ اس خط کو عمرو بن جارود حنفی نے لکھا اور عبادہ بن حارث حنفی معروف بہ ابن نواحہ کے ہاتھ ارسال کیا۔ اس خط کا متن یہ ہے:

❶ تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٥٤٧، طبعة الحلبي .
❷ وبر: بلی سے مشابہ ایک جانور ہے جس کے کان لمبے ہوتے ہیں۔ تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٥٤٧ . (مترجم)
❸ تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٥٤٧ . ❹ تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٥٤٧ .
❺ اعجاز القرآن: تحقیق سید صقر ١٥٦ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔ اما بعد!
نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی لیکن قریش انصاف نہیں کرتے۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ نے اس کے خط کا جواب دیا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ جواب تحریر کیا جس کا متن یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محمد نبی کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ اما بعد!
زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے، اس کا وارث بناتا ہے، اور انجام کار متقیوں کے لیے ہے، جو ہدایت کی پیروی کرے اس کو سلام۔'' ❷

مسیلمہ کذاب نے اپنا خط دو آدمیوں کے ذریعے سے ارسال کیا تھا جن میں سے ایک ابن نواحہ مذکور تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس خط پر مطلع ہوئے تو ان دونوں سے فرمایا: تم دونوں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم وہی کہتے ہیں جو مسیلمہ نے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سفیروں کو قتل کرنا صحیح ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔ ❸

۳۔ مسیلمہ کذاب کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط لے جانے والے حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا موقف:

ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر مسیلمہ کے پاس گئے، جب اس کو خط پیش کیا تو مسیلمہ کذاب نے ان سے کہا:

کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟

فرمایا: ہاں۔

پھر اس نے کہا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

فرمایا: میں بہرا ہوں سنتا نہیں۔

مسیلمہ بار بار یہی سوال دہراتا رہا اور آپ وہی جواب دیتے رہے، اور ہر مرتبہ جب حبیب رضی اللہ عنہ اس کی مانگی مراد پوری نہ کرتے تو وہ ان کے جسم کا ایک عضو کاٹ لیتا۔ حبیب رضی اللہ عنہ صبر واستقامت کا پہاڑ بنے رہے، یہاں تک کہ اس نے آپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اس کے سامنے حبیب رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کر لیا۔ ❹

یہاں ایک طرف رسول اللہ ﷺ کو دیکھیے کہ کس طرح عہد وپیمان اور عالمی دستور کا احترام کرتے ہیں سفیروں کو قتل نہیں کرتے اگرچہ وہ آپ کے سخت دشمن کافر ہوں، اگرچہ آپ کے سامنے ہی کفر کیوں نہ کر رہے ہوں، اور دوسری طرف مسیلمہ کذاب کو دیکھیے، تمام عہد وپیمان سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سفیروں کو قتل کرتا

---

❶ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۸٦.
❷ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۸۷.
❸ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۸٦.
❹ اسدالغابة: ۱۰٤۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، عام قتل نہیں بلکہ مثلہ کر کے شکلیں بگاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کرتا ہے۔ اسلام اور جاہلیت میں یہی فرق ہے۔ اسلام زبان کا احترام، انسان کا احترام کرتا ہے اور دشمن کے ساتھ شرافت و مردانگی کے ساتھ پیش آتا ہے اور جاہلیت فساد فی الارض اور خواہشات نفس کی اتباع کے علاوہ کچھ نہیں جانتی۔ ❶

۴۔ رجال بن عنفوہ حنفی:

بنو حنیفہ میں مسیلمہ کذاب کی دعوت قوت پکڑ گئی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے مکر وفریب کو قبول کرنے کے لیے مکمل طور پر تیار تھے اور اس فتنے کا شکار رجال بن عنفوہ بھی ہو گیا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی اور اسلام قبول کر کے قرآن پڑھا اور بعض سورتیں حفظ بھی کر لی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مسیلمہ کے پاس بھیجا تاکہ وہاں جا کر لوگوں کو اس فتنے کی حقیقت سے آگاہ کرے اور اس طرح مسیلمہ کے پیروکار اس کا ساتھ چھوڑ کر راہ راست پر آ جائیں۔ لیکن مسئلہ اس کے برعکس ہو گیا، یہ وہاں پہنچ کر لوگوں کے سامنے اس بات کی شہادت دینے لگا کہ محمد (ﷺ) نے مسیلمہ کو نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ یہ بدبخت لوگوں کے لیے مسیلمہ سے بڑھ کر فتنہ ثابت ہوا۔ ❷

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں رجال کے برے انجام کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں کچھ لوگوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، ہمارے ساتھ رجال بن عنفوہ بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں ایک شخص ایسا ہے جس کا دانت جہنم میں احد پہاڑ سے بڑا ہوگا۔ اس مجلس میں شریک تمام افراد وفات پا گئے، صرف میں اور رجال باقی رہے۔ میں اس فرمان کی وجہ سے خوف زدہ رہتا تھا، یہاں تک کہ رجال نے مسیلمہ کے ساتھ خروج کیا اور اس کی نبوت کی شہادت دی۔ رجال کا فتنہ مسیلمہ کے فتنے سے عظیم ثابت ہوا۔ ❸

بنو حنیفہ میں سے اسلام پر ثابت قدم رہنے والے:

یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ارتداد کی خبروں نے اس قدر زور پکڑا کہ یمامہ اور خاص کر بنو حنیفہ کے ثابت قدم رہنے والے سچے مسلمانوں کی ثابت قدمی کی خبریں اسی میں گم ہو گئیں۔ اسی لیے اکثر جدید مؤلفین نے ان

---

❶ حركة الردة للعتوم: ٧٤.

❷ حركة الردة للعتوم: ٧٥. علامہ ابن کثیر کے بیان کے مطابق رجال کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کو ارتداد سے باز رکھنے اور اسلام کی طرف دعوت دینے اور ثابت قدم رکھنے کے لیے بھیجا تھا اور وہ وہاں پہنچ کر مسیلمہ کا دایاں بازو بن گیا۔ دیکھیے: البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٣، اور مؤلف نے آگے چل کر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت پیش کی ہے اس سے ابن کثیر کے بیان کی تائید ہوتی ہے کہ اس کے ارتداد کا واقعہ دور صدیقی کا ہے۔ (مترجم)

❸ تاريخ الطبري: ٤/ ١٠٦، لیکن یہ روایت ابن اسحٰق نے ایک مجہول شخص کے واسطے سے روایت کی ہے لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا ذکر تک نہ کیا جو مسیلمہ کے فتنے میں مضبوطی کے ساتھ اسلام پر قائم رہے اور اس کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس فتنے کو کچلنے کے لیے خلافت کی طرف سے آنے والی فوجوں کا ساتھ دیا۔ مجھے ایسی معتبر روایات ملی ہیں ❶ جو اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہیں جو اکثر لوگوں کے یہاں غائب ہے۔ ❷

ابن اعثم بیان کرتے ہیں کہ یمامہ میں ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں میں ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں جو بنو حنیفہ کے مشاہیر میں سے تھے چونکہ یہ بنو حنیفہ کے اکابرین میں سے تھے اسی لیے جب خالد رضی اللہ عنہ کی چڑھائی کی خبر پہنچی تو لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ بڑے صاحب عقل وفہم اور صاحب رائے تھے اور ارتداد میں مسیلمہ کے شدید مخالف تھے۔ اس سلسلہ میں مسیلمہ کے متبعین سے جو باتیں کیں، ان میں سے یہ خطاب بھی ہے:

''......اے بنو حنیفہ! میری بات سنو، ہدایت یاب ہو گے۔ میری اطاعت کرو راہ راست ملے گی۔ جان لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی مرسل تھے، آپ کی نبوت شک وشبہ سے بالاتر ہے اور مسیلمہ کذاب اور جھوٹا ہے۔ اس کی باتوں اور کذب بیانی سے دھوکا مت کھاؤ۔ تم وہ قرآن سن چکے ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف سے لائے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③﴾

(الغافر: ۱۔۳)

''حم، اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے، گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا ہے، سخت عذاب والا، انعام وقدرت والا، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔''

کہاں یہ کلام الٰہی اور کہاں مسیلمہ کذاب کا کلام، ان دونوں میں کیا نسبت؟ تم اپنے بارے میں غور کرو اس سے غافل مت ہو۔ خبردار ہو جاؤ! میں آج رات اپنی جان ومال اور اہل وعیال کے لیے امان طلب کرنے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہا ہوں۔''

بنو حنیفہ کے ہدایت یاب لوگوں نے اس پر یہ جواب دیا: اے ابو عامر! ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں، آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے۔

❶ مجھے یہ روایات دکتور مہدی رزق اللہ کی کتاب الثابتون علی الاسلام میں ملیں۔
❷ الثابتون علی الاسلام: ۵۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ثمامہ رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں بنو حنیفہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ نکلے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور ان سے امان طلب کی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو امان دے دی۔ ❶ کلاعی کی روایت میں آپ کا یہ قول بھی ہے: ''نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے۔''

پھر مسیلمہ کے مزعومہ قرآن کا کچھ حصہ پیش کیا تاکہ اس کی رکاکت وکمزوری واضح کریں۔ ❷ اس سلسلہ میں ثمامہ رضی اللہ عنہ کی طرف کچھ اشعار منسوب ہیں۔ من جملہ ان اشعار کے یہ ابیات ہیں:

مُسَیْلَمَةُ ارجِع، ولا تَمَحَّكِ
فَإِنَّكَ فِی الأَمْرِ لَمْ تُشرِك

''مسیلمہ! اپنی حرکت سے باز آجا، جھگڑا مت کر، تو نبوت میں شریک نہیں ہے۔''

كَذَبْتَ عَلَى اللهِ فِی وَحْیِه
فَكَانَ هَوَاكَ هَوَى الأَنْوَكِ ❸

''وحی میں تو نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، لہٰذا تیری خواہش بے وقوفوں کی خواہش ہے۔''

ومَنَّاكَ قَومُكَ أَنْ یَّمْنَعُوْكَ
وإِن یَّأْتِهِمْ خَالِدٌ تُتْرِكِ

''تیری قوم تجھے امید دلاتی ہے کہ وہ تیری حفاظت کرے لیکن جب خالد کا لشکر پہنچے گا تو سب چھوڑ بھاگیں گے۔''

فَمَا لَكَ مِنْ مَّصْعَدٍ فِی السماء
ولا لك فی الارض مِن مَسْلَكِ ❹

''ایسی صورت میں تجھے نہ تو آسمان پر چڑھنے کے لیے کوئی سیڑھی ملے گی اور نہ زمین میں بھاگنے کی راہ پائے گا۔''

اور ایک روایت میں مسیلمہ سے جنگ اور عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس سلسلہ میں تعاون سے متعلق ثمامہ رضی اللہ عنہ کے کردار کو بیان کیا گیا ہے۔ ❺

ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے بحرین کی جنگ ارتداد میں علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا، آپ کے ساتھ بنو حنیفہ کی شاخ بنو سحیم اور بنو حنیفہ کی دیگر شاخوں کے مسلمان تھے۔ اس جنگ میں ثمامہ رضی اللہ عنہ نے خوب

---

❶ الثابتون علی الاسلام: ۵۲.
❷ الكلاعی فی حروب الردة: ۱۱۷.
❸ الكلاعی فی حروب الردة: ۱۱۷.
❹ الثابتون علی الاسلام: ۵۳.
❺ البداية والنهاية: ٦/ ٣٦١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوہر دکھائے۔❶ یمامہ کے اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں معمر بن کلاب رمانی تھے۔ انہوں نے مسیلمہ اور اس کے متبعین کو نصیحتیں کیں اور ارتداد سے انہیں منع کیا۔ یہ ثمامہ رضی اللہ عنہ کے پڑوسی تھی اور یمامہ کی جنگ میں خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے اور یمامہ کی سربرآوردہ شخصیات میں سے جو اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھے، ابن عمرو الیشکری تھے جو رجال بن عنفوہ کے دوستوں میں سے تھے۔ انہوں نے اشعار کہے جو یمامہ میں مشہور ہو کر لوگوں کی زبان زد ہو گئے۔ اس کے چند ابیات یہ ہیں:

ان دینی دین النبی وفی الـ
قوم رجالٌ علی الھدی امثالی

''یقیناً میرا دین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور قوم میں بہت سے لوگ میری طرح ہدایت پر ہیں۔''

أھلكَ القومَ مُحكمُ بن طُفيلٍ
ورِجَالٌ لَيسُوا لنا بِرِجَالِ

''قوم میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والے محکم بن طفیل اور رجال ہیں جو ہمارے لیے مرد نہ رہے۔''

ان تکن مِیْتتِی علی فطرة اللـ
ہ حنیفا فاننی لا ابالی

''اگر میری موت اللہ کے دین حنیف پر ہو تو مجھے کوئی پروا نہیں۔''

یہ اشعار مسیلمہ، محکم اور یمامہ کے اشراف کو پہنچے، انہوں نے ابن عمرو الیشکری کو گرفتار کرنا چاہا لیکن وہ اس سے قبل خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور اہل یمامہ کے حالات سے ان کو مطلع کیا اور ان کے پوشیدہ امور کی ان کو خبر دی۔❷

یمامہ میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے عامر بن مسلمہ اور ان کا خاندان تھا۔❸ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنو حنیفہ کے اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کو عزت دی، انہیں نوازا۔ چنانچہ مطرف بن نعمان بن مسلمہ کو یمامہ کا والی مقرر کیا، جو ثمامہ بن اثال اور عامر بن مسلمہ کے بھتیجے تھے۔❹

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اپنی فوج کے ساتھ مسیلمہ کذاب پر چڑھائی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ اسد، غطفان اور مالک بن نویرہ سے فارغ ہو کر یمامہ کا رخ کریں اور اس کی بڑی تاکید کر رکھی تھی۔ شریک بن عبدہ فزاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان لوگوں میں سے تھا جو معرکہ بزاخہ میں شریک تھے۔ پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے خالد رضی اللہ عنہ کی

❶ الثابتون علی الاسلام: ۵۲.
❷ حروب الردة للكلاعي: ۱۰۴-۱۰۶.
❸ الثابتون علی الاسعدم: ۵۷.
❹ الثابتون علی الاسلام: ۵۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف روانہ کیا۔ میرے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا، جس میں تھا:

''امابعد! تمہارے پیغام رساں کے ذریعے سے تمہارا خط مجھے ملا، جس میں معرکہ بزاخہ میں اللہ کی فتح ونصرت کا تم نے ذکر کیا ہے اور اسد وغطفان کے ساتھ جو معاملہ تم نے کیا ہے وہ مذکور ہے۔ اور تم نے تحریر کیا ہے کہ میں یمامہ کی طرف رخ کر رہا ہوں۔ تمہیں میری یہ وصیت ہے: اللہ وحدہ لا شریک لہ کا تقویٰ اختیار کرو اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ نرمی برتو، ان کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ، اے خالد خبردار! بنی مغیرہ کی نخوت وغرور سے بچنا، میں نے تمہارے متعلق ان کی بات نہیں مانی ہے، جن کی بات میں کبھی نہیں ٹالتا۔ لہٰذا تم جب بنوحنیفہ سے مقابلہ میں اترو تو ہوشیار رہنا، یاد رکھو! بنوحنیفہ کی طرح اب تک کسی سے تمہارا سابقہ نہیں پڑا ہے۔ وہ سب کے سب تمہارے خلاف ہیں اور ان کا ملک بڑا وسیع ہے لہٰذا جب وہاں پہنچو تو بذات خود فوج کی کمان سنبھالو۔ میمنہ پر ایک شخص کو اور میسرہ پر ایک شخص کو ❶ اور شہسواروں پر ایک کو مقرر کرو۔ اکابرین صحابہ اور مہاجرین وانصار میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں ان سے برابر مشورہ لیتے رہو اور ان کے فضل ومقام کو پہچانو۔ پوری تیاری کے ساتھ میدان جنگ میں جب دشمن صف بستہ ہوں ان پر ٹوٹ پڑو۔ تیر کے مقابلے میں تیر، نیزے کے مقابلے میں نیزہ، تلوار کے مقابلے میں تلوار، ان کے قیدیوں کو تلواروں پر اٹھالو۔ ❷ قتل کے ذریعے سے ان میں خوف وہراس پیدا کرو، ان کو آگ میں جھونک دو، خبردار! میری حکم عدولی نہ کرنا۔ والسلام علیک'' ❸

جب یہ خط خالد رضی اللہ عنہ کو ملا تو آپ نے اس کو پڑھا اور فرمایا: ہم نے سن لیا اور ہم اس کی مکمل فرمانبرداری کریں گے۔ ❹

خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ تیار کیا، اور بنوحنیفہ سے قتال کے لیے روانہ ہو گئے۔ انصار پر ثابت بن قیس بن شماس امیر مقرر تھے۔ مرتدین میں سے جس سے راستے میں واسطہ پڑتا اس کو عبرتناک سزا دیتے۔ ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے خالد رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے ایک بہت بڑی فوج جدید اسلحے سے لیس روانہ کی، تاکہ لشکر خالد پر کوئی پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے۔ خالد رضی اللہ عنہ کا گذر یمامہ کے راستے میں بہت سے بدو قبائل سے ہوا جو مرتد ہو چکے تھے، ان سے جنگ کر کے انہیں اسلام کی طرف واپس لائے۔ راستے میں سجاح کی بچی کھچی فوج ملی، ان کی خبر لی، انہیں قتل کیا اور عبرتناک سزائیں دیں، پھر یمامہ پر حملہ آور ہوئے۔ ❺

❶ حروب الردۃ: شوقی ابو خلیل: ۷۸.　❷ حروب الردۃ: د شوقی ابو خلیل: ۷۸.
❸ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ: ۳۴۸۔۳۴۹، حروب الردۃ: ابوخلیل ۷۹.
❹ حروب الردۃ: شوقی ابوخلیل ۷۹.　❺ الصدیق اوّل الخلفاء: ۱۰۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مسیلمہ کذاب کو خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی کی خبر ملی تو اس نے یمامہ کی ایک جانب مقام ''عقرباء'' میں اپنی فوج کو جمع کیا❶ اور لوگوں کو خالد رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے لیے رغبت دلائی اور انہیں ابھارا، اہل یمامہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے فوج کے میمنہ ومیسرہ پر محکم بن طفیل اور رجال بن عنفوہ کو مقرر کیا۔

خالد رضی اللہ عنہ عکرمہ اور شرحبیل رضی اللہ عنہما سے ملے، مقدمۃ الجیش پر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو اور میمنہ ومیسرہ پر زید بن خطاب اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔❷

(الف) مجاعہ بن مرارہ حنفی کی گرفتاری:

لشکر خالد کا ہراول دستہ چالیس یا ساٹھ شہسواروں سے ملا، جن کا قائد مجاعہ بن مرارہ حنفی تھا جو بنوتمیم اور بنو عامر سے اپنا بدلہ لینے گیا ہوا تھا، لوٹتے ہوئے راستے میں مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور جب انہیں گرفتار کر کے خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے ان سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک نبی تم میں سے اور ایک نبی ہم میں سے، تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان سب کو قتل کر دیا۔❸

اور دوسری روایت میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ تمہیں ہمارا پتہ کب چلا؟ انہوں نے جواب دیا: ہمیں آپ کا پتہ نہیں چلا، ہم تو بنو عامر اور بنوتمیم سے اپنا بدلہ لینے گئے تھے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق نہ کی بلکہ انہیں مسیلمہ کذاب کا جاسوس سمجھا اور ان سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ ان لوگوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے اپنے قائد مجاعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اگر آپ کل اہل یمامہ کے ساتھ خیر یا شر چاہتے ہیں تو اس کو باقی رکھیں۔ آپ نے مجاعہ کو باقی رکھا اور سب کو قتل کر دیا۔❹

مجاعہ بن مرارہ بنوحنیفہ کا سردار، شریف اور مطاع تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ جس جگہ قیام کرتے مجاعہ کو بلاتے، اس کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور گفتگو کرتے۔ آپ نے ایک دن اس سے کہا:

اپنے صاحب (مسیلمہ) کے متعلق بتاؤ، کیا تمہیں پڑھ کر سناتا ہے؟ کچھ یاد رکھتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں، پھر اس نے اس کا کچھ رجزیہ کلام پیش کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا:

اے مسلمانو! سنو اللہ کا دشمن کس طرح قرآن کا معارضہ کر رہا ہے۔

پھر فرمایا: اے مجاعہ! تو سردار اور عقل مند انسان ہے۔ تو پہلے اللہ کی کتاب کو سن، پھر دیکھ، یہ اللہ کا دشمن کس طرح اس کا معارضہ کرتا ہے۔

پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ سنائی تو مجاعہ نے بتلایا: بحرین کا ایک شخص مسیلمہ کا

---

❶ حروب الردۃ: د. شوقی ابوخلیل: ۸۰۔ ❷ حروب الردۃ: د/ شوقی ابو خلیل ۸۰۔
❸ البدایۃ والنھایۃ: ۶/ ۳۲۸۔ ❹ تاریخ الطبری: ۴/ ۱۰۶، الصدیق اوّل الخلفاء: ۱۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاتب تھا۔ اس کو مسیلمہ نے اپنے بہت ہی قریب کر لیا تھا، کسی کو قربت کا یہ مقام حاصل نہ تھا۔ وہ ایک دن ہمارے پاس آیا اور کہا: تباہی ہے اے یمامہ والو! تمہارا ساتھی واللہ کذاب ہے۔ میرے خیال میں تم مجھے متہم قرار نہیں دو گے، (کہ میری اس بات میں شبہ کرو) کیونکہ تم یہ جانتے ہو کہ اس کے نزدیک میرا کتنا بڑا مقام ہے لیکن واللہ وہ تم سے جھوٹ بولتا ہے اور تم سے باطل کی بیعت لیتا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے مجاعہ سے دریافت کیا کہ پھر اس بحرینی نے کیا کیا؟

اس نے جواب دیا کہ وہ اس کے پاس سے بھاگ کھڑا ہوا۔

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس خبیث کے کچھ اور جھوٹ بیان کرو۔

اس پر مجاعہ نے اس کے کچھ رجزیہ کلام پیش کیے۔ اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا:

کیا تم لوگ اس کو حق سمجھتے تھے اور اس کی تصدیق کرتے تھے؟

اس نے کہا: اگر یہ ہمارے نزدیک حق نہ ہوتا تو کل آپ کے مقابلے میں دس ہزار تلواریں جمع نہ ہوتیں۔

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے مقابلے میں اللہ ہمارے لیے کافی ہے۔ وہ اپنے دین کو غالب کرے گا۔ یہ لوگ ہم سے نہیں اللہ سے جنگ کر رہے ہیں۔ اس کے دین کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ [1]

یہ جواب خالد رضی اللہ عنہ کے ایمان کی عظمت اور اللہ پر کامل اعتماد پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ پر ایمان اور دین کے لیے اللہ کی نصرت و تائید پر مطلق اعتماد یہی دو چیزیں تھیں جنھوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں جنگی جوہر کے خزانے اور قائدانہ مہارت کے فنون برپا کیے۔ آپ نے معرکہ بزاخہ میں دو تلواروں سے قتال کیا یہاں تک کہ دونوں ٹوٹ گئیں۔ آپ کا دل ایمان سے لبریز تھا، اللہ پر کامل اعتماد تھا، جس کی وجہ سے اپنے آپ کو قوی محسوس کرتے تھے، دل دشمن کی ہیبت سے خالی تھا اور دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سمائی ہوئی تھی۔ یہ فتح و نصرت کے حصول اور دشمن کو شکست فاش دینے کی ابتدائی راہ ہے۔ [2]

(ب) معرکہ سے قبل نفسیاتی جنگ چھیڑنا:

خالد رضی اللہ عنہ نے قتال سے قبل نفسیاتی جنگ چھیڑنے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کو یمامہ کے سردار محکم بن طفیل کے پاس روانہ کیا جو ان کا دوست رہ چکا تھا تاکہ اس کو اپنی طرف مائل کر سکیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے زیاد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر تم محکم کو کوئی ایسی چیز روانہ کرو جس سے اس کو توڑ سکو تو بہتر ہے، زیاد رضی اللہ عنہ نے اس کو شعر کے چند ابیات لکھے:

ویل الیمامة ویلا لا فراق له
إن جالت الخَیلُ فیھا بالقنا الصادی

---

[1] حروب الردة: ۸۲.
[2] حركة الردة للعتوم: ۲۱۸-۲۱۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر شہسوار مجاہدین اپنے نیزوں کے ساتھ یمامہ میں گھس گئے تو پھر یمامہ میں نہ ختم ہونے والی تباہی یقینی ہے۔''

والـلـه لا تـنثـنـي عـنكم أعنّتُها
حتـى تـكـونـوا كاهل الحِجْرِ او عادِ

''واللہ ان نیزوں کی انیاں تم سے مڑ نہیں سکتیں جب تک کہ تم ثمود یا عاد کی طرح تباہ نہ ہو جاؤ۔''

اسی طرح خالد رضی اللہ عنہ عمیر بن صالح الیشکری کی طرف متوجہ ہوئے جو اسلام لا چکے تھے اور انتہائی راسخ الایمان اور پختہ عقیدہ رکھتے تھے لیکن اپنی قوم سے اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھے، ان سے خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اپنی قوم کے پاس جاؤ۔ وہ اپنی قوم میں گئے اور ان سے کہا: خالد رضی اللہ عنہ مہاجرین و انصار کے ساتھ تمہارے قریب پہنچ چکے ہیں، میں نے ان کو ایسی قوم دیکھا ہے کہ اگر تم ان پر صبر کے ذریعے سے غلبہ حاصل کرنا چاہو گے تو وہ تم پر نصرت کے ذریعے سے غالب آ جائیں گے اور اگر تم ان پر عدد کے ذریعے سے غالب آنا چاہو گے تو وہ تم پر مدد کے ذریعے سے غالب آ جائیں گے۔ تم اور وہ برابر نہیں ہو، اسلام آ کے رہے گا اور شرک جا کے رہے گا۔ ان کا ساتھی نبی ہے اور تمہارا ساتھی کذاب ہے۔ ان کے ساتھ سرور ہے اور تمہارے ساتھ غرور ہے۔ ابھی تلوار میان اور تیر ترکش میں ہے۔ قبل ازیں کہ تلوار میان سے نکلے اور تیر برسائے جائیں ہوش میں آ جاؤ۔ ❶

پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس سلسلہ میں ملے، وہ اپنی قوم کے پاس گئے، ان کو فرماں برداری کی دعوت دی اور ان کے اندر قتال کی روح ختم کرتے ہوئے فرمایا: ''دو نبی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ آپ کے ساتھ کوئی نبی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجا ہے جسے اس کے اور اس کے باپ کے نام سے نہیں پکارا جاتا بلکہ اس کو سیف اللہ کہتے ہیں اور اس کے ساتھ اور بہت سی تلواریں ہیں لہٰذا تم اپنی فکر کرو۔'' ❷

خالد رضی اللہ عنہ نے محکم منصوبہ بندی کا اہتمام کیا۔ آپ دشمن کو کبھی بھی کمزور نہیں سمجھتے تھے۔ میدان معرکہ میں ہمیشہ پوری تیاری اور مکمل احتیاط کے ساتھ رہتے کہ کہیں اچانک دشمن حملہ نہ کر دے اور کوئی سازش نہ کر بیٹھے۔ آپ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ آپ خود سوتے نہیں تھے، دوسروں کو سلاتے تھے، پوری تیاری کے ساتھ رات گذارتے، آپ پر دشمن کی کوئی بات مخفی نہیں رہتی تھی۔ ❸

مسیلمہ کی جنگ میں معرکہ عقرباء سے قبل آپ نے مکنف بن زید اور ان کے بھائی حریث کو ہراول مقرر

---

❶ الحرب النفسية: احمد نوفل ١٤٤ـ١٤٥ .

❷ الحرب النفسية: احمد نوفل: ٢/ ١٤٥ ، فن ادارة المعركة: محمد فرج ١٣٨ـ١٤٠ .

❸ حركة الردة للعتوم: ١٩٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، تاکہ وہ معرکہ کے سلسلہ میں لازمی معلومات فراہم کریں۔ فوج کو مرتب کرنے کا وقت قریب آچکا تھا۔ موقف انتہائی خطرناک تھا، اس لیے لازمی ترتیبات کا اختیار کرنا ضروری تھا۔ اس معرکہ میں علم بردار عبداللہ بن حفص بن غانم رضی اللہ عنہ تھے، پھر یہ سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما کو منتقل ہو گیا۔ ❶ جیسا کہ عربوں کا مقولہ ہے ''لوگ اپنے جھنڈوں تلے ہوتے ہیں اور جب پرچم ہی زائل ہو جائے تو لوگ بھی زائل ہو جاتے ہیں۔'' خالد رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ میں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھایا اور اسلامی فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ مقدمہ پر خالد بن ولید مخزومی، میمنہ پر ابو حذیفہ، میسرہ پر شجاع اور قلب پر زید بن خطاب اور شہسواروں پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا اور اونٹوں کو پیچھے رکھا جن پر خیمے لدے تھے اور خواتین سوار تھیں۔ ❷ اور یہ معرکہ سے قبل آخری ترتیب تھی۔

فیصلہ کن معرکہ:

جب دونوں فوجیں میدان معرکہ کی طرف متوجہ ہوئیں تو مسیلمہ نے اپنے پیروکاروں سے معرکہ سے قبل خطاب کیا، ان سے کہا: آج غیرت وحمیت کا دن ہے اگر آج تم شکست کھا گئے تو تمہاری عورتوں کو قیدی بنا کر ان سے شادی کر لیں گے اور یہ شادی ان کے لیے خوش آئند نہ ہوگی۔ لہٰذا تم اپنے حسب ونسب کی حفاظت کے لیے قتال کرو اور اپنی عورتوں کی حفاظت کرو۔ ❸

خالد رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر لے کر آگے بڑھے، ایک ٹیلے پر اتر گئے، جس کے نیچے یمامہ تھا، اور اپنی فوج کو وہاں ٹھہرا دیا اور مسلمانوں اور کفار کے درمیان معرکہ شروع ہوا۔ پہلے چکر میں اعراب شکست خوردہ ہو گئے اور بنو حنیفہ کے لوگ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمے میں گھس آئے اور ام تمیم کو قتل کرنا چاہا لیکن مجاعہ نے ان کو بچا لیا اور کہا: یہ تو انتہائی اچھی آزاد خاتون ہے۔ اور اس چکر میں رجال بن عنفوہ ملعون قتل کر دیا گیا۔ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے کو برانگیختہ کرنا اور ملامت کرنا شروع کیا۔

ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے کہا: کتنی بری ہے وہ چیز جس کا تم نے اپنے ساتھیوں کو عادی بنایا، اور ہر جانب سے یہ آواز آنے لگی: ''خالد ہم تک پہنچو۔'' اتنے میں مہاجرین وانصار کی ایک جماعت پہنچ گئی اور بچاؤ ہو گیا۔ بنو حنیفہ نے غیر معمولی قتال کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے: اے سورۂ بقرہ والو! آج جادو ٹوٹ گیا۔

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے جسم پر حنوط مل لیے، کفن باندھ لیے اور نصف ساق تک زمین کھود لی، آپ انصار کا پرچم لیے وہاں ڈٹ گئے، یہاں تک کہ جام شہادت نوش کر لیا۔

مہاجرین نے سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ کو یہ خطرہ ہے کہ آپ کی طرف سے دشمن کہیں ہم

---

❶ حركة الردة للعتوم: ٢٠٠.
❷ حركة الردة للعتوم: ٢٠٠.
❸ البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حملہ آور نہ ہو جائے؟

سالم رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ایسا ہو تو میں انتہائی برا حامل قرآن قرار پاؤں گا۔

زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! اپنے دانتوں سے پکڑو، دشمن پر ٹوٹ پڑو اور آگے بڑھو۔

پھر فرمایا: واللہ میں اس وقت تک کلام نہیں کروں گا جب تک اللہ انہیں شکست نہیں دیتا یا اللہ سے ملوں اور اپنی حجت اس کے سامنے پیش کروں۔ آخر کار جام شہادت نوش فرمایا۔

اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے قرآن والو! قرآن کو اپنے افعال سے مزین کرو، پھر دشمن پر حملہ آور ہو کر ان کو پیچھے دھکیل دیا اور خود زخمی ہو گئے۔ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حملہ آور ہوئے اور دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے آگے نکل گئے اور مسیلمہ سے قتال کے لیے آگے بڑھے اور اس تاک میں لگے رہے کہ مسیلمہ مل جائے اور اسے قتل کر دیں پھر واپس ہو کر دونوں فوجوں کے درمیان کھڑے ہو کر للکارا اور فرمایا: میں ولید کا بیٹا ہوں۔ میں عامر و زید کا بیٹا ہوں۔ پھر مسلمانوں کا شعار بلند کیا، اس معرکے میں مسلمانوں کا شعار ((یا محمداہ)) ❶ تھا۔ جو بھی مقابلے کے لیے بڑھتا اس کو تہ تیغ کر دیتے، جو قریب آتا اس کو کھا جاتے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار کو اعراب سے الگ کر رکھا تھا، ہر خاندان کا اپنا پرچم تھا جس کے گرد وہ ہوتے اور قتال کرتے تاکہ یہ معلوم رہے کہ خطرہ کدھر سے ہے۔ صحابہ کرام نے اس معرکے میں انتہائی صبر و استقامت کا ثبوت دیا اور برابر دشمن کی طرف بڑھتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ صحابہ نے ان کا پیچھا کیا، ان کو جس طرح چاہا قتل کرتے رہے، تلواریں ان کی گردنوں پر چلاتے رہے یہاں تک کہ انہیں موت کے باغ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ محکم بن طفیل ملعون نے انہیں اشارہ کیا کہ اس باغ میں داخل ہو جائیں۔ اسی باغ میں مسیلمہ کذاب ملعون موجود تھا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے دیکھا محکم خطاب کر رہا ہے، اس پر تیر چلا کر قتل کر دیا۔ بنوحنیفہ نے باغ کا دروازہ بند کر لیا اور صحابہ نے چہار جانب سے اس باغ کا محاصرہ کر لیا۔ ❷

نادر دلیری

براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مسلمانو! مجھے اٹھا کر باغ میں پھینکو۔'' صحابہ نے ان کو ڈھالوں پر اٹھا لیا اور نیزوں سے بلند کر کے باغ میں کفار کے درمیان ڈال دیا وہ ان سے لڑتے ہوئے دروازے تک پہنچے اور دروازہ کھول دیا اور مسلمان دروازے سے باغ میں داخل ہو گئے اور اندر پہنچ کر تمام دروازوں کو کھول دیا، اس طرح مرتدین مسلمانوں کے گھیرے میں آ گئے۔ انہیں یقین تھا کہ اب بچ نہیں سکتے۔ حق آ گیا اور باطل نیست و نابود ہوا۔ ❸

---

❶ یہ جنگی شعار تھا جو اس معرکے میں اختیار کیا گیا، یہ استغاثہ اور استعانت کے طور پر نہ تھا۔ (مترجم)

❷ البدایۃ والنہایۃ ٦/ ٣٢٩.
❸ حروب الردۃ: شوقی ابوخلیل ٩٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیلمہ کذاب کا قتل:

مسلمان مرتدین سے قتال کرتے ہوئے مسیلمہ کذاب تک پہنچ گئے، وہ ایک دیوار کے شگاف کے درمیان کھڑا ہوا تھا، جیسے خاکستری اونٹ ہو۔ وہ بچاؤ اور سہارے کی تلاش میں تھا، غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔ جب اس کا شیطان اس پر سوار ہوتا تو اس کے منہ سے جھاگ نکلتی، اسی حالت میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے غلام وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوۂ احد میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، آگے بڑھے اور اپنا حربہ پھینک کر مارا، وہ مسیلمہ کو جا لگا اور دوسری طرف سے پار ہو گیا۔ پھر جلدی سے ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے، اس پر تلوار چلائی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ قصر سے ایک عورت پکار اٹھی: ''حسن و جمال کے پیکر امیر کو کالے کلوٹے غلام نے قتل کر دیا۔'' باغ اور معرکے میں قتل ہونے والے مرتدین کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی، اور ایک روایت میں اکیس ہزار بھی وارد ہے، اور جام شہادت نوش کرنے والے مسلمانوں کی تعداد چھ سو تھی، اور ایک روایت میں پانچ سو وارد ہے، واللہ اعلم۔ شہید ہونے والوں میں کبار صحابہ شامل ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ مقتولین کا جائزہ لینے کے لیے نکلے، آپ کے پیچھے مجاعہ بن مرارہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا چل رہا تھا۔ آپ اسے مقتولین کو دکھاتے تا کہ مسیلمہ کی شناخت کر سکے، رجال بن عنفوہ کے پاس سے گذر ہوا، آپ نے مجاعہ سے دریافت کیا: کیا یہی مسیلمہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں، یہ اس سے بہتر ہے، یہ رجال بن عنفوہ ہے۔ پھر ایک زرد رنگ اور چپٹی ناک والے شخص کے پاس سے گذر ہوا، خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے صاحب یہی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اسی کی اتباع کی وجہ سے تو تمہیں برباد کیا ہے۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے شہسواروں کو یمامہ کے اطراف میں بھیجا تا کہ قلعوں کے اطراف میں جو مال اور قیدی ملیں انہیں لے آئیں۔ ❶

ابوعقیل عبدالرحمٰن بن عبداللہ البلوی الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ:

ابوعقیل رضی اللہ عنہ معرکہ یمامہ میں پہلے زخمی ہونے والوں میں سے تھے، آپ پر تیر مارا گیا جو آپ کے دونوں کندھوں اور دل کے درمیان لگا، جس سے آپ زخمی ہو گئے۔ تیر نکالا اور اس زخم سے آپ کا بایاں پہلو کمزور ہو گیا۔ آپ کو مسلمانوں کے معسکر میں لایا گیا۔ جب معرکہ گرم ہوا اور مسلمان اپنے خیموں اور چھاؤنی کی طرف پیچھے ہٹنے لگے، ابوعقیل رضی اللہ عنہ زخم سے نڈھال تھے، اتنے میں معن بن عدی رضی اللہ عنہ کو پکارتے ہوئے سنا: اے انصار! اللہ، اللہ اپنے دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ یہ کہہ کر معن رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ ابوعقیل رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انصار کی طرف بڑھے۔

لوگوں نے کہا: اے ابوعقیل! آپ قتال کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

فرمایا: منادی نے میرا نام لے کر بلایا ہے۔

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٣٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے کہا گیا: منادی نے انصار کو آواز دی ہے، اس سے زخمی مقصود نہیں ہیں۔

آپ نے فرمایا: میں بھی تو انصار کا ایک فرد ہوں۔ میں ضرور اس پکار پر لبیک کہوں گا، اگر چہ گھسٹ کر ہی کیوں نہ ہو۔

پھر آپ کمر کس کر تیار ہو گئے، اپنے دائیں ہاتھ میں تلوار کھینچ لی اور پکارنے لگے: اے انصار! حنین کی طرح دوبارہ ٹوٹ پڑو۔

یہ آواز سن کر سب جمع ہو گئے اور پورے جوش وجذبے کے ساتھ شہادت یا فتح کے شوق میں آگے بڑھے اور دشمن کو پیچھے دھکیل کر باغ میں بند کر دیا۔ اس حملے میں ابوعقیل کا ایک ہاتھ کندھے سے کٹ گیا اور آپ کے جسم پر چودہ زخم آئے، جس کے نتیجے میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔ ابوعقیل رضی اللہ عنہ کی آخری سانس چل رہی تھی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا آپ کے پاس سے گذر ہوا، فرمایا:

اے ابوعقیل!

کہا: حاضر ہوں۔

پھر دریافت کیا: انجام کس کے لیے ہے؟

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خوش ہو جاؤ اللہ کا دشمن قتل کیا جا چکا ہے۔

ابوعقیل رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

آپ کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ ان پر رحم فرمائے، وہ برابر شہادت کی طلب میں لگے رہے، وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابہ میں سے تھے۔ ❶

نسیبہ بنت کعب المازنیہ الانصاریہ:

آپ بھی لشکر خالد کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ قتال میں بذات خود حصہ لیا اور یہ قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک بنوحنیفہ کا دجال قتل نہیں ہو جاتا ہتھیار نہیں رکھوں گی۔ اللہ کے فضل سے آپ کی قسم پوری ہوئی اور مسیلمہ قتل ہوا اور آپ مدینہ واپس ہوئیں، آپ کے جسم پر تلوار اور نیزوں کے بارہ زخم تھے۔ یہ سب کے سب اس مجاہد صحابیہ کے لیے تمغائے شرف تھے جس نے خواتین کے لیے دین وعقیدہ کے دفاع سے متعلق بہترین مثال پیش کی ہے۔ اگر چہ اس کی خاطر وہ چیز برداشت کرنی پڑی جو عام طور سے صنف نازک کے بس کی نہیں۔ ❷ اس معرکے کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں پورا اہتمام کیا۔ نسیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب جنگ ختم ہو گئی اور میں اپنی قیام گاہ پر واپس آئی تو خالد رضی اللہ عنہ طبیب لے کر حاضر ہوئے، جس نے کھولتے ہوئے تیل سے

---

❶ حروب الردة: شوقی ابو خلیل ۹۳-۹٤، بحواله الاکتفاء: ۲/ ۱۳.

❷ حرکة الردة للعتوم: ۳۰۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا علاج کیا۔ واللہ یہ علاج میرے لیے زخم سے زیادہ تکلیف دہ رہا۔ خالد رضی اللہ عنہ برابر میری خبر گیری کرتے، حسن صحبت کا ثبوت دیتے اور ہمارے حقوق کو پہچانتے اور ہمارے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے۔ ❶

معرکہ یمامہ کے بعض شہداء

ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابومحمد تھی اور خطیب الانصار کے لقب سے معروف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو شہادت کی بشارت دی تھی، اور معرکہ یمامہ میں جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ انصار کا پرچم اس معرکے میں آپ ہی کے ہاتھ میں تھا۔ ایک مسلمان نے آپ کو خواب میں دیکھا، آپ نے اس سے خواب میں کہا: کل جب میں قتل ہوا تو ایک مسلمان شخص میرے پاس سے گذرا اور اس نے میری بہترین زرہ لے لی، اس کا خیمہ معسکر کے بالکل کنارے ہے۔ اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا اس کے طول میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے زرہ کو مٹی کے ڈھیر کے نیچے دبا دیا ہے اور اس کے اوپر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تم خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ کسی کو بھیج کر میری زرہ منگا لیں اور جب تم مدینہ خلیفہ کے پاس پہنچو تو ان سے کہنا کہ میرے ذمے اتنا اتنا قرض ہے، اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ خبردار اس کو خواب سمجھ کر نظر انداز نہ کرنا۔ پھر وہ شخص خالد کے پاس آیا اور خبر دی، آپ نے اس کو زرہ کے لیے روانہ کیا، وہ زرہ اسی حالت میں ملی جیسا کہ خواب میں بتلایا تھا اور اسی طرح وہ شخص جب مدینہ پہنچا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سے باخبر کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی موت کے بعد کی ہوئی وصیت کو نافذ کیا۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جس کی موت کے بعد کی ہوئی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔ ❷

زید بن خطاب رضی اللہ عنہ:

آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علاتی (باپ شریک) بھائی ہیں۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے۔ قدیم الاسلام ہیں، بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد آپ اور معن بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرائی تھی اور دونوں ہی یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ معرکہ یمامہ میں مہاجرین کا پرچم آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ پرچم لیے آگے بڑھتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے تو پرچم گر گیا، سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما نے پرچم تھام لیا۔ اس معرکے میں زید رضی اللہ عنہ نے رجال بن عنفوہ کو قتل کیا، جس کا فتنہ بنو حنیفہ کے لیے مسیلمہ کے فتنے سے بڑھ کر تھا۔ اس کی موت آپ کے ہاتھوں ہوئی اور آپ کو جس نے قتل کیا اس کو ابومریم حنفی کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں زید رضی اللہ عنہ کو شرف بخشا اور ان کے ہاتھوں مجھے ذلیل نہیں کیا۔''

---

❶ الانصار فی العصر الراشدی: ۱۹۰ . ❷ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٣٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب زید کے قتل کی خبر عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا: زید دو نیکیوں میں مجھ سے آگے نکل گئے، مجھ سے پہلے اسلام قبول کیا اور مجھ سے پہلے شہید ہو گئے۔

جب متمّم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے قتل پر اشعار کہے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''اگر میں شعر کہنا جانتا تو تمہاری طرح زید کے سلسلے میں شعر کہتا۔''

اس پر متمم نے عرض کیا: ''اگر میرے بھائی کی موت ایسی ہوتی جیسی موت آپ کے بھائی کی ہوئی ہے تو میں کبھی بھی اپنے بھائی پر غمگین نہ ہوتا۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جس طرح تو نے میری تعزیت ان کلمات کے ذریعے سے کی ہے کسی نے ایسی تعزیت نہیں کی۔'' اس کے باوجود عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ''جب بادِ صبا چلتی ہے تو زید کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔'' ❶

معن بن عدی بلوی رضی اللہ عنہ:

بیعت عقبہ، بدر، احد، خندق اور دیگر مشاہد میں شریک رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مابین مواخات کرائی تھی۔ دونوں ہی معرکہ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کا موقف ممتاز رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جب صحابہ رو پڑے اور کہنے لگے: ''کاش کہ ہم آپ سے قبل مر چکے ہوتے، ہمیں خوف ہے کہ کہیں آپ کے بعد فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں!'' تو اس موقع پر معن بن عدی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ''واللہ مجھے آپ سے پہلے مرنا پسند نہیں، کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح میں نے آپ کی تصدیق آپ کی زندگی میں کی ہے، آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی تصدیق کروں۔'' ❷

عبداللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہما:

آپ قدیم الاسلام ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آ گئے اور خوب ستائے گئے۔ آپ کا شمار مستضعفین میں ہوتا ہے۔ بدر میں کفار مکہ کے ساتھ نکلے اور جب اسلام و کفر کی فوجیں آمنے سامنے آئیں تو بھاگ کر مسلمانوں کی صفت میں شامل ہو گئے اور معرکہ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ان کے والد کی تعزیت کی۔ ان کے والد سہیل نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ: ''شہید اپنے خاندان کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔'' ❸ اور مجھے امید ہے کہ شفاعت کا آغاز مجھ سے ہوگا۔ ❹

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکہ میں وفات نبوی کے موقع پر عظیم کردار ادا کیا۔ اکثر اہل مکہ نے اسلام سے پھرنے کا ارادہ کر لیا حتیٰ کہ والی مکہ عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ خوفزدہ ہو گئے اور روپوش ہو گئے۔ اس موقع پر سہیل بن

---

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٤٠ . ❷ البداية والنهاية: ٦/ ٣٤٣ـ٣٤٤ .

❸ سنن ابی داود: الجهاد، باب الشهيد يشفع ٢٥٢٢ ، عن ابی الدرداء وصححه الالبانی .

❹ تاريخ الذهبی: الخلفاء الراشدون ٦١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطاب کیا، اللہ کی حمد وثنا کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اس سے تو اسلام کی قوت میں اضافہ ہوا ہے۔ جو ہمیں شک میں ڈالے گا اس کی ہم گردن اڑا دیں گے۔'' اس کے بعد لوگ اپنے ارادے سے باز آ گئے اور عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ باہر آئے۔

جب غزوہ بدر کے موقع پر سہیل بن عمرو گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے دانت اکھاڑ لینے کا مشورہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امید ہے وہ ایسا موقف اختیار کرے کہ پھر تم اس کی مذمت نہ کر سکو۔ ❶

ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ:

بدر میں آپ نے اپنے سر پر سرخ کپڑا باندھ رکھا تھا، جو شجاعت وبہادری کا شعار تھا۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرائی تھی۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے اور آپ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز آپ کو ایک تلوار دی تھی جس کا حق آپ نے ادا کر دیا تھا۔ معرکہ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے قتل میں آپ شریک رہے اور خود بھی اس معرکہ میں شہید ہو گئے۔

زید بن اسلم کا بیان ہے: وہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ مریض تھے، تو ان کا چہرہ دمک رہا تھا۔ ان سے کہا گیا: آپ کا چہرہ کیوں دمک رہا ہے؟ فرمایا: میرے اعمال میں دو عمل میرے نزدیک زیادہ قابل اعتماد ہیں: اوّلاً میں لایعنی گفتگو نہیں کرتا تھا، اور ثانیاً مسلمانوں کے سلسلہ میں میرا دل بالکل صاف رہتا تھا۔ ❷

ابودجانہ رضی اللہ عنہ معرکہ یمامہ میں مسلم بہادروں میں سے تھے۔ باغ میں چھلانگ لگا دی، جس سے ان کا پاؤں ٹوٹ گیا اور پھر اسی حالت میں لڑتے رہے، یہاں تک کہ جام شہادت نوش کر لیا۔ ❸

عباد بن بشر رضی اللہ عنہ:

آپ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ آپ ہی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گئے تک بات کرنے کے بعد واپس ہونے لگے تو آپ کے عصا سے روشنی پھوٹی، جس سے آپ نے گھر تک کا راستہ طے کیا۔ ❹ آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ آپ ان سورماؤں میں سے ہیں جنھوں نے کعب بن اشرف کو قتل کیا تھا۔ ❺ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے مزینہ اور بنوسالم کی زکوٰۃ پر عامل مقرر کیا تھا اور تبوک کے موقع پر محافظین کے دستے پر آپ کو مقرر فرمایا تھا۔ معرکہ یمامہ میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ انصار کے تین آدمیوں پر کوئی فضیلت نہ لے جا سکا اور تینوں کا تعلق بنوعبدالاشہل سے تھا: سعد بن معاذ، اسید بن حضیر،

---

❶ ترتیب وتهذیب، البدایة والنهایة، خلافة ابی بکر: ۸۲.

❷ عهد الخلفاء الراشدین: ذهبی ۷۰.　❸ عهد الخلفاء الراشدین: ذهبی: ۷۱.

❹ البخاری: مناقب الانصار ۳۸۰۵.　❺ البخاری: المغازی: ۴۰۳۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباد بن بشر رضی اللہ عنہم۔ ❶

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں تہجد کی نماز ادا کی۔ آپ نے عباد بن بشر کی آواز سنی، فرمایا:

اے عائشہ! کیا یہ عباد بن بشر کی آواز ہے؟

میں نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: اے اللہ اسے بخش دے۔ ❷

آپ معرکہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جب ہم معرکہ بزاخہ سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: اے ابوسعید! آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میرے لیے آسمان کھل گیا ہے اور پھر مجھ پر بند کر دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ اس سے اشارہ میری شہادت کی طرف ہے۔

میں نے کہا: واللہ آپ نے خیر دیکھی ہے۔ ❸

معرکہ یمامہ میں آپ کے مواقف نمایاں رہے ہیں۔ آپ نے ایک بلند جگہ پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے پکارا: میں عباد بن بشر ہوں، اے انصار، اے انصار! میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ۔ سب کے سب انصار ان کی طرف لبیک لبیک پکارتے ہوئے دوڑ پڑے.......... عباد رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی اور انصار نے بھی اپنی تلواروں کی نیامیں توڑ دیں۔ پھر آپ نے فرمایا: میرے پیچھے آؤ اور سخت حملہ کرو، آپ لوگوں کو لے کر نکلے اور بنوحنیفہ کو شکست دے کر باغ تک ان کو دوڑایا اور اس میں بند کر دیا۔ ❹ جب مسلمان باغ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے تو آپ نے اپنی زرہ دروازے پر پھینک دی اور تلوار کھینچ کر اندر گھسے اور ان سے قتال کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا۔ اس وقت آپ کی عمر پینتالیس (۴۵) سال تھی۔ آپ کے جسم پر اس قدر زخم آئے کہ پہچانے نہیں جا رہے تھے۔ ایک علامت سے آپ کو پہچانا گیا۔ ❺ آپ کے مواقف معرکہ یمامہ میں اس قدر مشہور ہوئے کہ اسے ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ ❻ بنوحنیفہ آپ کو نہ بھولے۔ جب بھی اپنے کسی فرد کا زخم دیکھتے تو کہتے: یہ تجربہ کار عباد بن بشر کے لگائے زخموں کی طرح ہے۔ ❼

حروب ارتداد میں انصار کا عظیم موقف اور بے مثال اقدام رہا ہے خاص کر معرکۂ یمامہ میں اور اس جنگ میں انصار کے اقدام وصبر کی شہادت مجاعہ بن مرارہ حنفی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دی۔ کہا: اے خلیفۂ رسول! میں

❶ البخاری: معلقا: ۲٦٥٥.
❷ الطبقات لابن سعد: ۲/ ۲۳٤، البخاری: ۲٦٥٥.
❸ الطبقات لابن سعد: ۲/ ۲۳٤.
❹ غزوات ابن حبیش ۱/ ۱۲۱.
❺ الاکتفاء للکلاعی: ۳/ ٥۳.
❻ الانصار فی العهد الراشدی: ۱۸٦.
❼ الاکتفاء: ۳/ ٥۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انصار سے بڑھ کر کسی کو تلواروں کی یلغار پر صبر کرنے والا اور سچا حملہ کرنے والا نہیں دیکھا...... میں جس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان میں بنو حنیفہ کے مقتولین کی پہچان کرنے کے لیے چکر لگا رہا تھا، میں نے انصار کو دیکھا وہ میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔ ❶

طفیل بن عمرو الدوسی الازدی:

آپ معرکہ یمامہ میں شہید کیے گئے۔ آپ انتہائی شریف اور لبیب شاعر تھے، اپنی شہادت سے قبل آپ نے خواب دیکھا۔ فرماتے ہیں: میں نکلا اور میرے ساتھ عمرو کے دو بیٹے تھے۔ میں نے دیکھا: میرے سر کا حلق کر دیا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکلا اور ایک عورت نے مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کرلیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ سر کے حلق کا مطلب اس کا قلم ہونا ہے اور پرندہ سے مقصود میری روح ہے اور عورت سے مقصود زمین ہے، جس میں دفن کیا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور معرکہ یمامہ میں شہید ہوگئے۔ ❷

اس فیصلہ کن معرکے میں بہت سے مہاجرین و انصار نے جام شہادت نوش کیا۔

مرتدین کے خلاف فتح و نصرت کی خوشی کے باوجود مدینہ اپنے شہداء پر روتا رہا، صرف معرکہ یمامہ میں ایک ہزار دو سو مسلمان شہید ہوئے۔ ان میں بہت سے کبار صحابہ تھے اور ان میں اکثر حفاظ قرآن تھے۔ تقریباً چالیس قراء شہید ہوئے۔ حزن و غم نے مدینہ کا دل نچوڑ دیا۔ فتح و نصرت کی مسکراہٹوں کو آنسوؤں میں ڈبو دیا۔ سینے تنگ ہو گئے اور دلوں پر آزمائش اسی قدر بھاری پڑی جس قدر فتح و کامیابی نے نفوس کو روشن کیا، ایمان کو قوت بخشی اور ان کے اندر اعتماد کو پیدا کیا۔ ❸

مجاعہ کا فریب اور خالد رضی اللہ عنہ کی اس کی بیٹی سے شادی، ان کے اور صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین خط کتابت

مجاعہ کا فریب:

حدیقۃ الموت (موت کا باغ) میں مسلمانوں کے انتصار و فتح کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے شہسواروں کو یمامہ کے اطراف میں روانہ کیا تاکہ اس کے قلعوں کے اطراف میں جو مال اور قیدی ملیں لے آئیں۔ پھر آپ نے قلعوں پر حملہ آور ہونے کا عزم کیا۔ ان قلعوں میں صرف خواتین، بچے اور بوڑھے بچے تھے۔ لیکن مجاعہ نے آپ کو فریب دیا اور کہا کہ ان قلعوں میں مقاتلین بھرے ہیں۔ آپ مجھ سے اس سلسلہ میں مصالحت کر لیجیے۔ چونکہ مسلمان مسلسل جنگ و قتال سے تھک چکے تھے اس لیے خالد رضی اللہ عنہ اس سے مصالحت پر تیار ہو گئے۔ اس نے کہا: مجھے ذرا

---

❶ الاکتفاء ٣/ ٦٥ .
❷ عهد الخلفاء الراشدين: ذهبي ٦٢-٦٣ .
❸ الصديق أول الخلفاء: ١١٧ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع دیجیے میں ان لوگوں سے مل کر صلح کی موافقت لے لوں۔ آپ نے اس کو موقع دیا اور اس نے جا کر عورتوں سے کہا کہ وہ جنگی لباس پہن کر قلعوں کے اوپر کھڑی ہو جائیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے نظر دوڑائی، دیکھا کہ قلعوں کے برج سروں سے بھرے ہیں، جس سے مجاعہ کی بات کا یقین ہو گیا اور صلح کر لی پھر انہیں اسلام کی دعوت پیش کی، وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور حق کی طرف لوٹ آئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے بعض قیدیوں کو واپس کر دیا اور باقی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ان میں سے ایک لونڈی کو علی رضی اللہ عنہ نے خرید لیا اور اسی کے بطن سے محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ ❶

معرکہ یمامہ ۱۱ ہجری میں پیش آیا۔ واقدی اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے کہ ۱۲ ہجری میں پیش آیا۔ دونوں میں جمع وتطبیق کی شکل یہ ہے کہ اس معرکے کا آغاز ۱۱ ہجری میں ہوا اور اختتام ۱۲ ہجری میں عمل میں آیا۔ ❷

مجاعہ کی بیٹی سے خالد رضی اللہ عنہ کی شادی اور آپ کے اور صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین خط کتابت:

صلح ہو جانے کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے مجاعہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کر دے۔ مجاعہ نے کہا: ٹھہریے، آپ اپنی اور میری پیٹھ خلیفہ سے تڑوا دیں گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے شخص تو اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دے۔ مجاعہ نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کر دی۔ ❸

ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن وقش کو خالد رضی اللہ عنہ کے پاس یہ فرمان دے کر روانہ کیا کہ بنو حنیفہ کے بالغوں کو قتل کر دو۔ جب فرمان پہنچا تو آپ ان سے مصالحت کر چکے تھے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد و پیمان کو ان کے ساتھ پورا کیا۔ ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ یمامہ کی خبروں کے برابر منتظر رہتے اور آپ کو خالد کے خبر رساں کا انتظار رہتا تھا۔ ایک روز آپ شام کے وقت مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ حرہ کی طرف نکلے، وہاں خالد رضی اللہ عنہ کے فرستادہ ابوخیثمہ نجاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو ان سے دریافت کیا:

''پیچھے کیا خبریں ہیں؟''

عرض کیا: خیر ہے اے خلیفہ رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یمامہ پر فتح نصیب فرمائی ہے اور لیجیے یہ خالد رضی اللہ عنہ کا خط ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً سجدۂ شکر بجا لائے اور فرمایا: مجھ سے معرکے کی کیفیت بیان کرو، کیسے ہوا؟

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے معرکے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے کیا کیا، کس طرح فوج کی

---

❶ ترتیب وتهذیب البداية والنهاية: خلافة ابی بکر ۱۱۵ .

❷ ترتیب وتهذیب البداية والنهاية: خلافة ابی بکر ۱۱۵ .

❸ الصدیق اوّل الخلفاء: ۱۱۰ . ❹ الکامل: ۲/ ۳۸ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صف بندی کی اور کون کون سے صحابہ شہید ہوئے۔ اور بتلایا کہ ہمیں اعراب کی طرف سے انہزام کا سامنا کرنا پڑا، انہوں نے ہمیں ایسی چیز کا عادی بنا دیا جس کو ہم اچھی طرح نہیں جانتے تھے۔ ❶

جب خالد رضی اللہ عنہ کی شادی کی خبر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہیں خط لکھا:

''اے ام خالد کے بیٹے! تمہیں عورتوں سے شادی کی سوجھی ہے اور ابھی تمہارے صحن میں ایک ہزار دو سو مسلمانوں کا خون خشک نہیں ہوا ہے، اور پھر مجاعہ نے تمہیں فریب دے کر مصالحت کر لی حالانکہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر مکمل قدرت عطا کر دی تھی۔'' ❷

مجاعہ سے مصالحت اور اس کی بیٹی سے شادی کی وجہ سے خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ عتاب خالد رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو آپ نے جوابی خط ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ روانہ فرمایا، جس کے اندر اپنے موقف کی طرف سے دفاع کیا۔ وضوح حجت اور قوت کلام جس کا امتیازی نشان تھا۔ ❸ فرماتے ہیں:

''اما بعد! دین کی قسم، میں نے اس وقت تک شادی نہیں کی جب تک خوشی مکمل نہ ہوگئی اور استقرار حاصل نہ ہوگیا۔ میں نے ایسے شخص کی بیٹی سے شادی کی ہے کہ اگر میں مدینہ سے پیغام بھیجتا تو وہ انکار نہ کرتا۔ معاف کیجیے، میں نے اپنے مقام سے پیغام دینے کو ترجیح دی۔ اگر آپ کو یہ رشتہ دینی یا دنیاوی اعتبار سے ناپسند ہو تو میں آپ کی مرضی پوری کرنے کے لیے تیار ہوں۔ رہا مسئلہ مسلم مقتولین کی تعزیت کا، تو اگر کسی کا حزن وغم کسی زندہ کو باقی رکھ سکتا یا مردہ کو لوٹا سکتا تو میرا حزن وغم زندہ کو باقی رکھتا اور مردہ کو لوٹا دیتا۔ میں نے اس طرح حملہ کیا کہ زندگی سے مایوس ہوگیا اور موت کا یقین ہوگیا۔ اور رہا مسئلہ مجاعہ کی فریب دہی کا، تو میں نے اپنی رائے میں غلطی نہیں کی لیکن مجھے علم غیب نہیں ہے، جو کچھ کیا اللہ نے مسلمانوں کے حق میں خیر کیا، انہیں زمین کا وارث بنایا اور انجام کار متقیوں کے لیے ہے۔'' ❹

جب یہ خط ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موصول ہوا تو آپ نرم پڑے اور قریش کی ایک جماعت نے جس میں ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی تھے خالد رضی اللہ عنہ کی طرف سے معذرت پیش کی۔

ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! خالد رضی اللہ عنہ کو جبن وخیانت سے متصف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آپ تو شہادت کی طلب میں کود پڑے اور اس سلسلہ میں معذور قرار پائے اور ڈٹے رہے یہاں تک کہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور بنوحنیفہ سے مصالحت کسی دباؤ سے نہیں بلکہ برضا و رغبت کی اور اس مصالحت میں آپ کی رائے نے خطا نہ کی کیونکہ انہیں قلعے میں عورتیں مرد دکھائی دیں۔

❶ حروب الردۃ: شوقی ابو خلیل: ۹۷۔ ❷ حروب الردۃ: ۹۷، بحوالہ الاکتفاء: ۲/ ۱۴۔

❸ حرکۃ الردۃ للعتوم: ۲۳۳۔ ❹ حروب الردۃ: شوقی ابوخلیل ۹۸، بحوالہ الاکتفاء: ۲/ ۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ خالد کے عذر سے متعلق خالد کے خط کی بہ نسبت تمہارا کلام زیادہ مناسب ہے۔ ❶

خالد رضی اللہ عنہ کے خط کے بعض نکات جس کے ذریعے سے آپ نے اپنے موقف کا دفاع کیا:

- آپ نے فتح وانتصار اور استقرار و اطمینان کے بعد ہی شادی کی۔
- آپ نے ایسے شخص سے سسرالی رشتہ قائم کیا جو اپنی قوم کے زعماء و اشراف میں سے تھا۔
- آپ کو اس رشتے میں ادنیٰ مشقت بھی نہیں اٹھانی پڑی۔
- اس شادی میں دینی یا دنیاوی کوئی قباحت نہیں تھی۔
- مسلم مقتولین پر حزن وغم کی وجہ سے شادی سے باز رہنا کوئی مفید عمل نہیں کیونکہ غم وحزن نہ زندہ کو باقی رکھ سکتا ہے اور نہ مردہ کو لوٹا سکتا ہے۔
- آپ جہاد پر کسی چیز کو مقدم نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں ابتلاء و آزمائش سے دوچار ہوئے، موت اور ان کے درمیان کوئی مانع نہ رہا۔
- مجاعہ سے مصالحت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے خیر ثابت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اگرچہ مجاعہ نے آپ کو اپنی قوم کی صحیح صورت حال سے مطلع نہ کیا لیکن آپ انسان تھے، غیب نہیں جانتے تھے۔ بہرحال انجام کار مسلمانوں کے ہی حق میں رہا۔ کیونکہ وہ بنو حنیفہ کی زمین کے مالک بنے اور بنو حنیفہ کے بقیہ لوگ بغیر کسی مزاحمت کے دائرۂ اسلام میں واپس آگئے۔ اس صورت میں مجاعہ کی بیٹی سے آپ کا نکاح کرنا ایک طبعی امر تھا۔ اس سلسلہ میں خالد رضی اللہ عنہ پر کوئی حرف ملامت نہیں اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ کو مجاعہ کی قومی غیرت بھا گئی، اسی لیے اس سے رشتہ قائم کرنا پسند کیا اور یہ چاہا کہ دینی تعلق کو خاندانی اور نسبی تعلق سے قوت پہنچائیں، ❷ جیسا کہ عقاد کا کہنا ہے۔ اس لیے کہ خالد رضی اللہ عنہ کبھی بھی دینی رابطے پر دوسرے رابطے کو مقدم نہیں کر سکتے تھے اور نہ لوگوں کے ساتھ تعامل میں دینی رابطہ کے ساتھ دوسرے رابطے جمع کر سکتے تھے۔ ❸

خالد رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعتذار کے سلسلہ میں محمد حسین ہیکل کا اسلوب ناقابل قبول ہے کیونکہ یہ اسلامی احکام کے منافی ہے۔ ہیکل کا کہنا ہے: ''جشن فتح میں (جس کا قیام خالد کے حق میں ضروری تھا) بنت مجاعہ کی کیا حیثیت۔ یہ اس عبقری فاتح کے قدموں پر نچھاور ہونے والی قربانیوں میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتی جس نے سرزمین یمامہ کو خون سے سیراب کر دیا، امید کہ اس سے اس کی نجاست پاک ہو جائے۔'' ❹

---

❶ حروب الردۃ: ۹۸۔
❷ عبقریۃ خالد: (العبقریات الاسلامیۃ) ۹۲۲۔
❸ حرکۃ الردۃ للعتوم: ۲۳۵۔
❹ الصدیق ابوبکر: ۱۵۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر ہیکل صاحب نے صحابی جلیل خالد رضی اللہ عنہ کو ایکلیز، ہیکٹر، اغاممنون جیسے بت پرست قائدین جنگ کی طرح تصور کر رکھا ہے، جو اس وقت تک قتال نہیں کرتے جب تک ان کو شہرت نہ ملے، انگلیوں سے ان کی طرف اشارہ نہ کیا جائے، بوسوں کی بارش کے ذریعے سے ان کی آؤ بھگت نہ کی جائے کیونکہ یہ لوگ قیادت و وجاہت کے حصول اور نام ونمود کے لیے قتال کرتے تھے۔ یا ہیکل صاحب نے خالد رضی اللہ عنہ کو اصنام عرب میں شمار کر رکھا ہے جن کے تقرب کے لیے جانوروں کے خون بہائے جاتے ہیں، یا نیل کی دیوی تصور کر رکھا ہے، جس کے بارے میں قدیم مصریوں کا عقیدہ تھا کہ جب تک اس کے اندر مصر کی حسینہ کو بھینٹ کے طور پر نہ ڈال دیا جاتا اس میں طغیانی نہیں آتی تھی۔ حاشا وکلا، اوّل و آخر خالد رضی اللہ عنہ اس طرح کی روح اور نفسیات سے پاک تھے۔

آپ مردِ مومن اور موحد تھے۔ آپ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال کرتے تھے۔ مخلوق میں سے کسی سے جزاء وشکر کے متمنی نہ تھے۔

اسی طرح جنرل اکرم کا زعم بھی باطل ہے چنانچہ یہ صاحب حروب ارتداد میں خالد رضی اللہ عنہ کی شادی سے متعلق قصص وحکایات کی بنیاد پر اٹھنے والے اعتراضات اور ملامت کی تعلیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی جسمانی قوت ولیاقت کی وجہ سے جزیرہ نمائے عرب کی حسیناؤں کے سلسلے میں انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ❶ جنرل صاحب کی اس بات سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ رقص وسرود کی محفلوں کے رسیا ہو گئے تھے یا ملکہ حسن وجمال کے فریفتہ تھے حالانکہ آپ کو جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کوئی چیز راس نہ آتی تھی لیکن ان باطل توجیہات کا کیا کہا جائے جو حالات وظروف اور مبادی وشواہد سے دور ہو کر امور کی تفسیر کرتی ہیں۔ ❷

خالد رضی اللہ عنہ دین کی خاطر لڑتے تھے اور اللہ ہی سے اجر وثواب کی امید رکھتے تھے، معرکے میں بذات خود حصہ لیتے۔ آپ کے سلسلہ میں بتایا گیا ہے کہ آپ بلی کی بردباری اور شیر کی اچھل کود سے متصف تھے۔ ❸ کسی دن بھی آپ اپنے لشکر سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ بلکہ لوگ آپ کو معرکے میں اپنے سامنے پاتے چنانچہ معرکہ بزاخہ میں آپ قتال کے جوہر دکھاتے اور اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتے جاتے تھے۔ لوگ آپ سے کہتے: اللہ، اللہ! آپ ہمارے امیر ہیں، آپ کے لیے مناسب نہیں کہ اس قدر پیش قدمی کریں۔ جواب دیتے ہیں: واللہ میں جانتا ہوں جو آپ لوگ کہہ رہے ہیں لیکن یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ مجھے مسلمانوں کی شکست کا خطرہ ہو اور میں صبر کروں۔ ❹

اور معرکہ یمامہ میں جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی، بنوحنیفہ کے اندر مقتولین کی کثرت کے باوجود سختی آئی، آپ میدان میں مبارزت کے لیے اتر پڑے اور صف کے سامنے مبارزت کی دعوت دی اور مسلمانوں کو ان

---

❶ سيف الله خالد بن الوليد: ترجمه العميد الركن صبحي الجابي: ٢٠ .

❷ حركة الردة للعتوم: ٢٣٦ . ❸ تاريخ اليعقوبي: ٢/ ١٠٨ .

❹ خالد بن الوليد: صادق عرجون ١٤٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شعار ''یا محمداہ'' کے ذریعے سے پکارا۔ جو بھی آپ کے مقابلے میں بڑھتا اس کو قتل کر دیتے اور جو سامنے آتا اسے ختم کر دیتے۔ ❶ آپ کو ہمیشہ فتح و نصرت کی رغبت ہوتی اور شہادت کی تلاش میں رہتے۔ آیئے ہم خالد رضی اللہ عنہ کی زبانی ان کے ایک مقابلے اور مبارزت کی روداد سنتے ہیں، جو یمامہ کی جنگ میں باغ کے اندر ان کے اور مسیلمہ کے ایک فوجی کے درمیان واقع ہوئی فرماتے ہیں:

''بنو حنیفہ کے ایک شخص نے مجھے گلے سے لگایا جبکہ ہم دونوں گھوڑے پر سوار تھے۔ ہم دونوں اپنے گھوڑوں پر سے گر پڑے، پھر زمین پر ہم دونوں نے معانقہ کیا، میں نے اس کو خنجر سے مارا، اس نے مجھ پر خنجر سے وار کیا، اس طرح مجھ کو سات زخم آئے، میں نے اس کو ضرب کاری لگائی جس کی وجہ سے وہ میرے ہاتھ میں ڈھیلا ہو گیا اور میں زخم کی وجہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا، کافی خون نکل چکا تھا۔ لیکن الحمد للہ وہ موت میں مجھ سے سبقت لے گیا۔'' ❷

خالد رضی اللہ عنہ نے بنو حنیفہ کی قوت اور بہادری کی شہادت دیتے ہوئے فرمایا:

''میں بیس بڑے معرکوں میں شریک رہا لیکن یمامہ کے روز بنو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو تلوار چلانے والا اور تلوار کی مار پر صبر کرنے والا اور ثابت قدم نہیں پایا.......... زخم کی وجہ سے مجھ میں حرکت نہ تھی۔ میں دشمن کے درمیان گھس گیا، یہاں تک کہ زندگی سے مایوس ہو گیا اور مجھے موت کا یقین ہو گیا۔'' ❸

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قتل کی کوشش

اور بنو حنیفہ کا وفد صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قتل کی کوشش:

جاہلیت کے بطلان اور کھوٹے پن کے واضح ہونے کے باوجود اس کو بہ سہولت چھوڑا نہیں جا سکتا کیونکہ پوری زندگی اسی میں گذری ہوتی ہے۔ اسی لیے جب حقیقت کا سامنا ہوتا ہے تو جاہلیت اپنے دفاع میں پوری بد خلقی کے ساتھ لگ جاتی ہے اور قتال کی تلوار اپنے ہاتھ سے اس وقت تک نہیں رکھتی جب تک بزور قوت اس کو نہ رکھوا لیا جائے۔ ❹ اس سے خاموشی اختیار نہیں کرتی بلکہ غداری اور بدعہدی جب بھی موقع ملے کر گزرتی ہے۔ سلمہ بن عمیر حنفی کا فعل اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔ اس نے صلح کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کے قتل کی کوشش کی، جب کہ خالد رضی اللہ عنہ نے بنو حنیفہ سے مصالحت کر لی تھی لیکن مسلمانوں کے سلسلہ میں کینہ و بغض کی وجہ سے اس نے خالد رضی اللہ عنہ

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٢٩ .
❷ خالد بن الوليد: صادق عرجون ١٨٠ .
❸ خالد بن الوليد: صادق عرجون ١٨٠ .
❹ حركة الردة للعتوم: ٢٩٢ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قتل کا منصوبہ تیار کیا اور جب پہلی مرتبہ اسے گرفتار کیا گیا تو اس نے بنوحنیفہ سے عہد کیا کہ اب دوبارہ ایسا نہیں کرے گا لیکن جب رات کو بندھن سے چھوٹ گیا جس میں اس کو اس کی غداری کے خوف سے باندھ دیا گیا تھا، اس نے اپنا عہد توڑا اور خالد رضی اللہ عنہ کے معسکر کی طرف چلا، محافظین چیخ اٹھے، آواز سن کر بنوحنیفہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کا پیچھا کیا اور ایک باغ میں پالیا، اس نے ان کے خلاف تلوار چلائی، انہوں نے پتھروں سے اسے گھیر لیا اور اس کے حلق پر تلوار پھیر دی، جس سے اس کی رگیں کٹ گئیں، پھر کنویں میں گر کر مر گیا۔ ❶

یہ باطل سے دفاع کے سلسلہ میں جاہلیت کے عناد کی مثال ہے۔ ❷

بنوحنیفہ کا وفد صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس:

جب بنوحنیفہ کا وفد صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، آپ نے ان سے فرمایا: مسیلمہ کے قرآن میں سے کچھ مجھے سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! آپ ہمیں اس سلسلہ میں معاف کریں۔ آپ نے فرمایا: نہیں ضروری ہے۔ اس پر انہوں نے بتلایا کہ وہ کہتا تھا:

((یا ضفدع بنت الضِّفدعین ، نقی ما تنقِّین ، لا الماء تکدِّرین ، ولا الشارب تمنعین ، راسك فی الماء وذنبك فی الطِّین .))

''اے مینڈکوں کی بیٹی! ٹرٹر کرتی رہ، نہ تو پانی گدلا کرتی ہے اور نہ پینے والے کو روکتی ہے، تیرا سر پانی میں اور دم مٹی میں ہے۔''

اور کہتا تھا:

((والمبذرات زرعا ، والحاصدات حصداء ، والذاریات قمحا ، والطاحنات طحنا ، والخابزات خبزا ، والثاردات ثردا ، واللاقمات لقما ، إهالةً وسمنا . لقد فضلتم علی اهل الوبر ، وما سبقکم اهل المدر ، ریفکم فامنعوه ، والمعترَّ فآووه ، والناعی فواسوه .))❸

''قسم ہے کھیتی بونے والوں کی، فصل کاٹنے والوں کی، گندم کو پھیلانے والوں کی، آٹا تیار کرنے والوں کی، روٹی پکانے والوں کی، ثرید تیار کرنے والوں کی، لقمہ بنانے والوں کی، چربی اور گھی سے، تم بادیہ نشینوں پر سبقت لے گئے اور شہر والے تم سے آگے نہ بڑھے، اپنے دیہات کی حفاظت کرو اور محتاج کو پناہ دو، جو موت کی خبر دے اس کے ساتھ مواسات کرو۔''

اور انہوں نے اس طرح کی دیگر خرافات کا ذکر کیا جن سے کھیلنے والے بچے بھی گریز کرتے ہیں۔ ان سے

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١١٧۔١١٨ . ❷ حرکة الردة للعتوم: ٢٩٢۔٢٩٥ .

❸ تاریخ طبری میں یہاں ہے: ((والباغی فناوءوه)) ''باغی کو بھگاؤ'' تاریخ الطبری: ٤/ ١٠٢۔١٠٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: برباد ہو، اس وقت تمہاری عقلیں کہاں تھیں؟ اس طرح کا کلام نہ تو معبود سے صادر ہوسکتا ہے اور نہ نیک شخص سے۔ ❶

علمائے تاریخ نے بیان کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار کرتا تھا۔ اس کو یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنویں میں تھوکا تو وہ پانی سے بھر گیا، اس نے بھی ایک کنویں میں تھوک مارا جس سے اس کا پانی کلی طور پر خشک ہوگیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کا پانی نمکین ہوگیا۔ اس نے وضو کیا اور اپنے وضو کے پانی سے ایک کھجور کے درخت کو سیراب کیا تو وہ خشک ہو کر ختم ہوگیا۔ اس کے پاس کچھ بچے لائے گئے تاکہ ان کے لیے برکت کی دعا کرے، وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگا تو بعض کا سر گنجا ہوگیا اور بعض کی زبان میں ہکلا پن آ گیا۔ ایک شخص کی آنکھ میں تکلیف تھی اس نے دعا کر کے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھا ہوگیا۔ ❷

قرآن کا جمع وتدوین:

معرکہ یمامہ میں جام شہادت نوش کرنے والے مسلمانوں میں بہت سے حفاظ قرآن تھے۔ اس کے نتیجے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن کو جمع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ قرآن کو جھلیوں، ہڈیوں، کھجور کی شاخوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا گیا۔ ❸ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس عظیم کام کی ذمہ داری صحابی جلیل زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سر ڈالی۔

زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ معرکہ یمامہ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا، میں وہاں پہنچا تو آپ کے پاس عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا:

> ''عمر میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ معرکہ یمامہ میں بہت سے حفاظ قرآن شہید ہوگئے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ اسی طرح دوسرے مقامات پر بھی حفاظ کا قتل ہو تو اس طرح بہت سا حصہ قرآن کا ضائع ہوسکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم صادر فرمائیں۔ میں نے عمر سے کہا: میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ❹ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ یہ خیر ہے، اور برابر اس سلسلہ میں اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے مجھے اس چیز کا شرح صدر کر دیا جس کا شرح صدر عمر کو کیا تھا اور میری بھی وہی رائے ہے جو عمر کی ہے۔ تم عقلمند نوجوان ہو، تم پر ہم

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١١٨، البداية والنهاية: ٦/ ٢٣١. ❷ البداية والنهاية: ٦/ ٣٣١.

❸ حروب الردة: احمد سعيد ١٤٥.

❹ اس کا قوی احتمال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو مصحف میں اس لیے جمع نہیں کیا کیونکہ قرآن کا نزول جاری تھا اور ناسخ ومنسوخ کا سلسلہ چل رہا تھا (اور کبھی کوئی آیت نازل ہوتی اور کبھی کوئی، اور جبریل علیہ السلام آپ کو بتاتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت سے پہلے اور فلاں کے بعد رکھا جائے) اس لیے جمع کرنا ممکن نہ تھا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ نزول قرآن کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کو الہام کیا اور انہیں شرح صدر عطا کر دیا۔ سيرة وحياة الصديق: ١٢٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی اتہام نہیں پاتے، اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا تم قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔"

زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"واللہ اگر مجھے کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کا حکم فرماتے تو یہ جمع قرآن کے مقابلے میں مجھ پر زیادہ مشکل نہ ہوتا۔ پھر میں نے قرآن کو کھجور کی شاخوں، پتھر کی سلوں، لوگوں کے سینوں، جھلیوں اور ہڈیوں سے تلاش کر کے جمع کیا۔ یہاں تک کہ سورۂ توبہ کی آخری آیات مجھے صرف ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملیں ﴿لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾﴾ (التوبة: ١٢٨) سے لے کر سورت کے آخر تک۔ اور یہ مصحف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور جب آپ کی وفات ہوگئی تو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور پھر آپ کی وفات کے بعد حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔"[1]

اس حدیث کی تعلیق میں امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں واضح بیان موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کو دو دفتوں (گتوں) کے درمیان بالکل اسی طرح جمع کر دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تھا، نہ اس میں اضافہ کیا اور نہ اس میں کسی طرح کی کمی کی۔ اور جس چیز نے انہیں قرآن کو جمع کرنے پر ابھارا وہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ قرآن کھجور کی شاخوں، ہڈیوں اور لوگوں کے سینوں میں متفرق تھا، جس کی وجہ سے حفاظ قرآن کے نہ رہنے کی صورت میں اس کے بعض حصوں کے ضائع ہونے کا خطرہ محسوس ہوا، لہٰذا وہ خلیفہ رسول کے پاس پہنچے اور ان سے قرآن جمع کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا اور اس طرح تمام صحابہ کے اتفاق سے قرآن ایک جگہ جمع کرنے کا حکم فرمایا، پھر قرآن کو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اسی طرح لکھا۔ اس میں ذرا بھی تقدیم و تاخیر نہ کی اور نہ اپنے طرف سے اس کی ترتیب رکھی بلکہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اسی طرح مرتب کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو جو قرآن نازل ہوتا اسی ترتیب سے سکھاتے جس ترتیب سے آج ہمارے مصاحف میں موجود ہے اور یہ ترتیب جبریل امین علیہ السلام کی توقیف سے تھا۔ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھا جائے۔[2]

---

[1] البخاري: ٤٩٨٦.
[2] شرح السنة للبغوي: ٤/ ٥٢٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح قارئین کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کو سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔
صعصعہ بن صوحان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس نے قرآن کو دو دفتوں (گتوں) کے مابین جمع کیا اور کلالہ کی تشریح کی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❶

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، انہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو دفتوں کے درمیان جمع فرمایا۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس عظیم کام کے لیے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا کیونکہ آپ نے اس کام کے لیے اساسی صلاحیتوں کو ان کے اندر پایا اور وہ یہ ہیں:

- آپ نوجوان تھے، اس وقت ان کی عمر صرف اکیس سال تھی، اس صورت میں آپ اس کام کے لیے زیادہ موزوں تھے۔
- آپ اس کی اہلیت زیادہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقل رسا عطا فرمائی تھی۔ اس لیے آپ اس کام کو بدرجہ اتم کر سکتے تھے۔ اللہ نے آپ کے لیے خیر کا راستہ آسان کر دیا تھا۔
- آپ ثقہ اور قابل اعتماد تھے، آپ پر کوئی اتہام اور عیب نہیں تھا۔ اس لیے آپ کا عمل سب کے نزدیک قابل قبول تھا اور سب کے دل مطمئن اور نفوس راغب تھے۔
- آپ کاتب وحی تھے، لہٰذا اس سلسلہ میں آپ کو تجربہ تھا، عملی طور سے اس کو کر چکے تھے، آپ اس کام کے لیے کوئی نئے نہیں تھے۔ ❸ انہی اوصاف کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے لیے آپ کو منتخب فرمایا اور آپ اس کے لیے انتہائی موزوں ومناسب اور تجربہ کار تھے۔
- مزید برآں آپ ان چار افراد میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن کو مکمل حفظ کر رکھا تھا چنانچہ قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کن لوگوں نے قرآن کو مکمل حفظ کیا تھا؟ فرمایا: چار افراد تھے اور وہ سب انصار میں سے تھے: ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید۔ ❹

---

❶ ابن ابی شیبۃ: ۷/ ۱۹۶. کلالہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے میں جس کے نہ والدین ہوں اور نہ اولاد۔ آپ فرماتے ہیں کلالہ کے سلسلہ میں میری رائے یہ ہے اگر صحیح ہے تو من جانب اللہ ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ کلالہ: والدو اولاد کے ماسوا یعنی بھائی بہن ہیں۔ دیکھیے: موسوعۃ فقہ ابی بکر الصدیق: ۳٦.
❷ ابن ابی شیبۃ: ۷/ ۱۹٦.
❸ التفوّق والنّجابة علی نهج الصحابة: حمد العجمی ۷۳.
❹ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ٤۳۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے لیے جو طریقہ اختیار کیا وہ یہ تھا کہ کوئی نوشتہ اس وقت قرآن میں شامل کرتے جب کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تحریر کیا گیا ہو اور صحابہ نے اس کو حفظ کر رکھا ہو۔ صرف حفظ پر اعتماد نہیں کرتے تھے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حفظ میں خطا یا وہم واقع ہو گیا ہو۔ اور کسی کی تحریر کا اس وقت تک اعتبار نہ کرتے جب تک دو گواہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تحریر کیا گیا ہے اور یہ انہی وجوہ (قراءتوں) میں سے ہے جن پر قرآن کا نزول ہوا ہے۔[1] اسی منہج پر زید رضی اللہ عنہ جمع قرآن میں قائم رہے۔ پورے احتیاط سے کام لیا اور انتہائی درجہ کی دقت نظری اور تحری سے قرآن کو لکھا۔

اسی طرح زید رضی اللہ عنہ ان حضرات میں پیش پیش تھے جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مصاحف کو تیار کیا[2] جس کی تفصیل ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی۔

[1] التفوق والنجابة على نهج الصحابة: ٧٤.

[2] التفوق والنجابة على نهج الصحابة: ٧٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

حروب ارتداد کے اہم دروس وعبر اور فوائد

غلبہ وتمکین کی شروط واسباب اور شریعت الٰہی کے نفاذ کے آثار، مجاہدین کے اوصاف:

غلبہ وتمکین کی شروط:...... اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے استخلاف فی الارض، اللہ کے دین کے لیے غلبہ وتمکین اور خوف کو امن میں تبدیل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس کی شرطوں کو پوری کریں۔ قرآن پاک نے ان شرطوں کی طرف واضح طور سے اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶﴾ (النور: ۵۵۔۵۶)

’’تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا، جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔ نماز کی پابندی کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

ان آیات کریمہ کے اندر غلبہ وتمکین کی شروط کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ شرطیں یہ ہیں:

- ایمان اپنے تمام ارکان ومعانی کے ساتھ۔
- اعمال صالحہ کی بجا آوری تمام انواع واقسام کے ساتھ۔
- نیکی اور بھلائی کی تمام قسموں کی بجا آوری کا شوق واہتمام۔
- اللہ کی کامل عبودیت کو قائم رکھنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- شرک کی جملہ اشکال وانواع کے خلاف جنگ۔

اور اس غلبہ وتمکین کے لوازم وتقاضے یہ ہیں:

- اقامت صلوٰۃ۔
- زکوٰۃ کی ادائیگی۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔ ❶

یہ تمام شروط ولوازم عہد صدیقی اور خلفائے راشدین کے دور میں مکمل موجود تھے۔

اور اللہ کے بعد، امت کو ان شرائط کی تذکیر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ اسی لیے منع زکوٰۃ کو قبول نہ کیا، لشکر اسامہ کی تنفیذ پر مصر رہے، مکمل شریعت کا التزام کیا، کسی چھوٹی یا بڑی چیز سے تنازل اختیار نہ کیا چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم ایسے مقام کو پہنچ چکے تھے کہ قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے ہم پر احسان کیا، ہم تو یہ اتفاق کر چکے تھے کہ ہم بنت مخاض (سال بھر کی اونٹنی) اور بنت لبون (دو سال کی اونٹنی) کے لیے قتال نہ کریں گے، عربی کھانا کھائیں گے اور مرتے دم تک اللہ کی عبادت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اندر قتال کا عزم پیدا فرمایا تو واللہ وہ ان سے راضی نہ ہوئے، الا یہ کہ وہ خطہ مخزیہ (رسواکن منصوبے) کو قبول کریں یا حرب مُجلیہ (کھلی جنگ) کے لیے تیار ہو جائیں۔ ❷

غلبہ وتمکین کے اسباب کو اختیار کرنا: ...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝﴾ (الانفال: ٦٠)

''تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی، اس سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوفزدہ رکھ سکو گے اور ان کے سوا اوروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے۔ جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔''

آپ نے دیکھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معنوی ومادی ہر اعتبار سے مکمل تیاری کی، فوجوں کو تیار کیا، فوجی دستوں کے پرچم متعین کیے، حروب ارتداد کے قائدین کو متعین کیا اور مرتدین سے خط کتابت کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتال پر برانگیختہ کیا، اسلحے، گھوڑے اور اونٹ جمع کیے، غازیوں کو تیار کیا، بدعت، جہالت اور خواہش نفسانی کے خلاف جنگ

❶ فقه التمكين فى القرآن الكريم للصلابی: ۱۵۷. ❷ الكامل فى التاريخ: ۲/ ۲۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی، شریعت کو نافذ کیا، وحدت، اتفاق اور اتحاد کے اصول کو اختیار کیا، ادائیگی ذمہ داری کے لیے فراغت کے اصول کو اپنایا اور تخصص کے اصول کو زندہ کیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فوج کی قیادت کے لیے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن کے لیے، ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو جنگی خط کتابت کے لیے منتخب کیا، امن و ابلاغ اور دیگر اسباب کا بھی اہتمام فرمایا۔

شریعت کے نفاذ کے آثار:...... عہد صدیقی میں شریعت الٰہی کے نفاذ کے آثار صحابہ کرام کے غلبہ وتمکین کی شکل میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ صحابہ کرام نے اللہ کے شعائر کو اپنے اور اپنے بال بچوں پر نافذ کرنے کا اہتمام کیا اور شریعت الٰہی کے نفاذ میں مخلص رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت بخشی اور مرتدین کے خلاف ان کی مدد فرمائی اور انہیں امن و استقرار عطا فرمایا۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾﴾ (الانعام: ۸۲)

''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔''

دین کی نصرت وتائید کرنے والوں کے لیے الٰہی نصرت وتائید کی سنت ان کے حق میں ثابت ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت لی ہے کہ جو اس کی شریعت پر استقامت اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ اپنی قوت و غلبے سے دشمنوں پر انہیں فتح ونصرت عطا فرمائے گا۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾﴾ (الحج: ٤٠-٤١)

''جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا، بڑے غلبے والا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔''

بشریت کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی جماعت نے اللہ کی ہدایت پر استقامت اختیار کی ہو اور اس کو اللہ نے قوت وغلبہ اور سیادت عطا نہ کی ہو۔ [1]

عہد صدیقی میں فضائل کا دور دورہ اور رزائل کا خاتمہ ہوا۔

[1] فی ظلال القرآن: ٤/ ٢٧٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلبہ وتمکین سے ہمکنار لوگوں کے اوصاف: ...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾﴾ (المائدۃ: ٥٤)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا، جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر، اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا بھی نہ کریں گے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل، جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں یہ مذکورہ صفات سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے لشکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر صادق آتی ہیں جنہوں نے مرتدین سے قتال کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کامل ترین صفات اور اعلیٰ ترین نیکی کے جذبات سے متصف قرار دے کر ان کی مدح کی۔ (1) وہ صفات یہ ہیں:

۱...... ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (وہ اللہ کے محبوب اور اللہ ان کا محبوب): اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب محبت کے سلسلہ میں سلف کا مذہب یہ ہے کہ یہ بغیر کسی تاویل اور تعیین کیفیت کے اللہ کے لیے ثابت ہے اور خالق ومخلوق کے درمیان اس کے خصائص میں کوئی مشارکت نہیں ہے۔ (2)

اللہ عزوجل نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی کیونکہ انہوں نے اس کے دین کی خاطر قربانیاں پیش کیں اور جس چیز کو اللہ نے ان پر فرض نہیں کیا اسے اللہ کا تقرب جانتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نفلی طور سے انجام دیا اور مندوبات ومستحبات کی ادائیگی کا فرض کی طرح اہتمام کیا۔ (3) یہ لوگ صبر، تقویٰ اور احسان جیسے اخلاق فاضلہ سے متصف رہے جن سے اپنی محبت کا اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾﴾ (آل عمران: ١٣٤)

''جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور

---

(1) عقیدۃ اهل السنة والجماعة فی الصحابة الکرام: ٢/ ٥٣٤.

(2) تفسیر القاسمی: ٦/ ٢٥٣.

(3) کیف نکتب التاریخ الاسلامی: محمد قطب: ٩٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۷۶)

’’کیوں نہیں، جو شخص اپنا قرار پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے تقویٰ شعار لوگوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ سے عظیم محبت کی، اللہ کی محبت کو ہر چیز پر مقدم رکھا، اور اللہ نے جس چیز کو ناپسند کیا اس کو ناپسند رکھا، اللہ کے دوستوں سے دوستی کی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھی، اللہ کے رسول کی اتباع کی، اس کے نقش قدم پر چلے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے رب، خالق اور رازق سے محبت کی کیونکہ محسن کی محبت فطری چیز ہے اور اللہ کے احسان سے بڑھ کر کس کا احسان ہوسکتا ہے؟ جس نے پیدا کیا اور صحیح اندازہ مقرر کیا، آسان شریعت عطا فرمائی اور انسان کو اچھی شکل وہیئت عطا کی، اطاعت شعاروں سے دائمی جنت کا وعدہ فرمایا، جس میں انواع واقسام کی نعمتیں پیدا کیں، جنہیں کبھی کسی آنکھ نے نہ دیکھا، کسی کان نے نہ سنا اور کسی انسان کے دل ودماغ کی رسائی وہاں تک نہ ہوسکی۔ اس کی اور اس طرح کے بے شمار احسانات کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے رب سے بے مثال محبت کی۔ چنانچہ بلا کسی تردد کے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اہل وعیال کو قربان کر دیا اور اس کے اسباب آسان کر دیے، جس کی وجہ سے ان لوگوں نے اس کو اچھی طرح ادا کیا۔ [1]

۲...... ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ (مومنوں کے مقابلے میں نرم اور کافروں کے مقابلے میں سخت): یہ کامل ایمان والے کی صفت ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی اور دوست کے لیے انتہائی متواضع اور نرم ہوتا ہے اور کافر دشمن کے لیے سخت ہوتا ہے۔ [2] اسی لیے صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج مسلمانوں کی مدد ونصرت میں لگ گئے اور آپ بذات خود مرتدین سے قتال کے لیے نکل پڑے اور گیارہ فوجی دستے اہل ایمان سے ظلم کو ہٹانے اور مرتدین کی قوت کو توڑنے کے لیے روانہ کیے۔ مرتدین جنہوں نے کمزور مسلمانوں کو اذیت پہنچائی تھی ان کا کوئی عذر قبول نہ کیا الا یہ کہ ان سے مسلمانوں کو بدلہ دلایا اور ان کے ساتھ ویسا ہی کیا جیسا کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا اور اسلامی فوج کے دیگر قائدین نے بھی ایسا ہی کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ معاشرہ میں رعایا کے حقوق واحوال کی رعایت کا پورا اہتمام کرتے، لونڈیوں، خواتین اور بوڑھی عورتوں اور بڑی عمر والوں کے ساتھ تعامل کی کیفیت ہمارے سامنے آ چکی ہے۔ عہد صدیقی میں یہ صفات عام ہوئیں اور لوگوں کی زندگیوں میں رچ بس گئیں۔

۳...... ﴿يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ (اللہ کی راہ میں جہاد

[1] الایمان واثرہ فی الحیاۃ: القرضاوی ۵۔۱۲۔ [2] تفسیر القاسمی ۶/ ۲۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے) اللہ کے دشمن سے جہاد کی صفت، عصر صدیقی میں مرتدین سے جنگ اور ان کی قوت توڑنے کی شکل میں اور بعد میں ہونے والی اسلامی فتوحات کی شکل میں نمایاں ہوئی، جس کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ آئے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دشمنان اسلام سے اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے، اللہ واحد کی عبادت کو ثابت کرنے اور اللہ کے حکم اور اسلام کے نظام کو زمین میں قائم کرنے کے لیے جہاد کیا۔ اسلامی قیادت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں جزیرہ عرب کو سارے عالم کی فتح کا مرکز بنانے میں کامیاب ہوئی اور جزیرۂ عرب منبع صافی قرار پایا جہاں سے اسلام پورے روئے زمین میں ان نفوس کے واسطے سے پھیلا جن کو زندگی نے تجربہ کار بنا دیا، تعلیم و تربیت، جہاد اور انسانیت کی سعادت مندی کے لیے نفاذ شریعت جیسے مختلف میدان میں متعدد تجربوں کے مالک قرار پائے۔ ❶

حروب ارتداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو جہاد کیا وہ منجانب اللہ اسلامی فتوحات کا پیش خیمہ تھا۔ اس جہاد میں اسلامی پرچم نمایاں ہوئے، قدرتیں ظاہر ہوئیں، طاقتیں اجاگر ہوئیں، میدانی قیادتوں کا انکشاف ہوا اور قائدین نے مختلف انواع و اقسام کے جنگی اسلوب اور منصوبے وضع کیے، سچی، مطیع اور سلیقہ مند فوجی صلاحیتیں نمایاں ہوئیں، انہیں اس کا بخوبی علم تھا کہ کس لیے قتال کرتے ہیں؟ کس کے لیے یہ ساری قربانیاں پیش کر رہے ہیں؟ اس لیے ان کا عمل نمایاں اور قربانی وفدائیت عظیم رہی۔ ❷

اللہ کے فضل و کرم اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہاد سے تاریخ میں پہلی مرتبہ جزیرۂ عرب اسلام کے پرچم تلے متحد ہو گیا۔ اسلامی دارالخلافہ مدینہ نے اپنا نفوذ پورے جزیرۂ عرب پر پھیلا دیا اور پوری امت ایک سربراہ کے پیچھے ایک مبدأ اور ایک فکر کے تحت چلنے لگی۔ یہ فتح و کامیابی اسلامی دعوت کی کامیابی تھی اور اسی طرح اختلاف اور عصبیت کے عوامل و اسباب پر غلبہ حاصل کر کے اسلامی وحدت کی کامیابی تھی اور اسی طرح یہ واضح برہان تھی کہ اسلامی حکومت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سخت ترین مشکلات پر غلبہ حاصل کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ ❸

اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کی راہ میں جہاد کرتے، کسی کی ملامت، تنقید اور اعتراض کا خوف نہ کھاتے کیونکہ وہ دین میں مضبوط تھے اور حق کو ثابت کرنے اور باطل کو پامال کرنے کے لیے کام کر رہے تھے۔ ❹

۴...... ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے): وہ اللہ کے محبوب، اللہ ان کا محبوب، مومنوں کے مقابلے میں نرم اور کافروں کے مقابلے میں سخت، اللہ کی

---

❶ فقه التمكين فى القرآن الكريم: ٤٩١ . ❷ تاريخ صدر الاسلام للشجاع: ١٤٢-١٤٣ .

❸ تاريخ الدعوة الاسلامية: د/ جميل المصرى ٢٥٦ .

❹ تفسير المنير: ٦/ ٢٣٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ میں جہاد، ملامت گروں کی ملامت کی پروا نہ کرنا وغیرہ مذکورہ صفات یہ اللہ رب العالمین کا فضل و کرم ہیں جن کے ذریعے سے اپنے اولیاء کو بزرگی عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مزید فضل و کرم سے نوازتا ہے کیونکہ اللہ کے فضل و کرم بے پایاں ہیں، ❶ اللہ کا فضل بڑا وسیع ہے۔ کون اس کے مستحق ہیں اور کون اس کے مستحق نہیں ان کو خوب جانتا ہے۔ ❷

دورِ صدیقی میں معاشرے کے اوصاف:

جب ہم خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں اسلامی معاشرہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے مختلف خصائص آتے ہیں:

۱: یہ بالعموم ایک مسلم معاشرہ تھا، اسلام کے کامل معنی کے ساتھ۔ اللہ اور آخرت پر گہرا ایمان تھا۔ اسلامی تعلیمات کو واضح متانت و سنجیدگی اور لزوم کے ساتھ نافذ کیے ہوئے تھا۔ تاریخ کے اندر مختلف معاشرے میں واقع ہونے والے گناہوں کے مقابلے میں اس معاشرے میں گناہوں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ دین ہی اس کی زندگی تھا۔ معمولی چیز نہ تھی کہ اس سے بسا اوقات استفادہ کر لیا جائے، بلکہ اس کی حیثیت حیات و روح کی تھی۔ صرف تعبدی شعائر کی حد تک نہیں کہ جس کی ادائیگی کا صحیح طریقے سے اہتمام کیا جائے بلکہ ان کی اخلاقیات، تصورات، اہتمامات، قیم، معاشرتی روابط، خاندانی اور پڑوسی تعلقات، خرید و فروخت، طلب رزق، امانت، تعامل، غیر مستطیع کی کفالت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، حکام و والیان کے اعمال کی نگرانی وغیرہ جیسے امور میں اس کا اہتمام اور نفاذ پایا جاتا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ معاشرے کا ہر فرد اس صفت سے متصف تھا کیونکہ دنیا کی زندگی میں ایسا نہیں ہوسکتا، حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشرے میں بھی جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے منافقین موجود تھے، جو اسلام کا اظہار کرتے تھے اور باطن میں دشمن تھے، ضعیف الایمان، ناکارہ، سست اور خائن بھی موجود تھے لیکن معاشرے میں ان کا کوئی وزن نہ تھا اور نہ ان کے اندر معاشرے کے دھارے کو پھیرنے کی طاقت تھی اور دور دورہ ان لوگوں کا تھا جو سچے مومن، اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے والے اور دین حق کی تعلیمات کا التزام کرنے والے تھے۔ ❸

۲: یہ ایسا معاشرہ تھا جس میں امت کے حقیقی معنی بدرجہ اتم موجود تھے۔ امت مجرد انسانوں کا ایک مجموعہ نہیں جنہیں زبان، زمین اور مصالح نے اکٹھا کر دیا ہو۔ یہ تو جاہلیت کے روابط ہیں۔ ان کی اساس پر اگر کوئی امت وجود پذیر ہوتی ہے تو وہ جاہلی امت ہے۔ ربانی معنی میں امت وہ ہے جو عقیدہ کی اساس پر وجود پذیر ہو، زبان، رنگ، قومیت اور زمینی مصالح رابطے کی اساس قرار نہ پائیں۔ تاریخ کے اندر امت اسلامیہ میں

❶ تفسير القاسمي: ١/ ٢٥٨. ❷ تفسير المنير: ٦/ ٢٣٣.

❸ كيف نكتب التاريخ الاسلامي: ١٠١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ کا رابطہ جس قدر اجاگر ہوا کہیں اور نہیں ہوا۔ امت اسلامیہ ہی نے ایک طویل عرصے تک امت کے صحیح معنی ثابت کیے۔ یہ امت زمین، قومیت، رنگ اور زمینی مصالح پر قائم نہیں ہوتی بلکہ عقیدہ کی اساس پر قائم ہوتی ہے جو عقیدہ عربی، حبشی، رومی اور فارسی کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے اور فاتحین اور مفتوحین کے مابین کامل دینی اخوت کی اساس پر تعلقات استوار کرتا ہے۔ اگر اس امت نے ایک طویل عرصے تک امت کے یہ معنی ثابت کر کے دکھائے ہیں تو اسلام کا ابتدائی دور انتہائی بہترین دور ہے، جس میں اسلام کے تمام معانی پائے گئے جس میں امت کا مفہوم بھی شامل ہے، اس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ ❶

۳: یہ ایک اخلاقی معاشرہ تھا جو دین کے اوامر و توجیہات سے مستفاد واضح اخلاقی اصول پر قائم تھا اور یہ اصول صرف مرد و خواتین کے تعلقات کو شامل نہیں اگرچہ یہ اس معاشرے کی واضح ترین خصوصیت تھی بلکہ یہ معاشرہ عریانیت، اختلاط اور حیا سوز قول و فعل اور اشارہ نیز زنا سے خالی تھا۔ الا یہ کہ شاذ و نادر، جس سے کوئی بھی معاشرہ مطلقاً بچ نہیں سکتا۔ لیکن اخلاقی اصول مرد و خواتین کے تعلقات سے کہیں زیادہ وسیع تر تھا۔ یہ اصول سیاست، اقتصاد، اجتماع، فکر اور تعبیر کو بھی شامل تھا۔ حکومت وسلطنت، اسلامی اخلاقیات پر قائم تھی، اقتصادی تعلقات؛ خرید و فروخت، تبادل اور استغلال مال بھی اسلامی اخلاقیات پر قائم تھے۔ غمز ولمز، عیب جوئی، چغل خوری، قذف اور بہتان طرازی کا گذر نہیں تھا۔ ❷

۴: یہ ایک سنجیدہ معاشرہ تھا۔ اہم ترین امور میں مشغول تھا۔ ردی اور ناکارہ امور میں نہیں الجھتا تھا۔ لیکن متانت و سنجیدگی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ترش روئی اور سختی اختیار کی جائے بلکہ یہ ایسی روح ہے جو لوگوں کے اندر ہمت کو بیدار کرتی ہے اور نشاط و عمل اور حرکت پر ابھارتی ہے۔ اسی طرح لوگوں کی دلچسپیاں ظاہری امور کی دلچسپیوں سے بالاتر تھیں۔ اس معاشرے میں ان بیکار اور سست معاشروں کے اوصاف نہیں تھے جو گھروں اور گلی کوچوں میں حیرانی و پریشانی کا شکار رہتے ہیں اور شدید بیکاری کی وجہ سے وقت گذاری کے وسائل تلاش کرتے ہیں۔ ❸

۵: یہ معاشرہ ہمہ وقت عمل کے لیے تیار تھا۔ ہر جانب آپ فوجی روح واضح طور سے محسوس کریں گے، صرف میدان قتال میں نہیں۔ اگرچہ قتال فی سبیل اللہ نے اس معاشرے کی زندگی میں بڑا حصہ لے رکھا تھا لیکن تمام شعبوں میں یہ روح کارفرما تھی۔ ہر ایک ہمہ وقت عمل کے لیے تیار رہتا تھا، جب بھی اس سے مطالبہ ہو ڈٹ جائے۔ اس لیے عسکری یا مدنی تربیت دینے اور تیار کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ وہ خود بخود تیار تھے۔ عقیدہ کی جو خوراک ان کو دی گئی تھی اس کا یہ اثر تھا کہ ان کے اندر ہر میدان میں نشاط پیدا ہو چکا تھا۔ ❹

❶ کیف نکتب التاریخ الاسلامی: ۱۰۱۔ ❷ کیف نکتب التاریخ الاسلامی: ۱۰۲۔
❸ کیف نکتب التاریخ الاسلامی: ۱۰۲۔ ❹ کیف نکتب التاریخ الاسلامی: ۱۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦: یہ ایک عبادت گذار معاشرہ تھا۔ روح عبادت ان کے جملہ تصرفات میں نمایاں تھی۔ صرف رضائے الٰہی کے لیے فرائض ونوافل کی ادائیگی میں نہیں بلکہ تمام اعمال کی ادائیگی میں عمل کو وہ عبادت سمجھتے تھے۔ اس کو روح عبادت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ حاکم اپنی رعیت پر روح عبادت کے ساتھ حکمرانی کرتا، اور معلم روح عبادت کے ساتھ لوگوں کو قرآن پڑھاتا اور دین کی تعلیم دیتا، اور تاجر روح عبادت کے ساتھ بیع وشراء میں اللہ کا خیال رکھتا، شوہر اپنے گھریلو امور کو روح عبادت کے ساتھ ادا کرتا، بیوی گھر کے کام کاج روحِ عبادت کے ساتھ ادا کرتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم کارفرما تھی:

((کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته)) ❶

''تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

دور صدیقی کے یہ اہم خصائص ہیں جو خلافت راشدہ کا آغاز تھا۔ ان خصائص نے اسے بلندترین مسلم معاشرہ قرار دیا۔ اسی وجہ سے یہ دور اسلامی تاریخ میں مثالی دور قرار پایا۔ یہ اسلام کی تیز رفتار نشر و اشاعت میں ممدومعاون ثابت ہوا۔ فتوحات کی تحریک پوری تاریخ میں تیز ترین تحریک ثابت ہوئی اور پچاس سال سے کم مدت میں مغرب میں بحر اوقیانوس سے لے کر مشرق میں ہندوستان تک پھیل گئی۔ یہ ایسی ظاہر حقیقت ہے جو ریکارڈ میں لانے اور نمایاں کرنے کی مستحق ہے اور اسی طرح مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کا بغیر کسی زور زبردستی کے اسلام میں داخل ہونا اس کی اہم ترین خصوصیت تھی۔ مذکورہ خصائص اس اسلامی معاشرہ کا حقیقی سرمایہ تھے۔ جب لوگوں نے اسلام کو اس عجیب صورت میں نافذ العمل پایا تو ان کے اندر اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے خود بخود یہ پسند کیا کہ وہ اس دین کو اختیار کر کے مسلمان ہو جائیں۔ ❷

خارجی دخل اندازی کے خلاف جنگ میں صدیقی سیاست:

جب جزیرۂ عرب میں اسلامی سلطنت کی تحریک نے زور پکڑا تو روم وایران کے پڑوسی عرب قبائل میں سے بہتوں نے اسلامی حکومت کو تسلیم کر لیا لیکن جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی تو وہ روم و ایران کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہو گئے۔ روم و ایران نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان قبائل کو اسلامی حکومت کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا اور ان کو ہر طرح کا تعاون دلانے کے لیے تیار ہو گئے۔ ❸ اس خارجی دخل اندازی کے مقابلے کے لیے آپ نے یہ سیاست اختیار کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد لشکر اسامہ کو روانہ کیا۔ اس سے ان قبائل کے حملہ آور ہونے سے ضمان مل گیا۔ نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید بن

---

❶ کیف نکتب التاریخ الاسلامی: ۱۰۳.

❷ کیف نکتب التاریخ الاسلامی: ۱۰۳.

❸ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۳۱۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العاص رضی اللہ عنہ کو شام کے حدود پر "حمقتین" کی طرف لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تبوک اور دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف روانہ فرمایا۔ پھر مثنیٰ بن حارثہ شیبانی بحرین کے ارتداد پر قابو پانے کے بعد جنوب عراق کی طرف روانہ ہوئے اور سجاح جو عراق کے عرب نصاریٰ سے تعلق رکھتی تھی جب اس نے مسلمانوں کی قوت کا مشاہدہ کیا تو عراق کی طرف لوٹنے پر مجبور ہوئی جو اس وقت فارس کے زیر تسلط تھا۔ مسلمان اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں انتہائی بیدار تھے۔ انہوں نے شمالی حدود کی حفاظت بڑی باریکی اور اہتمام سے کی، ہم مشرق سے لے کر مغرب تک فارس و روم کے حدود پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ، اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نجد کے شمال میں پاتے ہیں، پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل میں اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو شام کے حدود پر پاتے ہیں اور لشکر اسامہ تو اپنی جگہ مسلم ہے ہی۔ ❶

اہل فارس اسلام کو زک پہنچانے کے انتظار میں تھے لیکن وہ سانپ کی طرح اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھے۔ خاص کر جب کہ وہ یہ مشاہدہ کر رہے تھے کہ اسلامی سیلاب اپنے سامنے سے تاریخ کے خس و خاشاک کو بہائے لیے جا رہا ہے اور شر و طغیان کی تمام قوتوں کو اٹھا پھینک رہا ہے اور جب یہ موقع آیا کہ بعض قبائل اسلام سے ارتداد کا شکار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قبیلہ بکر بن وائل نے کسریٰ کے پاس پہنچ کر بحرین کی امارت کی پیش کش کی۔ ان کی یہ پیش کش قبولیت سے ہمکنار ہوئی اور اس نے ان کے ساتھ منذر بن نعمان کی قیادت میں سات ہزار شہسوار و پیادہ فوج مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کے لیے بھیجی۔ ❷ اور مسیلمہ کذاب کی طرف امرائے فارس کی نگاہیں لگی ہوئی تھیں۔ ❸ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے بیان کیا ہے کہ سجاح نے جو شمالی عراق سے اپنی جماعت کے ساتھ جزیرۂ عرب کی طرف رخ کیا وہ اہل فارس اور عراق میں ان کے والیان کی تحریض کا نتیجہ تھا تاکہ عرب میں فتنے کی آگ بھڑکائیں۔ ❹ فارس نے یہ کردار اختیار کیا اور روم کا کردار اس سے کہیں خطرناک اور نمایاں تھا۔ یہ اس وجہ سے کہ روم کا موقف اسلام اور حکومت اسلام کے خلاف انتہائی سخت تھا کیونکہ رومی فکر و عقیدہ اور ترقی یافتہ نظام و قوانین کے مالک تھے۔ ان کے پاس نہ ختم ہونے والا سامان حرب اور نفری قوت موجود تھی اور بے شمار ممالک ان کے حلیف اور تابع تھے۔ اس لیے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات بالکل ابتدائی دور سے انتہائی درجہ کشیدگی کا شکار تھے۔ ❺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط پہنچنے کے بعد ہی سے رومیوں نے مسلمانوں کے ساتھ ٹکرانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ جس کے نتیجے میں موتہ اور تبوک کے غزوات پیش آئے، جس نے مادی طور سے یہ ثابت کر دیا کہ اسلامی سلطنت کو نگلنا اور اس کے افراد کو خریدنا

---

❶ حروب الردۃ: ۱۷۴۔۱۷۵۔ ❶ الاکتفاء فی تاریخ المصطفی والثلاثۃ الخلفاء: ۳/ ۳۱۸۔۳۱۹۔

❷ الاسلام والحرکات المضادّۃ، للدکتور الخربوطلی: ۱۴۶۔

❸ الردۃ: غیداء خزنہ کاتبی ۴۹، مخطوط بحوالہ حرکۃ الردۃ: ۱۴۶۔

❹ حرکۃ الردۃ: ۱۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسان نہیں اور دوسری طرف مسلمانوں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ قبائل شام کے عرب نصاریٰ کا دل رومیوں کے ساتھ ہے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے فوراً بعد بذات خود امرائے شام اور اتباع روم کے ساتھ معاہدہ کر چکے تھے لیکن رومی اسلامی سلطنت کے ساتھ چھیڑ خانی اور اس کے پر و بازو کترنے کی کوشش سے باز آنے والے نہ تھے اور پھر ان کا اوّلین مقصد اسلامی سلطنت کا صفایا کرنا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے اچھی طرح واقف تھے جو لشکر اسامہ کو روانہ کرنے پر اصرار سے بالکل واضح ہے۔ اور جزیرۂ عرب کے شمال میں آباد قبائل عرب، لخم، غسان، جذام، بلی، قضاعہ، عذرہ اور کلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان کو توڑنا چاہا۔ اور رومی سلطنت کے علاوہ اور کون تھا جو انہیں اسلحہ، افراد، مال اور جنگی منصوبے عطا کرتا؟ ان حالات میں لشکر اسامہ کو روانہ فرما کر بزبان حال رومیوں سے کہنا چاہتے تھے کہ باوجودیکہ میرے ملک کے اندر بعض قبائل عہد و پیمان کو توڑ چکے ہیں لیکن اس سے ہم مسلمانوں کی قوت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ سب سے بڑے عالمی حملے کو روک دیں اگرچہ وہ حملہ تمہاری طرف سے کیوں نہ ہو۔ [1]

جزیرۂ عرب میں نقض عہد کی لہر سے فارس و روم پر امید ہو گئے کہ عرب اب اسلام کا صفایا کر دیں گے اور روم و فارس نے اسلامی حکومت کے خلاف باغیوں کا بھرپور تعاون کیا اور فرار ہونے والوں کو پناہ دی۔ ابھی مسلمان جزیرۂ عرب کو اسلام کے پرچم تلے متحد کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تھے کہ شمال کی جانب دو بڑے دشمنوں سے ٹکرانے کا وقت آ گیا جو اسلام کے خلاف گھات میں لگے ہوئے تھے۔ [2]

ابوبکر رضی اللہ عنہ مرکز قیادت مدینہ منورہ سے حرکت میں آئے اور وہاں سے اسلامی افواج کو روانہ کیا اور ہر طرح کے جنگی ساز و سامان سے ان کو مسلح کیا، جس سے دشمن ہیبت زدہ اور مرعوب ہو سکتے تھے۔ اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ مرکز قیادت جزیرۂ عرب میں خیر کو عام کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اگر آپ مرکز قیادت جزیرۂ عرب میں امن کو بحال نہ کر لیتے تو شام و عراق کی فتح کے لیے نکلنا ممکن نہ ہوتا۔ مرکز کا امن تین درجات میں نمایاں رہا:

- خلیفہ کا جہاد جاری رکھنے کا عزم اور اپنی فکری صلاحیت اور اس کے ممتاز ہونے پر گہرا اور مضبوط ایمان اور اس کے ذریعے سے غلبہ و بلندی کے حصول کی طلب۔
- مہاجرین و انصار کے مدنی معاشرہ کی نظافت و پاکی۔
- عربی معاشرہ کا شرک کی گندگیوں اور ارتداد کے امراض سے پاک ہونا۔

یہ تینوں درجات ایک دوسرے کے لیے سہارا بنے، جس کی وجہ سے اسلام کی عمارت بلند اور قوی تر ہوئی اور آپ نے عراق و شام کے اڈوں کو اس طرح مارا کہ روم و فارس کی سلطنتیں تھوڑی سی مدت میں ہل گئیں اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ جزیرۂ عرب سے نکلنے والی اسلامی افواج وحدت صفت، وحدت فکر اور وحدت علم کی حامل

[1] حركة الردة للعتوم: ۱۵۰.
[2] موسوعة التاريخ الاسلامي: د/ احمد شلبي ۱/ ۳۸۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ پیچھے سے کوئی خطرہ نہ تھا، ان کی پشت پناہی ہو رہی تھی اور انہیں قوت بہم پہنچانے والے مراکز مامون ومحفوظ تھے۔ ❶

فتنہ ارتداد کے نتائج:

حروب ارتداد نے دوررس آثار و نتائج چھوڑے ہیں جو زمان و مکان کے ساتھ محدود نہ تھے بلکہ مختلف نسلوں، زمانوں، افکار، سلوکیات اور احکام کو شامل ہیں۔ بعد میں آنے والی نسلوں کو اس سے برابر غذا مل رہی ہے اور بہت سے فائدے ان کو حاصل ہو رہے ہیں۔ ان میں سے اہم ترین نتائج یہ ہیں:

۱۔ دیگر تصورات اور افکار ونظریات سے اسلام ممتاز قرار پایا:...... رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بڑی تیزی سے تبدیلیاں آئیں۔ دیہاتی ارتداد کی زد میں تیزی سے آنے لگے۔ یہ مولفۃ قلوب تھے یا منافقین تھے یا وہ لوگ تھے جو آخر میں مجبوراً اسلام میں داخل ہو گئے یا وہ لوگ تھے جو حقیقت میں اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے تھے۔ پہلی دو اصناف میں بطور مثال عیینہ بن حصن فزاری کو پیش کیا جا سکتا ہے جس نے اسلام تو قبول کیا لیکن اس کے اسلام میں بڑا فتور تھا۔ اسی لیے جیسے ہی ارتداد کا فتنہ اٹھا اس کو قبول کر لیا اور طلیحہ اسدی نے دنیا کی خاطر اپنے دین کو بیچ دیا اور جب عیینہ کو گرفتار کر کے بیڑیوں میں مقید ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو مدینہ کے بچے اس کے پاس سے گذرتے اور اسے کھجور کی ٹہنیوں سے کونچ کر کہتے: اللہ کے دشمن! تو ایمان کے بعد کافر ہو گیا؟ وہ جواب دیتا: واللہ میں ایمان میں کبھی داخل ہی نہیں ہوا۔ ❷ اور انہی لوگوں میں سے جو اصلاً اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے یمن کا قبیلہ عنس تھا۔ یہ مدعی نبوت ظالم اسود عنسی کا قبیلہ تھا، جس نے یمن میں گل کھلائے اور مسلمانوں کو اذیت پہنچائی۔ نصوص اسلام کے سلسلہ میں ان کے سوء فہم کی مثال جس سے یہ کفر کے مرتکب ہوئے یہ ہے کہ ان میں سے بعض نے زکوٰۃ کا انکار کرتے ہوئے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۰۳﴾ (التوبۃ: ۱۰۳)

''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک وصاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجیے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے اور خوب جانتا ہے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قبائل عرب میں سے بعض مانعین زکوٰۃ کا یہ عقیدہ ہو چکا تھا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی رسول اللہ ﷺ

❶ حرکۃ الردۃ: ۳۲۳۔ ❷ تاریخ الطبری: ۳/ ۲۶۰، حرکۃ الردۃ: ۱۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے خاص تھی، آپ کے بعد امام وقت کو اسے ادا نہیں کیا جائے گا اور اسی آیت سے انہوں نے استدلال کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے اس باطل تاویل اور فاسد فہم کی تردید فرمائی اور ان سے اس وقت تک قتال کیا جب تک انہوں نے زکوٰۃ خلیفہ کے حوالے نہ کر دی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے۔'' ❶

قبائلی عصبیت زوروں پر نمایاں ہوئی، مسیلمہ کذاب بنو حنیفہ کو اپنی اتباع اور قریش کے لیے حقِ نبوت کے انکار پر ابھارتے ہوئے کہتا ہے: ''میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ مجھے بتلاؤ کہ بھلا کیسے قریش تمہارے مقابلے میں نبوت اور امامت کے زیادہ مستحق ہو گئے؟ واللہ نہ تو وہ تم سے تعداد میں زیادہ ہیں اور نہ تم سے زیادہ دلیر اور بہادر ہیں، اور تمہارا ملک ان کے ملک سے زیادہ وسیع وعریض ہے اور تمہارے پاس ان سے زیادہ مال و دولت ہے۔'' ❷

رجال بن عنفوہ حنفی جو قرآن پڑھنے اور دین کا علم حاصل کرنے کے بعد گمراہی کا شکار ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیلمہ کے مابین حقیقت نبوت کے سلسلے میں کہتا ہے: ''دو مینڈھے آپس میں ٹکرائے ان دونوں میں سے ہمارے نزدیک سب سے محبوب مینڈھا ہمارا مینڈھا ہے۔'' ❸

طلحہ نمری نے جب مسیلمہ کو دیکھا، اس کی بات سنی اور اس کا کذب اس پر نمایاں ہو چکا پھر بھی اس نے مسیلمہ سے کہا: ''میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد صادق ہیں لیکن ربیعہ کا کذاب مجھے مضر کے صادق سے زیادہ محبوب ہے۔'' ❹

بلکہ مسیلمہ کذاب خود جانتا تھا کہ وہ جھوٹا ہے چنانچہ معرکہ یمامہ پیش آیا اور مسلمان غالب آنا شروع ہو گئے تو اس کے ساتھیوں نے اس پر غضب ناک ہو کر اس سے کہا: کہاں ہے وہ فتح و نصرت جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا تھا؟ تو اس نے کہا: اپنے حسب و خاندان کی خاطر قتال کرو اور جس دین کی بات میں کرتا تھا وہ دین نہیں۔ ❺

ان کے تصورات، افکار، سلوکیات اور آمال آپس میں گڈمڈ ہو گئے اور مرتدین اسلام کو ختم کرنے اور اس کو وجود سے مٹا دینے پر تل گئے اور شر کی قوتیں اس پر ٹوٹ پڑیں لیکن مسلمانوں کی وحدت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت یافتہ اسلامی معاشرے کے مضبوط اساس و اصول کے گرد مجتمع ہو جانے کی وجہ سے ان کی تمام کوششیں اور سازشیں ناکام ہو گئیں۔

یہ اساس و اصول مقناطیسی قطب کے مانند قرار پایا جو اپنی طبیعت و خصائص کے پیش نظر ہر اس شخص کو اپنی طرف کھینچتا رہا جو اسلام کی اہلیت رکھتا تھا۔ اس وحدت و اجتماعیت نے اسلامی قوت کو نمایاں کیا، افراد اور جنگی

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۳۸٦ طبعة الحلبی۔ ❷ حرکة الردة للعتوم: ۱۲٤۔
❸ الاصابة لابن حجر: ۲۷٦۱۔ ❹ تاریخ الطبری: ٤/ ۱۰٤۔
❺ تاریخ الطبری: ٤/ ۱۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سازوسامان کی کثرت کی بنیاد پر نہیں بلکہ منفرد تصور وفکر اور بے نظیر تربیت کی قوت اور رونما ہونے والے واقعات کے ساتھ بے لاگ برتاؤ کی بنا پر اس معاشرے کے افراد اپنے تعامل و کردار میں بالکل صریح اور واضح تھے جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ عبارت واضح تھی:

((من كان يعبد محمدا فان محمدا قد مات ، ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت)) ❶

''جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا رہا ہو وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ زندہ وجاوید ہے اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی۔''

ارتداد کے واقعات کے نتائج میں سے اسلامی تصور کو تحریف وتشویہ سے محفوظ رکھنا ہے اور اسلامی فکر جاہلی عصبیت اور گڈمڈ ولاء سے پاک ہوگئی اور ہر طرح کی ملاوٹ سے خالص ہوگئی۔ اسلامی تصور کسی طرح کی مداہنت کو قبول نہیں کر سکتا، حالات وظروف کیسے ہی کیوں نہ ہوں، اور اسلامی قوت افراد اور جنگی سازوسامان پر منحصر نہیں ہے بلکہ ایمان وروح کی معنوی قوت پر منحصر ہے۔ اصل لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا ہے ان سے قتال کرنا نہیں بلکہ دعوت مقدم ہے لوگوں کی ہدایت کا شوق وحرص ہر چیز پر مقدم ہے۔ ❷

۲. معاشرہ کے لیے ٹھوس بنیاد کے وجود کی ضرورت: ...... ارتداد کے احداث نے اسلامی سلطنت کی بنیاد میں اصلی معاون کو ظاہر کیا اور مضبوط عناصر کا انکشاف کیا۔ اس حکومت کے افراد یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتشر افراد نہ تھے بلکہ وہ اس حکومت اور معاشرے کی اساس وبنیاد کی حیثیت رکھتے تھے اور وہ بھی کھوکھلی اور سادہ بنیاد نہیں بلکہ مضبوط اور ٹھوس بنیاد اور سمجھ بوجھ کے مالک اور اپنی حقیقت اور دشمن کی حقیقت سے واقف اور اپنے اردگرد کے خطرات کو سمجھنے والے اور مکمل بیداری کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنے والے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ قوی وعزیز سے ان کا تعلق استوار تھا۔ اسی لیے یہ اپنے تمام دشمنوں پر غالب آئے اور راستے سے تمام رکاوٹوں کو دور کیا اور ان بنیادی لوگوں نے اسلام اور حکومت اسلام کی حفاظت کی اور مرتدین کی قوت کو توڑنے کے لیے بڑی فوج جمع کی اور اپنے اردگرد لوگوں کے حالات کو سنوارا اور اس کے بعد اللہ کے فضل پھر ان لوگوں کی کوششوں سے امت کے وجود وبقاء اور ترقی کی حفاظت ہوئی۔ ❸

۳. جزیرہ عرب کو اسلامی فتوحات کا مرکز بنانا: ...... رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوتے ہی اختلاف رونما ہوا اور بہت سے قبائل نے خلیفہ سے بغاوت کر دی۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے ساتھ مل کر انتہائی مشکل اور عظیم کام انجام دیا اور قبائل کو حکومت کے تابع کرنے میں کامیاب ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

---

❶ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۳۲۳. ❷ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۳۲٤.

❸ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۳۲۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیتی، تعلیمی، جنگی اور اداری منصوبے کی تنفیذ میں بذات خود حصہ لیا اور واضح ترین کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ عرب قبائل اسلامی خلافت کے ساتھ جڑ گئے اور اس کے بعد جزیرۂ عرب اسلامی فتوحات کا مرکز قرار پایا اور ایسا اسلام کا سرچشمہ قرار پایا جس سے اسلام کے دھارے پھوٹنے لگے اور یہاں سے لوگ نکل کر پورے روئے زمین میں فاتح، معلم اور مربی کی حیثیت سے پھیل گئے۔ ❶

جزیرۂ عرب فتوحات کا مرکز تھا، اگر مرکز نہ ہو یا مرکز میں استقرار کی جگہ اضطراب پایا جائے تو بھلا فتح کیسے حاصل ہوگی؟ لیکن جزیرۂ عرب کے مرکز قرار پا جانے کے بعد جزیرۂ عرب کی تمام طاقتوں کو جنگی مہم کے لیے جمع کرنا ممکن ہوگیا۔ ❷

٤. اسلامی فتوحات کی تحریک کے لیے قائدین تیار کرنا:...... ارتداد کا فتنہ جب برپا ہوا تو سچے اور جھوٹے نمایاں ہوئے، طاقت وقوت کی خوب آزمائش ہوئی۔ اس سے جہاں امت کے اندر پوشیدہ قیمتی جواہر کا انکشاف ہوا وہیں دوسری طرف گھٹیا کھوٹے سکوں کی حقیقت ظاہر ہوئی اور نفیس، ٹھوس اور ڈھلے ہوئے ہیرے اور جواہرات کو ان کا مقام ملا اور فتوحات کی تحریک میں زمام امور کو سنبھالا۔ تاریخی مصادر اور مراجع ہمیں ایسے قائدین سے متعلق معلومات فراہم کرتے ہیں جن کا تعلق نہ مہاجرین وانصار اور نہ صحابہ سے تھا لیکن اللہ کی کتاب سے انہوں نے تربیت حاصل کی تھی، پھر فتنہ ارتداد نے ان کو نکھارا اور دوسروں سے ممتاز کیا اور فتح مند فوجوں کی قیادت حاصل ہوئی اور سب لوگوں نے ان کی مہارت، فدائیت اور ایمان صادق کی شہادت دی۔

مدینہ میں مرکزی قیادت اور میدان قتال کی قیادتوں کے مابین تفاہم، تعاون اور رابطہ موجود تھا۔ باوجودیکہ ان کے مابین طویل مسافت تھی لیکن مرکزی قیادت اور میدانی قیادتوں کے اعمال میں خوشگوار توازن بالکل نمایاں اور واضح تھا۔ ❸

٥. فتنہ ارتداد اور فقہ واقع:...... قرآن وحدیث کی متعدد نصوص میں ارتداد کا ذکر موجود ہے، جس کا شکار بعض لوگ ہو سکتے ہیں۔ ان تمام نصوص کی حیثیت نظری رہی، ابھی تک واقع میں بشکل عام عملی طور سے یہ چیز وجود پذیر نہ ہوئی تھی، لیکن جب ارتداد کا فتنہ رونما ہوا تو عملی طور سے مسلمانوں کے سامنے یہ چیز آئی۔ ان نصوص کی روشنی میں اس کے احکام مستنبط کیے اور استنباط شدہ احکام ان نصوص کو سمجھنے کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے اور یہ چیز ان مرتدین کے سلسلہ میں صحابہ کرام کے موقف سے متعلق ان کے مابین رونما ہونے والے مباحثے سے بالکل نمایاں ہے۔ وہ ان نصوص کی طرف رجوع کرتے، ان کو پڑھتے اور بحث وگفتگو کرتے اور جلد ہی ایک ہی صورت پر متفق ہو جاتے، خواہ یہ ان کی تقییم وتوصیف سے متعلق ہو یا طریقہ تعامل سے۔ نص و واقع

---

❶ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ٣٢٦. ❷ الطريق الى المدائن: احمد عادل كمال ١٨٢.

❸ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ٣٢٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق مذکورہ عملی تعامل کے نتیجے میں فقہ اسلامی کے بہت سے ابواب وجود میں آئے جن کے اندر ارتداد سے متعلق دقیق تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل فقہی مشعلِ راہ قرار پایا اور بعد میں آنے والوں نے استنباط اور تطبیق کے سلسلہ میں اس سے استفادہ کیا۔ ❶

٦. ولا یحیق المکر السیئُ الا باھلہ (اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے):...... دین اسلام کے خلاف بغاوت کی کوشش خواہ فرد یا جماعت کی طرف سے ہو یا حکومت وسلطنت کی طرف سے، ناکام کوشش ہوگی۔ اس کا انجام واضح شکست اور بری ناکامی ہوگی کیونکہ یہ بغاوت وتمرد اللہ کے اس حکم کے خلاف ہوگا جو اس نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے اور اسی طرح اس جماعت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے جو اس کتاب کی گرویدہ ہوگی اور اپنے اندر اس کتاب کو نافذ کرے گی اور اس کا فیصلہ ہے کہ انجام کار تقویٰ شعاروں کے لیے ہے اور ستائے ہوئے اور مستضعفین سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ظالموں پر غلبہ عطا کرے گا۔ یقیناً اللہ کے دین کے ساتھ مکر وسازش کرنے والوں کے لیے دنیا وآخرت میں ہلاکت وتباہی ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

کناطح صخرۃٍ یوما لِیُوھِنَھَا
فَلَم یَضُرْھا و أَوْھٰی قَرْنہ الوَعِلُ ❷

''چٹان کو سینگ مارنے والے بکرے کی طرح تاکہ وہ چٹان کو توڑ دے لیکن اس سے چٹان کا تو کچھ نقصان نہ ہوگا البتہ بکرا اپنا سینگ توڑ لے گا۔''

٧. جزیرہ عرب میں اداری تنظیم میں استقرار:...... حروب ارتداد میں انتصار وفتح کے بعد جزیرۂ عرب کو مختلف صوبوں کے درمیان تقسیم کیا گیا اور ہر صوبہ کے لیے امیر ووالی مقرر کیے گئے۔

صوبہ	امیر اور والی	صوبہ	امیر اور والی
مکہ	عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ	زبید ورقع	ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
طائف	عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ	جند	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
صنعاء	مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ	نجران	جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
حضر موت	زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ	جرش	عبداللہ بن نور رضی اللہ عنہ
خولان	یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ	بحرین	علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ
عمان	حذیفہ غلفانی رضی اللہ عنہ	یمامہ	سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ ❸

❶ دراسات فی عہد النبوۃ والخلافۃ الراشدۃ: ۳۲۹۔ ❷ حرکۃ الردۃ للعتوم: ۳۳٤۔

❸ الدولۃ العربیۃ الاسلامیۃ لمنصور احمد الحرابی: ۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

دورِ صدیقی کی فتوحات
خلافت عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات

- فتوحاتِ عراق
- فتوحاتِ شام
- اہم دروس وعبر اور فوائد
- عمر رضی اللہ عنہ کا استخلاف اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورِ صدیقی کی فتوحات

تمہید:

امت اسلامیہ کے وجود کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید اور کامل عبودیت کو زندگی میں نافذ کرنا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶﴾ (الذاریات: ٥٦)

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔''

جب انس وجن کی تخلیق کا بنیادی مقصد اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا ہے تو اس کا لازمی تقاضا ہے کہ امت مسلمہ اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اس امانت کو تمام لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری نبھائے، لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے اور اللہ کے منہج پر لوگوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے اور اس امانت کو لوگوں تک پہنچانے میں جو رکاوٹیں سامنے آئیں ان کو دور کرے۔ اس طرح شریعت الٰہی کی سیادت تمام بنی نوع انسان پر عام ہوگی، سب کے سب اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کے تابع ہوں گے۔ بایں طور کہ سب کے سب اللہ کی شریعت کے اتباع میں زندگی بسر کریں گے۔ [1] چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو مشروع قرار دیا تاکہ دین فطرت کے سننے اور ماننے سے جو چیزیں مانع ہوں ان کو زائل کیا جائے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب مشروع قتال ''جہاد'' ہے تاکہ دین اللہ کا ہو اور اللہ کا کلمہ بلند ہو، تو جو اس سے روکے اس سے باتفاق مسلمین قتال کیا جائے گا۔'' [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغِ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری کو ادا فرمایا چنانچہ آپ نے بادشاہان عالم، زعماء وقائدین کے نام خطوط لکھے اور سفراء کو روانہ کیا۔ انسانی ضرورتیں اور جاہلی عادات، نفسیاتی موانع اور مادی رکاوٹیں جو اسلام کو سننے اور سمجھنے سے مانع تھیں انہیں ختم کرنے اور راستے سے ہٹانے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ بلکہ بذات خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جنگی مہموں اور غزوات کی قیادت کی۔ آخری غزوہ غزوۂ تبوک تھا جو ۹ ہجری میں پیش آیا۔ ان تمام معرکوں اور غزوات میں لوگوں کو تین چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا کہ جس کو چاہیں اختیار کر

[1] صفحات من تاریخ لیبیا الاسلامی للصَّلَّابی: ١٦٧ .

[2] السیاسة الشرعیة لابن تیمیَّه: ١٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں۔ یا تو اسلام میں داخل ہو کر مسلمانوں کے بھائی بن جائیں، یا اپنے کفر پر باقی رہیں اور جزیہ ادا کریں، یا ان دونوں ہی کا انکار کریں اور ہمارے اور ان کے درمیان تلوار فیصل قرار پائے۔ ❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی منہج کو اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو ثابت کر دکھانے کے لیے جو آپ نے بہت سے ممالک جیسے عراق وغیرہ کی فتح کے سلسلہ میں دی تھیں، لشکر بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم سے کہا تھا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ اس دین کو پورا کرے گا یہاں تک کہ کجاوہ پر سوار عورت حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اس کو کسی کے جوار و پناہ کی ضرورت نہ ہوگی اور تم ضرور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے کو فتح کرو گے۔ ❷ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتوحات کے لیے واضح نقوش وضع کیے اور ان بشارتوں نے امت کے لیے مادی ومعنوی اور حسی سرمایہ فراہم کیا۔ مستشرقین، ان کے دم چھلے اور اعدائے اسلام نے اسلامی فتوحات کو دعوتی اسباب، ربانی اہداف اور بلند مقاصد سے الگ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور فتوحات کی تحریک پر باطل الزام تراشی کی ہے جو حجت و برہان اور دلیل کے سامنے تاب نہیں لا سکتے۔

اسلامی فتوحات کی تحریک کی قیادت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی۔ اس کا بلند ہدف اور اعلیٰ مقصد لوگوں کے درمیان اللہ کے دین کو پھیلانا تھا اور لوگوں کی گردنوں کو طاغوت کے ظلم و استبداد سے نجات دلانا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح و مدد کی جو خبر دی تھی اس پر یقین تھا اور یہ یقین فتح مند نسلوں کے اخلاق میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر انہیں یقین تھا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾ (الصف: ۹)

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں۔''

﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝﴾

(الغافر: ۵۱)

''یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔''

آیئے دیکھیں فتوحات اسلامی کے واقعات خود بخود حقائق کی خبر دیتے ہیں اور امت کے سچے سپوتوں کے لیے راستہ واضح کرتے ہیں۔

---

❶ صفحات من تاریخ لیبیا الإسلامی للصّلابی: ۱۶۸۔

❷ صحیح السیرۃ النبوۃ: ۵۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)

فتوحات عراق

فتح عراق کے لیے صدیقی منصوبہ:

جیسے ہی ارتداد کی جنگ ختم ہوئی اور جزیرۂ عرب میں استقرار بحال ہو گیا جو فتنہ ارتداد سے منتشر ہو چکا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتوحات کے سلسلے میں اپنے منصوبے کی تنفیذ شروع کر دی جس کے نقوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع کیے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتح عراق کے لیے دو فوجیں تیار کیں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ عراق میں مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ ضم ہو گئے۔

(۱)...... پہلی فوج خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں، جو اس وقت یمامہ میں تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ وہ جنوب مغرب سے عراق پر حملہ آور ہوں اور انہیں حکم دیا کہ عراق میں نشیبی حصے سے داخل ہوں اور ''اُبلہ'' ❶ سے اپنی مہم کا آغاز کریں، لوگوں کو اپنے ساتھ ملائیں اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دیں اگر وہ اسے قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان سے جزیہ وصول کریں اور اگر اس کے لیے بھی تیار نہ ہوں تو پھر ان سے قتال کریں۔ اور انہیں حکم فرمایا: کسی کو اپنے ساتھ قتال کے لیے نکلنے پر مجبور نہ کریں اور جو ارتداد کا شکار ہو چکے ہوں اگرچہ بعد میں اسلام میں واپس آ گئے ہوں ان سے مدد نہ لیں اور جہاں سے گزر ہو وہاں کے مسلمانوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ خالد کی امداد کے لیے لشکر کی تیاری میں لگ گئے۔ ❷

(۲)...... دوسری فوج عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی قیادت میں۔ یہ اس وقت ''نباج'' ❸ اور حجاز کے درمیان تھے انہیں لکھا کہ وہ شمال مشرق سے عراق میں داخل ہوں اور ''مصیخ'' ❹ سے اپنی مہم کا آغاز کریں پھر عراق کے بالائی حصے سے ہوتے ہوئے خالد سے جا ملیں اور انہیں حکم دیا کہ جو لوگ اپنے گھر واپس ہونا چاہیں انہیں اجازت دے دو اور کسی کو اپنے ساتھ قتال کے لیے چلنے پر مجبور نہ کرو، جو چاہے قتال کے لیے آگے بڑھے اور جو چاہے رک جائے۔ ❺

❶ یہ بصرہ سے قدیم ترین شہر ہے۔ شط العرب پر خلیج کے کنارے واقع ہے۔ یہاں کسریٰ کا فوجی اڈہ تھا۔
❷ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٤٧.
❸ یہ مکہ اور بصرہ کے درمیان راستے پر ایک بستی ہے۔
❹ شام کی حدود پر عراق سے قریب ایک مقام ہے۔
❺ الفن العسکری الاسلامی: د/ یسین سوید ٨٣، تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد و عیاض رضی اللہ عنہما کو لکھا:

''............پھر وہ دونوں حیرہ کی طرف آگے بڑھیں، جو وہاں پہلے پہنچ جائے وہ اپنے ساتھی کا امیر ہے، اور فرمایا: جب تم دونوں حیرہ میں اکٹھے ہو جاؤ اور فارس کا فوجی اڈہ تباہ کر چکو اور پیچھے کی طرف سے کسی حملہ کا خطرہ باقی نہ رہا ہو تو تم میں سے ایک حیرہ میں مسلمانوں اور اپنے ساتھی کا پشت پناہ بن کر ٹھہر جائے اور دوسرا اللہ کے اور اپنے دشمن اہل فارس کے مرکز مدائن پر حملہ آور ہو۔'' ❶

(۳)......مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کو اہل فارس سے جنگ پر ابھارا اور ان سے کہا: آپ مجھے میری قوم پر بھیج دیجیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے عراق لوٹ کر جہاد شروع کر دیا۔ پھر مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مسعود بن حارثہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ سے مدد طلب کرنے کے لیے بھیجا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے ذریعے سے مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا:

''میں نے خالد بن ولید کو سرزمین عراق کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا استقبال کرو، پھر ان کا ساتھ دو اور ان کی مدد کرو۔ ان کے کسی حکم کو مت ٹالو اور ان کی رائے کی مخالفت نہ کرو کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ صفت بیان کی ہے:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ﴾ (الفتح: ۲۹)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں۔''

جب تک وہ تمہارے ساتھ رہیں وہ امیر ہیں اور اگر وہ تمہارے پاس سے چلے جائیں تو تم اپنی پہلی پوزیشن پر رہو۔'' ❷

مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی قوم میں ایک شخص مذعور بن عدی نامی نے اپنے سے الگ ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خط کتابت شروع کی، لکھا:

''میں بنو عجل سے تعلق رکھتا ہوں جو گھوڑے کی پشت نہیں چھوڑتے اور صبح سویرے حملہ آور ہوتے ہیں اور میرے ساتھ میرے خاندان کے لوگ ہیں جن کا ایک فرد سو آدمیوں پر بھاری ہے اور مجھے اس ملک کے جغرافیہ کا علم ہے میں جنگ پر دلیر ہوں، زمین کی معلومات رکھتا ہوں۔ آپ مجھے عراق کی مہم کا امیر بنا دیجیے، میں ان شاء اللہ اسے فتح کر لوں گا۔'' ❸

---

❶ التاریخ الطبری: ٤/ ١٦٣.
❷ الوثائق السیاسة: حمید الله ٣٧١.
❸ مجموعة الوثائق السیاسیة: ٣٧٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مذعور بن عدی کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط ارسال کیا، اس میں لکھا:

''............ میں خلیفہ رسول کو یہ خبر دینا چاہوں گا کہ میری قوم کا ایک فرد مذعور بن عدی جس کا تعلق بنی عجل سے ہے تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ میری مخالفت پر اتر آیا ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو باخبر کر دوں تاکہ آپ اس سلسلہ میں اپنی رائے قائم کر سکیں۔'' ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مذعور بن عدی کے خط کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''اما بعد! تمہارا خط مجھے ملا، جو کچھ تم نے ذکر کیا ہے میں نے سمجھا، تم ویسے ہی ہو جیسا تم نے اپنے بارے میں بیان کیا ہے، تمہارا خاندان بہترین خاندان ہے۔ تمہارے سلسلے میں میرا حکم ہے کہ تم خالد بن ولید کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور انہی کے ساتھ رہو اور جب تک وہ عراق میں رہیں انہی کے ساتھ رہو اور جب وہ عراق سے روانہ ہوں تو ان کے ساتھ تم بھی روانہ ہو جاؤ۔'' ❷

اور مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا:

''............ تمہارے ساتھی عجلی نے مجھے خط تحریر کیا ہے جس میں بہت سی چیزوں کا مطالبہ کیا ہے، میں نے اس کے جواب میں اس کو حکم دیا ہے کہ وہ خالد بن ولید کو لازم پکڑے، یہاں تک کہ میں اس کے سلسلے میں کوئی دوسری رائے قائم کروں اور اس خط کے ذریعے سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم جب تک خالد بن ولید عراق سے چلے نہ جائیں وہیں رہو اور جب وہ وہاں سے چلے جائیں تو تم اپنی پوزیشن سنبھال لو اور تم مزید کی اہلیت رکھتے ہو اور ہر فضل کے مستحق ہو۔'' ❸

دروس و عبر

مذکورہ تفصیل سے ہم بعض دروس و عبر اور فوائد اخذ کر سکتے ہیں:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق کی طرف روانگی:...... یہ روانگی رجب ۱۲ ہجری میں پیش آئی اور بعض روایات میں محرم ۱۲ ہجری مذکور ہے۔ ❹

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فن لشکر کشی:...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں قائدین خالد وعیاض رضی اللہ عنہما کو جو احکام دیے وہ انتہائی ترقی یافتہ فن لشکر کشی کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کے آپ ماہر تھے۔ آپ نے انہیں حکیمانہ ٹیکنیکل عسکری تعلیمات دیں۔ دونوں قائدین کے لیے جغرافیائی اعتبار سے عراق میں داخل ہونے کا مقام متعین، کیا گویا کہ آپ بذات خود حجاز میں مرکز قیادت (آپریشن روم) میں بیٹھ کر فوج کی قیادت فرما رہے ہیں اور عراق کا مکمل نقشہ آپ کے سامنے ہے جس کے اندر تمام راستے، مقامات اور ہموار و غیر ہموار حصے

❶ مجموعة الوثائق السياسية: ٣٧٢.
❷ مجموعة الوثائق السياسية: ٣٧٢.
❸ مجموعة الوثائق السياسية: ٣٧٣.
❹ البداية والنهاية: ٦/ ٣٤٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمایاں ہیں۔ پھر آپ ان دونوں قائدین میں سے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہیں کہ وہ عراق میں جنوب مغرب سے اس کے نشیبی حصے ''اُبلہ'' کے مقام سے داخل ہوں اور عیاض رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہیں کہ وہ عراق کے بالائی حصے شمال مشرق سے ''مصیخ'' کے مقام سے داخل ہوں اور انہیں حکم دیتے ہیں کہ عراق کے وسط میں پہنچ کر دونوں ایک ساتھ مل جائیں۔ اس کے باوجود یہ حکم دینا نہ بھولے کہ کسی کو فوج میں بھرتی پر مجبور نہ کرنا اور موجودہ لوگوں میں سے کسی کو قتال کے لیے اپنے ساتھ باقی رہنے پر مجبور نہ کرنا۔ آپ کی نظر میں فوج میں بھرتی اجباری نہ تھی بلکہ اختیاری تھی۔ ❶

فوجی اہمیت کے پیش نظر "حیرہ" کا انتخاب:...... ابوبکر رضی اللہ عنہ عسکری اہمیت کے پیش نظر حیرہ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ حیرہ کوفہ سے جنوب میں تین میل کی مسافت پر واقع ہے اور نجف سے جنوب مشرق میں شہسوار کے لیے ایک گھنٹے کی مسافت پر پڑتا ہے۔ نقشے پر نگاہ ڈالنے والا پہلی فرصت میں اس مقام کی فوجی اہمیت کو سمجھ سکتا ہے۔ حیرہ کی حیثیت ایک مرکز اتصالات کی ہے جہاں تمام راستے آ کر ملتے ہیں۔ یہ مشرق میں دریائے فرات کے ذریعے سے مدائن سے جا ملتا ہے اور شمال میں ''ہیت'' اور ''انبار'' سے جا ملتا ہے اور مغرب میں شام سے جا ملتا ہے۔ اسی طرح بصرہ کے علاقے میں ''ابلہ'' سے ملتا ہے۔ سواد میں ''کسکر'' اور دجلہ پر واقع ''نعمانیہ'' سے جا ملتا ہے۔ اس سے اس مقام پر قبضے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں فوجوں؛ لشکر خالد اور لشکر عیاض کے لیے اس کو ہدف اور مرکز قرار دے کر بہت صحیح کیا کیونکہ حیرہ عراق کا دل ہے اور مدائن سے قریب تر اہم علاقہ ہے، جو فارسی سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ یہ لوگ حیرہ کی جنگی اہمیت کو سمجھتے تھے، اسی لیے وہ اس پر قبضہ بحال کرنے کے لیے برابر فوجی دستے بھیجتے رہتے تھے کیونکہ حیرہ پر جو قابض ہو اس کے لیے فرات کے مغربی علاقے پر مکمل قبضہ جمانا آسان ہوگا اور پھر شام میں روم سے قتال کرنے میں یہ مقام اسلامی فوج کے لیے اہمیت کا حامل تھا۔ ❷

فتوحات میں حیرہ تک پہنچنے کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی منصوبہ بندی جدید عسکری منصوبے میں چہار جانب سے مختلف فوجوں سے گھیراؤ کی مہم سے معروف ہے۔ اس سے یہ بات مؤکد ہو جاتی ہے کہ جہاد کے ذریعے سے فتح عراق اور جزیرۂ عرب کے مختلف اطراف کو ضم کرنے کی مہم محض اچانک وقوع پذیر ہونے والی یا حادثات کا نتیجہ نہ تھی۔ ❸

ریسرچ اور تحقیق کرنے والوں کے لیے جہادی منصوبہ بندی کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور فہم وفراست نمایاں ہوتی ہے کہ فوج کی تنظیم، اس کی رہنمائی اور اس کے واجبات واہداف کی تحدید اور ان کے درمیان

---

❶ الفن العسکری الاسلامی: ۸۳۔۸۴.

❷ معارك خالد بن ولید ضد الفرس: عبدالجبار السامرائی ۳۵.

❸ ابوبکر الصدیق: نزار الحدیثی، وخالد الجنابی ۴۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاون کی تنسیق اور میدان جنگ میں توازن برقرار رکھنے سے متعلق قرارداد اختیار کرنے پر مرکوز تھی لیکن آپ قائدین کو عسکری عمل میں آزاد چھوڑ دیتے تھے کہ قتال کے لیے جو اسلوب مناسب سمجھیں اختیار کریں اور مدمقابل کے اعتبار سے موقع ومحل جس کا متقاضی ہو وہ طریقہ اپنائیں۔ ❶

مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی تواضع وخاکساری:...... جہاد عراق کے سلسلے میں قابل ذکر موقف مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وہ اپنی قوم کو لے کر عراق میں دشمنوں سے مصروف قتال تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں امیر مقرر کر دیا یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے عراق پہنچنے سے قبل کا واقعہ ہے اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ فارس پر حملہ آور ہونے کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے اس مہم کے لیے خالد رضی اللہ عنہ کو زیادہ موزوں سمجھا اور انہیں اس مہم پر روانہ کیا۔ مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا کہ وہ خالد کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کی اطاعت کو قبول کریں۔ یہ پیغام ملتے ہی بلا کسی تردد وہچکچاہٹ کے آپ نے جلدی کی اور خالد رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج سے جا ملے، مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا یہ موقف قابل ذکر ہے کہ کثرت فوج اور خالد رضی اللہ عنہ سے قبل لشکر عراق کی امارت سے دھوکا نہ کھائے اور اس کی وجہ سے اپنے آپ کو خالد رضی اللہ عنہ سے زیادہ امارت کا مستحق نہ سمجھا۔ ❷

جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی احتیاط:...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد اور عیاض رضی اللہ عنہما کو جو خط تحریر کیا اس میں یہ تعلیم تھی کہ جن لوگوں نے مرتدین سے قتال کیا اور خود اسلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ثابت قدم رہے، ان کو جہاد عراق میں ساتھ لے کر نکلیں اور جو لوگ ارتداد کا شکار ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی بھی تمہارے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہو، یہاں تک کہ میں کوئی دوسرا فیصلہ کروں۔ لہٰذا ابتدائی مہموں میں کوئی مرتد شریک نہ ہوا۔ ❸ اس کے بعد جب ان کی استقامت ثابت ہوگئی تو بعد کی مہموں میں انہوں نے شرکت کی جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ اس کا بیان آئے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ موقف جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں احتیاط پر مبنی تھا تاکہ دنیا دار لوگ شریک ہو کر مجاہدین کی ناکامی اور ان کی صفوں میں خلل اور اختلاف کا سبب نہ بنیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ تربیتی درس ہے جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیمتی دروس سے سیکھا تھا کہ اسلامی صف کو ہر طرح کی آلودگی اور عیوب ونقائص سے پاک رکھا جائے اور سب کا ہدف ایک ہوتا کہ یہ عمل خالص اللہ کی رضا کے لیے ہو اور پھر اس طرح ان خطرناک الٹے نتائج سے محفوظ رہیں جو اہداف کے اختلاف کے سبب رونما ہوتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس اہم اور بلند ترین اصول کے بڑے حریص رہے، باوجودیکہ اسلامی فوج کو اس وقت افراد کی سخت ضرورت تھی، جو اس بات پر آپ کی مکمل قناعت کی دلیل ہے کہ اصل اعتبار ہدف کی بلندی اور اخلاص کا ہے، کثرت عدد کا نہیں۔ ❹

---

❶ مشاهير الخلفاء والامراء: الصديق، بسام العسلي ١٢٧.
❷ التاريخ الاسلامي: ٩/ ١٣٠.
❸ تاريخ الطبري: ٤/ ١٦٣.
❹ التاريخ الاسلامي: ٩/ ١٣١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے ساتھ نرمی اور عراق کے کسانوں کے سلسلہ میں وصیت:...... خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا: ''اہل فارس اور جو قومیں بھی ان کے ملک میں ہوں ان کو اپنے سے ملاؤ'' ❶ یہ قول جہاد اسلامی کے مقصد کو واضح کرتا ہے۔ اسلامی جہاد دعوتی جہاد ہے اس کا مقصد لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دینا ہے۔ اور جب کافر حکومتوں کی موجودگی میں لوگوں تک اسلامی دعوت پہنچانا ممکن نہ ہو تو پھر ان حکومتوں کا ازالہ ضروری ہے تاکہ اس ملک کے لوگ اسلام میں داخل ہو سکیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جتنے معرکے کیے ان سب میں یہ مقصد بالکل ظاہر ہے چنانچہ سب سے پہلے وہ دشمنوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتے کہ اگر وہ قبول کر لیں تو انہیں مسلمانوں کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اور تمام ذمہ داریاں عائد ہوں گی اور اگر اسلام قبول کرنے سے انکاری ہوں مگر اسلامی حکومت کو تسلیم کریں تو مسلمانوں کی طرف سے اپنی حفاظت کے عوض جزیہ ادا کریں اور یہ بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو پھر ان سے اللہ کا کلمہ بلند ہونے تک قتال کرنا ہے۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کے قائدین کو یہ وصیت کی کہ وہ عراق کے کسانوں اور اہل سواد کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں کیونکہ آپ لوگوں کی ہدایت اور اساسیات ثروت کی حفاظت کے بڑے دلدادہ اور حریص تھے کیونکہ آپ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ عمران و آبادی حکومت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی، اسی طرح زراعت ثروت کے مصادر میں سے ہے اور لوگوں کی زندگی اور معیشت سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ ❸

وہ فوج شکست نہیں کھا سکتی جس میں ان جیسے لوگ ہوں:...... جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عراق جاتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ آپ سے کہا گیا: آپ نے ایسے شخص، جس کا لشکر بکھر چکا ہے، کی مدد کے لیے صرف ایک شخص کو روانہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ فوج شکست نہیں کھا سکتی جن میں ان جیسے لوگ ہوں۔ ❹ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست تھی جسے بعد میں عراق کے واقعات نے واضح کر دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اور ان کی طاقتوں اور مختلف صلاحیتوں کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتے تھے۔ ❺

عراق میں خالد رضی اللہ عنہ کے معرکے:

خالد رضی اللہ عنہ جس وقت عراق پہنچے ان کے ساتھ دو ہزار مجاہد تھے جو مرتدین سے قتال کر چکے تھے۔ عراق پہنچتے ہی آپ نے ربیعہ کے قبائل میں سے آٹھ ہزار مجاہدین کو اور جمع کر لیا اور آپ نے عراق میں تین امراء کو خط لکھا جن

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٥٩ .
❷ التاریخ الاسلامی: ٩/ ١٣٠ .
❸ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ٣٤٢ .
❹ تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٣ .
❺ التاریخ الاسلامی: ٩/ ١٢٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ جہاد کے لیے فوجیں تھیں، وہ امراء یہ تھے: مذعور بن عدی عجلی، سلمی بن قین تمیمی اور حرملہ بن مریطہ تمیمی۔ ان تینوں نے آپ کی بات مان لی اور اپنی افواج لے کر آپ کے ساتھ ضم ہو گئے۔ ان کی تعداد مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی فوج کے ساتھ آٹھ ہزار تھی۔ اس طرح مسلمانوں کی فوج کی تعداد اٹھارہ ہزار ہوگئی۔ ❶ سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ سب ''ابلہ'' کے مقام پر جمع ہوں گے۔ ❷

عراق کی طرف روانہ ہونے سے قبل خالد رضی اللہ عنہ نے ہرمز کو انذار نامہ (Warning) ارسال کیا، فرمایا:

''امابعد! اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے یا اپنے اور اپنی قوم کے لیے امان کا معاہدہ کرلو اور جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرلو، ورنہ پھر اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرنا۔ میں ایسے لوگوں کو لے کر تمہارے پاس آیا ہوں جنہیں موت اتنی ہی محبوب ہے جتنی محبوب تمہیں زندگی ہے۔'' ❸

آپ نے یہ اسلوب اختیار کیا جو ایک نفسیاتی جنگ ہے تاکہ ہرمز اور اس کے لشکر کے دلوں میں خوف و رعب طاری کر دیں اور ان کی قوت کو کمزور اور ان کی عزیمت میں ضعف پیدا کر دیں۔ جب خالد رضی اللہ عنہ دشمن کے قریب پہنچے تو فوج کو تین جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور حکم فرمایا کہ ہر جماعت الگ الگ راستے سے روانہ ہو۔ ایک ہی راستے پر سب کو نہیں رکھا تاکہ جنگ کے اصولوں میں سے اہم ترین اصول فوجی دستوں کو مامون و محفوظ رکھنے پر عمل ہو۔ پہلے دستے پر مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے دستے پر عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کو متعین کیا اور ان دونوں کے بعد خالد رضی اللہ عنہ خود روانہ ہوئے، اور ان دونوں سے ''حفیر'' ❹ پر ملنے کا وعدہ کیا تاکہ وہاں جمع ہو کر دشمن کے سامنے ڈٹ جائیں۔ ❺

۱۔ معرکہ ذات السلاسل:...... ہرمز کو جب خالد رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کی خبر ملی اور اسے معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے حفیر کے مقام پر جمع ہونے کو طے کیا ہے تو وہ ان سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور اپنے ہراول پر دو قائدین قباذ اور انوشجان کو مقرر کیا اور جب خالد رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ دشمن حفیر کا رخ کر چکا ہے تو آپ حفیر کے بجائے کاظمہ کی طرف مڑ گئے، وہاں بھی ہرمز پہلے پہنچ گیا، پانی پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کے لیے مناسب جگہ کا انتخاب کرلیا اور جب خالد رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو ایسی جگہ اترنا پڑا جہاں پانی نہ تھا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اپنے سامان اتارو اور پھر ان سے لڑ کر پانی پر قابض ہو جاؤ، قسم ہے! پانی ان کو ملے گا جو دونوں گروہوں میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے اور دونوں لشکروں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہیں۔ ❻

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٣ . ❷ ابوبکر الصدیق: خالد الجنابی، نزار الحدیثی: ٤٦ .
❸ تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٤ .
❹ بصرہ سے چار میل کے فاصلے پر پانی کا چشمہ ہے۔ المعجم: یاقوت ٢/ ٢٧٧ .
❺ ابوبکر الصدیق: خالد الجنابی ٤٦ .
❻ الکامل لابن الاثیر: ٢/ ٥١، تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٥ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے اپنے سامان سواریوں سے اتارے، شہسوار کھڑے رہے اور پیادہ آگے بڑھے، پھر کفار پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں پر احسان کیا، بدلی آئی اور مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے بارش ہوئی۔ مسلمانوں نے پانی پیا اور اس سے مسلمانوں کو قوت ملی۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں جو اہل ایمان اور اولیائے کرام کے ساتھ اللہ کی معیت اور نصرت و امداد پر شاہد ہیں۔ مسلمانوں نے ہرمز سے مقابلہ کیا۔ اس کی خباثت مشہور تھی۔ ضرب المثل کے طور پر اس کی خباثت بیان کی جاتی تھی۔ خالد رضی اللہ عنہ کے لیے اس نے ایک سازش تیار کی۔ اپنے دفاعی دستے سے کہا کہ وہ خالد کو مبارزت کی دعوت دیتا ہے اور یہ لوگ اچانک چپکے سے خالد پر حملہ کر دیں، پھر وہ خود دونوں فوجوں کے درمیان نکلا اور خالد رضی اللہ عنہ کو دعوت مبارزت دی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ہرمز کو بھینچ لیا۔ ہرمز کے دفاعی دستے نے خالد رضی اللہ عنہ پر اچانک حملہ کر دیا اور انہیں گھیرے میں لے لیا۔ لیکن اس کے باوجود خالد رضی اللہ عنہ نے ہرمز کو قتل کر دیا۔ ادھر قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ خیانت دیکھی شہسواروں کی ایک جماعت کے ساتھ ہرمز کے دفاعی دستے پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو موت کی نیند سلا دیا۔ [1] اور مسلم فوج قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پیچھے دشمن پر ٹوٹ پڑی اور فارسی فوج کو شکست فاش دی۔ یہ پہلا معرکہ تھا جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست صادق آئی جو قعقاع رضی اللہ عنہ سے متعلق فرمایا تھا: وہ فوج شکست نہیں کھا سکتی جس میں ان جیسے لوگ ہوں۔ [2]

خالد رضی اللہ عنہ نے بہادری اور جرأت مندی کی بہترین مثال قائم کی۔ آپ نے فارس کے قائد ہرمز کا قصہ تمام کر دیا، اس کی فوج اس کو آپ سے نہ بچا سکی اور پھر ان سے تنہا لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ قعقاع رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچے اور ان سب کا معاملہ تمام کیا۔ فارسیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں باندھ رکھا تھا تاکہ میدان جنگ سے فرار نہ اختیار کریں۔ لیکن بہادر شیروں کے سامنے کچھ کام نہ آیا چنانچہ زنجیروں سے اپنے آپ کو باندھنے کی وجہ سے اس معرکے کو ذات السلاسل کا نام دیا گیا۔ [3]

مسلمانوں کو اس معرکے میں ہزار اونٹوں کے بوجھ برابر مال غنیمت ملا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ کے اطراف کے قلعوں کو فتح کرنے کے لیے فوجی دستے روانہ کیے، خوب مال غنیمت حاصل ہوا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان کسانوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی جو آپ سے قتال کے لیے نہیں نکلے تھے۔ بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کو ان کی زمینوں پر باقی رکھا کہ وہ اس کی کاشت کریں اور غلہ پیدا کریں اور انہیں ان کے عمل کا صلہ عطا کیا۔ جو لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ان کے لیے زکوٰۃ کا نصاب متعین کر دیا اور جو اپنے دین پر باقی رہے ان پر جزیہ عائد کیا۔ یہ اس سے کہیں کم تھا جو فارسی مالکان ان سے وصول کیا کرتے تھے۔ فارسی مالکان سے زمین نہیں چھینی لیکن ان زمینوں میں کام کرنے والوں کے ساتھ انصاف کیا۔ اس طرح لوگوں کو اس بات کا

[1] تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٥.
[2] تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٣.
[3] التاریخ الاسلامی: ٩/ ١٣٣، تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس ہوا کہ اس فتح کی برکت سے عدل اور انسانی بھائی چارگی کا نیا عنصر ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کا خمس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ارسال فرمایا اور باقی مجاہدین کے مابین تقسیم کر دیا۔ جو مال غنیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا، اس میں ہرمز کی ایک ٹوپی بھی تھی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کی اچھی خدمات کے صلے میں اسے ہدیہ میں دے دیا۔ ❶ اس کی قیمت ایک لاکھ تھی، اس پر جواہر چڑھے ہوئے تھے۔ اہل فارس اپنی ٹوپیاں خاندان میں شرف ومقام کے اعتبار سے رکھتے تھے، جو شرف ومنزلت میں کمال کو پہنچ چکا ہو اس کی ٹوپی کی قیمت ایک لاکھ ہوتی تھی اور ہرمز ان لوگوں میں سے تھا جو اہل فارس کے نزدیک شرف ومنزلت میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ ❷

۲۔ معرکہ مذار (ثنی): ...... ہرمز نے خالد رضی اللہ عنہ کے خط کو کسریٰ کے پاس روانہ کر دیا تھا جس کے نتیجے میں کسریٰ نے ہرمز کی مدد کے لیے ''قارن'' کی قیادت میں ایک فوج روانہ کی تھی لیکن ہرمز نے مسلم فوج کو معمولی سمجھا اور قارن کے پہنچنے سے پہلے ہی مسلمانوں سے ٹکرا گیا پھر تباہی و بربادی اس کی اور اس کی فوج کا مقدر قرار پائی اور شکست خوردہ لوگ بھاگ کر قارن سے جا ملے پھر آپس میں مل کر ایک دوسرے کو مسلمانوں سے قتال پر ابھارا اور مذار کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ بن حارثہ اور ان کے بھائی معنی کو ان کے پیچھے لگا رکھا تھا، انہوں نے بعض قلعے فتح کیے اور جب ان دونوں کو فارسی فوج کے آنے کی خبر ملی تو فوراً خالد رضی اللہ عنہ کو باخبر کیا اور خالد رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فارسی فوج کی طرف کوچ کرنے کی اطلاع دی اور قتال کے لیے مستعد ہو کر روانہ ہوئے تاکہ دشمن اچانک حملہ نہ کر سکے۔ ''مذار'' کے مقام پر مسلمانوں کی فارسی فوج کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی۔ ذات السلاسل کی شکست کی وجہ سے فارسی فوج غصے میں بھری ہوئی تھی۔ ان کا قائد ''قارن'' میدان میں اترا اور خالد رضی اللہ عنہ کو دعوت مبارزت دی۔ خالد رضی اللہ عنہ میدان میں نکلے، لیکن آپ سے پہلے ہی معقل بن اعشی بن نباش نے اس کو قتل کر دیا۔ قارن نے اپنے میمنہ پر ''قباذ'' اور میسرہ پر ''انوشجان'' کو مقرر کر رکھا تھا۔ یہ دونوں ان قائدین میں سے تھے جو ذات السلاسل میں شریک تھے اور معرکہ سے فرار اختیار کر لیا تھا۔ ان دونوں کے مقابلے میں دو مسلم بہادر ڈٹ گئے۔ ''قباذ'' کو تو عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور ''انوشجان'' کو عاصم بن عمرو تمیمی نے قتل کر دیا اور طرفین سے گھمسان کی جنگ ہوئی اور فارسی فوج اپنے قائدین کے قتل کے بعد شکست خوردہ ہو گئی، ان میں سے تیس ہزار قتل ہوئے اور باقی کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پانی کی وجہ سے مسلمان ان کا پیچھا نہ کر سکے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مذار میں ٹھہر کر فارسی فوج سے چھینا ہوا سامان چھیننے والوں کے حوالے کر دیا، جتنا بھی ہو، اور مال غنیمت تقسیم کیا اور جن لوگوں نے اس معرکہ میں اچھی کارکردگی دکھائی تھی ان کو خمس میں سے عطا کیا اور باقی خمس مدینہ روانہ کر دیا۔ ❸

---

❶ الصدیق اوّل الخلفاء: ۱۳۱۔ ❷ تاریخ الطبری: ۴/ ۱۶۶۔

❸ تاریخ الطبری: ۴/ ۱۶۸، التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳. معرکہ ولجہ: ...... ''مذار'' میں فارسی فوج کی شکست کی خبر کسریٰ کو پہنچی، اس نے ''اندرزغر'' کی قیادت میں ایک عظیم فوج روانہ کی اور اس کے پیچھے ''بہمن جاذویہ'' کی قیادت میں دوسری فوج روانہ کی۔ اندرزغر مدائن سے چل کر ''کسکر'' پہنچا اور وہاں سے ہوتا ہوا ''ولجہ'' پہنچ گیا۔ ادھر ''بہمن جاذویہ'' وسط سواد سے ہو کر نکلا اس کا مقصد تھا کہ مسلم فوج کو اپنے اور ''اندرزغر'' کے درمیان گھیر لے اور راستے میں بہت سے معاونین اور دہقانوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح فارسی فوج ولجہ میں جمع ہو گئی اور جب اندرزغر کو یہ محسوس ہوا کہ اس کی فوج بہت بڑی ہو گئی ہے تو اس نے خالد رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب خالد رضی اللہ عنہ کو فارسی فوج کے ''ولجہ'' میں جمع ہونے کی خبر ملی، اس وقت آپ بصرہ کے قریب ''ثنی'' کے مقام پر تھے۔ آپ نے مناسب سمجھا کہ بہتر یہ ہے کہ فارسی فوج پر تین جہات سے حملہ کریں تاکہ ان کی جمعیت منتشر ہو جائے اور اس طرح اچانک حملے سے فارسی فوج پریشانی کا شکار ہو جائے اور پھر آپ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے تیاری میں لگ گئے اور پیچھے کی دفاعی لائن کو مامون رکھنے کے لیے سوید بن مقرن کو حکم دیا کہ وہ ''حفیر'' میں کھڑے رہیں اور اپنی فوج لے کر خود ''ولجہ'' پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر اس علاقے کا مکمل جائزہ لیا، آپ کو پتہ چلا کہ معرکے کا میدان ہموار اور عمدہ ہے۔ قتال کے لیے مناسب ہے۔ اس میں آزادی سے نقل وحرکت کی جا سکتی ہے۔ آپ فارسی فوج پر تین جہات سے حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ آپ نے اپنے اس منصوبے کو نافذ کیا، دو دستوں کو پیچھے اور دونوں کناروں سے فارسی فوج پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ معرکہ شروع ہوا، طرفین سے گھمسان کی جنگ ہوئی، خالد رضی اللہ عنہ نے سامنے سے حملہ تیز کر دیا اور مناسب وقت میں گھات میں لگے ہوئے دونوں دستے پیچھے سے فارسی فوج پر ٹوٹ پڑے اور اس طرح دشمن کو شکست فاش کھانی پڑی اور ''اندرزغر'' اپنے کچھ فوجیوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا لیکن سب کے سب راستے میں پیاس سے مر گئے۔ [1] اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو خطاب کیا، انہیں بلاد عجم کی طرف رغبت دلائی اور بلاد عرب سے بے رغبتی پر ابھارا، فرمایا: کیا ہم نہیں دیکھتے کہ یہاں انواع و اقسام کے وافر کھانے ہیں؟ اللہ کی قسم! اگر اللہ کی راہ میں جہاد اور اسلام کی طرف دعوت ہم پر فرض نہ ہوتی، صرف معیشت پیش نظر ہوتی تب بھی عقلمندی یہی تھی کہ ہم اس سرزمین کو حاصل کرنے کے لیے قتال کرتے اور بھوک و پیاس کو ان لوگوں کے لیے پیچھے چھوڑ دیتے جو تمہارے ساتھ نکلنے کے لیے تیار نہ ہوئے اور بیٹھے رہے۔ پھر مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے اور پانچواں حصہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا اور مقاتلین کے اہل وعیال کو گرفتار کیا اور کسانوں پر جزیہ لاگو کیا۔ [2]

خالد رضی اللہ عنہ کے خطاب میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عرب جاہلیت میں تھے مزید برآں آخرت کے

---

[1] الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۵۲، ابوبکر الصدیق: خالد الجنابی ۴۸.

[2] البدایة والنهایة: ٦/ ٣٥٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب گار نہ تھے لیکن وہ اپنے اختلاف اور آپسی جھگڑوں کی وجہ سے دنیا بھی حاصل نہ کر سکے۔ خالد رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم آخرت کے طلب گار ہیں، ہم انتہائی بلند مقصد لے کر اٹھے ہیں اسی کے لیے دعوت دیتے ہیں اور اسی کے لیے جہاد کرتے ہیں۔ بفرض محال اگر ہمارا مقصد یہ نہ ہو اور ہم اس کے لیے جہاد نہ کریں تو عقل کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی معیشت کو درست کرنے کے لیے قتال کریں۔ خالد رضی اللہ عنہ کے یہ ذکر کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ طلب معیشت کو اپنے عظیم مقصد کے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں بلکہ آپ نے اسے فرضی حالت میں ذکر کیا ہے گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب عقل کا تقاضا ہے کہ ہم ان سے دنیا کی خاطر قتال کریں تو بھلا ہم آخرت کی خاطر اور اللہ کی رضا کے لیے قتال کیوں نہ کریں۔

اس کلام سے ہمتیں بڑھتی ہیں، عزم پختہ ہوتا ہے، قلب کو زندگی ملتی ہے اور طاقتیں جوش میں آتی ہیں اور پھر اہل ایمان اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے اپنی پوری طاقت وقدرت اور اسباب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ معرکہ ولجہ میں خالد رضی اللہ عنہ نے اہل فارس میں سے ایک ایسے شخص سے مبارزت کی جو ہزار آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے اس کو قتل کر دیا اور جب قتل سے فارغ ہوئے تو اس پر ٹیک لگا لی اور اپنا کھانا منگوایا۔ [2] سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے اس عظیم تصرف میں فارس کی تذلیل، ان کے جبروت اور کبر وغرور کو توڑنا اور ان کے عزائم کو کمزور کرنا دیکھا جا سکتا ہے۔ [3]

٤. معرکہ "أُلَّیس" اور فتح "امغیشیا":...... اس معرکے میں بعض عرب نصاریٰ نے اہل فارس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف فارسی فوج کے لیے معاون بنے، ان عربوں کا قائد "عبدالاسود عجلی" تھا اور فارسیوں کا قائد "جابان" تھا۔ اس کو بہمن جاذویہ نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ مسلمانوں سے اس وقت تک نہ ٹکرائے جب تک وہ پہل نہ کریں اور جب خالد رضی اللہ عنہ کو عرب نصاریٰ اور حیرہ کے قرب وجوار کے عربوں کے جمع ہونے کی خبر ملی، تو آپ ان کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپ کی توجہ ان پر حملہ کرنے کی طرف مرکوز تھی، آپ کو عربوں کے ساتھ فارسی فوج کے ضم ہو جانے کی خبر نہ تھی، جب مسلمانوں کی فوج پہنچی تو جابان نے اپنی فوج کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا لیکن ان لوگوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو اہمیت نہ دی اور کھانے پر اکٹھے ہوگئے۔ لیکن خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو کھانے کا موقع نہ دیا اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ دشمن کی ہمت اس وجہ سے بڑھی کہ ان کو توقع تھی کہ بہمن جاذویہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ان سے ملنے والا ہے۔ مسلمان اس گھمسان کی جنگ میں ڈٹے رہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے قسم کھاتے ہوئے کہا: اے اللہ! اگر تو نے ان کی مشکیں ہمارے حوالے کیں تو جو ہمارے قبضے میں آئے گا اس کو باقی نہیں چھوڑیں گے، جب تک کہ ان کے خون سے ان کی ندیاں نہ بہا دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

---

[1] التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۳۹.

[2] البدایة والنهایة: ٦/ ٣٥٠.

[3] التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۳۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو فتح عطا کی اور ان کی مشکیں مسلمانوں کے حوالے کیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے: ''قید کرو قید کرو، صرف اسی کو قتل کرو جو اڑ جائے۔'' شہسوار، فوج کی فوج قیدیوں کو ہانکتے ہوئے لائے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ان کی گردنیں مار مار کر دریا میں ڈالتے رہیں، ایک رات اور دن ایسا ہی کیا گیا۔ دوسرے دن اور تیسرے دن ان کو دوڑا دوڑا کر پکڑا گیا، یہاں تک کہ نہرین تک پہنچے اور اسی مسافت کی مقدار ''الیس'' کے چہار جانب ان کو دوڑا کر پکڑا گیا اور ان کی گردنیں قلم کی گئیں۔ قعقاع رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ پورے روئے زمین کے لوگوں کو قتل کر دیں تب بھی ان کا خون نہیں بہے گا۔ جب سے آپ نے دریا کو بہنے سے اور زمین کو خون جذب کرنے سے روک دیا ہے، ان کا خون منجمد ہوتا جا رہا ہے لہٰذا آپ اس پر پانی جاری کریں اور اپنی قسم پوری کریں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے دریا کا پانی بند کر دیا تھا، دوبارہ اسے کھول دیا اور تازہ خون بہنے لگا، اسی وجہ سے اس کا نام نہر الدم (دریائے خون) پڑ گیا۔ [1]

جب دشمن کو شکست ہوگئی اور وہ معسکر چھوڑ کر بھاگ گئے اور مسلمان ان کی تلاش سے واپس آ گئے تو وہ ان کے معسکر میں داخل ہوئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کھانے کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: میں تمہیں یہ دے رہا ہوں، یہ تمہارا ہے، اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پکے ہوئے کھانے کے پاس پہنچتے تو اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ مسلمان شام کا کھانا کھانے کے لیے بیٹھ گئے، جن حضرات نے انواع و اقسام کے کھانے نہیں دیکھے تھے اور پتلی روٹیاں نہیں جانتے تھے، کہنے لگے: یہ پتلی سفید کیا چیز ہے؟ جو لوگ جانتے تھے وہ لوگ ان کا جواب دیتے ہوئے بطور مذاق کہتے: کیا آپ لوگوں نے رقیق العیش (خوشحال) کے بارے میں سنا ہے؟ وہ کہتے: ہاں۔ تو وہ کہتے: یہ وہی چیز ہے، اسی وجہ سے اس کا نام ''رقاق'' (پتلی روٹی) پڑ گیا۔ اور عرب اسے ''قری'' کہتے تھے۔ [2]

جب خالد رضی اللہ عنہ ''الیس'' سے فارغ ہوئے تو وہاں سے روانہ ہو کر ''امغیشیا'' پہنچے، وہاں کے لوگ اس کو جلدی ہی خالی کر کے سواد میں پھیل چکے تھے۔ آپ نے اس کو منہدم کرنے کا حکم دے دیا، وہاں سے مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا، جو اس سے پہلے حاصل نہ ہوا تھا۔ شہسوار کا حصہ ڈیڑھ ہزار درہم تک پہنچا، علاوہ اس مال کے جو اچھی کارکردگی والوں کو ملا۔ جب خمس اور فتح کی خبر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور خالد رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے عظیم کارنامے کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: اے قریشیو! تمہارا شیر دشمن کے شیر پر ٹوٹ پڑا اور اس پر غالب آ کر اس کا گوشت چھین لیا۔ کیا خواتین خالد کی طرح مرد جننے سے عاجز آ گئی ہیں؟ [3]

خالد رضی اللہ عنہ نے فتح کی خبر بنو عجل کے ایک فرد جندل کے ذریعے سے بھیجی تھی، وہ بڑا بہادر اور راستے کا ماہر تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس خبر لے کر پہنچا۔ الیس کی فتح، مال غنیمت کی مقدار، قیدیوں کی تعداد، خمس میں جو حاصل

---

[1] تاریخ الطبری: ٤/ ١٧٣.
[2] تاریخ الطبری: ٤/ ١٧٣.
[3] تاریخ الطبری: ٤/ ١٧٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا اور اچھی کارکردگی پیش کرنے والوں کی خبر دی۔ جب وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور آپ نے اس کی بہادری اور خبر دینے میں ثابت قدمی دیکھی، پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ کہا: جندل۔ فرمایا: بہت خوب جندل۔

نَفْسُ عِصَامٍ سَوَّدَتْ عِصَامًا

وَعَوَّدَتْهُ الْكَرَّ وَالْإِقْدَامَا

''عصام کے نفس نے عصام کو سردار بنایا اور اس کو پینترا بدلنے اور آگے بڑھنے کا عادی بنا دیا۔''

اور جندل کو قیدیوں میں سے ایک لونڈی دینے کا حکم فرمایا اور اس سے اس کی اولاد ہوئی۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہاں خالد رضی اللہ عنہ کی شان میں جو یہ فرمایا: ''تمہارا شیر دشمن کے شیر پر ٹوٹ پڑا اور اس پر غالب آ کر اس کا گوشت چھین لیا۔ کیا خواتین خالد کی طرح مرد جننے سے عاجز آ گئی ہیں؟'' ❷ یہ خالد رضی اللہ عنہ کے لیے شرافت کا تمغا اور ان کی خدمات کا اعتراف ہے اور آزمائش میں اچھی کارکردگی دکھانے والے، بلند ہمت اور اہل فضل کی شان کو بلند کرنا ہے اور کم ہمت لوگوں کو ابھارنا ہے تاکہ وہ اپنی کوششیں تیز تر کر دیں اور بلند امور اور مکارم کے لیے ایک دوسرے سے مسابقت کریں۔ ❸ ابوبکر رضی اللہ عنہ...... جو افراد کی سب سے زیادہ معرفت رکھتے تھے...... کا یہ کہنا خالد کے حق میں عظیم شہادت اور بڑا اعجاز ہے، جو اسلام کی تاریخ میں اس شخص کو حاصل ہوا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو مسلمانوں کے خلیفہ اعظم ہیں عبقریت اور شجاعت میں خالد کے ہم پلہ کسی کو نہیں سمجھتے تھے اور بہادری اور مہارت میں ان کو لاثانی جانتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خالد رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ ❹

۵. فتح حیرہ:...... خالد رضی اللہ عنہ نے امغیشیا میں جو کچھ کیا اس کی خبر جب حیرہ کے حاکم کو پہنچی تو اس کو یقین ہو گیا کہ اب خالد رضی اللہ عنہ ضرور حیرہ کا رخ کریں گے۔ لہٰذا اس نے اس کے لیے تیاری کی اور اپنے بیٹے کی قیادت میں فوج بھیجی پھر خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور بیٹے کو حکم دیا کہ فرات کو بند کر دو تاکہ مسلمانوں کی کشتیاں ناکارہ رہ جائیں۔ مسلمانوں کو اچانک اس کا سامنا کرنا پڑا، وہ اس صورت حال سے پریشان ہوئے، پھر کسانوں کو کہلا بھیجا کہ بند کا کھولنا ضروری ہے تاکہ پانی جاری ہو۔ اس موقع پر خالد رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

دیکھیے! خالد رضی اللہ عنہ کچھ شہسواروں کے ساتھ حاکم حیرہ کے بیٹے کی طرف بڑھے، راستے میں اس کے کچھ شہسوار ملے، ان پر حملہ کر کے ان کو موت کی سلا دیا پھر حاکم تک خبر پہنچنے سے قبل روانہ ہو گئے اور فرات کے منہ پر اس کے بیٹے کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی اور ان سے قتال کر کے انہیں شکست دے دی پھر فرات کا پانی کھول دیا اور دریا میں پانی جاری ہو گیا۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج طلب کر کے حیرہ کی طرف رخ کیا، حاکم حیرہ کو اس کے بیٹے کے مرنے کی اطلاع اور اردشیر کے مرنے کی خبر ملی، وہ خوف زدہ ہو کر فرات پار کر کے بھاگ کھڑا ہوا اور

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٧٤.
❷ تاریخ الطبری: ٤/ ١٧٥.
❸ التاریخ الاسلامی: ٩/ ١٤٤.
❹ خالد بن الولید، صادق عرجون: ٢١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتال کی تاب نہ لا سکا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ فوج کو ٹھہرا دیا اور حیرہ کے لوگ قلعہ بند ہو گئے اور مندرجہ ذیل طریقے سے حیرہ کے قصور و محلات کے محاصرہ کا منصوبہ مکمل ہوا:

- ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ قصر ابیض کے محاصرہ کے لیے، اس میں ایاس بن قبیصہ طائی پناہ گزیں تھا۔
- ضرار بن خطاب رضی اللہ عنہ قصر عدسیین کے محاصرہ کے لیے، اس میں عدی بن عدی عباوی پناہ گزیں تھا۔
- ضرار بن مقرن رضی اللہ عنہ قصر بنی مازن کے محاصرہ کے لیے، اس میں ابن اکال پناہ گزیں تھا۔
- مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ قصر ابن بقیلہ کے محاصرہ کے لیے، اس میں عمرو بن عبدالمسیح پناہ گزیں تھا۔

خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے امراء کے نام یہ فرمان نامہ جاری کیا کہ وہ پہلے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کے اسلام کو مان لیں اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں ایک دن کی مہلت دیں۔ اور انہیں حکم دیا کہ دشمن کو موقع نہ دیں بلکہ ان سے قتال کریں اور مسلمانوں کو دشمن سے قتال کرنے سے نہ روکیں۔ دشمن نے مقابلہ آرائی کو اختیار کیا اور مسلمانوں پر پتھر برسانے شروع کر دیے پھر مسلمانوں نے ان پر تیروں کی بارش کی اور ان پر ٹوٹ پڑے اور قصروں اور قلعوں کو فتح کر لیا۔ پادریوں نے آواز لگائی: اے قصر والو! ہمیں تمہارے سوا کوئی قتل نہ کرنے پائے۔ قصر والوں نے آواز دی: اے عربو! ہم نے تمہاری تین شرطوں میں سے ایک کو قبول کر لیا ہے لہٰذا تم رک جاؤ۔ اور ان قصور کے سردار باہر نکلے پھر خالد رضی اللہ عنہ نے ہر قصر والے سے الگ الگ ملاقات کی اور ان کے اس کرتوت پر ملامت کی۔ ان لوگوں نے جزیہ پر خالد رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی اور ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ پر مصالحت ہوئی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فتح کی خبر اور تحفے اور ہدیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہدیے قبول کر لیے اور آپ نے اہل حیرہ کے لیے جزیہ کو ان چیزوں سے بچاؤ کا ذریعہ شمار کیا جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی [1] اور عجمی عادات کا خاتمہ تصور کیا جو لوگوں کے مال سلب کرنے کے لیے حیلہ سازی کرتے تھے۔ [2]

خالد رضی اللہ عنہ نے اہل حیرہ کے لیے اپنے عہد نامے میں لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عہد نامہ ہے جو خالد بن ولید نے عدی، عمرو بن عدی، عمرو بن عبدالمسیح، ایاس بن قبیصہ اور حیری بن اکال سے کیا ہے۔ یہ حیرہ والوں کے سردار ہیں اور حیرہ والے اس معاہدہ سے راضی ہیں اور اس کا انہیں حکم دیا ہے اور ان سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر معاہدہ کیا ہے، جو ہر سال ان سے اس حفاظت کے عوض وصول کیا جائے گا جو دنیاوی مال ومتاع ان کے قبضے میں ہے، خواہ وہ راہب ہوں یا پادری لیکن جن کے پاس کچھ نہیں، دنیا سے الگ ہیں، اس کو چھوڑ چکے ہیں اور محفوظ ہیں اگر ان کی

[1] یعنی ظلم وزیادتی نہ ہونے پائے۔ (مترجم)
[2] تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۳۴۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کی ضرورت نہیں تو ان پر کوئی جزیہ نہیں، یہاں تک کہ ان کی حفاظت کی جائے اگر انہوں نے اپنے کسی فعل یا قول کے ذریعے سے غداری کی تو ذمہ ان سے بری ہے۔"

یہ معاہدہ ربیع الاوّل ۱۲ ہجری میں لکھا گیا۔ ❶

اور ایک روایت میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ والوں کو تین امور میں سے کسی ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا:

"ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، تمہیں وہی حقوق ملیں گے جو ہمارے ہیں اور تم پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہم پر ہیں، خواہ یہاں سے منتقل ہو جاؤ یا یہیں مقیم رہو، یا اپنے دین پر باقی رہتے ہوئے جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ یا پھر مقابلہ اور قتال۔ اللہ کی قسم! میں ایسے لوگوں کو لایا ہوں جو موت کے اس سے زیادہ حریص ہیں جتنا تم زندگی کے حریص ہو۔"

ان لوگوں نے جزیہ ادا کرنے پر رضا مندی کا اظہار کیا، تو خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم برباد ہو، کفر گمراہ کن میدان ہے، اس کو اختیار کرنے والا عربوں میں سب سے بڑا احمق ہے۔ ❷

خالد رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے بعض ایمانی صفات واضح ہوتی ہیں، جو عراق کو فتح کرنے والی اسلامی فوج کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ یہ فوج انتہائی بلند ترین مقاصد کے لیے حرکت کر رہی تھی اور وہ مقصد لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اور انسانیت کو ہدایت کی تبلیغ کرنا تھا۔ ممالک میں وسعت، اپنا قبضہ جمانا اور دنیاوی زندگی سے لطف اندوز ہونا مقصود نہ تھا۔ اسی طرح خالد رضی اللہ عنہ نے یہ واضح فرمایا کہ ان جنگوں میں مسلمانوں کی کامیابی کا اہم سبب شہادت کی طلب اور آخرت میں اللہ کی نعمتوں اور اس کی رضا کی تلاش کا انتہائی درجہ حریص ہونا تھا۔ مذکورہ عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نافذ کرنے کے انتہائی حریص تھے۔ انسانوں کی ہدایت کی دلی رغبت ان کے اندر پائی جاتی تھی چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے جب انہیں کفر پر باقی رہ کر جزیہ ادا کرنے کا اختیار دیا تو ان کی توبیخ فرمائی حالانکہ جزیہ ادا کرنے میں مسلمانوں کے لیے مالی مصلحت تھی لیکن خالد تو اس قوم کے سپوت تھے جن کی نگاہوں میں دنیا کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ انہوں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دے رکھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ بلند ترین اصول ❸ وضع کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((لان یهدی الله بك رجلا واحدا خیر لك من حمر النعم .)) ❹

"اگر تمہارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہل حیرہ کے ہدیہ کو قبول فرمایا، جو انہوں نے برضا و رغبت پیش کیا تھا، پھر آپ نے اس خوف سے کہ کہیں اہل ذمہ پر ظلم اور زیادتی نہ ہو جائے، ان کے ساتھ عدل کرتے ہوئے اس ہدیے کو جزیہ شمار کر

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٨١ .
❷ تاریخ الطبری: ٤/ ١٧٨ .
❸ التاریخ الاسلامی: ٩/ ١٤٨ .
❹ البخاری: المغازی ٤٢١٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا۔ ابوبکرؓ کے اس موقف میں لوگوں کے لیے اقامت عدل کا عظیم درس ہے۔ علی طنطاوی نے اسلامی فتوحات اور یورپ کی استعماری فتوحات کے درمیان بہترین موازنہ پیش کرتے ہوئے شاعر کے اس قول سے استدلال کیا ہے:

مَـلَـكْـنَـا فـكـانَ الْعَدْلُ مِنَّا سجيَّةً
فـلـمّـا مَـلَـكْـتُـم سال بالدم ابطحُ

''ہمیں جب حکومت وسلطنت ملی تو ہم نے عدل وانصاف کو اپنا شیوہ بنایا اور جب تمہارے ہاتھ حکومت آئی تو خون کی ندیاں بہ گئیں۔''

وحـلَّـلتُـمْ فـكـان العدل منا سَجِيَّةً
غَـدَوْنَا على الأسرى نَمُنُّ ونَصْفَحُ

''اور جب تم ہمارے قبضے میں آئے تو ہم نے عدل وانصاف سے کام لیا اور قیدیوں پر احسان کر کے اور ان کو معاف کرنے لگے۔''

فَـحَسْبُـكُـمْ هـذا التَّـفـاوت بيننا
فـكـلُّ إِنـاءٍ بـالّـذى فيـه يَنْضَحُ ❶

''ہمارے اور تمہارے درمیان یہ فرق کافی ہے۔ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔''

حیرہ؛ اسلامی فوج کا مرکز:...... فتح حیرہ عظیم جنگی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے مسلمانوں کی نگاہ میں فتح فارس کی امیدیں بڑھ گئیں، کیونکہ عراق اور فارسی سلطنت کے لیے جغرافیائی اور ادبی حیثیت سے اس شہر کی بڑی اہمیت تھی۔ اس کو اسلامی فوج کے سپہ سالار اعظم نے اپنا مرکز اور صدر مقام قرار دیا، جہاں سے اسلامی فوجوں کو ہجوم و دفاع اور نظم و امداد کے احکام جاری کیے جاتے تھے اور قیدیوں کے امور کے نظم و ضبط سے متعلق تدبیر و سیاست کا مرکز بنایا اور وہاں سے خالد رضی اللہ عنہ نے خراج اور جزیہ کو وصول کرنے کے لیے مختلف صوبوں پر عامل مقرر کیے اور اسی طرح سرحدوں پر امراء مقرر کیے تاکہ دشمن سے حفاظت ہو سکے اور خود یہاں ٹھہر کر نظام امن و استقرار بحال کرنے میں لگ گئے۔ آپ کی خبریں جاگیرداروں اور سرداروں کو ملیں، وہ آپ سے مصالحت کے لیے آگے بڑھے۔ سواد عراق اور اس کے اطراف میں کوئی باقی نہ رہا، جس نے مسلمانوں کے ساتھ مصالحت یا معاہدہ نہ کر لیا ہو۔ ❷

مختلف صوبوں کے امراء کی فہرست یہ ہے:

۱۔ فلالیج: عبداللہ بن وثیمہ نصری۔

۲۔ بانقیا: جریر بن عبداللہ۔

❶ ابوبکر الصدیق: الطنطاوی ۳۳۔ ❷ خالد بن ولید، صادق عرجون ۲۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ نہرین: بشیر بن خصاصیہ۔

۴۔ تستر: سوید بن مقرن مزنی۔

۵۔ روذستان: اُط بن ابی اط۔

سرحدوں کے قائدین یہ تھے:

(۱) ...... ضرار بن ازور (۲)...... مثنیٰ بن حارثہ شیبانی (۳)...... ضرار بن خطاب فہری (۴)...... ضرار بن مقرن مزنی (۵)...... قعقاع بن عمرو تمیمی (۶) بسر بن ابی رہم جہنی (۷)...... عتیبہ بن نہاس۔ [1]

اہل فارس کے خاص و عام کے نام خالد رضی اللہ عنہ کے خطوط: ...... جب عراق کی فضا سازگار ہوگئی اور حیرہ و دجلہ کے درمیان عرب علاقوں سے فارسی حکومت کے ختم ہو جانے سے پیچھے سے خطرہ باقی نہ رہا، تو خالد رضی اللہ عنہ نے براہ راست ایران پر حملہ آور ہونے کا عزم کر لیا اور اس دوران میں اَردشیر کسریٰ کے مر جانے سے ایرانی حکومت خلفشار کا شکار ہوئی۔ ان کے درمیان اس کے جانشین کے انتخاب کے سلسلہ میں سخت اختلاف رونما ہوا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے خاص لوگوں کو خط تحریر کرتے ہوئے فرمایا:

''خالد بن ولید کی جانب سے بادشاہان فارس کے نام!

اما بعد!

اللہ ہی کے لیے تمام حمد ہے، جس نے تمہارے نظام کو توڑ دیا، تمہاری چال ناکام کر دی، تمہارے اندر اختلاف برپا کر دیا، تمہاری قوت کمزور کر دی، تمہارے مال چھین لیے اور تمہارے غلبہ وعزت کو خاک میں ملا دیا۔ لہٰذا جب تمہیں میرا یہ خط ملے، اسلام قبول کرو، محفوظ و مامون رہو گے، یا پھر معاہدہ کر کے جزیہ دینے پر راضی ہو جاؤ، ورنہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں ایسی فوج لے کر تمہارے پاس آؤں گا جو موت سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جس طرح تم زندگی سے محبت رکھتے ہو اور آخرت میں اتنی ہی رغبت رکھتے ہیں جتنی رغبت تمہیں دنیا میں ہے۔'' [2]

اور ان کے عام لوگوں کو خط تحریر کرتے ہوئے فرمایا:

''خالد بن ولید کی طرف سے فارس کے امراء کے نام!

تمام حمد اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے تمہاری حکومت ختم کر دی، تمہارے اندر اختلاف ڈال دیا، تمہاری قوت کمزور کر دی، تمہارے مال چھین لیے، تمہارے غلبہ وعزت کو خاک میں ملا دیا۔ جب میرا یہ خط تمہیں ملے اسلام قبول کر لو، محفوظ و مامون رہو گے یا پھر معاہدہ کر کے جزیہ ادا کرنا قبول کر لو، ورنہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں ایسی فوج لے کر تمہارے پاس آؤں گا جو

---

[1] ابوبکر الصدیق: خالد الجنابی، نزار الحدیثی ۵۱-۵۲۔

[2] تاریخ الطبری: ۴/ ۱۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت سے ایسی ہی محبت کرتی ہے جس طرح تم زندگی سے محبت رکھتے ہو اور آخرت میں اتنی ہی رغبت رکھتے ہیں جتنی رغبت تمہیں دنیا میں ہے۔“ ❶

حیرہ کی فتح سے عراق کو فتح کرنے اور اس کو اسلامی سلطنت کے تابع کرنے سے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آرزوؤں کا نصف حصہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا، جو ایران پر براہ راست حملہ آور ہونے کی تمہید تھی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے ادا کی اور تھوڑی سی مدت میں حیرہ تک پہنچ گئے کیونکہ عراق کے خلاف آپ کی مہم کا آغاز محرم ۱۲ ہجری میں معرکہ کاظمہ سے ہوا اور اسی سال ربیع الاوّل ۱۲ ہجری میں حیرہ فتح ہو گیا۔ ❷

فتح حیرہ کے موقع پر خالد رضی اللہ عنہ کی کرامت:...... امام طبری نے اپنی سند سے نقل کیا ہے ”............ابن بُقیلہ (عمرو بن عبدالمسیح) کے ساتھ اس کا ایک خادم تھا۔ اس کی کمر میں اس نے ایک تھیلا لٹکا رکھا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس تھیلے کو لے لیا اور اس میں جو کچھ تھا اس کو اپنی ہتھیلی پر رکھا۔ پھر فرمایا: عمرو! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی امانت کی قسم، یہ فوری اثر انداز ہونے والا زہر ہے۔ فرمایا: زہر چھپانے کا کیا مقصد؟ اس نے کہا: مجھے ڈر پیدا ہوا کہ اگر آپ لوگوں کو اپنے اندازے کے خلاف پاؤں اور ایسی صورت میں قوم اور بستی والوں کو میری وجہ سے کسی ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑے تو اس وقت میری موت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی نفس اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کی موت کا وقت نہ آ جائے، اور فرمایا:

((بسم الله خير الاسماء رب الارض، ورب السماء، الذى ليس يضر مع اسمه داء، الرحمن الرحيم.))

”شروع اللہ کے نام سے جو بہترین ناموں والا ہے، آسمان و زمین کا رب ہے، جس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری نقصان نہیں پہنچا سکتی، وہ رحمٰن و رحیم ہے۔“

لوگ آگے بڑھے، آپ کو روکنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی آپ زہر نگل چکے تھے۔ اس موقع پر عمرو بن عبدالمسیح نے کہا: واللہ اے عرب کے لوگو! تم اپنے ارادوں کے مطابق مالک بن کے رہو گے اگر تم میں سے ایک فرد بھی موجود ہے۔ پھر حیرہ والوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: آج کی طرح واضح و روشن دن میں نے نہیں دیکھا۔ ❸

حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اور اس کو ضعیف قرار نہیں دیا۔ ❹ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اس کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور ابن سعد نے دوسری سندوں سے ذکر کیا ہے اور ضعیف نہیں قرار دیا ہے ❺ اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کو کرامات کی مثال میں ذکر کیا ہے۔ ❻

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٨٦.
❷ التاريخ الاسلامى: ٩/ ١٥٠.
❸ تاریخ الطبری: ٤/ ١٨٠.
❹ البداية والنهاية: ٦/ ٢٥١.
❺ الاصابة لابن حجر: ٢/ ٣١٨، ٢٢٠٦.
❻ مجموع الفتاوى: ١١/ ١٥٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض معاصر مؤلفین نے اس کا انکار کیا ہے اور اسے بعض راویوں کی طرف سے من گھڑت قرار دیا ہے حالانکہ یہ روایت اسناد کے اعتبار سے ثابت ہے۔ طبری، ابن سعد، ابن کثیر اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کو پسند کیا ہے۔ کسی نے اس کی سند کو ضعیف نہیں قرار دیا ہے، اور یہ لوگ اسلامی تاریخ کے بارے میں معاصر مؤلفین کے مقابلے میں زیادہ علم والے اور انصاف پسند تھے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے جس وقت زہر پیا اس وقت ایمان ویقین کی انتہائی بلند چوٹی پر فائز تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کے اندر خصائص ودیعت کیے ہیں اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جب چاہے ان خصائص کی تاثیر کو بلند مقاصد اور عظیم حکمت کے پیش نظر ختم کر دے۔ جس طرح جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو اس کی تاثیر کو ختم کر دیا اور اس آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیا۔ ایسا انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ لوگوں کے لیے بھی واقع ہوا جیسا کہ ابومسلم خولانی نے جب اسود عنسی کذاب کی نبوت کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے ان کو آگ میں جھونک دیا لیکن اس نے دیکھا کہ آپ آگ میں کھڑے ہو کر نماز میں مصروف ہیں۔ آگ آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ ❶

یہاں یہ یاد رہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے جس وقت زہر پیا اس وقت آپ کے دل میں ذرا بھی ریا کاری، شہرت طلبی اور طلب جاہ وغیرہ خواہشات نفس کا گذر نہ تھا کیونکہ اگر ایسی کوئی نیت ہوتی تو آپ کو یہ پتہ تھا کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ ساتھ چھوڑ دے گا اور پھر زہر کے اثر کو ختم کرنے کی ان کے پاس کوئی قوت وصلاحیت نہیں ہے۔ یہ ایک نادر تجربہ تھا، اب کسی مسلمان سے اس کا تجربہ کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس کا وہی مقصد ہو جو خالد رضی اللہ عنہ کا تھا کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کا یقین وایمان اور اللہ پر بھروسہ جس معیار کا تھا وہ آج نادر الوجود ہے۔ ❷

خالد رضی اللہ عنہ نے جس وقت حیرہ کو فتح کیا، آٹھ رکعت ایک سلام کے ساتھ نماز ادا کی۔ ❸

فتوحات عراق سے متعلق عربی ادب:...... فتح حیرہ سے متعلق قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے قصیدہ کہا، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

سقى الله قتلى بالفرات مقيمة

واخرى بأثباج النجاف الكوانف

''اللہ تعالیٰ ان مقتولین (شہیدوں) کو سیراب کرے جو فرات میں مقیم ہیں اور دوسروں کو بھی جو نجاف کے درمیان محفوظ علاقے میں ہیں۔''

---

❶ التاريخ الاسلامی: ۹/ ۱۵۳.

❷ التاريخ الاسلامی: ۹/ ۱۵٤.

❸ البداية والنهاية: ٤/ ۳٥۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونحن وطئنا بالكواظم هرمزا
وبالثني قرني قارن بالجوارف

''اور ہم نے کواظم میں ہرمز کو روند دیا اور ثنی میں قارن کی دونوں قوتوں کو گڑھے میں پامال کر دیا۔''

ويوم احطنا بالقصور تتابعت
على الحيرة الروحاء احدى المصارف

''اور جس روز ہم نے محلوں کا گھیراؤ کیا تو پے در پے حیرہ پر کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہی۔''

حططناهم منها وقد كان عرشهم
بميل بهم فعل الجبان المخالف

''اور ہم نے انہیں وہاں سے اتار پھینکا اور ان کا تخت، مخالف بزدل کی طرح انہیں لے کر ڈولتا تھا۔''

رمينا عليهم بالقبول وقد رأوا
غبوق المنايا حول تلك المحارف

''ہم نے اپنی شرطوں کو انہیں قبول کرنے پر مجبور کر دیا اور انہوں نے ان مقامات پر موت کی تاریکی دیکھی۔''

صبية قالوا نحن قوم تنزلوا
الى الريف من ارض العريب القمانف [1]

''اس صبح کو انہوں نے کہا: ہم وہ قوم ہیں جو عربوں کی چٹیل زمین سے سبزہ زاروں کی طرف چلے گئے۔''

٦۔ انبار (ذات العیون) کی فتح: ...... حیرہ اور اس کے گرد و نواح میں جب حالات قابو میں آ گئے اور امن و استقرار بحال ہو گیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ پر قعقاع بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے خود عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے روانہ ہوئے، جنہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شمال سے عراق کی فتح کے لیے روانہ کیا تھا اور انہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملنے کا حکم فرمایا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ انبار پہنچے، دیکھا دشمن قلعہ بند ہیں اور اپنے چہار طرف خندق کھود رکھی ہے اور قلعوں کے اوپر جا بیٹھے ہیں، [2] تو مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا ہے، اور خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ دشمن کی آنکھوں کو نشانہ بنائیں۔ جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں نے تیر برسا کر ہزار آنکھیں بیکار کر دیں، اسی لیے اس معرکہ کو ''ذات العیون'' کا نام دیا گیا۔ [3] خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی ذہانت سے خندق کو اپنی فوج کے ساتھ پار کیا چنانچہ جہاں خندق قدرے تنگ تھی حکم دیا کہ اپنے پاس جو کمزور اونٹ ہیں انہیں ذبح کر کے اس جگہ خندق میں ڈال دو، اس طرح خندق اونٹوں کی لاشوں سے پر کر دی گئی اور فوج نے اونٹوں کی

[1] البداية والنهاية: ٦/ ٣٥٣.
[2] تاريخ الدعوة الى الاسلام: ٣٥٠.
[3] البداية والنهاية: ٦/ ٣٥٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاشوں کو بطور پل استعمال کر کے خندق کو پار کیا۔ دشمن یہ دیکھ کر قلعے میں گھس گئے۔ ❶ اور فارسی فوج کا جرنیل شیرزاذ خالد رضی اللہ عنہ سے مصالحت پر مجبور ہو گیا اور اس شرط پر مصالحت کی گئی کہ شیرزاذ اپنے کچھ شہسواروں کے ساتھ انبار سے چلا جائے لیکن اپنے ساتھ کوئی مال ومتاع نہ لے جائے۔ ❷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انبار میں، وہاں جو عرب آباد تھے، ان سے عربی زبان لکھنی سیکھنی، جنھوں نے اپنے سے پہلے یہاں آباد ''بنوایاذ'' عربی قبیلہ سے کتابت سیکھی تھی۔ وہ قبیلہ بخت نصر کے دور میں یہاں آ کر آباد ہوا تھا، جب کہ بخت نصر نے عراق میں عربوں کو آباد ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ خالد رضی اللہ عنہ کو ''بنوایاذ'' کے بعض شعراء کا یہ کلام پڑھ کر سنایا گیا جس میں اس نے اپنی قوم کی مدح سرائی کی ہے:

قومی إیادٌ ولو أنّھم امم
اوّلو اقاموا فتَھزُل النِّعمُ

''میری قوم ''بنوایاذ'' اگر وہ قریب ہوتے یا اگر وہ حجاز میں اقامت اختیار کرتے تو اونٹ کمزور پڑ جاتے۔''

قوم لھم باحۃُ العراق إذا
ساروا جمیعا واللوح والقلم ❸

''جب یہ لوگ وہاں سے نکل کر عراق آئے تو انہیں عراق کا سرسبز میدان ملا اور لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔''

۷. عین التمر: ...... خالد رضی اللہ عنہ نے انبار پر زبرقان بن بدر کو نائب مقرر کر کے عین التمر کا رخ کیا، وہاں دیکھا کہ عقہ بن ابی عقہ تمر، تغلب، ایاد اور ان کے حلفاء کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ موجود ہے اور ان کے ساتھ مہران اپنی فارسی فوج کے ساتھ ہے۔ ❹ عقہ نے مہران سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے خالد سے قتال کے لیے چھوڑ دے اور اس سے کہا: عرب عربوں سے قتال کرنے کو زیادہ جانتے ہیں لہٰذا تم ہمیں اور خالد کو چھوڑ دو ہم سمجھ لیتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا: ٹھیک ہے، تم ان سے نمٹ لو اگر مدد کی ضرورت ہوگی تو ہم حاضر ہیں۔ فارسیوں نے اس پر اپنے امیر کو ملامت کی، تو اس نے ان سے کہا: ان کو چھوڑو اگر یہ خالد پر غالب آ گئے تو یہ تمہارا ہی غلبہ ہوگا اور اگر یہ مغلوب ہو گئے تو ہم خالد سے قتال کریں گے، ایسی حالت میں وہ کمزور پڑ چکے ہوں گے اور ہم تازہ دم طاقتور ہوں گے۔ یہ بات سن کر انہیں اس کی رائے کی برتری کا اعتراف ہو گیا۔ خالد رضی اللہ عنہ مقابلے کے لیے نکلے، عقہ اپنی فوج کے ساتھ سامنے آیا، جب دونوں فوجوں کا سامنا ہوا تو خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کے میمنہ اور میسرہ دستوں سے کہا: تم اپنی جگہ سنبھالے رہو، میں حملہ کرنے والا ہوں اور اپنے حفاظتی دستے کو حکم دیا کہ تم میرے پیچھے رہو اور عقہ پر حملہ بول دیا جبکہ ابھی وہ اپنی فوج کی صف بندی کر رہا تھا۔ اس کو پکڑ کر قید کر لیا اور اس

❶ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۳۵۰۔
❷ تاریخ الطبری: ٤/ ۱۹۱۔
❸ البدایۃ والنھایۃ: ٦/ ۳۵۳۔
❹ البدایۃ والنھایۃ: ٦/ ۳۵٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی فوج بغیر قتال کے شکست کھا گئی اور ان میں سے ایک بڑی تعداد کو مسلمانوں نے گرفتار کیا پھر آپ عین التمر کے قلعے کی طرف بڑھے، دوسری طرف جب مہران کو بغیر قتال کے ہی عقہ کی شکست کی خبر ملی تو قلعے سے اترا اور چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ جب شکست خوردہ عرب نصاریٰ نے دیکھا کہ قلعہ کھلا ہوا ہے تو وہ اس میں داخل ہو گئے اور اس میں پناہ لے لی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر قلعے کا محاصرہ کر لیا، آخر کار قلعے والے اس بات پر مجبور ہو گئے کہ خالد رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعے سے نکل آئیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عقہ اور اس کے ساتھ گرفتار ہونے والوں اور آپ کے حکم پر قلعے سے اترنے والوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور اس طرح قلعے کا پورا مال مسلمانوں کو غنیمت میں حاصل ہوا۔ کلیسا کے اندر چالیس بچے انجیل پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند کر رکھا تھا، آپ نے دروازہ توڑ کر ان سب کو امراء اور مالداروں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ انہی میں سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام حمران تھے جو انہیں خمس میں سے ملے تھے اور انہی میں سے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے والد سیرین بھی تھے، جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئے تھے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے خمس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے روانہ کیا جو دومۃ الجندل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ وہ عراق کے ایک کنارے دشمن کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں اور دشمن نے بھی ان کے تمام راستے بند کر رکھے ہیں، جس کی وجہ سے وہ بھی محصور ہو چکے ہیں۔ اس وقت عیاض رضی اللہ عنہ نے ولید سے کہا: بعض مشورے بڑی فوج سے بہتر ہوتے ہیں، لہٰذا ان حالات میں آپ ہمیں کیا مشورہ دیتے ہیں؟ ولید نے کہا: آپ خالد کو تحریر کریں کہ وہ آپ کی امداد کے لیے اپنے پاس سے فوج بھیج دیں۔ عیاض رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا اس میں آپ سے امداد طلب کی، یہ خط خالد رضی اللہ عنہ کو عین التمر کے واقعے کے فوراً بعد ملا، آپ نے عیاض رضی اللہ عنہ کو جواب دیا: ہم آپ ہی کی طرف کا ارادہ کیے ہیں۔ اور لکھا:

لبث قليلا تاتك الحلائب
يحملن آسادا عليها القاشب
كتائب تتبعها كتائب ❶

''تھوڑا ٹھہریں، سواریاں آپ کے پاس پہنچ رہی ہیں، جن پر شیر سوار ہوں گے اور تلواریں چمک رہی ہوں گی۔ فوجوں کے دستے کے دستے پہنچ رہے ہوں گے۔''

۸. دومة الجندل: ...... خالد رضی اللہ عنہ نے عین التمر پر عویم بن کاہل اسلمی کو اپنا نائب مقرر کر کے دومۃ الجندل کا رخ کیا اور جب وہاں کے لوگوں کو خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے حلیف قبائل بہراء، کلب، غسان اور تنوخ سے مدد طلب کی۔ ❷ اس وقت دومۃ الجندل کا معاملہ دو سرداروں کے ہاتھ میں تھا، ایک

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٥٤.
❷ البداية والنهاية: ٦/ ٣٥٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکیدر بن عبدالملک اور دوسرا جودی بن ربیعہ۔ ان دونوں کے درمیان اختلاف ہوگیا۔ اکیدر نے کہا: میں خالد کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر مبارک شگون والا نہیں اور نہ جنگ میں کوئی اس سے آگے ہے۔ خالد کا چہرہ دیکھ کر فوجیں شکست کھا جاتی ہیں، زیادہ ہوں یا کم۔ لہٰذا تم میری بات مانو اور خالد سے مصالحت کرلو۔ لیکن لوگوں نے اکیدر کی بات نہ مانی، تو اس نے کہا: میں خالد کے مقابلے میں تمہارا ساتھ ہرگز نہ دوں گا، تم جانو۔ ❶

خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آپ کے دشمن کی شہادت ہے، اور حق تو وہ ہے جس کی شہادت دشمن دے۔
خالد رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اکیدر کی طرف روانہ کیا تھا آپ اس کو قید کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان کر کے چھوڑ دیا تھا اور اس سے معاہدہ لکھوا لیا تھا لیکن اس نے اس کے بعد بدعہدی کی۔ جس وقت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کیا تھا، اسی وقت سے وہ آپ سے مرعوب ہوگیا چنانچہ اکیدر اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ کر نکل گیا۔ خالد رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کے راستے میں اس کی خبر ملی، آپ نے عاصم بن عمرو کو اس کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیا۔ انہوں نے اسے گرفتار کرلیا اور اس کی سابقہ خیانت کی وجہ سے خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور اس کو قتل کردیا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی خیانت وغداری کی وجہ سے اسے ہلاک کیا اور تدبیر تقدیر سے نہ بچا سکی۔ ❷

خالد رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل پہنچ کر باشندگان دومۃ الجندل اور ان کے حامی بہراء، کلب اور تنوخ کو اپنے گھیرے میں لے لیا، ایک طرف آپ کی فوج اور دوسری طرف عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی فوج۔ ❸ جودی بن ربیعہ اپنی فوج کے ساتھ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اور ابن حدرجان اور ابن ابہم اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ عیاض رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے۔ جنگ کا آغاز ہوا، خالد رضی اللہ عنہ نے جودی اور اس کی فوجوں کو شکست دے دی اور عیاض رضی اللہ عنہ نے ابن حدرجان اور اس کی فوج سے بمشکل فتح کو چھین لیا۔ شکست خوردہ لوگوں نے بھاگ کر قلعے میں پناہ لینی چاہی لیکن قلعہ پہلے سے بھر چکا تھا، اس میں جگہ نہ تھی، اندر والوں نے دروازے بند کر لیے اور اپنے ساتھیوں کو باہر میدان میں چھوڑ دیا، خالد رضی اللہ عنہ قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر اس میں گھس گئے اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ ❹ اس طرح دومۃ الجندل کے فتح ہونے سے مسلمانوں کو جنگی اعتبار سے بڑا اہم مقام حاصل ہوگیا کیونکہ دومۃ الجندل ایسے راستے پر واقع ہے، جہاں سے تین سمتوں میں اہم راستے نکلتے ہیں۔ جنوب میں جزیرہ نمائے عرب اور شمال مشرق میں عراق اور شمال مغرب میں شام۔ طبعی طور سے یہ شہر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج کی توجہ اور اہتمام کا مستحق تھا، جو عراق میں برسرپیکار تھی اور شام کی سرحدوں پر کھڑی تھی اور یہی سبب تھا کہ عیاض رضی اللہ عنہ نے

---

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٥٥، تاريخ الطبری: ٤/ ١٩٥ . ❷ التاريخ الاسلامی: ٩/ ١٦٣ .
❸ خالد بن الوليد: صادق عرجون: ٢٣١ .
❹ تاريخ الطبری: ٤/ ١٩٦ ، ابوبكر الصديق: خالد الجنابی ٥٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے حرکت نہ کی بلکہ وہاں مرابط بن کر ڈٹے رہے اور خالد رضی اللہ عنہ کے وہاں پہنچنے کا انتظار کیا اگر دومۃ الجندل مسلمانوں کے قبضے میں نہ آتا تو عراق میں مسلم فوجوں کے لیے خطرات کا سامنا تھا۔ ❶

اس طرح خالد رضی اللہ عنہ دومۃ الجندل کی فتح میں عیاض رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے میں کامیاب ہوئے جہاں جنوب عراق میں خالد رضی اللہ عنہ کی جنگیں، جلد حملہ آور ہونے میں مہارت، موقع کو غنیمت سمجھنے اور دشمن کے دل میں رعب بٹھانے کے سلسلہ میں مثالی حیثیت کی حامل ہیں، وہیں عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کا طویل مدت تک دشمن کے سامنے ڈٹے رہنا جبکہ دشمن ہر جانب سے ٹوٹ پڑا ہو، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلامی فوج صبر وثبات، اخروی بھلائی کی امید اور اللہ کی نصرت وتائید پر اعتماد وبھروسہ سے متصف تھی اور یہ چیز ان کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ عیاض رضی اللہ عنہ افاضل مہاجرین اور سادات قریش میں سے تھے۔ بڑے سخی اور فیاض تھے۔ خلفاء اور ان کے والیان کو ان پر پورا اعتماد تھا، وہ یرموک کے قائدین میں سے تھے، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے مقدمہ پر مقرر تھے، اس کے بعد آپ نے مکمل جزیرہ کو فتح کیا جو شام وعراق کے مابین واقع ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت ان کو شام پر اپنا نائب مقرر کیا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس عہدے پر باقی رکھا۔ یہاں تک کہ فتوحات کے سلسلہ میں آپ کی ضرورت پیش آئی تو ان فتوحات کے لیے آپ کو روانہ کیا۔ ❷

۹۔ حُصَید کا معرکہ: ❸ ...... خالد رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو انبار واپس ہو جانے کا حکم دے دیا اور خود دومۃ الجندل میں ٹھہر گئے۔ آپ کے وہاں ٹھہر جانے کی وجہ سے فارسیوں کے اندر آپ کے بارے میں غلط خیالات نے جنم لیا اور طمع پیدا ہوئی اور اسی طرح اس علاقے کے عربوں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فارسیوں سے ساز باز کی اور خط وکتابت شروع کر دی تاکہ وہ بھی ان کے ساتھ خالد پر غضبناک ہوں کیونکہ ابھی عقہ کے قتل کا زخم تازہ تھا چنانچہ ''روزمہر'' اپنے ساتھ ''روزبہ'' کو لے کر بغداد سے انبار کی طرف روانہ ہوا اور حصید وخنافس میں جمع ہونا طے کیا۔ یہ خبر زبرقان بن بدر کو پہنچی جو اس وقت انبار پر مقرر تھے، انہوں نے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ سے امداد طلب کی جو حیرہ پر خالد رضی اللہ عنہ کے نائب تھے۔ چنانچہ انہوں نے اعبد بن فدکی سعدی ابولیلیٰ کو ان کی امداد کے لیے روانہ کیا اور انہیں حصید پہنچنے کا حکم دیا اور اسی طرح عروہ بن جعد البارقی کو روانہ کیا اور انہیں خنافس پہنچنے کا حکم دیا۔ جب خالد رضی اللہ عنہ کو بعض قبائل کے حرکت میں آنے اور حصید میں روزبہ کے ساتھ مل جانے کی رغبت کی خبر ملی تو آپ نے قعقاع رضی اللہ عنہ کو حصید میں امیر مقرر کیا اور حیرہ میں ان کی جگہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ادھر جب روزبہ کو قعقاع رضی اللہ عنہ کے اس کی طرف روانہ ہونے کی خبر ملی تو اس نے روزمہر سے امداد مانگی، وہ آکر اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور پھر اسلامی فوجیں فارسیوں سے ٹکرائیں اور عظیم جنگ ہوئی، دشمن کے

---

❶ ابوبکر الصدیق: نزار الحدیثی، خالد الجنابی: ۵٤.
❷ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱٦٤.
❸ یہ جزیرہ کی طرف عراق کے اطراف میں ایک مقام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے آدمی مارے گئے، ان مقتولین میں روزمہر اور روزبہ بھی تھے۔ اس طرح مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ ❶ قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس معرکے کے بارے میں کہا:

أَلا أبـلـغـا أسْـمـاءَ أَنَّ حَـلِيْلَهَـا
قـضى وَطرًا مِّن روزمهر الأعاجِمِ

''کیا تم اسماء کو یہ خبر نہیں پہنچا دیتے کہ اس کے شوہر نے عجمیوں کے روزمہر کا قصہ تمام کر دیا ہے۔''

غـداة صبَّحنا فی حَصِيْدِ جُمُوعِهِمْ
لهـنـدية تـفـرى فـراخَ الجَمَاجِمِ ❷

''ہم نے حصید میں صبح صبح ان کے لشکر پر حملہ کیا، ہندی تلوار ان کے سروں کو اڑا رہی تھی۔''

۱۰. معرکہ مُصَیَّخ: ...... حصید میں مسلمانوں کی خبر جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اپنے لشکر کے قائدین کو حوران کے قریب مصیخ میں وقت مقررہ پر جمع ہونے کو کہا۔ جب یہ سب وقت مقررہ پر پہنچ گئے تو راتوں رات بعض قبائل اور ان لوگوں پر تین طرف سے شب خون مارا جو ان کے ساتھ پناہ گزیں تھے اور انہیں کافی نقصان پہنچایا۔ ❸ پھر خالد رضی اللہ عنہ کو ''ثنی'' میں جو رَقہ کے قریب ہے زمیل دیارِ بکر میں بعض قبائل کے جمع ہونے کی خبر ملی کہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے، آپ نے متعدد جہات سے ''ثنی'' پر اچانک حملہ کر دیا، جس سے ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور اسی طرح زمیل میں جمع ہونے والوں پر حملہ کیا اور انہیں کافی نقصان پہنچایا۔ ❹

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حملے میں ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جس کا نام حرقوص بن نعمان نمری تھا۔ اس کے ساتھ اس کے بیٹے بیٹیاں اور بیوی تھی، شراب کا پیالہ ان کے درمیان رکھا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا: کیا اس وقت کوئی شراب پیے گا، جب کہ خالد کی فوجیں پہنچ چکی ہیں؟ اس نے کہا: پیو، یہ الوداعی پینا ہے، میرا خیال ہے اس کے بعد تمہیں شراب نہ ملے گی، سب نے شراب نوش کی اور حرقوص کہنے لگا:

ألا فَـاشْـرَبُـوْا من قَبْلِ قاصمة الظَّهرِ
بـعـيـد انتـفـاخِ القَوم بالعَكَرِ الدَّثْرِ

''خبردار! کمر توڑ مصیبت آنے سے پہلے پی لو، اس گھری ہوئی مصیبت سے قوم کی نجات بعید ہے۔''

وَقَبْـلِ مـنـايـانـا الـمُـصِيْبَةِ بِالقَدْرِ
لِـحِيْنٍ لَعَمْرِي لا يزيدُ ولا يَحْرِى ❺

---

❶ البداية والنهاية: ٦/ ٣٥٥ . ❷ الكامل فی التاريخ: ٢/ ٥٩ .
❸ ابوبكر الصديق: خالد الجنابی، نزار الحديثی ٥٥ . ❹ تاريخ الطبری: ٤/ ١٩٩-٢٠٠ .
❺ تاريخ الطبری: ٤/ ١٩٩ ، البداية والنهاية: ٩/ ٥٣٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہماری موتوں سے قبل مصیبت مقدر ہو چکی ہے، جو کسی صورت میں ٹلنے والی نہیں۔''

اسی حالت میں ایک شہسوار اس کی طرف بڑھا اور اس کی گردن اڑا دی اور اس کا سر پیالے میں جا گرا، ہم نے اس کی بیوی اور بچیوں کو لے لیا اور اس کے بچوں کو قتل کر دیا۔ ❶

اس معرکے میں دو ایسے آدمی قتل کر دیے گئے جو اسلام لا چکے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں امان دے رکھی تھی لیکن مسلمانوں کو اس کا علم نہ تھا۔ جب ان کی خبر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ان کی دیت ادا کی اور ان کی اولاد سے متعلق وصیت کی اور ان دونوں کے بارے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں کا انجام یہی ہوتا ہے جو دار الحرب میں بستے ہیں۔ یعنی مشرکین کے ساتھ رہنے کی وجہ سے جرم ان کا ہے۔ ❷

۱۱. معرکہ فراض: ...... جب خالد رضی اللہ عنہ نے پرچم اسلام عراق پر لہرا دیا اور عرب قبائل آپ کے تابع ہو گئے تو آپ نے فراض کا قصد کیا، جو شام، عراق اور جزیرہ کی سرحد پر ہے تاکہ اپنی پشت کو محفوظ کر لیں اور جب سرزمین سواد کو پار کر کے فارس کا رخ کریں تو پیچھے کوئی خطرہ باقی نہ رہے لیکن جب مسلمان فوجیں فراض میں جمع ہوئیں، تو رومیوں کو غصہ آیا اور آپے سے باہر ہو گئے اور اپنے سے قریب فارسی فوجوں سے مدد طلب کی۔ چونکہ مسلمانوں نے فارسیوں کی شان و شوکت کو ختم کر دیا تھا اور وہ ذلیل و خوار ہوئے تھے، اس لیے وہ مسلمانوں پر جلے بھنے تھے، انہوں نے فوراً رومیوں کی دعوت قبول کی، اور ان کی امداد کے لیے تیار ہو گئے۔ اسی طرح رومیوں نے تغلب، ایاد اور نمر قبائل عرب سے امداد طلب کی، انہوں نے بھی ان کی دعوت پر لبیک کہا کیونکہ وہ اپنے رؤساء اور سرداروں کے قتل کو ابھی بھولے نہیں تھے۔ اس طرح اس معرکے میں روم، فارس اور عرب کی فوجیں مسلمانوں کے خلاف جمع ہو گئیں اور جب یہ لوگ فرات کے ساحل پر پہنچے تو مسلمانوں سے کہا: یا تو تم دریا پار کر کے ہمارے پاس آؤ یا ہم آتے ہیں؟

خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہی پار کر کے آؤ۔

انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگ ذرا یہاں سے ہٹ جائیں تاکہ ہم دریا پار کر لیں۔

خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایسا نہیں ہو سکتا لیکن تم دریا پار کر کے ہم سے نیچے علاقے میں آؤ۔

یہ واقعہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۲ ہجری میں پیش آیا۔

رومیوں اور فارسیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: اپنے ملک کو بچاؤ، یہ شخص دین کی بنیاد پر لڑتا ہے اور عقل و علم رکھتا ہے۔ واللہ یہ ضرور غالب آئے گا اور ہم ضرور رسوا ہوں گے۔ پھر انہوں نے اس سے عبرت حاصل نہ کی اور دریا پار کر کے خالد رضی اللہ عنہ سے نچلے حصے میں آ گئے۔

جب سب آ گئے تو رومیوں نے کہا: الگ الگ ہو جاؤ تاکہ آج ہمیں معلوم ہو جائے کہ کیا اچھا اور کیا برا ہے

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٩٩.
❷ البدایة والنهایة: ٦/ ٣٥٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہاں سے خطرہ ہے؟ چنانچہ ایسا ہی کیا اور پھر گھمسان کی جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست دی۔

خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا: ان پر ٹوٹ پڑو، ان کو مہلت نہ دو۔ شہسوار اپنے ساتھیوں کے نیزوں سے دشمن کی ایک جماعت جمع کرتا، جب جمع ہو جاتے تو مسلمان انہیں قتل کر دیتے۔ اس طرح اس معرکے میں ایک لاکھ افراد قتل ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ نے فراض میں دس روز قیام کیا اور پھر اسلامی فوجوں کو حیرہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ ❶

اسی طرح مسلمانوں نے پہلی مرتبہ روم وایران کی دونوں سپر طاقتوں (Super Power) اور ان کے ہم نوا عرب فوجوں کا مقابلہ کیا، اس کے باوجود مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہوئی اور بلاشبہ یہ معرکہ تاریخی اور فیصلہ کن معرکوں میں سے رہا، اگرچہ اس کو وہ شہرت حاصل نہ ہوئی، جو دیگر بڑے معرکوں کو حاصل ہوئی، کیونکہ اس سے کفار کی اندرونی قوت ختم ہوگئی۔ خواہ وہ ایران سے تعلق رکھتے رہے ہوں یا روم سے یا عرب اور عراق سے۔ عراق میں خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے جو معرکے سر کیے یہ اس کی آخری کڑی تھی۔ ❷ اس معرکے کے بعد ایرانیوں کی شان وشوکت خاک میں مل گئی پھر اس کے بعد ان کو ایسی جنگی قوت حاصل نہ ہو سکی، جس سے مسلمان خوف زدہ ہوں۔ ❸

اس معرکے کے سلسلہ میں قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَقِینَا بِالْفِرَاضِ جموعَ رومٍ
وفُرْسٍ غَمَّها طولُ السَّلام

''ہم فراض میں روم وفارس کی فوجوں سے ٹکرائے جو اسلام کے بڑھنے سے پریشان تھے۔''

اَبَدْنَا جَمْعَهُمْ لَمَّا الْتَقَيْنَا
وَبَيَّتْنَا بِجَمْعِ بَنِي رِزَام

''جب ہم ان سے ٹکرائے تو ہم نے ان کی فوجوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے بنو رزام پر شب خون مارے۔''

فَمَا فَتِئَتْ جُنُودُ السِّلْمِ حَتّٰى
رَأَيْنَا الْقَوْمَ كَالْغَنَمِ السَّوام ❹

''اسلامی فوجیں برابر ڈٹی رہیں یہاں تک کہ ہم نے دشمن کو چرنے والی بکریوں کے مانند پایا۔''

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ٢٠١.
❷ التاریخ الاسلامی: ٩/ ١٧٣.
❸ خالد بن الولید، عرجون ٣٦.
❹ معارك خالد بن الولید ضد الفرس، عبدالجبار السامرائی ١٢٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد رضی اللہ عنہ کا حج، شام کی طرف ان کو روانہ ہونے کا صدیقی فرمان اور عراق میں اسلامی فوج کی قیادت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں

۱۲ ہجری میں خالد رضی اللہ عنہ کا حج اور شام کی طرف ان کو روانہ ہونے کا صدیقی فرمان:

خالد رضی اللہ عنہ نے فراض میں دس دن قیام کیا، پھر ۲۵ ذوالقعدہ ۱۲ ہجری کو لشکر کو حیرہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ عاصم بن عمرو کو مقدمہ میں چلنے کا حکم دیا اور شجرہ بن الاعز کو ساقہ میں رکھا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ساقہ کے ساتھ چل رہے ہیں لیکن انتہائی رازدارانہ طریقے سے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حج کے لیے مسجد حرام کی طرف روانہ ہو گئے اور مکہ جانے کے لیے غیر معروف راستہ اختیار کیا، جس پر کبھی چلا نہیں گیا تھا۔ اس سلسلے میں آپ کو ایسے حالات پیش آئے جیسے کسی کو پیش نہیں آئے تھے۔ آپ کنارے کنارے چل رہے تھے، یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے اور اس سال ۱۲ ہجری کا حج آپ کو مل گیا اور پھر حج سے واپس ہو کر فوج کے حیرہ پہنچنے سے قبل اس سے جا ملے۔ اس کی خبر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہ ہو سکی لیکن جب حجاج واپس ہوئے تو ان کے ذریعے سے خبر ملی، فوج کا ساتھ چھوڑنے کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ پر عتاب کرتے ہوئے خط تحریر کیا[1] اور آپ کو شام جانے کا حکم دیا۔ اس خط میں آپ نے لکھا:

> ''تم یرموک میں اسلامی فوج سے جا ملو، وہ پھنسے ہوئے ہیں۔ خبردار! جیسا تم نے کیا ہے دوبارہ نہ کرنا، اور اللہ کے فضل سے وہ تمہاری طرح نہیں گھرے ہیں اور ان مشکلات سے تمہاری طرح کوئی نہیں نمٹ سکتا ہے۔ اے ابوسلیمان! اخلاص اور نصیب مبارک ہو، اپنی ذمہ داری پوری کرو، اللہ تمہارے لیے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ خود پسندی تمہیں لاحق نہ ہو، ایسی صورت میں تم کو نقصان اور رسوائی ہو گی۔ خبردار! تم اپنے کسی عمل کی وجہ سے احسان نہ جتلاؤ، حقیقت میں اللہ ہی احسان کرنے والا ہے اور وہی بدلہ دینے والا ہے۔''[2]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کامیاب قائدین کا کس قدر خیال رکھتے تھے، انہیں مشوروں اور نصیحتوں سے نوازتے تھے، جس سے انہیں بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی و کامرانی حاصل ہوتی تھی۔

- ابوبکر رضی اللہ عنہ سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ عراق کو چھوڑ کر شام کا رخ کریں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں وہاں فتح سے نوازے۔
- اس بات کی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ جو بغیر خلیفہ کی اجازت کے حج کے لیے روانہ ہو گئے تھے ایسی حرکت

---

[1] البدایة والنهایة: ٦/ ٣٥٧.
[2] تاريخ الطبري: ٤/ ٢٠٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ نہ کریں۔

❁ انہیں حکم فرمایا کہ میانہ روی اور استقامت اختیار کریں اور نیت کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے کوشش میں لگے رہیں۔

❁ انہیں خود پسندی اور فخر وغرور سے منع فرمایا، اس سے عمل فاسد ہو جاتا ہے اور اس کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔ احسان جتلانے سے منع فرمایا کیونکہ احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، توفیق دینا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ [1]

دشمن کے حملے کو روکنا، قوت جمع کرنا، معنوی قوت اور فوج کے حوصلے کو برقرار رکھنا، معلومات جمع کرنا، منصوبے تیار کرنا اور اس کو پوری قوت، باریک بینی اور نادر احتیاط کے ساتھ نافذ کرنا وغیرہ، جنگی اصول ومبادی میں اسلامی فوج کی مہارت اور قدرت، عراقی معرکوں سے بالکل نمایاں ہے۔ خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ فتوحات عراق میں وسیع تر تجربہ حاصل کرنے کے بعد رومیوں سے جہاد کرنے کے لیے شام روانہ ہوئے تھے۔ اور عراق میں اسلامی فوجوں کی قیادت کے لیے خالد رضی اللہ عنہ کے بعد مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا گیا، جبکہ سرزمین عراق میں انہیں وسیع تر تجربہ اور ایرانیوں سے جنگ میں بڑی مہارت حاصل ہو چکی تھی۔ تاریخ کے قارئین کے سامنے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ عراق کی جنگ میں خالد رضی اللہ عنہ نے جو منصوبے وضع کیے تھے ان کا اعتماد اوّلاً اللہ تعالیٰ پر اور پھر دقیق معلومات فراہم کرنے پر تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا خبر رسانی اور جاسوسی کا محکمہ انتہائی تیز تھا اور ظاہر ہے اس کی تنظیم اور ترتیب مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ جیسے نادر الوجود قائد نے کی ہوگی کیونکہ جہاں ایک طرف آپ کے اندر انتظام وتربیت کی ماہرانہ صلاحیت پائی جاتی تھی، وہیں آپ اس علاقے سے بخوبی واقف تھے کیونکہ آپ کا تعلق بنوشیبان سے تھا جو بنوبکر کی ایک شاخ ہے اور جو عراق کے سرحدی علاقے میں فرات کے کنارے آباد تھے، اس کا سلسلہ ''ہیت'' تک پہنچتا ہے۔ یہ لوگ اپنی جائے اقامت اور روابط کی وجہ سے مخبری کے اہل تھے اور جب بھی ایرانی فوج حرکت میں آتی اس کے حرکت میں آتے ہی مناسب وقت میں مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان پر اس کی خبر جاری ہوتی۔ چھوٹی بڑی کوئی بھی بات کسریٰ کے ایوان سلطنت میں رونما ہوتی تو اس کا علم مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو اسی وقت ہو جاتا۔ [2]

خالد رضی اللہ عنہ کے نام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خط میں تھا:

''عراق کو چھوڑ دو اور وہاں کی امارت اس شخص کے حوالے کر دو جو تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہاں کا امیر تھا۔ پھر تم ہمارے ان ساتھیوں میں سے جو یمامہ سے عراق تمہارے ساتھ گئے ہیں اور جو راستے میں تمہارے ساتھ ہوئے ہیں اور جو حجاز سے تمہارے پاس پہنچے ہیں ان میں سے نصف کو اپنے ساتھ لے کر شام پہنچو اور ابوعبیدہ بن الجراح اور ان کے ساتھیوں سے جا ملو اور جب تم ان کے

[1] تاریخ الدعوة الى الاسلام: ۲۹۵.

[2] معارك خالد بن الوليد ضد الفرس: ۱۳٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس پہنچ جاؤ تو امیر جماعت تم ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔'' ❶

خالد رضی اللہ عنہ نے شام روانہ ہونے کی تیاری مکمل کی اور فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ نصف کو اپنے ساتھ شام لے کر جانے کے لیے اور نصف عراق میں مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ باقی رہنے کے لیے۔ البتہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے حصے میں رکھا۔ مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا اور فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فرمان پر جب تک مکمل عمل نہیں ہوگا میں راضی نہیں۔ نصف صحابہ کو اپنے ساتھ لے جائیں اور نصف کو ہمارے ساتھ چھوڑیں، واللہ انہی کے ذریعے سے تو ہمیں فتح ونصرت کی امید ہے۔ تو آپ مجھے ان سے محروم نہ کریں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط خالد رضی اللہ عنہ کو سفر کرنے سے قبل موصول ہوا، جس کے اندر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم فرمایا تھا کہ کس کو اپنے ساتھ لے جائیں اور کس کو مثنیٰ کے لیے چھوڑ جائیں۔ فرمایا: ''اے خالد! جس طرح تم اپنے ساتھ مجد و بزرگی کے حاملین کو لے جاؤ ان کے لیے بھی مجد و بزرگی کے حاملین کو چھوڑ جاؤ اور جب اللہ تعالیٰ شام میں تمہیں فتح عطا کردے تو تم انہیں واپس عراق لوٹا دو اور تم بھی ان کے ساتھ ہولو، پھر تم اپنے کام پر لگ جاؤ۔'' ❷

اس طرح خالد رضی اللہ عنہ، مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو راضی کرنے میں برابر لگے رہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عوض انہیں بہادر جنگجوؤں کو دیتے رہے جو شجاعت وصبر میں معروف تھے، آخر کار مثنیٰ رضی اللہ عنہ راضی ہوگئے۔ ❸

خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور خطرناک، لق ودق اور طویل وعریض صحرا کو پار کرتے ہوئے شام کی طرف چل پڑے، راستے کے ماہرین سے دریافت کیا: وہ کون سا راستہ اختیار کیا جائے کہ ہم رومی فوجوں کے پیچھے سے گذر جائیں؟ کیونکہ اگر ہمارا ان سے سامنا ہوگیا تو پھر ہم مسلمانوں کی مدد کے لیے نہیں پہنچ سکیں گے۔ انہوں نے بتلایا کہ ہمیں صرف ایک ہی راستہ معلوم ہے، فوج اس کی متحمل نہیں ہوسکتی کیونکہ تنہا مسافر کو بھی اپنی جان کا خطرہ رہتا ہے۔ آپ یہ راستہ گھوڑوں اور ساز وسامان کے ساتھ پار نہیں کرسکتے۔ پانچ راتوں تک پانی کا نام ونشان نہیں۔

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے لیے ضروری ہے کہ رومی فوج کے پیچھے سے نکلیں اور پھر آپ نے اس راستے کو اختیار کرنے کا عزم کرلیا، خطرات جیسے بھی ہوں۔ اس موقع پر رافع بن عمیر نے مشورہ دیا: خوب زیادہ پانی اپنے ساتھ لے لیں کیونکہ اس راستے میں پانی نہیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ پیاسے اونٹوں کے شکم میں پانی بھرلیں اور اونٹوں کے ہونٹ کاٹ دیں تاکہ جگالی کرکے پانی ختم نہ کردیں۔ ❹ اور اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی کہ مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اللہ کی مدد کے ہوتے ہوئے کسی چیز کی پروا کرے۔ ❺

---

❶ الصديق اوّل الخلفاء: ١٦٩.
❷ الصديق اوّل الخلفاء: ١٧٠.
❸ الصديق اوّل الخلفاء: ١٧٠.
❹ الصديق اوّل الخلفاء: ١٧١.
❺ الحرب النفسية، د/ احمد نوفل ٢/ ١٥٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنما رافع بن عمیر انہیں لے کر ایسے راستے سے روانہ ہوئے جو انتہائی دشوار ترین، پانی کی قلت اور باشندگان کی کمی میں معروف تھا۔ خاص کر وہ حصہ جو قراقر سے سویٰ تک پھیلا ہوا ہے لیکن یہ سب سے کم مسافت کا راستہ تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کے سامنے اس راستے کو اختیار کرنے کے وجوہ واسباب واضح کر دیے کہ اس طرح جلدی اور پوری رازداری کے ساتھ اچانک منزل تک پہنچ جائیں گے۔ رافع نے خالد رضی اللہ عنہ سے بیس بڑی اونٹنیوں کو ان کے لیے تیار کرنے کا مطالبہ پہلے کر لیا تھا۔ ان کا یہ مطالبہ پورا کیا گیا، کچھ دنوں تک انہیں پانی دینا بند کر دیا، جب خوب پیاسی ہو گئیں تو انہیں پانی پلایا، انہوں نے پیٹ بھر لیے، پھر ان کے ہونٹ کاٹ دیے اور ان کے منہ پر تھوتھی چڑھا دی تاکہ جگالی نہ کر سکیں۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ سے کہا: اب آپ گھوڑوں اور ساز و سامان لے کر روانہ ہوں اور راستے میں جب کسی منزل پر قیام کریں تو ان اونٹنیوں میں سے ذبح کریں اور اس طرح لوگوں کو پانی حاصل ہو گا۔

یہ لشکر قراقر ❶ سے ہوتا ہوا روانہ ہوا، جو صحرا کے حدود پر عراق کی آخری بستی تھی۔ جہاں سے راستہ شام کی پہلی بستی سول کو پہنچتا تھا۔ ان دونوں بستیوں کے درمیان پانچ راتوں کی مسافت تھی۔ دن میں آرام کرتے اور رات میں چلتے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے رافع بن عمیر پر پوری تحقیق کے بعد اعتماد کیا تھا اور اسی طرح محرز المحاربی کو ساتھ لیا، جو ستاروں کا ماہر تھا۔ یہ لوگ رات اور صبح کے وقت چلتے اور جب سورج بلند ہو جاتا اور دوپہر کا وقت ہو جاتا تو ٹھہر جاتے تاکہ ایک دن میں دو منزلیں طے کر لیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی جسمانی حالت کو برقرار رکھنے کے لیے انہیں پیدل چلنے سے روک دیا تھا اور اونٹوں پر سوار ہو کر سفر کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ راستے میں جہاں منزل کرتے چند اونٹ ذبح کرتے اور ان کا پانی نکال کر گھوڑوں کو پلاتے اور لوگ اپنے ساتھ لائے ہوئے پانی کو استعمال کرتے۔ پانچویں دن پانی ختم ہو گیا۔ خالد رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے پیاسے رہنے کا خوف دامن گیر ہوا۔ رافع سے کہا: اس کا کیا حل ہے؟ رافع کو آشوب چشم کی شکایت تھی، انہوں نے لوگوں سے کہا: اس علاقے میں عوسج کے ایک چھوٹے درخت کو تلاش کرو۔ تلاش کے بعد انہیں اس کے تنے کا چھوٹا سا حصہ ملا، رافع نے انہیں وہاں کھدائی کرنے کا حکم دیا، جب کھدائی کی گئی تو پانی کا چشمہ برآمد ہوا۔ لوگوں نے خوب سیراب ہو کر پانی نوش کیا اور اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ صحیح سالم منزل کو پہنچ گئے۔ ❷ اس سفر کے دوران میں بعض عربوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: اگر تم فلاں درخت تک صبح تک پہنچ گئے تو تمہیں اور تمہاری فوج کو نجات مل گئی اور اگر نہ پہنچ سکے تو تم سب کے لیے ہلاکت ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اس تیزی سے چلے کہ صبح صبح اس درخت کے پاس پہنچ گئے، اس موقع پر

---

❶ قراقر: یہ سماوہ کے دیہات میں چشمہ کلب پر واقع ہے اور سوی سماوہ کے دیہات میں چشمہ ہراء پر واقع ہے۔ یاقوت، المعجم: ۳/ ۲۷۱، ٤/ ۳۱۷.

❷ أبوبكر الصديق: نزار الحديثي، خالد الجنابي ٦٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: ((عند الصباح یحمد القوم السری)) ❶ ''رات کے وقت چلنے والوں کی صبح کے وقت تعریف کی جاتی ہے۔'' اسے سب سے پہلے خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تھا جو بعد میں ضرب مثل کے طور پر استعمال ہونے لگا۔

اس سفر سے متعلق ایک شخص نے کیا خوب کہا ہے:

لِلّٰهِ دَرُّ رافعٍ أنّٰى اهتدیٰ
فَـوَّزَ مِنْ قُـرَاقِـرٍ إِلـى سُـوَىٰ

''رافع جاسوس کے کیا کہنے، اس نے کس طرح قراقر سے سویٰ تک راہ پائی۔''

خمسًا اذا ما سَارَها الجیشُ بکٰی
مـا سَـارَهـا قَبْلَكَ إِنسیٌّ یُدیٰ ❷

''پانچ دن میں جب فوج چل چل کے رو پڑی، میرے خیال میں تم سے قبل کوئی انسان اس صحرا میں نہ چلا تھا۔''

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ جیسا تجربہ کار کمانڈر خطرات کی پروانہیں کرتا۔ آپ نے صحرائی راستے کو طے کرنے کے لیے پانی حاصل کرنے کے اسباب اختیار کیے اور اپنے مقصود کو پہنچ گئے اور لشکر خالد پانچویں دن مقام سویٰ پر پہنچ گیا، جو شام کی پہلی سرحد ہے اور رومی فوجوں کو پیچھے چھوڑ دیا، پانچ دن کے اندر صحرا کو طے کر لینا ایک عجوبہ تھا جب کہ یہ راستہ عجیب وغریب خطروں سے پر تھا لیکن خالد رضی اللہ عنہ کے ارادہ وایمان اور عزم واقدام نے اسے آسان بنا دیا۔ ❸

خالد رضی اللہ عنہ شام کے ابتدائی حدود ''اَرَک'' پہنچے، اس پر حملہ کر کے محاصرہ کر لیا، پھر بذریعہ مصالحت اس کو آزاد کرا لیا، پھر تدمر کا رخ کیا، وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے، پھر امان کا مطالبہ کیا۔ آپ نے ان سے بھی مصالحت کر لی پھر وہاں سے روانہ ہو کر قریتین پہنچے اور ان سے قتال کیا اور فتح حاصل کی پھر حوارین کا رخ کیا اور ثنیہ کے مقام پر پہنچے اور وہاں اپنا پرچم لہرایا۔ یہ پرچم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ جس وجہ سے اس جگہ کا نام ''ثنیة العقاب'' پڑ گیا۔ ❹ اور جب عذراء سے آپ کا گذر ہوا تو اس کو زیر کیا اور غسان کا بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور دمشق کے مشرق سے نکلے اور بصریٰ پہنچ گئے۔ صحابہ کرام وہاں جنگ میں مصروف تھے، بصریٰ کے حاکم نے مصالحت کر لی اور شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ الحمد للہ یہ پہلا شہر تھا جسے شام میں مسلمانوں

❶ البدایة والنهایة: ۷/ ۷۔ ❷ البدایة والنهایة: ۷/ ۷۔
❸ معرکة الیرموك: اللّواء خلیل سعید بحواله ابوبکر الصدیق: خالد الجنابی: ۶۸۔
❹ ابوبکر الصدیق: د/ نزار الحدیثی، خالد الجنابی ص ۶۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فتح کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے غسان سے حاصل شدہ مال غنیمت کا خمس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، پھر خالد بن ولید، ابوعبیدہ بن جراح، مرثد اور شرحبیل رضی اللہ عنہم مل کر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جن کا رومی تعاقب کر رہے تھے، پھر معرکہ اجنادین پیش آیا۔ ❶

اس طرح خالد رضی اللہ عنہ اسلامی فوج کی مدد کے لیے بڑی صعوبتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے بہت جلدی اور اچانک شام پہنچے، جو عسکری تاریخ میں ندرت کا حامل ہے۔ چنانچہ لواء محمود شیت خطاب کہتے ہیں: خالد رضی اللہ عنہ کا صحرا کو پر خطر راستے سے پوری راز داری کے ساتھ اچانک تیزی سے پار کرنا عسکری تاریخ میں مجھے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہنی بال اور نپولین کا ''الپس'' کو عبور کرنا اور اسی طرح نپولین کا صحرائے سینا کو پار کرنا اور انگریزی فوجوں کا پہلی جنگ عظیم میں اسے پار کرنا خالد رضی اللہ عنہ کے اس سفر کے مقابلے میں کسی اہمیت کے حامل ہوں۔ پہاڑوں کو پار کرنا صحرا کو پار کرنے کے مقابلے میں آسان ہے کیونکہ پہاڑی علاقوں میں جا بجا پانی میسر ہوتا ہے جبکہ صحرا میں یہ سہولت فراہم نہیں ہوتی اور اسی طرح صحرائے سینا میں جا بجا پانی کے چشمے اور آباد علاقے موجود ہیں لیکن جس صحرا کو خالد رضی اللہ عنہ نے طے کیا وہاں یہ سہولت نہ تھی۔ خالد رضی اللہ عنہ کا صحرا کو پار کر لینا رومیوں کے لیے انتہائی حیران کن بات تھی جس کی وہ کبھی توقع نہیں کر سکتے تھے۔ ❷ اسی لیے عراق وشام کے درمیان جن شہروں اور مقامات سے آپ کا اچانک گذر ہوا وہ بغیر قتال یا معمولی قتال کے بعد زیر ہوتے گئے اور انہوں نے گھٹنے ٹیک دیے، ان کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس وقت اس طرح سے مسلمانوں کی اتنی عظیم قوت پہنچ جائے گی۔ ❸

تاریخ میں عسکری قائدین خالد رضی اللہ عنہ کی عسکری عبقریت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ جرمن جرنیل فنذر گالتیس "الأمّة المسلّحة" کا مولف اور پہلی جنگ عظیم میں جرمن ترکی فوجی دستے کا ایک کمانڈر کہتا ہے کہ ''خالد فنون حرب میں میرے استاد ہیں۔'' ❹

عراق سے خالد رضی اللہ عنہ کے چلے جانے کے بعد مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی روداد:

بہادر، جری، پیش قدمی کرنے والے، ذکی، غیرت مند، پاک طینت، راسخ العقیدہ، قوی الایمان، اللہ پر بہت زیادہ توکل کرنے والے اور دور اندیش تھے۔ مصلحت خاصہ پر مصلحت عامہ کو ترجیح دیتے اور خوشی وغمی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شریک رہتے۔ جلد ہی صحیح قرارداد پاس کرنے کی صلاحیت، ثابت اور قوی ارادے کے

---

❶ البداية والنهاية: ٧/ ٦-٧.

❷ قادة فتح العراق والجزيرة: ١٩٣، بحواله الحرب النفسية: ٢/ ١٦٣.

❸ الحرب النفسية: د/ احمد نوفل ٢/ ١٦٢.

❹ معارك خالد بن الوليد ضد الفرس: ١٦٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک تھے۔ انتہائی خطرناک حالات وظروف میں مکمل ذمہ داری برداشت کرتے۔ آپ کو اپنی فوج پر اور آپ کی فوج کو آپ پر بے حد اعتماد تھا۔ آپ کو ان سے اور ان کو آپ سے انتہائی درجہ محبت تھی۔ آپ قوی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ حقیقت میں بالکل ویسے ہی تھے جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو امیر بنانے والے۔'' ❶ یعنی امارت وقیادت کی تمام صلاحیتیں آپ کے اندر موجود تھیں۔ آپ کے اندر انتہائی درجہ کی قابلیت پائی جاتی تھی، جس سے قتال میں آپ کو مدد ملتی، آپ روشن ماضی کے مالک تھے۔ آپ سب سے پہلے حملہ کرنے والے اور سب سے بعد میں لوٹنے والے ہوتے۔ آپ عراق کے علاقوں سے بخوبی واقف اور ایرانیوں کے خلاف انتہائی جری تھے۔ تیز حرکت اور وسیع حیلہ کے مالک تھے۔ اسلام کے بعد ایرانیوں کے خلاف سب سے پہلے آپ اٹھے اور دوسروں کو بھی ان کے خلاف بیدار کیا اور عراقی جنگ میں آزمائشوں کا سامنا کیا۔ آپ نے ہی مسلمانوں کی ہمت بڑھائی اور ایرانیوں کی ہمت کو پست کیا۔ ❷ مثنیٰ رضی اللہ عنہ ایرانی فوج کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں نے جاہلیت واسلام میں عرب وعجم سے قتال کیا ہے، واللہ جاہلیت میں سو عجمی (ایرانی) ہزار عربوں پر بھاری تھے اور آج سو عربی ہزار عجمیوں پر بھاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت کمزور کر دی اور ان کی چال ناکارہ بنا دی۔ لہٰذا انہیں ان سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے، نہ ان کی کثرت سے نہ ان کے ساز وسامان اور ہتھیاروں سے۔ یہ لوگ تو ایسے ہیں کہ اگر ان سے ہتھیار چھین لیا جائے یا وہ اسے گم پائیں تو ایسی صورت میں یہ چوپایوں جیسے ہیں کہ جس طرف چاہو لے جاؤ۔'' ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو عراق پر امیر مقرر کر کے صحیح مقام پر رکھا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو لوگوں کے مقام، قدر وقیمت اور ان کی صلاحیتوں کی صحیح معرفت تھی۔ جب خالد رضی اللہ عنہ شام کے لیے کوچ کرنے لگے تو ان کو الوداع کہنے نکلے اور جب جدائی کا وقت آیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ اپنی امارت پر لوٹ جائیں، سستی اور کوتاہی نہ کریں۔ ❹ خالد رضی اللہ عنہ کے بعد عراق کی قیادت مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے سنبھالی۔ جیسے ہی کسریٰ کو خالد رضی اللہ عنہ کے چلے جانے کی خبر ملی اس نے ہرمز جاذویہ کی قیادت میں ہزاروں فوجی جمع کیے اور مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو دھمکی آمیز خط لکھتے ہوئے کہا: میں تمہارے مقابلے میں فارس کی وحشی فوج کو بھیج رہا ہوں جو مرغیوں اور خنزیروں کو چرانے والے ہیں، میں انہی کے ذریعے سے تم سے قتال کروں گا۔ ❺

مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب عقل وفطانت سے دیا اور اس مجوسی کا جواب دیتے ہوئے اپنی شجاعت کو نہیں بھولے۔ چنانچہ کسریٰ کو خط تحریر کرتے ہوئے فرمایا: تو دو شخصوں میں سے ایک ہے؛ یا تو باغی ہے اور یہ تمہارے

---

❶ الحرب النفسية: ۲/ ۱٦٤.
❷ الحرب النفسية: ۲/ ۱٦٤.
❸ من ذي قار الى القادسية: صالح عماش ۱۲٤، بحواله الحروب النفسية: ۲/ ۱٦۸.
❹ عصر الصحابة عبدالمنعم الهاشمي: ۱۸۹.
❺ الكامل لابن الاثير: ۲/ ۷۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے شر ہے اور ہمارے لیے خیر ہے۔ یا تو جھوٹا ہے سزا و انجام کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک، اور لوگوں کے نزدیک سب سے بڑے جھوٹے بادشاہ ہوا کرتے ہیں۔ ہمیں ہماری عقل جو بتاتی ہے وہ یہ ہے کہ تم ان لوگوں کی طرف مجبور ہوئے ہو تو اللہ کا شکر ہے جس نے تمہارے کید و مکر کو مرغی اور خنزیر کے چرانے والوں کی طرف لوٹا دیا ہے۔ ❶

اس خط کو پڑھ کر اہل فارس چیخ اٹھے اور اپنے بادشاہ کو ملامت کی اور اس کی رائے کو برا جانا۔ ادھر مثنیٰ رضی اللہ عنہ حیرہ سے بابل کی طرف روانہ ہو گئے اور ''صراۃ اولیٰ'' ❷ کی وادی کے پاس دونوں فوجوں میں ٹکراؤ ہوا اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ ایرانیوں نے گھوڑوں کے درمیان ہاتھی گھسا دیے تاکہ مسلمانوں کے گھوڑے بدک کر منتشر ہو جائیں۔ مسلمانوں کے امیر مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے فوراً اس ہاتھی پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور مسلمانوں کو حملہ کرنے کا حکم صادر کیا۔ مسلمان ٹوٹ پڑے، ایرانیوں کو شکست فاش اٹھانی پڑی۔ انہیں مسلمانوں نے بری طرح قتل کیا اور بہت سارا مال غنیمت میں حاصل کیا اور ایرانی بھاگ کھڑے ہوئے اور انتہائی بری حالت میں مدائن پہنچے اس وقت کسریٰ مر چکا تھا ❸ اور ایران اضطراب اور عدم استقرار کا شکار تھا۔ مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے ان اللہ کے دشمنوں کا پیچھا کیا اور مدائن کے دروازوں تک پہنچ گئے اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی اطلاع بھیجی اور آپ سے ان لوگوں سے مدد لینے کی اجازت طلب کی جو مرتدین میں شامل ہو چکے تھے لیکن جواب میں تاخیر ہوئی کیونکہ آپ اس وقت شام کی جنگوں کے سلسلے میں مشغول تھے۔ جب انتظار طویل ہوا تو مثنیٰ رضی اللہ عنہ خود مدینہ روانہ ہوئے اور عراق پر بشیر بن خصاصیہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور مسالح پر سعید بن مرہ عجلی کو نائب بنایا۔ ❹ جب آپ مدینہ پہنچے تو دیکھا ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا، آپ کی بات سنی اور آپ کی رائے سے مطمئن ہوئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: عمر! میں جو کہتا ہوں سنو، پھر اس پر عمل کرو۔ مجھے امید ہے کہ آج میں وفات پا جاؤں گا۔ تو اگر میں مر گیا تو تم شام ہونے سے پہلے پہلے لوگوں کو مثنیٰ کے ساتھ تیار کر دینا اور کوئی مصیبت اگرچہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو تمہیں تمہارے دین سے اور تمہارے رب کی وصیت پر عمل پیرا ہونے سے نہ روکے۔ تم نے مجھے دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میں نے کیا کیا حالانکہ خلق الٰہی کو اس طرح کی کوئی مصیبت لاحق نہیں ہوئی............ اور اگر شام فتح ہو گیا تو لشکر خالد کو عراق واپس کر دینا کیونکہ وہ اس کے اہل ہیں اور ایرانیوں کے خلاف جری اور بہادر ہیں۔ ❺

❶ الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۷۳.
❷ یہ فرات سے نکلنے والی ایک ندی ہے۔
❸ البدایۃ والنھایۃ: ۷/ ۱۸.
❹ البدایۃ والنھایۃ: ۷/ ۱۸.
❺ الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۷٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

فتوحاتِ شام

رسول اللہ ﷺ کے دور ہی سے مسلمانوں کے یہاں شام کے سلسلہ میں اہتمام پایا جاتا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے روم کے بادشاہ ہرقل کو خط تحریر فرما کر اس کو اسلام کی دعوت دی۔ عرب پر قیصر کے عامل اور بلقائے ❶ شام کے غسانی بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے خط تحریر کیا لیکن اسے گناہ کا غرور سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی ٹھان لی مگر قیصر نے اسے اس سے منع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شام کی طرف فوج روانہ کی۔ موتہ کے مقام پر معرکہ آرائی ہوئی، جس میں زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ ان کے بعد اسلامی لشکر کی قیادت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سنبھالی اور ایک کامیاب فوجی چال چلی جس نے اس علاقے کے لوگوں کے دلوں میں بڑا گہرا اثر چھوڑا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس معرکہ کے ذریعے سے شام میں ظالم رومی سلطنت کو ختم کرنے کے لیے پیش قدمی کی اور اس کے لیے اصول و بنیاد وضع فرمائی اور عربوں کے دل سے روم کی ہیبت ختم کی اور مسلمانوں کو اس بابرکت مقصد کی تکمیل کے لیے مادی اور معنوی تیاری پر ابھارا بلکہ غزوہ تبوک میں خود قیادت فرمائی اور روم کے ساتھ میدانی جھڑپ کے ذریعے سے مسلمانوں نے رومی فوج کی حقیقت کو جانا، ان کے جنگی اسلوب کی معرفت حاصل کی اور ان غزوات کے ذریعے سے باشندگان شام کو اسلام کے اصول و مبادی اور اہداف کو سمجھنے کا موقع ملا، جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اس منہج پر قائم رہے جسے رسول اللہ ﷺ نے وضع فرمایا تھا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد لشکر اسامہ کو روانہ کرنے پر مصر رہے اور جب ذوالقصہ کے مقام پر آپ نے مختلف فوجی دستے اور ان کے قائدین کو مقرر کیا تو خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ شام کے حدود کی طرف روانہ کیا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ تیماء ❷ کے مقام پر مسلمانوں کے لیے پشت پناہ رہیں۔ وہاں سے بغیر ان کے حکم کے ہٹیں نہیں اور صرف ان سے قتال کریں جو ان کے مقابلے میں آئیں۔ اس کی خبر ہرقل کو پہنچی۔ اس نے روم کے ہم نوا عرب قبائل بہراء، سلیح، کلب، لخم، جذام اور غسان کی فوج تیار کی۔ اس کی خبر ملتے ہی خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ان کا رخ کیا اور ان کے مقام پر جا

❶ شام اور وادی القریٰ کے درمیان کا علاقہ جس کا صدر مقام عمان ہے۔

❷ تیماء: شام کے اطراف میں شام اور وادی القریٰ کے درمیان واقع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچے، وہ سب خوف زدہ ہو کر منتشر ہو گئے۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع بھیجی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں بذریعہ خط اقدام کرنے کا حکم فرمایا❶ اور حکم دیا کہ روم کی شیرازہ بندی سے پہلے ہی ان پر ٹوٹ پڑو اور نصیحت فرمائی کہ واپسی کی راہ محفوظ رکھنا اور دشمن کی سرزمین میں بہت زیادہ نہ گھس جانا اور خلیفہ نے جوابی خط میں تحریر فرمایا: آگے بڑھو، رکو نہیں اور اللہ سے مدد طلب کرو۔ خالد رضی اللہ عنہ بڑھے اور ''بحر میّت'' کے راستے قسطل تک پہنچ گئے اور بحر میّت کے مشرقی ساحل پر رومی فوج کو شکست دے دی اور پھر آگے بڑھے۔ اس پر رومی آپے سے باہر ہو گئے اور تیماء سے زیادہ فوج اکٹھی کر لی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا اتحاد اور جمع ہونا دیکھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا اور صورت حال بیان کرتے ہوئے امداد طلب کی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں متبادل فوج روانہ کی❷ اور پھر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دوسری فوج روانہ کی جب یہ سب فوجیں خالد بن سعید کے پاس پہنچ گئیں تو انہیں رومیوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا اور مرج الصفر کا راستہ لیا۔ ادھر رومی کمانڈر ماہان اپنی فوج لے کر اترا اور اسلامی فوج سے قریب ہوتا رہا جو بحر میّت کے جنوب کی طرف متوجہ ہو کر بحیرۂ طبریہ کے مشرقی کنارے مرج الصفر میں پہنچ چکی تھی۔ مسلمانوں کے خلاف موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ کر کے شکست دے دی۔ ماہان کو سعید بن خالد رضی اللہ عنہ ایک فوجی دستے کے ساتھ ملے، اس نے سعید سمیت سب کو قتل کر دیا۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو جب بیٹے کے قتل کی خبر ملی تو اپنے ساتھیوں کے ایک دستے کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور عکرمہ رضی اللہ عنہ بقیہ فوج کو لے کر شام کی سرحد تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔❸

روم پر حملہ کرنے کا صدیقی عزم اور اس راہ میں بشارتیں:

ابوبکر رضی اللہ عنہ شام کو فتح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے اور اسی غور و فکر میں لگے ہوئے تھے، اسی دوران میں حروب ارتداد کے قائد شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اے خلیفہ رسول! کیا آپ شام پر لشکر کشی کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟

فرمایا: ہاں ارادہ تو ہے لیکن ابھی کسی کو مطلع نہیں کیا ہے اور کیا تم نے کسی وجہ سے یہ سوال کیا ہے؟

عرض کیا: ہاں، اے خلیفہ رسول! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ دشوار گذار پہاڑی راستے پر چل رہے ہیں، پھر ایک بلند چوٹی پر آپ چڑھ گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوگوں سے بلند ہوئے، پھر آپ ان چوٹیوں سے میدانی علاقے میں اترے جہاں کی زمین انتہائی نرم ہے، اس میں کھیتیاں، بستیاں اور قلعے ہیں پھر آپ نے

❶ إتمام الوفاء في سيرة الخلفاء: محمد الخضري: ٥٤ .

❷ عکرمہ رضی اللہ عنہ کندہ و حضر موت سے یمن و مکہ کے راستے واپس ہوئے، جب آپ مدینہ پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم فرمایا کہ خالد بن سعید کی امداد کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو جس نے آپ کے ساتھ حروب ارتداد میں شرکت کی تھی چھٹی دے دی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بدلے دوسری فوج تیار کی اور انہیں حکم دیا کہ عکرمہ کے پرچم تلے شام کے لیے روانہ ہو جائیں۔

❸ ابوبکر الصدیق: نزار الحدیثی، د. خالد الجنابی ٥٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو حکم دیا کہ اللہ کے دشمنوں پر حملہ کرو، میں تمہارے لیے فتح اور غنیمت کا ضامن ہوں۔ میں بھی انہی میں سے ہوں، میرے ہاتھ میں پرچم ہے۔ میں پرچم لیے ایک بستی میں پہنچا، مجھ سے انہوں نے امان طلب کی، میں نے انہیں امان دے دی، پھر میں واپس آیا، دیکھا آپ ایک بڑے قلعے میں پہنچے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا کی، لوگوں نے آپ کو سلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ایک تخت رکھا، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے، پھر آپ سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح ونصرت عطا کر رہا ہے، آپ اپنے رب کا شکریہ ادا کیجیے اور اس کی فرمانبرداری کیجیے پھر یہ سورت پڑھی:

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ① وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ② فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ③﴾ (النصر: ۱-۳)

''جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو جوق در جوق اللہ کے دین میں آتا دیکھ لے، تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس کی مغفرت کی دعا مانگ۔ بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

پھر میری نیند کھل گئی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تمہاری آنکھ سوتی رہے، تم نے خیر دیکھا ہے اور ان شاء اللہ خیر ہوگا۔''

پھر فرمایا: ''تم نے فتح کی بشارت سنائی اور میری موت کی خبر دی ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، پھر فرمایا: تم نے جو دشوار پہاڑی راستے پر ہمیں دیکھا اور پھر ہم بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور لوگوں سے بلند ہو گئے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اس فوج اور دشمن کے سلسلے میں مشقتوں کا سامنا کریں گے۔

اور ہمارا میدانی علاقے میں اترنا، جہاں کھیتیاں، چشمے، بستیاں اور قلعے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہم معیشت کی جس حالت میں ہیں اس سے زیادہ سہولت فراہم ہوگی۔

اور میرا مسلمانوں سے یہ کہنا کہ اللہ کے دشمنوں پر حملہ کرو میں تمہارے لیے فتح وغنیمت کا ضامن ہوں، اس کا مطلب ہے کہ مسلمان مشرکین کے ملک سے قریب ہوں گے اور میں انہیں جہاد، اجر وثواب اور مال غنیمت کی ترغیب دوں گا، وہ ان میں تقسیم کیا جائے گا اور وہ اسے قبول کریں گے۔

اور جو پرچم تم نے اپنے ہاتھ میں دیکھا پھر اس کے ساتھ ان کی ایک بستی میں گھس گئے اور انہوں نے امان طلب کی اور تم نے انہیں امان دے دی، اس کا مطلب ہے کہ تم مسلم قائدین میں سے ہوگے اور اللہ تمہارے ہاتھوں فتح عطا کرے گا۔

اور قلعہ جسے اللہ نے میرے لیے کھول دیا، وہ راستہ ہے جو اللہ ہمارے لیے کھولے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو تخت پر بیٹھے ہوئے مجھے دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بلند کرے گا اور مشرکین کو ذلیل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرَفَعَ اَبَوَيۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ﴾ (یوسف: ۱۰۰)

''اور اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو اونچا بٹھایا۔''

اور جس نے مجھے اللہ کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور یہ سورت تلاوت کی تو اس طرح اس نے میری موت کی خبر دی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اسی سورت کے ذریعے سے موت کی خبر دی تھی۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے کہ یہ میری موت کی اطلاع ہے۔''

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، آپ رونے لگے اور فرمایا:

''میں ضرور بھلائی کا حکم دوں گا، برائی سے روکوں گا، اور جنھوں نے اللہ کا حکم چھوڑا ہے ان کو پابند بنانے کی کوشش کروں گا اور مشرق ومغرب پر ہر چہار جانب، مشرکین کے خلاف لشکر روانہ کروں گا، یہاں تک کہ وہ یہ کہنے لگیں کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یا پھر ذلیل ورسوا ہو کر جزیہ ادا کرنے لگیں، یہی اللہ کا حکم اور نبی ﷺ کی سنت ہے۔ جب اللہ مجھے وفات دے گا تو مجھے عاجز، سست اور مجاہدین کے ثواب سے بے رغبت نہیں پائے گا۔'' [1]

یہ خواب ان مبشرات میں سے ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

((لم یبق من النبوۃ الا المبشّرات))

''اب نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔''

صحابہ نے عرض کیا: مبشرات کیا ہیں؟

فرمایا: ((الرؤیا الصالحۃ)) ''اچھے خواب'' [2]

اس خواب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ارادہ پر پختگی اور نیت کے اعلان پر ابھارا، آپ نے مجلس شوریٰ بلائی، جس کا ایجنڈا شام کو فتح کرنا تھا۔ آپ نے اس خواب سے انسیت حاصل کرتے ہوئے عزیمت وعمل اور اللہ پر توکل اختیار کیا۔

جہادِ روم سے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مشورہ کرنا اور اہل یمن کو جہاد پر نکلنے کا حکم:

۱۔ جہاد روم سے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مشورہ کرنا: ...... جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام پر

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر ۲/ ۶۱۔۶۲، فتوح الشام لأزدی: ۱۶ بحوالہ التاریخ الإسلامی للحُمَیدی: ۹/ ۱۷۷۔۱۷۸۔

[2] البخاری: التعبیر: ۶۹۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر کشی کا ارادہ کیا تو عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح اور اہل بدر وغیرہ میں سے دیگر کبار مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

''اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اعمال اس کا بدلہ نہیں ہو سکتے۔ اللہ کی بہت حمد وشکر ہے کہ اس نے تمہیں ایک کلمے پر جمع کیا، آپس میں اتفاق پیدا کیا اور اسلام کی ہدایت بخشی اور شیطان کو تم سے دور رکھا۔ تم سے اس کو یہ توقع نہ رہی کہ تم اللہ کے ساتھ شرک کرو گے اور اس کے سوا کسی کو معبود بناؤ گے۔ عرب ایک امت ہیں، ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہیں شام میں روم کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دوں، جو مرے وہ شہادت کی موت مرے۔ نیکوں کے لیے جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر ہے۔ اور جو زندہ رہے اللہ کے دین کی طرف سے دفاع کرتا ہوا زندہ رہے اور اللہ کے پاس مجاہدین کا اجر لازم کر لے۔ یہ میری رائے ہے۔ ہر شخص اس سلسلہ میں اپنی رائے کے مطابق مشورہ دے۔''

سب سے پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ کے بعد فرمایا:

''الحمد للہ، اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سے خیر کے لیے خاص کر لیتا ہے۔ اللہ کی قسم! آپ ہر خیر میں ہم پر سبقت لے جاتے ہیں اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں آپ سے اس سلسلے میں ملنا چاہتا تھا لیکن اللہ کو نہیں منظور تھا، آپ نے اس وقت یاد دلایا۔ آپ نے صحیح سوچا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو فوز وفلاح اور ہدایت کی راہ پر پہنچائے۔ شہسواروں پر شہسوار، پیادہ پا پر پیادہ پا اور لشکر پر لشکر روانہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرے گا، اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے گا اور جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرے گا۔''

پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''اے خلیفہ رسول! یہ رومی بڑے قوی اور طاقت ور ہیں، واللہ میرا خیال ہے کہ یک بارگی فوج کو نہ داخل کریں بلکہ شام کی حدود میں دستے پر دستے بھیجتے رہیں، یہ وقفے وقفے سے ان پر حملہ کرتے رہیں اس طرح دشمن کو نقصان ہوگا اور ان کی زمین ہمارے قبضے میں آتی رہے گی اور روم سے قتال کی طاقت پیدا ہوگی۔ پھر آپ اہل یمن اور ربیعہ ومضر کو اپنے پاس جمع کریں اور پھر چاہیں تو خود ورنہ کسی دوسرے کے ذریعے سے ان پر بڑا حملہ کر دیں۔''

پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ لوگوں پر خاموشی طاری تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟

عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ کے بعد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری رائے ہے کہ آپ اس دین کے لیے خیر خواہ ہیں اور مسلمانوں پر شفیق ومہربان ہیں۔ جب آپ نے ایک رائے قائم کی اور رشد وصلاح اور خیر کے اعتبار سے اس کو اچھا سمجھا ہے تو آپ بلا خوف وخطر کر گزریے، نہ ہم آپ پر کوتاہی کا گمان کر سکتے ہیں اور نہ آپ کے اخلاص کو متہم کر سکتے ہیں۔''

اس پر طلحہ، زبیر، سعد، ابوعبیدہ بن جراح، سعید بن زید اور مہاجرین وانصار کے تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا:

''عثمان نے سچ کہا، آپ کی جو رائے ہو اس کو کر گزریے، ہم آپ کی سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور آپ کی رائے کو ہم متہم نہیں کریں گے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس طرح کی اور باتیں ذکر کیں۔ علی رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے رہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابوالحسن! تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کیا:

''آپ بابرکت حکم اور بابرکت رائے ومشورہ کے مالک ہیں، اگر آپ خود ان کے مقابلے میں نکلیں یا کسی اور کو بھیجیں تو ان شاء اللہ فتح ونصرت حاصل ہوگی۔''

اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں خیر کی خوشخبری سنائے، یہ تم نے کیسے جانا؟

فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ ظَاهِرًا عَلٰی كُلِّ مَنْ نَاوَاهُ حَتّٰی یَقُوْمَ الدِّیْنُ وَأَهْلُهُ ظَاهِرُوْنَ.))❶

''یہ دین برابر اپنے تمام مخالفین پر غالب رہے گا اور قیامت تک اس کے ماننے والے غالب رہیں گے۔''

یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنی پیاری ہے یہ حدیث، تم نے مجھے خوش کیا ہے، اللہ تمہیں دنیا وآخرت میں خوش کرے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ کے بعد فرمایا:

''لوگو! اللہ نے اسلام کے ذریعے سے تم پر انعام کیا اور جہاد کے ذریعے سے عزت بخشی اور اس دین کے ذریعے سے دیگر تمام دین والوں پر تمہیں فضیلت عطا کی لہٰذا اللہ کے بندو! شام میں روم پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ، میں تمہارے اوپر امراء مقرر کروں گا انہیں پرچم دوں گا لہٰذا تم اپنے رب کی اطاعت کرو اور اپنے امیروں کی مخالفت نہ کرو، تم اپنی نیت اور سیرت کو اچھی بناؤ اور حلال کھاؤ، اللہ متقیوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔''❷

پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں، انہوں نے لوگوں میں اعلان کرتے ہوئے

---

❶ اس مفہوم کی متعدد روایات مختلف صحابہ سے وارد ہیں، مثال کے طور پر دیکھیے: البخاری: الاعتصام ۷۳۱۱، ومسلم: الإمارة ۱۵۲۳.

❷ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲/ ۶۳۔۶۵، بحوالہ الحمیدی.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''لوگو! شام میں اپنے رومی دشمنوں سے جہاد کے لیے نکل پڑو۔'' ❶

اس مشورہ سے اہم معاملات کے بارے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ کار کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ حتمی فیصلہ اس وقت تک نہیں کرتے تھے جب تک اہل حل وعقد کو جمع کر کے ان سے مشورہ نہ کر لیں پھر بحث وتمحیص کے بعد جو رائے سامنے آتی اس کے مطابق حکم صادر فرماتے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ سیرت میں ہم پڑھ چکے ہیں۔ جب ہم اس مشورے اور گفتگو کی تفاصیل پر غور کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقیقت آتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا روم پر حملہ آور ہونے کے سلسلے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موافقت پر اجماع تھا۔ البتہ اس حملے کی کیفیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نظریے مختلف تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ لشکر پر لشکر بھیجے جائیں تاکہ شام میں مسلمانوں کی ایک بڑی طاقت جمع ہو جائے جو دشمن کے مقابلے میں ڈٹ سکے۔ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ حملے کا آغاز چھوٹے چھوٹے فوجی دستوں سے کیا جائے جو شام کے اطراف میں شب خون مار کر مدینہ واپس آ جایا کریں اور جب دشمن مرعوب اور کمزور پڑ جائے تو بڑی فوج کے ذریعے سے اس پر حملہ کر دیا جائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو اختیار کیا اور اہل یمن اور قبائل عرب سے امداد طلب کرنے کے سلسلے میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رائے سے استفادہ کیا۔ ❷

۲۔ اہل یمن کو جہاد پر نکلنے کا حکم: ...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہل یمن کو خط تحریر فرما کر انہیں جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دی۔ اس خط کا متن یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفہ رسول کی جانب سے یمن کے ان مومنوں اور مسلمانوں کے نام جنہیں یہ خط سنایا جائے۔

السلام علیکم! میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

اما بعد! یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر جہاد کو فرض کر دیا ہے، اور انہیں حکم فرمایا ہے کہ وہ جہاد کے لیے کوچ کریں، چاہے نقل وحرکت ان پر بھاری ہو یا ہلکی، اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کریں۔ جہاد فرض ہے، اس کا ثواب اللہ کے یہاں بہت بڑا ہے۔ ہم نے مسلمانوں کو شام میں رومیوں کے مقابلے میں جہاد پر نکلنے کا مطالبہ کیا ہے اور انہوں نے اس کی طرف جلدی کی ہے، ان کی نیت صحیح ہے اور ان کی نیکی عظیم ہے۔ اللہ کے بندو! تم بھی اس کی طرف جلدی کرو، جس کی طرف انہوں نے جلدی کی ہے اور تم اپنی نیتیں درست کر لو، تمہارے لیے دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور ہے؛ یا تو شہادت یا فتح وغنیمت۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قول سے عمل کے بغیر راضی

---

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲/ ۶۳۔۶۵، بحوالہ الحمیدی.

❷ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۹/ ۱۸۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ اللہ کے دشمنوں سے برابر جہاد جاری رہے گا یہاں تک کہ وہ دین حق کو قبول کر لیں اور قرآن کے حکم کو تسلیم کر لیں۔ اللہ تمہارے دین کی حفاظت کرے، تمہارے دلوں کو ہدایت بخشے اور تمہارے اعمال کو پاک کرے اور تمہیں صبر کرنے والے مجاہدین کا اجر وثواب عطا کرے۔'' ❶

اس خط کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے ارسال فرمایا۔ اس خط سے جہاد فی سبیل اللہ پر مسلمانوں کو ابھارنے اور جمع کرنے سے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کردار کا پتہ چلتا ہے۔ اس کو فوج میں عام بھرتی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ ❷

اہل یمن کے نام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس خط سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ جہاد دو مقاصد کو ثابت کرنے کے لیے ہے: مسلمانوں کے اسلام کو ثابت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ عمل کے بغیر قول کو پسند نہیں فرماتا، اور دوسرے غیر مسلمین سے قتال کرنا تاکہ وہ دین حق کے تابع ہو جائیں اور کتاب اللہ کے حکم کو تسلیم کر لیں۔ یہی وہ سبب تھا کہ یمن کے لوگ بڑی تعداد میں ہر چہار جانب سے جہاد کے لیے ٹوٹ پڑے اور ان میں سے کوئی بھی مجبور نہیں کیا گیا تھا بلکہ سب کے سب برضا و رغبت نکلے تھے۔ بچوں، عورتوں کے ساتھ سب آگے بڑھے۔ یہ لوگ جہاد کی رغبت اور محبت میں سب سے پہلے اس آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر یمن پہنچے تھے، ہر ہر قبیلے میں پہنچ کر اس خط کو پڑھ کر سناتے تھے اور انہیں اس سلسلے میں جلدی کرنے پر ابھار رہے تھے۔ فرماتے ہیں: جس پر بھی میں یہ خط پڑھتا اور جو بھی یہ بات سنتا مجھے اچھا جواب دیتا اور کہتا ہم چل رہے ہیں۔ یہاں تک کہ میں ذوالکلاع کے پاس پہنچا، میں نے اس کو یہ خط پڑھ کر سنایا، فوراً اس نے اپنا گھوڑا اور اسلحہ منگایا اور اپنی قوم میں چکر لگا کر اسی وقت بلا کسی تاخیر کے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یمن کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو گئے اور ان سے خطاب کرتے ہوئے اس نے فرمایا: ''......... تمہیں تمہارے نیک بھائیوں نے مشرکین سے جہاد اور اجر عظیم کے حصول کی دعوت دی ہے، تو جس کو اس نیک کام کے لیے نکلنا ہے وہ اسی وقت ہمارے ساتھ نکل پڑے۔'' ❸

انس رضی اللہ عنہ ۱۱ رجب ۱۲ ہجری کو مدینہ واپس پہنچے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی آمد کی خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا: یمن کے بہادر، دلیر اور شہسوار پراگندہ بالوں اور گرد وغبار سے لت پت آپ کے پاس پہنچنے والے ہیں، وہ اپنے مال واسباب اور بیوی بچوں کے ساتھ نکل چکے ہیں۔ ❹

---

❶ تاریخ فتوح الشام للازدی: ۴۸، تهذیب تاریخ دمشق: ۱/ ۱۲۹.

❷ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۲۹۴.

❸ الکامل لابن الاثیر: ۲/ ٦٤، الیمن فی صدر الاسلام: ۳۰۱۔۳۰۲.

❹ الیمن فی صدر الاسلام: ۳۰۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ ۱۶ رجب ۱۲ ہجری کو ذوالکلاع حمیری اپنی قوم کے ساتھ مدینہ پہنچ گیا۔ ❶ یہ فوری قبولیت صرف حمیر کے لوگوں کے ساتھ خاص نہ تھی بلکہ جو لوگ بھی یمن سے مدینہ پہنچے ان کی یہی کیفیت تھی۔ بطور مثال ہمدان کے لوگ دو ہزار سے زیادہ کی تعداد میں حمزہ بن مالک ہمدانی کی قیادت میں پہنچے۔ ❷ اور جب اہل یمن مدینہ پہنچے اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور قرآن سنا تو اللہ کے خوف سے ان پر لرزہ طاری ہو گیا، وہ خود کو قابو میں نہ کر سکے اور اللہ کے خوف سے رونے لگے، ان کو روتا دیکھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: اسی طرح ہم تھے لیکن پھر دل سخت ہو گئے۔ ❸

جب ذوالکلاع حمیری نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہیں دبلے جسم والا بوڑھا شخص پایا، چہرے پر گوشت ندارد، موٹا کپڑا پہنے ہوئے تھے، آپ کے کپڑے میں کوئی چمک دمک والی چیز نہ تھی۔ ان کے چہرہ پر صرف ورع وتقویٰ کا سایہ تھا اور جس وقت ذوالکلاع یمن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تھا اس کے اردگرد ایک ہزار شہسوار غلام تھے، اس کے سر پر تاج تھا، اس کے جوڑوں پر جواہرات چمک رہے تھے اور اس کی چادر پر سونے کے دھاگوں سے موتیاں، یاقوت اور مرجان جڑے ہوئے تھے۔ جب اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لباس اور زہد وورع اور آپ کے وقار وہیبت کا مشاہدہ کیا تو وہ اور اس کے ساتھی بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا طریقہ اختیار کیا اور اپنے چمک دمک والے لباس اتار دیے۔ ❹

ذوالکلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بے حد متاثر ہوا اور انہی جیسا لباس زیب تن کر لیا، ایک دن مدینہ کے بازار میں لوگوں نے دیکھا کہ اس کے کندھوں پر بکری کا چمڑا پڑا ہوا ہے۔ اس کے خاندان کے لوگ یہ منظر دیکھ کر پریشان ہو گئے اور اس سے کہا کہ آپ نے تو ہمیں مہاجرین اور انصار کے درمیان ذلیل کر دیا۔ اس نے کہا: کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میں جس طرح جاہلیت میں سرکش تھا اسلام میں بھی سرکش رہوں؟ واللہ ایسا نہیں ہو سکتا، اللہ کی اطاعت، تواضع اور دنیا میں زہد ہی سے ہو سکتی ہے۔ ❺

یمن کے دیگر بادشاہوں نے بھی وہی کیا جو ذوالکلاع حمیری نے کیا۔ اپنے جواہر سے مزین اور وزنی تاج اتار دیے اور اپنے مخملی جوڑے جن میں سنہری دھاگوں سے یاقوت، موتی اور مرجان جڑے ہوئے تھے اتار پھینکے اور مدینہ کے بازار سے موٹے کپڑے خرید کر زیب تن کر لیے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے تاج اور قیمتی جوڑوں کو بیت المال میں جمع کر دیا۔ ❻

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی زندگی میں اسلام کو نافذ العمل کرنے والوں میں سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ

---

❶ الیمن فی صدر الاسلام: ۳۰۲ .

❷ الیمن فی صدر الاسلام: ۳۰۲ .

❸ الصدیق اوّل الخلفاء: ۱۱٤ ، ابوبکر للطنطاوی: ۲۱۸ .

❹ مروج الذهب للمسعودی: ۲/ ۳۰۵ .

❺ مروج الذهب للمسعودی: ۲/ ۳۰۵ .

❻ الصدیق اوّل الخلفاء: ۱۳۷ـ۱۳۸ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، آپ اپنی زبان حال سے اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ سب سے مؤثر نصیحت وہ ہوتی ہے جس کا لوگ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں، صرف کانوں سے نہ سنیں، بہترین نصیحت کرنے والا وہ ہے جو اقوال کے بجائے اپنے افعال و کردار سے نصیحت کرے۔ جب بادشاہان یمن نے دیکھا کہ خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کا حکم جزیرۂ عرب میں چلتا ہے، وہ بازاروں میں گھومتے اور عام لباس عمامہ اور جبہ پہنتے ہیں، تو انہیں اس حقیقت کا پتہ چل گیا کہ مزین اور زریں لباس سے بڑی کوئی اور چیز ہے، اور وہ ہے عظیم نفس۔ لہٰذا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مشابہت اختیار کرنے میں جلدی کی اور تاج اور ہیرے جواہرات سے مزین لباس زیب تن کر کے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملنے میں شرم محسوس کرنے لگے۔ انہوں نے آپ کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا اور حقیر پایا اور نفس کی سرکشی ختم ہوگئی، جس طرح چھوٹے چھوٹے تارے سورج کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، آپ اپنی تواضع میں عظیم اور اپنی عظمت میں متواضع تھے۔ [1]

سپہ سالاروں کو متعین کرنا اور فوج کو روانہ کرنا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوج کو شام بھیجنے کا عزم کر لیا، لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور شام کو فتح کرنے کے لیے چار فوجیں تیار کیں:

لشکر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما: ...... یہ پہلا لشکر تھا جو شام کی طرف آگے بڑھا، اس کے ذمہ دمشق پہنچ کر اس کو فتح کرنا اور دیگر تین لشکروں کی بوقت ضرورت مدد کرنا تھا۔ لشکر یزید کی تعداد ابتدا میں تین ہزار تھی۔ پھر خلیفہ نے مزید امداد بھیجی، جس سے اس کی تعداد تقریباً سات ہزار ہوگئی۔ لشکر یزید کے روانہ ہونے سے قبل خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلیٰ درجہ کی اثر انداز وصیت کی جو جنگ و صلح کے میدان میں واضح حکمتوں پر مشتمل تھی۔ پیدل چل کر ان کو الوداع کہا اور انہیں مندرجہ ذیل وصیت کی:

> ''میں نے تمہیں والی مقرر کیا تاکہ تمہیں آزماؤں، تمہارا تجربہ کروں اور تمہیں تجربہ کار بناؤں اگر تم نے اپنی ڈیوٹی بحسن و خوبی ادا کی تو تمہیں دوبارہ تمہارے کام پر مقرر کروں گا اور اس میں مزید اضافہ کروں گا۔ اور اگر تم نے کوتاہی کی تو تمہیں معزول کر دوں گا۔ اللہ کے تقویٰ کو تم لازم پکڑو، وہ تمہارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ظاہر کو دیکھتا ہے۔ اللہ کے زیادہ حقدار وہ ہیں جو زیادہ اللہ سے دوستی کا حق ادا کرنے والے ہیں اور اللہ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہیں جو اپنے اعمال سے اس کا زیادہ تقرب چاہنے والے ہیں۔ میں نے خالد [2] کی جگہ تم کو مقرر کیا ہے۔ خبردار! جاہلی تعصب سے بچنا۔ اللہ کو یہ اور ایسا کرنے والا انتہائی ناپسند ہے۔ اپنے لشکر کے ساتھ اچھا برتاؤ

---

[1] ابوبکر الصدیق: علی الطنطاوی ۲۱۹.

[2] خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے استعفاء داخل کر دیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا استعفاء قبول بھی کر لیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا۔ ان کے ساتھ خیر سے پیش آنا اور ان کو خیر کا وعدہ دلانا اور جب انہیں وعظ ونصیحت کرنا تو مختصر کرنا کیونکہ جب بات زیادہ ہو جائے تو فضول ہو جاتی ہے۔ تم اپنے نفس کو درست رکھو، لوگ تمہارے لیے درست ہو جائیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات پر رکوع وسجود کو مکمل کرتے ہوئے ادا کرنا، اس میں خشوع وخضوع کا مکمل اہتمام کرنا اور جب دشمن کے سفیر تمہارے پاس آئیں تو ان کا اکرام کرنا، انہیں جلد رخصت کرنا تاکہ وہ تمہاری فوج کے بارے میں کچھ نہ جان سکیں اور اپنے امور پر ان کو مطلع نہ ہونے دینا کہ انہیں تمہارے نقص وعیب کا پتہ چل جائے۔ انہیں اپنی فوج کے جمگھٹے میں رکھنا تاکہ مسلمانوں کی قوت سے مرعوب ہو جائیں۔ اپنے لوگوں کو ان سے بات کرنے سے روک دینا، تم خود بات کرنا، راز ظاہر نہ کرنا اور جب مشورہ لینا بات سچ کہنا، صحیح مشورہ ملے گا۔ مشیر سے اپنی خبر مت چھپانا ورنہ تمہاری وجہ سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔ اپنے ساتھیوں سے رات میں گفتگو کرنا، دن بھر کی خبریں تمہیں مل جائیں گی اور پردے ہٹ جائیں گے۔ حفاظتی دستے میں زیادہ افراد کو رکھنا اور انہیں اپنی فوج میں پھیلا دینا اور بغیر اطلاع دیے اچانک ان کے پاس پہنچتے رہنا، جس کو اپنی ڈیوٹی سے غافل پانا اس کی اچھی طرح تادیب کرنا اور بغیر افراط کے سزا دینا اور رات میں ان کی باری مقرر کرنا۔ اوّل شب کی باری آخر شب سے لمبی رکھنا کیونکہ دن سے قریب ہونے کی وجہ سے یہ باری آسان ہوتی ہے۔ مستحق سزا کو سزا دینے سے مت ڈرنا، اس میں نرمی نہ برتنا، ہاں سزا دینے میں جلدی نہ کرنا، اس کے لیے بہانے تلاش کرنا۔ اپنی فوج سے غافل نہ رہنا کہ وہ خراب ہو جائیں اور ان کی جاسوسی کر کے ان کو رسوا نہ کرنا۔ ان کی راز کی باتیں لوگوں سے نہ بیان کرنا۔ ان کے ظاہر پر اکتفا کرنا، بے کار قسم کے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھنا، سچے اور وفادار لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرنا۔ دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت ڈٹ جانا، بزدل نہ بننا ورنہ لوگ بھی بزدل ہو جائیں گے۔ مال غنیمت میں خیانت سے بچنا، یہ محتاجی سے قریب کرتی ہے اور فتح ونصرت کو روکتی ہے۔ تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو عبادت خانوں میں مشغول عبادت ہوں گے، ان کو مت چھیڑنا، انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا۔‘‘

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ والیان وامراء کے لیے انتہائی نفع بخش اور بہترین وصیتیں ہیں۔ [1]

فوائد:......اس وصیت میں متعدد فوائد ہیں:

- امارت ومنصب کسی کا دائمی حق نہیں بلکہ یہ اچھی کارکردگی اور فرائض کی کامیاب ادائیگی کی مرہون منت ہے اگر کوئی شخص اچھی کارکردگی نہ دکھائے اور فرائض میں کوتاہی کرے تو نگران اعلیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو معزول کر دے۔

[1] الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۶۴۔ ۶۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ شعور انسان کو اپنے عمل میں کامیابی کے اعلیٰ معیار کو پہنچنے کے لیے زیادہ سے زیادہ محنت کرنے اور طاقت صرف کرنے پر ابھارتا ہے اور جب اسے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جو کچھ بھی کرے اسے کوئی یہاں سے ہٹانے والا نہیں تو پھر عمل میں کوتاہی اور دنیا طلبی کی طرف مائل ہو جاتا ہے پھر فرائض کی ادائیگی میں خلل واقع ہوتا ہے اور اپنے ماتحتوں کو مختلف قسم کے فساد، انارکی اور اختلاف ونزاع کا شکار بنا دیتا ہے۔

- تقویٰ عمل میں کامیابی کے اہم عوامل میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں کے ظاہری وباطنی اعمال سے بخوبی واقف ہے اگر وہ اپنے باطن میں اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتے ہیں تو ظاہر میں بدرجہ اولیٰ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں گے اور اس طرح والی وحاکم بگاڑ اور افساد کے تمام مظاہر سے دور رہے گا جو عام طور سے بے لگام جذبات کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، جس میں اللہ کے تقویٰ کا التزام نہیں پایا جاتا ہے۔
- آبائی اور قومی عصبیت سے احتراز لازم ہے کیونکہ یہ تعصب انسان کے صراط مستقیم سے انحراف کا باعث ہوتا ہے جبکہ آباء واجداد کا طریقہ استقامت کے مخالف ہو۔ مزید برآں یہ عصبیت اخوت فی اللہ کے اسلامی رابطے میں ضعف وکمزوری کا سبب بنتی ہے۔
- وعظ ونصیحت میں ایجاز واختصار ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کیونکہ کثرت کلام کی صورت میں باتیں بھول جاتی ہیں اور مقصود فوت ہو جاتا ہے اور سامع متکلم وواعظ کی باتوں کا استیعاب کرنے اور اس کے وعظ ونصیحت سے استفادہ کرنے کے بجائے اس کی فصاحت و بلاغت میں محو ہو کر رہ جاتا ہے اور اگر متکلم وواعظ فصیح اللسان نہیں ہے تو پھر طول کلام سے کبیدہ خاطر ہو کر اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے اور پھر متکلم کی بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔
- اگر مسئول وذمہ دار اپنی اصلاح کرے، اپنے عیوب پر نگاہ رکھے اور اپنے آپ کو دوسروں کے لیے بہترین قدوہ اور آئیڈیل بنائے تو یہ اس کے ماتحتوں کی اصلاح کا سبب ثابت ہوتا ہے۔
- ظاہر وباطن ہر اعتبار سے نماز کو مکمل طور سے ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ ظاہری اعتبار سے یوں کہ نماز کے اقوال وافعال کو مکمل کیا جائے، اور باطنی اعتبار سے یوں کہ اس میں خشوع وخضوع اور حضور قلب کا مکمل اہتمام ہو اور اس طرح مکمل نماز کے ذریعے سے ہی زمین میں اللہ کا ذکر قائم کیا جا سکتا ہے اور ایسی نماز ہی اعمال وسلوک کو درست ومہذب کرتی، دلوں کو قوت بخشتی، نفوس کو راحت پہنچاتی اور مشکلات کے وقت مسلمانوں کے لیے جائے پناہ ثابت ہوتی ہے۔
- دشمن کے سفراء جب آئیں تو ان کا اکرام کیا جائے اور اسلامی فوج کی صورت حال سے واقف ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔ اکرام کرنا ایک طرح کی اسلام کی دعوت ہے کیونکہ اس سے دنیا کو مسلمانوں کے مکارم اخلاق کا پتہ چلتا ہے لیکن یہ اکرام اس حد کا نہیں ہونا چاہیے کہ انہیں مسلمانوں کے راز ونیاز کا پتہ چل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے بلکہ ان کے سامنے مسلم فوج کی قوت کا اظہار ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی قوم کو جا کر خوف دلائیں اور اس طرح وہ مسلمانوں سے مرعوب ہوں۔ ❶

- اسرار کو مکمل طور سے محفوظ رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں ذرا بھی سستی اور تہاون نہ کیا جائے۔ خاص طور سے وہ اسرار جو مسلمانوں کے امور عام سے متعلق ہوں۔ جب تک راز انسان اپنے اندر محفوظ رکھے ہوئے ہے تب تک ایک دانا شخص اپنے امور میں تصرف کر سکتا ہے اگرچہ ان کے وجوہ مختلف ہوں لیکن جب راز افشاء ہو جاتے ہیں تو وہ انسان کے قابو سے باہر ہو جاتے ہیں اور پھر امور گڈمڈ ہو کر رہ جاتے ہیں۔
- مشورہ طلبی کی درستی اس کے نتائج میں غور و فکر سے اہم ہے کیونکہ اگرچہ مشیر عمدہ رائے اور عقل کامل کا مالک ہو لیکن وہ اس وقت تک مشورہ طلب کرنے والے کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اس کے سامنے مسئلہ بالکل واضح نہ ہو۔ اگر مشورہ طلب کرنے والا تفاصیل کو مخفی رکھتا ہے تو وہ اپنے اوپر ظلم ڈھاتا ہے کیونکہ اس مشورہ کا نقصان اسی کو ہوگا۔
- قائد اور ذمہ دار کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ گھل مل کر رہنا چاہیے تاکہ ان کے معاملات کی اسے مکمل خبر رہے۔ ایسی صورت میں اسے ان کی مشکلات کو سمجھنے اور ان کا حل پیش کرنے میں بڑی مدد ملے گی، اور جو ذمہ دار اپنے ماتحتوں سے بالکل الگ تھلگ رہتا ہے ان کے ساتھ گھل مل کر نہیں رہتا صرف خاص خاص بڑے طبقے کے لوگوں کے ساتھ رہتا ہے، اس تک صحیح معلومات نہیں پہنچتیں، صرف یہی خاص لوگ جو بتا دیں وہی اس کو معلوم ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ بات کو پوری تفصیلات کے ساتھ اس تک نہیں پہنچاتے اور بسا اوقات ان معاملات کی توضیح و تجزیہ اس کے سامنے غلط طریقے سے پیش کرتے ہیں۔
- مسلمانوں کی حفاظت اور ان پر پہرہ کا اہتمام ضروری ہے۔ خاص کر پرخطر حالات میں اور پھر ان (محافظوں اور پہرہ داروں) پر مکمل بھروسہ کر کے نہیں بیٹھنا چاہیے، بلکہ ان کی نگرانی ضروری ہے تاکہ ان کی طرف سے مسلمانوں کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔
- ذمہ دار کو چاہیے کہ وہ حکم عدولی کرنے والوں کو سزا دینے میں اعتدال کی راہ اختیار کرے، مستحقین کو سزا دینے میں کوتاہی اور سستی نہ برتے کیونکہ اس سے وہ مزید مخالفت اور حکم عدولی پر جری ہو جاتے ہیں پھر دوسروں کو اس سے حکم عدولی اور مخالفت کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے اور فساد و انارکی پھیلتی ہے، اور نہ سزا دینے میں سختی کا طریقہ اختیار کرے کیونکہ اس سے رعایا کے اندر نفرت پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ ناراضی کا شکار ہو کر گروہ بندی اور پارٹی بازی پر اتر آتے ہیں بلکہ سزا کے نفاذ کے سلسلہ میں حکمت و توازن، دور اندیشی اور غور و فکر ضروری ہے تاکہ تربیتی مقصد حاصل ہو جائے اور کوئی فساد برپا نہ ہو اور نہ تنقید

❶ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۹۴.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونا راضی پر لوگ اتر آئیں۔ ❶

- ذمہ دار کو انتہائی بیدار مغز ہونا چاہیے اور دائرہ کار کے اندر جو کچھ ہو اس کی پوری خبر رکھے تاکہ اس کی رعایا کو یہ احساس ہو کہ ان کے امور و مسائل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اچھی کارکردگی پیش کرنے والوں کے کام میں مزید حسن پیدا ہوگا اور تقصیر وکوتاہی کرنے والے اپنی غلط حرکت سے باز آ جائیں گے۔ لیکن یاد رہے جاسوسی کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ان کی فضیحت شمار ہوگی اور اس سے محبت ومودت اور پسندیدگی وشکر گذاری کا وہ تعلق منقطع ہو جائے گا، جو مسئول کو اس کی رعیت کے افراد سے مربوط رکھتا ہے۔ یہ تعلق جب تک قائم ہے جادۂ حق سے ہٹے ہوئے لوگوں کو ان مخالفتوں کے ارتکاب کا موقع نہیں ملتا، جن سے معاشرے میں فساد وانار کی جنم لیتی ہے۔ جب یہ تعلق منقطع ہو جائے اور برائی سے روکنے والا اللہ کا تقویٰ بھی نہ ہو، تو پھر شہوتوں کو روکنے والی اہم چیز ختم ہو جاتی ہے اور پھر مسائل کا علاج مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے لیے بڑی قوت کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس کے مفاسد معروف ہیں۔
- ذمہ دار کو چاہیے کہ سچے وفادار اور عقلمند سمجھ بوجھ رکھنے والوں کی ہم نشینی اختیار کرے اگرچہ بسا اوقات ان سے ناپسندیدہ تنقید وتوجیہ سننی پڑے کیونکہ اس سے اس کو اور اس کی رعایا ہی کو فائدہ ہوگا۔ اسی طرح اس کو چاہیے کہ لہو ولعب اور دنیوی اغراض ومقاصد کے دلدادہ لوگوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرے کیونکہ ایسے لوگوں کی باتوں اور تعریفی کلمات سے اگرچہ انسان مانوس ہوتا ہے لیکن ایسے لوگ اہم سنجیدہ امور میں غور وفکر سے مانع ثابت ہوتے ہیں اور ہوش اس وقت آتا ہے جب کہ آفت اس پر اور اس کی رعیت پر آن پڑتی ہے۔
- سپہ سالار اور قائدین کو چاہیے کہ دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جائیں، بزدلی نہ دکھائیں کیونکہ اس کی بزدلی اس کی فوج میں سرایت کر جائے گی، جس کا لازمی نتیجہ شکست وناکامی ہے اور جنگ کے علاوہ دیگر امور میں ذمہ دار کو دلیر ہونا چاہیے کیونکہ اس کے کمزور پڑنے سے اس کے ماتحتوں پر ضعف طاری ہوگا اور پھر کام کی ادائیگی کا معیار گھٹ جائے گا اور نتیجہ کمزور پڑ جائے گا۔
- سپہ سالار وقائد کو مال غنیمت میں خیانت سے بچنا چاہیے۔ تقسیم غنیمت سے قبل اس میں سے کچھ نہ لے اور میدان جنگ کے علاوہ دیگر معاملات میں بھی ذمہ دار کو اپنے عمل سے کسی ایسے دنیاوی استفادہ سے احتراز لازم ہے جو اس کے لیے شرعاً حلال نہ ہو مثلاً وہ ہدیہ وتحفہ قبول کرنا جس کا مقصد ذمہ دار کو حق سے پھیرنا ہوتا ہے یہ بھی خیانت ہے۔ اس خیانت کا نتیجہ فقر ومحتاجی اور فتح ونصرت سے محروی ہوتا ہے جیسا کہ اس وصیت کے اندر بیان کیا گیا ہے۔

---

❶ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۹۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ مندرجہ بالا فوائد سے اس وصیت کی عظمت واہمیت کا پتہ چلتا ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک سپہ سالار کو کی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مسلمانوں کے مسائل کی فکر میں زندگی بسر کرتے تھے۔ سپہ سالاروں کو جو مسائل پیش آنے والے ہوتے آپ ان کا صحیح تصور قائم کرتے اور پھر انہیں ایسی معلومات فراہم کرتے جو ان مشکلات سے بچنے اور ان کو حل کرنے کے سلسلے میں مفید ومعاون ثابت ہوں۔

یہ اور اس طرح کی دیگر وصیتیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بے شمار مواقف میں مزید اضافہ ہیں۔ ❶ آپ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکومت چلانے کے سلسلے میں غور وفکر کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میدان سیاست میں انتہائی ماہر تھے، اور جب سپہ سالاروں اور قائدین حرب کی روانگی کا منظر دیکھیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ آپ جنگی امور میں انتہائی ماہر ہیں۔ ایسا محسوس ہوگا کہ گویا آپ خود میدان جنگ میں قائدین کے ساتھ موجود ہیں، اور جب آپ ان کی رحمت وتالیف قلب کو دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ آپ دعوت الی اللہ کے میدان میں انتہائی ماہر ہیں۔ آپ مومنین کے ساتھ انتہائی شفیق ومہربان تھے۔ سچے اور اچھی کارکردگی پیش کرنے والوں کے درجات کو بلند کرنے والے، صلاحیت وقدرت رکھنے والوں سے باخبر اور اللہ کے دشمنوں کفار ومنافقین پر انتہائی سخت اور قوی تھے۔ ❷

لشکر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ: ...... شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی روانگی کے تین دن بعد کی تاریخ مقرر فرمائی۔ جب تیسرا دن گذر گیا تو آپ نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو الوداع کہا اور فرمایا: اے شرحبیل! کیا تم نے یزید بن ابی سفیان کو جو وصیت میں نے کی اس کو نہیں سنا؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور سنا ہے۔ فرمایا: میں تمہیں بھی وہی وصیت کرتا ہوں اور مزید برآں ایسی باتوں کی وصیت کرتا ہوں جن کی وصیت یزید کو نہ کر سکا تھا۔ میں تمہیں نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنے، میدان جنگ میں ظفر مند ہونے یا مرنے تک ڈٹے رہنے، مریضوں کی عیادت کرنے، جنازہ میں شرکت کرنے اور ہر حال میں کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ وصیت سن کر شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ ہی مدد کرنے والا ہے اور اللہ کی جو مشیت ہوتی ہے وہی ہوتا ہے۔ ❸

شرحبیل رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد تین ہزار سے چار ہزار تک تھی۔ آپ کو یہ حکم فرمایا کہ تبوک اور بلقاء جائیں اور پھر بصریٰ کا رخ کریں اور یہ آخری منزل ہو۔ شرحبیل رضی اللہ عنہ بلقاء کی طرف آگے بڑھے، کوئی قابل ذکر مقابلہ نہ ہوا۔ آپ کا لشکر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بائیں اور لشکر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب چلتے ہوئے بلقاء پہنچا اور اندر گھس گیا اور بصریٰ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا لیکن فتح حاصل نہ ہو سکی کیونکہ یہ رومیوں کے محفوظ اور

❶ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۹۶.
❷ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۱۹۷.
❸ فتوح الشام للأزدی: ۱۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوط مراکز میں سے تھا۔ ❶

لشکر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ :...... جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کا عزم فرمایا تو بلایا اور انہیں الوداع کہتے ہوئے فرمایا: اس شخص کی طرح میری بات سنو جو سمجھنے اور عمل پیرا ہونے کی نیت سے سنتا ہے۔ تم بڑے لوگوں، عرب خانوادوں، مسلم صالحین اور جاہلیت کے سورماؤں کے ساتھ روانہ ہو رہے ہو، جو جاہلیت میں عصبیت وحمیت میں لڑ رہے تھے اور اب وہ اجر وثواب اور اچھی نیت کی بنیاد پر قتال کر رہے ہیں لہٰذا تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرو اور حقوق کے معاملے میں تمام لوگ تمہاری نگاہ میں برابر ہوں۔ اللہ سے مدد طلب کرو وہ مددگار ہونے کی حیثیت سے کافی ہے، اور اللہ ہی پر توکل کرو وہ کارساز ہونے کی حیثیت سے کافی ہے۔ کل ان شاء اللہ روانہ ہو جاؤ۔ ❷

آپ کے لشکر کی تعداد تین ہزار سے چار ہزار تک تھی اور اس لشکر کا منزل مقصود حمص تھا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے روانہ ہوئے، وادی القریٰ سے ہوتے ہوئے حجر (مدائن صالح) پہنچے اور وہاں سے ''ذات منار'' پھر ''زیزا'' اور پھر وہاں سے ''موآب'' پہنچے، وہاں دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی، ان سے قتال کیا، پھر آپ سے انہوں نے مصالحت کر لی۔ یہ پہلی صلح تھی جو شام میں ہوئی۔ پھر جابیہ کی طرف آگے بڑھتے رہے۔ ❸ یہ لشکر پہلے لشکر کا دایاں بازو اور دوسرے لشکر کا بایاں بازو تھا۔ ❹

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قیس بن ہبیرہ بن مسعود المرادی عرب کے مشہور سورما تھے۔ ان کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو روانہ ہونے سے قبل وصیت فرمائی۔ فرمایا: تمہارے ساتھ ایک عظیم شرف ومنزلت کا آدمی عرب کے سورماؤں میں سے ہے۔ اس کی رائے اور مشورے سے اور جنگی قوت سے مسلمان بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اس کو اپنے سے قریب رکھنا اس کے ساتھ لطف وکرم کا برتاؤ کرنا اور اسے یہ محسوس کرانا کہ تم اس سے بے نیاز نہیں ہو اور نہ اس کو معمولی سمجھتے ہو۔ اس سے تمہیں اس کی خیر خواہی حاصل رہے گی اور دشمن کے مقابلے میں اس کی کوششیں تمہارے ساتھ ہوں گی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیس بن ہبیرہ کو بلایا اور فرمایا: میں تمہیں ابوعبیدہ امین امت کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ ان پر اگر ظلم کیا جائے تو وہ اس کے بدلے میں ظلم نہیں کرتے اور اگر ان کے ساتھ بدسلوکی کی جائے تو معاف کر دیتے ہیں اور اگر ان سے تعلق توڑا جائے تو اس کو جوڑنے کے لیے کوشاں ہوتے ہیں۔ اہل ایمان کے ساتھ بڑے رحیم وشفیق ہیں اور کفار کے مقابلے میں سخت ہیں۔ تم ان کی حکم عدولی نہ کرنا اور ان کی رائے کی مخالفت نہ کرنا۔ یہ تمہیں خیر ہی کا حکم دیں گے، میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہاری بات سنیں

❶ ابوبکر الصدیق: نزار الحدیثی ٦٢.
❷ فتوح الشام للازدی: ١٧.
❸ الکامل لابن الأثیر: ٢/ ٦٦.
❹ العملیات التعرضیة والدفاعیة عند المسلمین، نهاد عباس ١٤١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٰہذا تم انہیں تقویٰ کا حکم دینا۔ ہم سنتے آئے ہیں کہ تم طاقتور اور بڑے شریف انسان ہو اور دور جاہلیت کے تجربہ کار سردار ہو جبکہ جاہلیت میں گناہ ہی گناہ پایا جاتا تھا لٰہذا تم اپنی قوت و طاقت اور بہادری کو اسلام کی حالت میں مشرکین اور ان لوگوں کے خلاف استعمال میں لاؤ جنھوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم اور مسلمانوں کے لیے عزت و غلبہ رکھا ہے۔ یہ نصیحت سن کر قیس بن ہبیرہ نے عرض کیا: اگر آپ باقی رہے (اللہ آپ کو باقی رکھے) تو آپ کو میرے بارے میں مسلمانوں کی حفاظت اور کفار کے خلاف جہد وکوشش سے متعلق ایسی خبریں پہنچیں گی جو آپ کو محبوب و پسندیدہ ہوں گی اور آپ خوش ہو جائیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے، ایسا کرو۔ اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جابیہ میں رومیوں کے دو جرنیلوں کے ساتھ ان کی مبارزت اور ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: قیس نے سچ کر دکھایا اور وعدہ پورا کر دیا۔ ❶

یہاں ہم یہ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیس بن ہبیرہ کی ہمت کو ابھارا اور ان کے اندر پوشیدہ طاقتوں میں جوش پیدا کیا اور ان کی اعلیٰ درجہ کی ممکنہ قوت کو بیدار کر کے اسلام کی حمایت اور جہاد میں لگا دیا۔ بلاشبہ عظماء وقائدین کے فضائل کو ذکر کرنے اور ان کی تعریف کرنے سے ان کی معنویات میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کو عظیم قوت حاصل ہوتی ہے، جو انہیں فدائیت اور قربانی پر ابھارتی ہے۔ ❷

لشکر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: ...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فوج کے ساتھ فلسطین روانہ کیا۔ آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ اختیار دیا تھا کہ چاہیں تو اپنے اس عمل پر قائم رہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سونپا تھا، ❸ اور چاہیں تو وہ ان کے لیے وہ اختیار کریں جو دنیا و آخرت میں ان کے لیے بہتر ہو مگر یہ کہ موجودہ عمل ان کو محبوب ہو۔ اس پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ کو جوابی خط تحریر کیا: میں اسلامی تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپ اس تیر کو چلانے والے اور جمع کرنے والے ہیں، تو آپ دیکھیں کہ کون سا تیر قوی، افضل اور خوفناک ہے اس کو چلا دیں۔ ❹

جب آپ مدینہ واپس آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ مدینہ سے باہر جا کر خیمہ زن ہو جائیں تاکہ لوگ آپ کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ اشراف قریش میں سے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ شامل ہوئے، جن میں حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب آپ نے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو رخصت کرنے نکلے، فرمایا: اے عمرو! تم رائے و تجربہ کے مالک ہو اور جنگی بصیرت رکھتے ہو، تم اپنی قوم کے اشراف اور مسلم صلحاء کے ساتھ جا رہے ہو اور اپنے بھائیوں سے ملو گے۔ لٰہذا ان کی خیر خواہی میں

❶ فتوح الشام للازدی: ٢٦-٢٧.
❷ التاریخ الاسلامی: ٩/ ٢٠٦.
❸ یہ قضاعہ کے صدقات پر عامل تھے۔
❹ إتمام الوفاء بسیرۃ الخلفاء: ٥٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتاہی نہ کرنا اور ان سے اچھے مشورہ کو نہ روکنا کیونکہ تمہاری رائے جنگ میں قابل تعریف اور انجام کار بابرکت ہوسکتی ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کتنا بہتر ہے میرے لیے کہ میں آپ کے گمان کو سچ کر دکھاؤں اور آپ کی رائے میرے بارے میں خطا نہ کرے۔ ❶

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے، آپ کی فوج چھ سات ہزار کے درمیان تھی اور ان کی منزل مقصود فلسطین تھی۔ یہ لشکر بحر احمر کے ساحلی راستے سے ہوتا ہوا بحر میّت کے پاس وادی عربہ میں پہنچا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل دستہ تیار کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قیادت میں روم کی پیش قدمی کی جانب روانہ کیا، یہ دستہ رومیوں سے جا ٹکرایا اور دشمن کی قوت کو پارہ پارہ کر کے ان پر فتح حاصل کی اور بعض قیدیوں کے ساتھ واپس ہوا۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں سے پوچھ تاچھ کی جس سے یہ پتہ چلا کہ رومی فوج رولیس کی قیادت میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری میں ہے۔ جدید معلومات کی روشنی میں عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو منظم کیا۔ جب رومی حملہ آور ہوئے تو مسلمان ان کا حملہ روکنے میں کامیاب ہو گئے اور رومی فوج کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور اس کے بعد ان پر جوابی حملہ کر کے دشمن کی قوت کو تباہ کر دیا اور راہ فرار اختیار کرنے اور میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ مسلم فوج نے ان کا پیچھا کیا اور روم کے ہزاروں فوجی مارے گئے اور اسی پر یہ معرکہ ختم ہو گیا۔ ❷

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہر جرنیل کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ وہ دوسرے کے راستے سے ہٹ کر راستہ اختیار کرے کیونکہ آپ کے پیش نظر اس میں بڑی مصلحتیں تھیں گویا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہاں اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام کی اقتدا کی تھی، ❸ جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا:

﴿ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ ﴾ (یوسف: ٦٧)

''اے میرے بچو! تم سب ایک دروازے سے نہ جانا بلکہ کئی جدا جدا دروازوں میں سے داخل ہونا، میں اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا۔ حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور ہر ایک بھروسہ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

شام میں پوزیشن خراب ہونا:

فتح شام پر مقرر اسلامی فوج کو مشکلات کا سامنا تھا کیونکہ ان کے مقابلے میں رومی سلطنت کی فوج تھی جو قوت و کثرت میں امتیازی پوزیشن کی حامل تھی۔ انہوں نے اپنے شہری مراکز کی حفاظت کے لیے قلعے بنا رکھے

❶ فتوح الشام للازدی: ٤٨-٥١ .
❷ العمليات التعرضية الدفاعية عند المسلمين: ١٤٣ .
❸ البداية والنهاية: ٧/ ٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور فوج کی تنظیم میں کرا دیں ❶ کا اسلوب اختیار کیا تھا اور روم کی شام میں دو فوجیں تھیں، ایک فلسطین میں اور دوسری انطاکیہ میں، اور ان دونوں فوجوں نے درج ذیل طریقے پر چھ مقامات پر اپنا مرکز بنا رکھا تھا:

انطاکیہ: ...... رومی سلطنت کے دَور میں یہ شام کا دارالسلطنت تھا۔

قنّسرین: ...... حماۃ اور حلب کے درمیان حلب کے جنوب مغرب میں پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مغرب میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔

حمص: ...... اس کا عسکری نفوذ تدمر اور صحرائے شام تک پھیلا تھا، یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مشرق میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔

عمان: ...... بلقاء کا صدر مقام، یہاں مضبوط ومحفوظ قلعہ تھا۔

أجنادین: ...... یہ فلسطین کے جنوب میں روم کا عسکری مرکز تھا جو بلاد عرب کی مشرقی اور مغربی سرحدوں اور حدود مصر سے ملتا تھا۔

قیساریہ: ...... یہ فلسطین کے شمال میں حیفا سے تیرہ کلومیٹر پر واقع ہے اور اس کے کھنڈر ابھی تک باقی ہیں۔

رومی ہائی کمان کا مرکز (ہیڈ آفس) انطاکیہ یا حمص تھا۔ جب ہرقل نے اسلامی فوجوں کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے اپنی فوج کو حکم صادر کیا کہ اسلامی فوج کو تباہ کر دو اور اسلامی فوجوں کے مقابلے کی منصوبہ بندی مندرجہ ذیل طریقے سے کی گئی:

- رومی فوجیں مسلمانوں کے سامنے سے پیچھے ہٹ جائیں اور شامی اور حجازی سرحدیں ان کے لیے چھوڑ دیں۔
- پہلی فوج کے دستے فلسطین میں سرجون کی قیادت میں جمع ہو جائیں۔
- دوسری فوج کے دستے انطاکیہ میں تھیوڈور کی قیادت میں جمع ہو جائیں۔
- یہ فوجیں ایک ساتھ حرکت میں آئیں اور یکے بعد دیگرے اسلامی فوج کے چاروں قائدین پر حملہ کریں، اس طرح اسلامی فوج کو ایک ایک کر کے صفایا کرنے میں آسانی ہوگی۔ اس منصوبے کے تحت جسے ہرقل نے وضع کیا تھا رومی فوجیں مندرجہ ذیل ترتیب سے حرکت میں آئیں: ❷
- ہرقل نے اپنے بھائی تذارق کو نوے ہزار فوج کے ساتھ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا۔
- ابن توذر کو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی طرف۔
- قبقار بن نسطوس کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف۔

---

❶ یہ ایک جنگی اسلوب ہے جس کی تفصیل جنگ یرموک کے بیان میں آ رہی ہے۔ (مترجم)

❷ معارك خالد بن الوليد: العميد ياسين سويد ٧٧-٧٨ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ دار قص کو شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔ [1]

مسلمان رومی فوج سے متعلق دقیق معلومات، ان کے اغراض ومقاصد سے متعلق تفصیلات، نیز ہرقل کے تیار کردہ منصوبے کی تفصیل حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ تفصیلات فراہم ہونے کے بعد مسلم قائدین نے مدینہ میں خلیفہ سے خط کتابت کی اور صورت حال سے آگاہ کیا۔

چنانچہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہرقل کے عزائم سے آگاہ کرتے ہوئے تحریر کیا، امین امت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفہ رسول عبداللہ ابوبکر کے نام، ابوعبیدہ بن جراح کی جانب سے۔

السلام علیک! میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں...... اما بعد! میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کو عزت وغلبہ عطا فرمائے اور انہیں آسان فتح نصیب فرمائے۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شاہ روم ہرقل شام کی ایک بستی انطاکیہ میں آکر قیام پذیر ہوا ہے اور اپنی سلطنت کے لوگوں کو بلا کر جمع کر لیا ہے اور وہ بڑی کثیر تعداد میں جمع ہوگئے ہیں لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اس کی اطلاع بھیج دوں تاکہ اس سلسلہ میں آپ کی رائے معلوم کروں۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خط کا جواب تحریر فرمایا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد!

تمہارا خط مجھے ملا اور شاہ روم ہرقل سے متعلق جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے اس کو سمجھا۔ انطاکیہ میں اس کا قیام کرنا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شکست اور تمہاری اور مسلمانوں کی فتح کا پیش خیمہ ہے۔ تم نے جو ہرقل کے اپنی مملکت کے تمام لوگوں کو جمع کرنے اور کثیر تعداد میں لوگوں کے جمع ہونے سے متعلق تحریر کیا ہے تو یہ ہم اور تم سب پہلے سے جانتے تھے کہ وہ ایسا کریں گے کیونکہ کوئی قوم بغیر قتال کے اپنی سلطنت نہ چھوڑ سکتی ہے اور نہ اپنی مملکت سے نکل سکتی ہے۔ الحمد للہ مجھے یہ معلوم ہے کہ ان سے لڑنے والے بہت سے مسلمان موت سے اسی قدر محبت رکھتے ہیں جس قدر دشمن زندگی سے محبت رکھتا ہے اور اپنے قتال میں اللہ سے اجر عظیم کی امید رکھتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اس سے زیادہ محبت رکھتے ہیں جتنی انہیں کنواری عورتوں اور قیمتی مال سے ہوتی ہے۔ ان میں سے

[1] العملیات التعرضیة والدفاعیة عند المسلمین: ۱٤۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مسلمان فتح کے وقت ہزار مشرکین سے بہتر ہے۔ تم اپنی اپنی فوج کے ساتھ ان سے ٹکراؤ اور جو مسلمان تم سے غائب ہیں اس کی وجہ سے پریشان نہ ہو، اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ میں تمہاری امداد میں لوگوں کو بھیج رہا ہوں، جو تمہارے لیے کافی ہوں گے اور مزید کی ان شاء اللہ خواہش نہ رہے گی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔'' ❶

یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بھی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے خط کے مضمون پر مشتمل خط ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ارسال کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خط کا جواب یوں تحریر فرمایا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد!

تمہارا خط مجھے موصول ہوا، جس میں تم نے شاہ روم کے انطاکیہ کی طرف منتقل ہونے کو ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلم فوج کا خوف اس کے دل میں بٹھا دیا ہے۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بذریعہ رعب ہمیں نصرت بخشی اور ملائکہ کرام کے ذریعے سے مدد کی۔ یقیناً وہ دین جس کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رعب ہماری مدد ونصرت فرمائی یہی دین ہے جس کی طرف آج ہم دعوت دیتے ہیں۔ تمہارے رب کی قسم! اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مجرموں کی طرح نہیں کرے گا، اور نہ جو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں انہیں ان لوگوں کی طرح کرے گا جو دوسرے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اور مختلف طرح کی عبادت کرتے ہیں۔ جب ان سے تمہارا مقابلہ ہو تو اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر ٹوٹ پڑو اور ان سے قتال کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ بحکم الٰہی چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آجاتا ہے، اور اس کے باوجود میں تمہاری امداد کے لیے مجاہدین پر مجاہدین بھیج رہا ہوں، یہاں تک کہ تمہارے لیے کافی ہو جائیں گے اور مزید کی حاجت نہ محسوس کرو گے۔ ان شاء اللہ! والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ خط عبداللہ بن قرط ثمالی کے ذریعے سے ارسال فرمایا۔ جب وہ خط لے کر یزید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ ❷

اسی طرح عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بھی خط ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ملا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

''السلام علیک...... اما بعد! تمہارا خط مجھے موصول ہوا، جس میں تم نے رومیوں کے فوج اکٹھی کرنے کا ذکر کیا ہے، تو یاد رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثرت فوج کی بنا پر ہمیں فتح و

❶ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۲۱۳، منقول از فتوح الشام للازدی: ۳۰۔۳۱۔

❷ فتوح الشام للأزدی: ۳۰۔۳۳ بحوالہ الحمیدی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصرت نہیں عطا کی، ہماری تو یہ حالت تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے ہوتے اور اونٹ پر بھی باری باری سواری کرتے۔ احد کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عطا فرماتا اور ہماری مدد کرتا تھا۔ عمرو! یاد رکھو اللہ کا سب سے بڑا مطیع وہ ہے جو معصیت سے سب سے زیادہ بغض رکھے۔ خود بھی اللہ کی اطاعت کرو اور اپنے ساتھیوں کو بھی اطاعت الٰہی کا حکم دو۔''❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام میں اسلامی فوج کی امداد کے لیے مجاہدین، اسلحے، گھوڑے اور دیگر ضروریات کی چیزیں بھیجنی شروع کیں۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو بلایا اور فرمایا: اے ہاشم! تمہاری سعادت مندی اور نیک بختی ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جس سے امت اپنے دشمن مشرکین کے خلاف جہاد میں مدد حاصل کر رہی ہے اور جس کی خیر خواہی، وفاداری، عفت اور قوت پر خلیفہ کو اعتماد و بھروسہ ہے۔ مسلمانوں نے مجھے خط لکھ کر اپنے دشمن کفار کے مقابلے میں امداد طلب کی ہے تو تم اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے پاس جاؤ، میں لوگوں کو تمہارے ساتھ جانے پر تیار کر رہا ہوں۔ تم یہاں سے روانہ ہو کر ابوعبیدہ یا یزید سے جا ملو۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا، اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''اما بعد! یقیناً تمہارے مسلمان بھائی صحت و عافیت میں ہیں، محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دلوں میں ان کا رعب بٹھا دیا ہے، وہ قلعہ بند ہو گئے ہیں، ان کی طرف سے پیغام رساں یہ خبر لائے ہیں کہ شاہ روم ہرقل نے ان کے سامنے سے بھاگ کر شام کے کنارے ایک بستی میں پناہ لے لی ہے، انہوں نے ہمیں یہ خبر بھیجی ہے کہ ہرقل نے اس جگہ سے بہت بڑی فوج ان کے مقابلے میں روانہ کی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ تمہارے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے تمہاری فوج روانہ کروں، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے ان کی پشت مضبوط کرے گا اور دشمن کو ذلیل کرے گا اور ان کے دلوں میں ان کا رعب ڈال دے گا۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ تیار ہو جاؤ اور اللہ سے اجر و خیر کی امید رکھو۔ اگر تم کامیاب ہوئے تو فتح و غنیمت حاصل ہو گی اور اگر ہلاک ہوئے تو شہادت و کرامت حاصل ہو گی۔''

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور لوگ ہاشم بن عتبہ کے پاس جمع ہونے لگے اور ان کی تعداد بڑھ گئی۔ جب ایک ہزار ہو گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ رخصت ہوتے وقت ہاشم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

❶ خطب ابی بکر الصدیق: محمد احمد عاشور ۹۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ہاشم! ہم بڑے بوڑھے کی رائے، مشورہ اور حسن تدبیر سے استفادہ کرتے تھے اور نوجوانوں کی قوت، طاقت اور صبر سے استفادہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر یہ سب خصائل جمع کر دیے ہیں، تم ابھی نوعمر اور خیر کی طرف بڑھنے والے ہو۔ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا اور یاد رکھو اللہ کی راہ میں جو قدم بھی تم اٹھاؤ گے، جو خرچ بھی کرو گے اور جو تکلیف، تھکاوٹ اور بھوک و پیاس تمہیں لاحق ہوگی، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں عمل صالح لکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نیکوکار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔''

ہاشم نے عرض کیا: اگر اللہ نے میرے ساتھ خیر چاہی تو مجھے ایسا ہی کرے گا اور میں ایسا ہی کروں گا، قوت و طاقت اللہ ہی عطا کرنے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ اگر میں قتل نہ کیا گیا تو میں دشمن کو قتل کروں گا۔ پھر ان شاء اللہ قتل کیا جاؤں گا۔ پھر ان سے ان کے چچا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے بھتیجے! تم جو بھی نیزے چلاؤ اور جو ضرب بھی لگاؤ اس سے مقصود اللہ کی رضا ہو۔ اور یاد رکھو تم دنیا سے ہدایت یاب ہو کر دنیا سے رخصت ہونے والے ہو اور عنقریب اللہ کی طرف لوٹنے والے ہو اور دنیا سے لے کر آخرت تک تمہارے ساتھ تمہارے اچھے کارنامے یا اعمال صالحہ ہوں گے جو تم نے کیے ہیں۔''

ہاشم نے کہا: چچا جان! اس کے علاوہ کی مجھ سے توقع نہ کریں۔ اگر میرا قیام و سفر، صبح و شام کی نقل و حرکت، نیزے مارنا اور تلوار چلانا لوگوں کو دکھانے کے لیے ہو تو پھر میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روانہ ہوئے اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے جا ملے، ان کے پہنچنے سے مسلمان خوش ہو گئے۔ ❶

ہاشم بن عتبہ کے کوچ کر جانے کے کچھ دن بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کریں، انہوں نے اعلان کیا: مسلمانو! سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کی مہم کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چند دنوں میں سات سو افراد تیار ہو گئے اور جب سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو بلال رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اگر آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کے ساتھ رہوں اور آپ مجھے خیر کی دلی خواہش کی تکمیل سے روک دیں، تو میں آپ کے ساتھ مدینہ میں رہنے کے لیے تیار ہوں اور اگر اللہ واسطے آزاد کیا تھا تاکہ میں اپنے نفس کا مالک رہوں اور نفع بخش چیز کے سلسلہ میں نقل و حرکت کروں، تو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے رب کی راہ میں جہاد کروں۔ مجھے بیٹھے رہنے سے جہاد زیادہ محبوب ہے......... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمہاری خواہش جہاد کرنے کی ہے تو میں تمہیں ٹھہرنے کا کبھی حکم نہیں دوں گا۔ میں تمہیں اذان کے لیے چاہتا ہوں اور مجھے تمہاری جدائی سے وحشت محسوس ہوتی ہے لیکن ایسی

❶ فتوح الشام للازدی: ۳۳۔۳۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدائی ضروری ہے جس کے بعد قیامت تک ملاقات نہ ہوگی۔ اے بلال! تم عمل صالح کرتے رہنا، یہ دنیا سے تمہارا زاد راہ ہوگا اور جب تک تم زندہ رہو گے تمہاری یاد باقی رکھے گا اور جب وفات پاؤ گے تو اس کا بہترین ثواب عطا کرے گا۔ بلال نے عرض کیا: اللہ آپ کو اسلامی بھائی اور احسان مند کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے جو ہمیں اللہ کی اطاعت پر صبر اور حق و عمل صالح پر مداومت کا حکم فرمایا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان دینا نہیں چاہتا۔ پھر سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ یزید بن ابی سفیان سے جا ملیں۔ وہ ان سے جا ملے اور عربہ اور دائنہ کی جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ ❶

جہادی وفود کے آنے کا سلسلہ مدینہ میں جاری تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں مہموں پر روانہ کرتے رہتے۔ ان وفود میں بعض دیہات کے رہنے والے تھے جن میں جہالت اور سختی پائی جاتی تھی، جس کی وجہ سے مدینہ کے صحابہ اور تابعین کو اذیت پہنچتی تھی کیونکہ ان کی ابھی اسلامی تربیت مکمل نہ ہو سکی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی شکایتیں پہنچائی جاتیں لیکن کثرت وفود کے باوجود کوئی نزاع رونما نہیں ہوا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے لوگوں سے اپیل کی ❷ اور فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جو مسلمان میری یہ اپیل سنے اور اپنے اوپر میرا حق سمجھتا ہے، وہ ان کی زبان کی تیزی اور رشت و ناپسندیدہ حرکات برداشت کرے جب تک کہ یہ لوگ شرعی حد کو نہ پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے ہمارے دشمنوں ہرقل روم کے لشکر کو ہلاک کرنے والا ہے۔ یہ تمہارے بھائی ہیں اگر ان سے کسی پر زیادتی ہو جائے تو برداشت کرے۔ کیا یہ صحیح رائے اور انجام کے اعتبار سے بہتر نہیں کہ ان کے ذریعے سے مدد و غلبہ ملے؟

تمام مسلمانوں نے یک زبان ہو کر کہا: کیوں نہیں، ضرور۔

فرمایا: تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلے میں تمہارے معاون ہیں۔ ان کا تم پر حق ہے لہٰذا تم برداشت کرو۔ پھر آپ منبر سے اتر آئے۔ ❸

خالد رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف روانہ کرنا اور معرکہ اجنادین و یرموک:

شام میں اسلامی فوج کی قیادت رومی فوج کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئی تھی۔ قائدین کو صورت حال کی خطرناکی کا احساس ہوا۔ انہوں نے جولان میں قائدین کی کانفرنس بلائی اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کو خط کے ذریعے سے صورت حال سے آگاہ کیا اور اس کانفرنس میں یہ قرارداد پاس کی کہ تمام مفتوحہ علاقوں کو خالی کر دیا جائے اور اسلامی فوج ایک جگہ اکٹھی ہو جائے تاکہ رومیوں کے منصوبے کو ناکام بنایا جا سکے اور انہیں لشکر اسلام کے ساتھ

---

❶ فتوح الشام للازدی: ۳۵۔۳۸، بتصرف۔
❷ التاریخ الاسلامی: ۹/ ۲۲۴۔
❸ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۹/ ۲۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کن جنگ پر مجبور کیا جائے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یرموک کا انتخاب کیا جائے اور لشکر اسلام وہاں جمع ہو جائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے بھی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق آئی۔ ❶

قائدین کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ دشمن سے مڈبھیڑ کیے بغیر اسلامی فوجیں اپنے اپنے علاقوں کو خالی کر کے یرموک میں جمع ہو جائیں چنانچہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حمص سے، شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے اردن سے اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے دمشق سے واپسی شروع کر دی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے تدریجاً فلسطین سے واپسی شروع کی۔ ❷ لیکن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے یرموک پہنچنے سے قبل واپسی مکمل نہ کر سکے کیونکہ رومی فوجیں ان کا پیچھا کر رہی تھیں۔ اس لیے وہ ''بُسر سیع'' میں داؤ پیچ میں لگے رہے اور مسلمان رومیوں پر جوابی حملہ کرنے پر مجبور ہوئے جس کے نتیجے میں معرکہ اجنادین پیش آیا۔ ❸

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو آپ نے انہیں جوابی خط کے ذریعے سے حکم فرمایا کہ وہ جگہ خالی کر کے یرموک میں جمع ہو جائیں اور شہسواروں کو دیہاتوں اور بستیوں میں پھیلا دیں اور وہ ان کی رسد روک دیں۔ شہروں کا محاصرہ اس وقت تک نہ کریں جب تک میرا حکم نہ آ جائے اور اگر دشمن مقابلہ آرائی پر اتر آئے تو اس کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرو اور ان کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرو اور جو فوجی امداد ان کو پہنچے گی، میں بھی اسی طرح تمہیں فوجی امداد بھیجتا رہوں گا۔ ❹

اور ایک روایت میں ہے: تم جیسے لوگ قلت کی وجہ سے شکست نہیں کھائیں گے۔ دس ہزار کی فوج اپنے گناہوں کی وجہ سے ہی شکست کھا سکتی ہے لہٰذا گناہوں سے بچو اور تم سب مل کر یرموک میں جمع ہو جاؤ اور تم میں سے ہر ایک اپنی فوج لے کر وہاں پہنچ جائے۔ ❺

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چاروں اسلامی فوجوں کو حکم دیا کہ وہ (یرموک میں) جمع ہو کر ایک لشکر کی شکل اختیار کر لیں اور مشرکین کے حملے کا مقابلہ مسلمانوں کے حملے سے کریں اور ان سے فرمایا: تم اللہ کے دین کے مددگار ہو اور جو اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور جو اس کے دین کی مدد نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ ❻

چنانچہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطوط کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے اسلامی فوج کی نصرت وغلبہ کی اساس اللہ کی اطاعت کو قرار دیا کیونکہ شکست و رسوائی معصیت اور گناہ کے ارتکاب سے ہوتی ہے اور آپ نے اسلامی

❶ العمليات التعرضية والدفاعية عند المسلمين: ١٤٨ .
❷ العمليات التعرضية والدفاعية عند المسلمين: ١٤٨ .
❸ حروب الاسلام فى الشام: احمد محمد ٤٥ .
❹ العمليات التعرضية والدفاعية عند المسلمين: ١٤٨ .
❺ تاريخ الطبرى: ٤/ ٢١١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ دشمن مختلف علاقوں میں ان کے منتشر ہونے کی وجہ سے یکے بعد دیگرے ان کی قوت کو ختم نہ کر سکے۔ اسی طرح یرموک کو اسلامی فوجوں کے جمع ہونے کا مرکز قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے دور میں جغرافیہ ارض سے بخوبی واقفیت تھی اور وہ مقامات ومواقع کا بخوبی علم وادراک رکھتے تھے اور یہ چیز جنگی معاملات وتدابیر میں عظیم فقاہت ہے، جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی تھی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ قرارداد جاری کی کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ عراق سے شام منتقل ہو جائیں اور وہاں پہنچ کر اسلامی فوج کی قیادت سنبھال لیں کیونکہ اس وقت شام میں ایسے قائد کی ضرورت تھی جس کے اندر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طاقت وصلاحیت، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی زیرکی وسیاست اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مہارت، یزید رضی اللہ عنہ کا اقدام وپیش قدمی کا جوہر یکجا ہو اور مسائل میں حتمی فیصلے کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ عظیم عسکری صلاحیت کا مالک ہو، زیرکی وسیاست اور تدبیر اقدام وپیش قدمی کا جوہر اس کے اندر ہو، مہارت ودرایت کا مالک ہو اور طویل جنگی تجربہ رکھتا ہو۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر انتخاب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر پڑی اور عراق میں انہیں خط تحریر کیا، چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کے فرمان کو نافذ کیا اور صحرا کو عبور کرتے ہوئے اپنی فوج کے ساتھ شام پہنچے، جس کی مثال تاریخ دینے سے قاصر ہے، جس کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کی طرف فوجی امداد کا سلسلہ جاری رہا اور نہایت کامیاب منصوبے پیش کرتے رہے اور دشمن کے ان ٹیکنیکل اور معنوی ومادی اسالیب کا جواب دیتے رہے، جن کا مقصد آپ کو ان کے ہدف سے پھیرنا اور مشغول کرنا تھا چنانچہ قائدین روم نے کہا: ''واللہ ہم ابوبکر کو اپنی سرزمین کی طرف فوج بھیجنے سے مشغول کر کے رہیں گے۔'' ❷ جس کے جواب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

''ہم خالد بن ولید کے ذریعے سے نصاریٰ کو ان کے شیطانی منصوبوں سے مشغول کر دیں گے۔'' ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی توجیہات سے متعدد امور سامنے آئے:

- شام میں موجود مسلم افواج کو ایک فوج میں مدغم کر دینا۔
- تمام قائدین کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت کے تابع کر دینا۔
- مقام اجتماع کی تحدید۔

اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک فوجوں کو نقل وحرکت میں لانے کا فن بالکل واضح تھا۔ جس وقت آپ نے انہیں مدینہ سے روانہ فرمایا اس وقت یہ فوجیں قدرے دور دور راستوں سے روانہ ہوئیں، جو نیزے یا پنکھے کی شکل اختیار کرتی تھیں، جنہیں آج عسکری اصطلاح میں ''حرکت انتشار'' کہا جاتا ہے

❶ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۳۵۹۔ ۳۶۰۔
❷ البدایة والنهایة: ۷/ ۵۔
❸ البدایة والنهایة: ۷/ ۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب فیصلہ کن جھڑپ وتصادم اور مڈبھیڑ کا وقت آیا تو اپنے منتخب کردہ مقام پر سب فوجوں کو اکٹھا کر دیا۔ اس سے فوجوں کو استعمال کرنے کے سلسلے میں آپ کی ماہرانہ صلاحیت وقدرت کا پتہ چلتا ہے، جسے آج عسکری اصطلاح میں فوجی حکمت عملی (Stredegy) کہا جاتا ہے۔[1] ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلامی فوج کے قائد عام (کمانڈر اِن چیف) کی حیثیت سے میدان قتال میں اوامر وفرامین کے ذریعے سے معنوی طور سے حاضر رہنے کے حریص تھے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ فرامین بصیرت افروزی، بالغ نظری، نفاذ بصیرت، میدان قتال میں جنگی صورت حال کی برجستہ وضاحت میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ صورت حال کے مطابق فوجوں کو حرکت میں لانا، قائدین کا صحیح انتخاب، خلیفہ اور قائدین کے مابین ایک دوسرے پر اعتماد۔ قائدین آپ کے افکار کو پڑھتے اور آپ کی رغبتوں اور ارادوں کو محسوس کرتے اور آپ جو جنگی تدابیر نافذ کرنا چاہتے وہ ان کے ذہن ودماغ میں اتر آتیں، وہ لوگ اس کو اسی طرح نافذ کرتے گویا کہ خلیفہ ہی نافذ کر رہا ہو۔ ان وسائل کے ذریعے سے خلیفہ مختلف میدان قتال میں معرکوں کی تنظیم کرتا گویا کہ خود میدان میں موجود ہے چنانچہ قائدین اور فوج تمام ہی لوگ یہ محسوس کرتے کہ گویا خلیفہ ان کے درمیان موجود ہے جو ان کی قیادت کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے اعمال خلیفہ کے ارادے اور رغبت کے عین مطابق ہوتے اور آپ کے اوامر وتوجیہات کے عین موافق ہوتے۔[2]

جس وقت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو شام جانے اور وہاں اسلامی فوجوں کی امارت سنبھالنے کا حکم فرمایا تو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس سے باخبر کیا، اس کے اسباب بتائے اور سمع وطاعت کا حکم دیا۔ فرمایا:

> ''اما بعد! میں نے شام میں رومیوں سے جنگ کی قیادت خالد کو سونپ دی ہے، تم اس کی مخالفت نہ کرنا، سمع وطاعت کا مظاہرہ کرنا۔ میں نے ان کو تمہارے اوپر قائد مقرر کیا ہے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تم ان سے افضل ہو۔ لیکن میرے خیال میں جو جنگی مہارت انہیں حاصل ہے تمہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم سے دین ہدایت کا کام لے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''[3]

خالد رضی اللہ عنہ کا خط ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام عراق سے شام تک کی مسافت طے کرتا ہوا ایمان وزہد کا پیغام لے کر پہنچا۔ خط ملاحظہ ہو:

> ''ابوعبیدہ بن جراح کے نام خالد بن ولید کی جانب سے، السلام علیک!
> میں اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔
> اما بعد! میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوف کے دن امن اور دنیا میں گناہوں سے بچاؤ کا سوالی ہوں۔ میرے پاس خلیفہ رسول کا خط آیا ہے، جس میں انہوں نے مجھے شام پہنچ کر وہاں کی

---

[1] الفن العسکری الاسلامی: ۸۹، ابوبکر الصدیق، الحدیثی ۶۰.

[2] الفن العسکری الاسلامی: ۹۸.

[3] مجموعۃ الوثائق السیاسۃ: ۳۹۲۔۳۹۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی فوج کی قیادت سنبھالنے کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے اس کا مطالبہ کیا ہے اور نہ کبھی اس کا ارادہ تھا اور نہ اس سلسلے میں نے ان کو لکھا ہے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ اپنی پوزیشن پر برقرار رہیں گے، آپ کا حکم نہیں ٹالا جائے گا، اور نہ آپ کی رائے کی مخالفت کی جائے گی اور آپ کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ آپ تو مسلم سربراہوں میں سے ہیں، آپ کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ آپ کی رائے سے بے نیازی ہو سکتی ہے۔ ہمارے اور آپ کے اوپر جو اللہ تعالیٰ نے نعمت و احسان کیا ہے اس کو مکمل فرمائے، ہمیں اور آپ کو عذاب جہنم سے محفوظ فرمائے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ'' ❶

اسی طرح خالد رضی اللہ عنہ نے مذکورہ خط کے ساتھ شام میں موجود مسلمانوں کے نام بھی خط ارسال فرمایا، جس میں لکھا:

اما بعد! اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں اسلام کے ذریعے سے عزت بخشی، اپنے دین کے ذریعے سے شرف بخشا، اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے مکرم کیا اور ایمان کے ذریعے سے فضیلت بخشی، اللہ کی رحمتیں ہمارے لیے بڑی وسیع ہیں اور اس کی نعمتوں سے ہم گھرے ہوئے ہیں۔ اس اللہ سے سوالی ہوں کہ اپنی نعمت کو ہم پر تمام کر دے۔ اللہ کے بندو! اللہ کی حمد و شکر بیان کرو، وہ اور عطا کرے گا؛ اور اللہ سے تمام عافیت کی رغبت کرو وہ عافیت کو دوام بخشے گا۔ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار بن کر زندگی بسر کرو۔ خلیفہ رسول اللہ کا خط مجھے موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے مجھے آپ لوگوں کے پاس پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ میں مکمل تیار ہو چکا ہوں گویا میرا گھوڑا مجاہدین کے ساتھ تمہارے پاس پہنچ چکا ہے لہٰذا اللہ کے وعدے کی تکمیل اور حسن ثواب سے خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ایمان کے ساتھ محفوظ رکھے اور ہمیں اور تمہیں اسلام پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اور تمہیں مجاہدین کا بہترین ثواب عطا فرمائے۔ والسلام علیکم۔'' ❷

عمرو بن طفیل بن عمرو ازدی یہ دونوں خط لے کر شام میں مسلمانوں کے پاس پہنچے۔ اس وقت مسلمان جابیہ میں تھے، انہیں خط سنایا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط ان کے حوالے کیا۔ جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا تو فرمایا: اللہ خلیفہ رسول کو ان کی رائے میں برکت عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ خالد کو صحیح سالم رکھے۔ ❸

دو عظیم قائدین کے مابین اس تعامل سے اسلامی اخوت کے معانی کا انکشاف ہوتا ہے جو توحید خالص سے وجود میں آتی ہے اور اخلاق حمیدہ سے مزین ہوتی ہے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرۂ امتیاز تھا۔ عراق میں بے پایاں فتوحات اور خلیفہ کے اعتماد کے باوجود خالد رضی اللہ عنہ کے اندر کوئی تغیر نہ آیا اور اپنی برتری کا خمار سوار نہ ہوا، بلکہ اس کے برعکس ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و بزرگی کا اعتراف اور ان کی اطاعت کا اعلان کیا اور اس کے بالمقابل ہم

---

❶ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ: ۳۹۲۔
❷ فتوح الشام للازدی: ۶۸۔ ۷۲، بحوالہ الحمیدی۔
❸ فتوح الشام للازدی: ۶۸۔ ۷۲، بحوالہ الحمیدی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے ہیں کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس حکم کو بابرکت قرار دیتے ہیں اور خالد رضی اللہ عنہ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابوعبیدہ اور خالد رضی اللہ عنہما خواہشات نفس سے پاک تھے، مصالح عامہ کو ترجیح دیتے تھے، ان کے پیش نظر اعمال میں اللہ کی رضا وخوشنودی تھی۔ ❶

اس کے اندر حکام، تحریکات کے ذمہ داران، علماء، دعاۃ ومبلغین، قائدین اور زعماء سب کے لیے تقرری ومعزولی کے موقع پر آپس میں طرز عمل کا عظیم درس ہے۔

۱۔ معرکہ اجنادین: ...... خالد رضی اللہ عنہ شام پہنچے، بصریٰ فتح کیا، قائدین اسلام؛ ابوعبیدہ بن جراح، شرحبیل بن حسنہ، یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم سے ملے، عسکری صورت حال کا جائزہ لیا، دقیق تفصیلات پر مطلع ہوئے اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے موقف کی بھی تفصیلات معلوم کیں، جو دریائے اردن کے کنارے رومی فوجوں کی جھڑپ سے بچتے ہوئے اسے خالی کرنے میں مصروف تھے تاکہ اسلامی فوج سے جاملیں جبکہ دشمن پوری تیاری سے ان کے تعاقب میں تھا اور اس کوشش میں لگا ہوا تھا کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جنگ پر مجبور کر دے۔ لیکن عمرو رضی اللہ عنہ پوری طرح بیدار اور ہوشیار تھے اور بخوبی جانتے تھے کہ ان حالات میں جنگ کرنا مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ آپ کی فوج سات ہزار سے زیادہ نہ تھی جبکہ رومی فوج اس سے کہیں زیادہ تھی۔ خالد رضی اللہ عنہ عسکری پوزیشن کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کے سامنے دو صورتیں ہیں: یا تو جلدی سے لشکر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے جاملیں اور ان کے ساتھ مل کر رومی فوج کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کر کے رومی قوت کو تباہ کر دیں اور اس طرح اسلامی فوج کا عسکری موقف مضبوط ہو جائے اور فلسطین میں مسلمانوں کے قدم جم جائیں، اور یا اپنی جگہ ٹھہرے رہیں اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ آکر ملنے کو کہیں اور رومی فوج کا انتظار کریں جو دمشق سے ان کی طرف چل چکی تھی اور پھر اس کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کریں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے پہلی صورت کو ترجیح دی کیونکہ فلسطین میں رومی فوج پر غلبہ پانے کی صورت میں مسلمانوں کی واپسی کا راستہ محفوظ ہو جائے گا اور ان کے مراکز کو قوت ملے گی اور ایسی صورت میں وہ اس پوزیشن میں ہوں گے کہ رومی فوج کو چیلنج کر سکیں اور دشمن اپنے پیچھے سے خطرہ محسوس کرے گا پھر اس کی تدبیر میں لگ جائے گا اور اس کی فوج کا ایک حصہ اس میں مشغول ہو جائے گا اور ہجوم کے بجائے دفاع کی پوزیشن میں آجائے گا۔

چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ یرموک سے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھیجی کہ وہ رومی فوج کو دھوکے میں رکھتے ہوئے وہاں سے منتقل ہونے میں لگے رہیں، یہاں تک کہ لشکر خالد رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ جائے پھر ایک ساتھ مل کر رومی فوج پر حملہ کریں۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اجنادین آگئے۔ ❷ اور جب لشکر خالد وہاں پہنچا تو

---

❶ التاریخ الاسلامی للحمیدی: ۹/ ۲۳۱۔

❷ اجنادین فلسطین کے نواحی علاقے میں ایک مقام کا نام ہے۔ المعجم الیاقوت ۱/ ۱۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار ہوگئی۔ خالد رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ مناسب وقت پر پہنچے اور گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ خالد اور عمرو رضی اللہ عنہما کی عسکری مہارت کا اس فیصلہ کن فتح میں کافی دخل رہا۔ چنانچہ خطرات سے کھیلنے والی فوج کو مقرر کیا گیا، جو دشمن کی صفوں کو چیرتی ہوئی رومی جرنیل تک پہنچ گئی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ جرنیل کے قتل ہوتے ہی رومی فوج ہمت ہار گئی اور مختلف سمتوں کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ ❶

شام میں معرکہ اجنادین، روم اور مسلمانوں کے مابین پہلا بڑا معرکہ تھا۔ جب ہزیمت کی خبر حمص میں قیصر روم ہرقل کو پہنچی تو اسے حادثے کی سنگینی کا احساس ہوگیا۔ ❷

خالد رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے خط لکھا:

''خلیفہ رسول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام مشرکین کے خلاف اللہ کی کھلی تلوار خالد بن ولید کی طرف سے۔

السلام علیکم! میں اس اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اما بعد!

اے صدیق! میں آپ کو یہ خبر دے رہا ہوں کہ ہم مشرکین کے مقابلے میں اترے، انہوں نے اجنادین میں بہت بڑی فوج اکٹھی کی، اپنی صلیب بلند کی اور اپنی کتابیں کھولیں، اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم کو ختم کر کے یا اپنے ملک سے نکال کر ہی دم لیں گے، میدان سے فرار نہیں اختیار کریں گے۔ ہم بھی اللہ پر اعتماد وتوکل کرتے ہوئے ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے، نیزوں سے ان پر وار کیا، پھر ہم نے تلواریں سنبھالیں اور ہر وادی، میدان اور راستے میں ان سے مقابلہ کیا۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے دین کو غلبہ عطا کیا، دشمن کو ذلیل کیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

جب یہ خط ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موصول ہوا تو بے حد خوش ہوئے اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور اس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ ❸

۲. معرکہ یرموک: ...... اجنادین میں روم کی شکست فاش اور مسلمانوں کی عظیم فتح وانتصار کے بعد فوج واپس ہوئی، مسلمانوں کو اس سے اطمینان پہنچا اور اسلامی فوج یرموک میں خلیفہ کے حکم کے نفاذ کے لیے جمع ہوگئی۔ ادھر رومی فوجیں تھیوڈور کی قیادت میں حرکت میں آئیں اور لمبے چوڑے میدان میں اتریں، جہاد سے نکل بھاگنے کا راستہ تنگ تھا اور یرموک سے قریب واقوصہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔

❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ: نزار الحدیثی ۷۰.

❷ ابوبکر رضی اللہ عنہ: نزار الحدیثی ۷۱.

❸ فتوح الشام للازدی: ۸۴-۹۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرفین کی فوجیں:

مسلمان:...... خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چالیس ہزار اور بعض روایات کے مطابق پینتالیس (۴۵) ہزار۔

روم:...... تھیوڈور کی قیادت میں دو لاکھ چالیس ہزار۔

معرکہ سے قبل:

مسلمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یرموک پہنچے اور وہاں خیمہ زن ہو گئے اور رومی دریا کے جنوبی کنارے اپنے امراء وقائدین کے ساتھ جمع ہوئے۔ اس موقع پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! خوش ہو جاؤ واللہ رومی محصور ہو چکے ہیں اور محصور کو بہت کم خیر حاصل ہوتی ہے۔ ❶

خالد رضی اللہ عنہ نے جنگ کا جدید اسلوب اختیار کیا جو اس سے قبل عربوں میں رائج نہیں تھا۔ ❷ آپ نے کرادیس کا نیا اسلوب اختیار کیا اور اپنی فوج کو مندرجہ ذیل طریقے سے ترتیب دی:

فرقہ (دستہ):...... دس سے لے کر بیس کردوس پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا ایک قائد اور امیر ہوتا ہے۔

کردوس:...... ایک ہزار مقاتلین پر مشتمل ہوتا ہے جس کا ایک قائد اور امیر ہوتا ہے۔ ❸

خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو مندرجہ ذیل طریقے پر چالیس صفوں میں تقسیم کیا:

قلب:...... یہ اٹھارہ کردوس پر مشتمل تھا، جس کی قیادت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور آپ کے ساتھ عکرمہ بن ابی جہل اور قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

میمنہ:...... یہ دس کردوس پر مشتمل تھا۔ اس کی قیادت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور آپ کے ساتھ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

میسرہ:...... یہ دس کردوس پر مشتمل تھا۔ اس کی قیادت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کر رہے تھے۔

طلیعہ (مقدّمہ):...... یہ شہسواروں پر مشتمل حفاظتی دستہ ہوتا ہے، جس کی ذمہ داری نگرانی اور دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھنی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ مختصر افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔

ساقہ:...... یہ پانچ کردوس یعنی پانچ ہزار مقاتلین پر مشتمل تھا۔ اس کی قیادت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ اس کی ذمہ داری انتظامی امور سے متعلق تھی۔ قاضی ابودرداء رضی اللہ عنہ تھے اور انتظامی امور پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ ان کی ذمہ داری انتظامی امور کی نگرانی، خور ونوش کا انتظام اور مال غنیمت کو جمع کرنے کا انتظام سنبھالنا تھا۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ قاری تھے جو لوگوں میں گھوم گھوم کر سورۂ انفال اور جہاد سے متعلق آیات

---

❶ العمليات التعرضية والدفاعية: ١٦٣ .
❷ البداية والنهاية: ٧/ ٨ .
❸ العمليات التعرضية والدفاعية: ١٦٤ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کرتے تاکہ ان کی روحانی اور معنوی قوت میں اضافہ ہو۔ فوج کے خطیب ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے جو فوج کی صفوں میں جا جا کر قتال پر جوش دلاتے [1] اور سپہ سالار اعظم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ درمیان میں کبار صحابہ کے ساتھ تھے۔

اسلامی فوج نے خالد رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اپنی تیاری مکمل کر لی اور ہر قائد اپنی فوج کے پاس جاتا اور انہیں جہاد وصبر پر ابھارتا اور جوش دلاتا۔ اسلامی فوج کے قائدین یہ سمجھتے تھے کہ یہ معرکہ عظیم نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوگا اور یہ جنگ فیصلہ کن ثابت ہوگی۔ خالد رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم تھا کہ اس معرکے میں رومی لشکر کی ہزیمت کا مطلب پوری سرزمین شام میں ان کی ہزیمت ہے اور اس سے شام کے دروازے مسلمانوں کے لیے بالکل کھل جائیں گے اور کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اور پھر یہاں سے مصر کا راستہ کھل جائے گا اور پھر ایشیا اور یورپ کو فتح کرنا آسان ہو جائے گا۔ [2]

ایمانی تیاری:

جب ایمان وکفر کی دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اللہ کے بندو! اللہ کے دین کی مدد کرو، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ یقیناً اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ اے مسلمانو! صبر سے کام لو، صبر کفر سے نجات اور اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے اور عار ورسوائی کو ختم کرنے والا ہے۔ اپنی صفوں سے ہٹنا نہیں۔ ایک قدم بھی ان کی طرف مت بڑھو، دشمن سے قتال میں پہل نہ کرو، دشمن کی طرف نیزوں کو سیدھا رکھو اور ڈھال کے ذریعے سے اپنے آپ کو بچاؤ، خاموشی کو لازم پکڑو، دل ہی دل میں اللہ کا ذکر کرتے رہو، یہاں تک کہ میں تمہیں قتال کا حکم دوں، ان شاء اللہ۔''

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اے قرآن والو! اے اللہ کی کتاب کے حافظو! اے ہدایت کے مددگار وحق کے طرف دارو! اللہ کی رحمت اور اس کی جنگ صرف آرزوؤں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت اور وسیع رحمت صرف سچوں کو عطا کرتا ہے۔ کیا تم اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنتے:

> ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (النور: ٥٥)

> ''تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے۔''

[1] البداية والنهاية ٧/ ٨.
[2] العمليات التعرضية والدفاعية عند المسلمين: ١٦٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تم پر رحم کرے، اپنے رب سے شرم کھاؤ کہ وہ تمہیں دشمن سے بھاگتا ہوا دیکھے حالانکہ تم اللہ کے قبضے میں ہو، اللہ کے سوا تمہارے لیے کوئی پناہ دینے والا نہیں اور اس کے بغیر عزت وغلبہ ملنے والا نہیں۔''

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مسلمانو! نگاہیں نیچی رکھو، گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ، نیزے سیدھے کر لو، جب دشمن حملہ آور ہو تو انہیں ڈھیل دو یہاں تک کہ نیزوں کے نشانوں پر آ جائیں پھر شیر کی طرح ان پر کود پڑو۔ اس ذات کی قسم جو سچائی کو پسند کرتا ہے اور اس پر ثواب سے نوازتا ہے اور جھوٹ کو ناپسند کرتا ہے اور اس پر سزا دیتا ہے، اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دیتا ہے، میں نے یہ بات سنی ہے کہ مسلمان عنقریب فتح کریں گے، بستی بستی، قصر قصر۔ لہٰذا ان کی کثرت تعداد سے تمہیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تم نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا تو وہ پرندوں کی طرح بکھر جائیں گے۔''

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مسلمانو! تم اس وقت اہل وعیال سے الگ امیر المومنین اور مسلمانوں کے امدادی لشکر سے دور بلاد عجم میں ہو اور واللہ تم ایسے دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو جو تعداد میں بہت زیادہ اور تمہارے خلاف انتہائی سخت ہیں اور وہ اپنے ملک میں بیوی بچوں، مال واسباب اور اپنے لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اللہ تمہیں اسی وقت ان سے نجات دے گا اور تمہیں اللہ کی رضا حاصل ہوگی جب تم ناپسندیدہ حالات میں صبر واستقامت سے کام لیتے ہوئے ڈٹ کر مقابلہ کرو، اپنی تلواروں سے اپنی حفاظت کرو، آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کروں، یہی تمہارے لیے پناہ اور حصار ہو۔''

پھر خواتین کے پاس گئے، انہیں پند ونصیحت کی [1] پھر وہاں سے لوٹے اور نداء دی:

''اے مسلمانو! وہ چیز آ گئی جس کا تم مشاہدہ کر رہے ہو۔ سنو! یہ تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت ہے اور تمہارے سامنے شیطان اور جہنم ہے۔''

پھر اپنے مقام پر چلے گئے۔ [2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! حور عین اور جنات نعیم میں اپنے رب کے جوار کی طرف آگے بڑھو۔ آج جس مقام پر کھڑے ہو یہ تمہارے رب کو سب سے زیادہ محبوب وپسندیدہ مقام ہے۔ خبردار ہو جاؤ، صابرین کا بڑا اونچا مقام ہے۔''

ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہر کردوس کے پاس جا کر کہتے:

---

[1] البداية والنهاية: ٧/ ٩ .
[2] ترتيب وتهذيب البداية والنهاية: ١٦٣ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ، اللہ، تم عرب کی طرف سے دفاع کرنے والے اور اسلام کے انصار ہو۔ اور تمہارے دشمن روم کی طرف سے دفاع کرنے والے اور شرک کے انصار ہیں۔ اے اللہ! آج تیرا دن ہے، الٰہی اپنے بندوں پر اپنی مدد نازل فرما!" ❶

عرب نصاریٰ میں سے ایک شخص نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا:

"رومی کتنے زیادہ اور مسلمان کتنے کم ہیں۔"

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تو تباہ ہو، کیا تو مجھے رومیوں سے ڈراتا ہے؟ افراد کی تعداد کا اعتبار نہیں۔ اصل اعتبار نصرت وغلبہ اور شکست وخذلان کا ہے۔ واللہ میری خواہش تو یہ ہے کہ کاش آج میرا اشقر گھوڑا شفایاب ہو چکا ہوتا اور دشمن دوگنا ہوتا۔"

عراق سے آتے ہوئے آپ کے گھوڑے کے پیر زخمی ہو گئے تھے۔ ❷

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پادریوں اور راہبوں کی آواز سنتے تو فرماتے:

((اللھم زلزل اقدامھم، وارعب قلوبھم، وانزل علینا السکینۃ، وألزمنا کلمۃ التقوی، وحبِّب إلینا اللقاء، وارضنا بالقضاء.)) ❸

"اے اللہ! دشمن کے پاؤں اکھاڑ دے، ان کے دلوں کو مرعوب کر دے، ہمارے اوپر سکینت نازل فرما اور کلمہ تقویٰ پر ہم کو قائم رکھ، قتال ہمارے لیے محبوب کر دے اور قضاء وقدر پر ہمیں راضی کر دے۔"

۵. روم: ...... رومی اپنے کبر وغرور کے ساتھ کالی بدلیوں کی طرح امڈ پڑے اور میدان وصحرا پر چھا گئے، بلند آواز سے چیخنے لگے، ان کے پادری وراہب انجیل پڑھ پڑھ کر ان کو سناتے اور جوش دلاتے۔ ❹

رومی یرموک سے قریب واقوصہ کے مقام پر جمع ہوئے اور یہ وادی ان کے لیے خندق ثابت ہوئی۔ رومیوں نے کردوس کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے تیاری کی۔ بایں طور کہ دو لائنیں قائم کیں، ہر پانچ کو ایک دائرے میں رکھا اور ہر دو پانچ کے درمیان حد فاصل رکھا پھر دوسری لائن پہلی لائن کے پیچھے رکھی اور قتال میں مندرجہ ذیل ترتیب اختیار کی:

- تیر اندازوں کو مقدمہ میں رکھا۔ ان کے ذمے تیر چلا کر قتال کا آغاز کرنا اور پھر میمنہ ومیسرہ کے پیچھے چلے جانا تھا۔
- شہسواروں کو میمنہ ومیسرہ میں رکھا۔ ان کی ذمہ داری تیر اندازوں کی حفاظت وحمایت تھی، یہاں تک کہ واپس پیچھے چلے جائیں۔

---

❶ البدایۃ والنہایۃ: ۷/ ۱۰.
❷ البدایۃ والنہایۃ: ۷/ ۱۰.
❸ ابوبکر رجل الدولۃ: ۸۸.
❹ ترتیب و تہذیب البدایۃ والنہایۃ: ۱۶۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ کرادیس (پیادہ) ان کی ذمہ داری حملہ کرنا تھی۔

مقدمہ کا جرنیل جرجہ تھا اور میمنہ کا جرنیل ماہان اور دراقص تھا۔ ❶

قتال سے قبل مذاکرات:

جب دونوں فوجیں ایک دوسرے سے قریب آ گئیں، ابوعبیدہ بن جراح اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم رومی فوج کی طرف آگے بڑھے، ان کے ساتھ ضرار بن ازور اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ انہوں نے اعلان کیا: ہم تمہارے امیر سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہیں تذارق سے ملنے کی اجازت دے دی گئی۔ وہ ریشمی خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ صحابہ نے کہا: ہم اس خیمے میں داخل ہونا جائز نہیں سمجھتے۔ اس نے ریشمی قالین بچھوائی۔ صحابہ نے اس پر بھی بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ پھر جہاں صحابہ نے چاہا وہاں وہ بیٹھا۔ صلح سے متعلق مذاکرات شروع ہوئے۔ پھر صحابہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے کر واپس ہو گئے، لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ ❷

ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ ماہان نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان تشریف لائیں اور مصالحت کی بات چیت شروع کریں چنانچہ ماہان نے کہا: ہم جانتے ہیں کہ مشقت و بھوک نے تمہیں اپنے ملک سے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ آؤ ہم تم میں سے ہر فرد کو دس دس دینار اور کپڑا اور کھانا دیتے ہیں اور تم اپنے ملک واپس ہو جاؤ اور پھر جب دوسرا سال شروع ہوگا تو پھر ہم تمہارے لیے اتنا ہی بھیج دیں گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا: ہمارے یہاں آنے کا وہ سبب نہیں ہے جو تم نے ذکر کیا ہے، بلکہ ہم تو خون کے پیاسے لوگ ہیں اور ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ رومیوں کا خون سب سے بہترین ہوتا ہے، اس لیے ہم یہاں آئے ہیں۔ یہ سن کر ماہان کے ساتھیوں نے کہا: عربوں کے بارے میں ہم یہی سنا کرتے تھے۔ ❸

قتال کا آغاز:

جب تیاری مکمل ہو گئی اور مذاکرات کامیاب نہ ہوئے تو خالد رضی اللہ عنہ عکرمہ بن ابی جہل اور قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہما کی طرف بڑھے، جو قلب کے دونوں بازوؤں پر مقرر تھے، انہیں حکم دیا کہ قتال کا آغاز کریں۔ دونوں رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور اور دعوت مبارزت دی، بہادر میدان میں کود پڑے، جنگ بھڑک اٹھی اور اس کا آغاز ہو گیا اور خالد رضی اللہ عنہ بہادروں کے کردوس کے ساتھ صفوں کے سامنے آئے اور مجاہدین آپ کے سامنے حملہ کر رہے تھے، آپ اس کا مشاہدہ کرتے اور اپنے ساتھیوں کی رہنمائی فرماتے اور مکمل طور سے جنگ کی کارروائی کرتے۔ ❹

---

❶ العمليات التعرضية والدفاعية عند المسلمين: ١٦٦ .

❷ البداية والنهاية: ٧/ ١٠ . ❸ البداية والنهاية: ٧/ ١٠ .

❹ البداية والنهاية: ٧/ ١٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان قتال میں رومی جرنیل کا قبول اسلام:

رومی فوج کا ایک بڑا جرنیل جرجہ نکلا اور خالد رضی اللہ عنہ کو آواز دی، آپ اس کے قریب پہنچے یہاں تک کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں جا ملیں۔ جرجہ نے کہا: اے خالد! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہوں گا، آپ صحیح صحیح مجھے بتائیے، جھوٹ مت بولیے گا کیونکہ جھوٹ بولنا آزاد مرد کی شان کے منافی ہے۔ مجھے دھوکے میں مت رکھیے گا۔ کریم النفس شخص اللہ کے ساتھ نرم پڑنے والے کو دھوکا نہیں دیا کرتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری تھی جسے انہوں نے تمہیں عطا کیا ہے کہ جس پر بھی اسے کھینچتے ہو شکست دے دیتے ہو؟

خالد: نہیں۔

جرجہ: پھر آپ کا نام سیف اللہ کیوں پڑا؟

خالد: اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ نے ہمیں دعوت دی، ہم نے آپ کی بات نہ مانی اور آپ سے ہم سب دور ہو گئے پھر ہم میں سے بعض لوگوں نے آپ کی تصدیق کی اور آپ کی پیروی اختیار کی اور بعض نے آپ کی تکذیب کی اور آپ سے دوری اختیار کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت بخشی۔ ہم نے آپ سے بیعت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو، جسے اللہ نے مشرکین پر کھینچا ہے۔ [1] اور آپ نے میرے لیے فتح ونصرت کی دعا کی۔ اسی وجہ سے میرا نام سیف اللہ پڑ گیا، میں مشرکین پر مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخت ہوں۔

جرجہ: آپ لوگ کس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں؟

خالد: ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں اس کے اقرار کی دعوت دیتے ہیں۔

جرجہ: جو آپ کی دعوت نہ قبول کرے؟

خالد: وہ جزیہ ادا کرے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

جرجہ: جو جزیہ دینے کے لیے تیار نہ ہو؟

خالد: ہم اس کے خلاف اعلان جنگ کریں گے پھر اس سے قتال کریں گے۔

جرجہ: آج جو آپ کی دعوت قبول کرے اور اس دین میں داخل ہو جائے، اس کا کیا مقام ہوگا؟

خالد: اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو فرض کیا ہے اس میں ہمارا ایک ہی مقام ہے، شریف و رذیل اور اوّل اور آخر سب برابر ہیں۔

جرجہ: کیا آج جو آپ کے دین میں داخل ہوگا اسے آپ لوگوں ہی کی طرح اجر و ثواب ملے گا؟

[1] البدایة والنهایة: ۷/ ۱۳ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد: ہاں، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

جرجہ: وہ آپ کے برابر کیسے ہوگا، حالانکہ آپ لوگوں نے اس سلسلے میں سبقت کی ہے؟

خالد: ہم نے یہ دین قبول کیا اور اپنے نبی سے بیعت کی، جبکہ آپ ہمارے درمیان زندہ تھے، آسمانی خبریں آپ کے پاس آتی تھیں اور ہمیں کتاب کی خبر دیتے اور معجزات دکھاتے تھے، اور جو ہم نے دیکھا اور سنا جو اس کو دیکھے اور سنے اس پر لازم ہے کہ اسے قبول کرے اور پیروی کرے۔ تم لوگوں نے اس چیز کا مشاہدہ نہیں کیا جس کا ہم نے مشاہدہ کیا اور جو عجائب اور دلیلیں ہم نے سنیں وہ تم نے نہیں سنیں، تو تم میں سے جو شخص اخلاص نیت کے ساتھ اس دین میں داخل ہو وہ ہم سے افضل ہے۔

جرجہ: واللہ آپ سچ کہہ رہے ہیں، دھوکا تو نہیں دے رہے ہیں؟

خالد: اللہ کی قسم میں نے تم سے سچ بات کہی ہے اور جو تم نے سوال کیا ہے اس پر اللہ گواہ ہے۔

یہ سن کر جرجہ نے اپنی ڈھال پلٹ دی اور خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گیا اور عرض کیا: مجھے اسلام سکھایئے؟ خالد رضی اللہ عنہ اسے لے کر اپنے خیمے میں آ گئے، اس کو غسل کرنے کا حکم دیا اور اسے دو رکعت نماز پڑھائی۔ جرجہ کے خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو جانے کے ساتھ ہی رومیوں نے زوردار حملہ کیا جس سے مسلمان اپنی جگہوں سے ہٹ گئے، صرف دفاعی دستہ اپنی جگہ ڈٹا رہا، جس پر عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہما متعین تھے۔ ❶

رومیوں کے میسرہ کا مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ:

اسلامی فوج پر حملہ کرنے کے لیے رومی رات کی تاریکی کی طرح آگے بڑھے اور ان کے میسرہ نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا، جس سے اسلامی فوج کا قلب میمنہ کی طرف سے غیر محفوظ ہو گیا۔ رومی، اسلامی فوج کی صفوں میں خلل پیدا کرنے اور ساقہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ منظر دیکھ کر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو آواز دی: اے اللہ کے مسلم بندو! یہ لوگ تم پر غالب آنے کے لیے ٹوٹ پڑے ہیں، اللہ کی قسم انہیں صبر و استقامت ہی دھکیل دے سکتی ہے۔ پھر آپ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے اور فرمایا: جو میرے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنا چاہے وہ لے لے اور خود پیادہ فوج کے ساتھ شامل ہو کر قتال میں مصروف گئے۔ ❷

ازد، مذحج، حضرموت اور خولان کے قبائل نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دشمن کو روکنے میں کامیاب ہوئے پھر پہاڑوں کے مانند رومیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور مسلمان میمنہ سے قلب کی طرف چلے گئے اور ایک گروہ الگ ہو کر معسکر کی طرف چلا گیا اور مسلمانوں کا بہت بڑا گروہ ثابت قدم رہا اور وہ اپنے اپنے پرچم تلے جنگ کرتے رہے اور زبید کے لوگ منتشر ہو گئے پھر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی اور پلٹ کر رومیوں پر زوردار حملہ کیا اور انہیں پیش قدمی سے روک دیا اور جو مسلمان منتشر ہو گئے تھے ان کے تعاقب سے انہیں باز رکھا اور جو لوگ

❶ البداية والنهاية: ٧/ ١٣ . ❷ العمليات التعرضية والدفاعية: ١٦٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہے تھے ان کا استقبال خواتین اسلام نے ڈنڈوں اور پتھروں سے کیا، یہاں تک کہ ان لوگوں نے پھر اپنی پوزیشن دوبارہ سنبھال لی۔ ❶

عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے مختلف معرکوں میں قتال کیا ہے تو آج تم سے راہ فرار اختیار کروں گا؟ پھر اعلان فرمایا: کون موت کی بیعت کرتا ہے؟ آپ کے چچا حارث بن ہشام اور ضرار بن ازور رضی اللہ عنہما نے چار سو مسلم سرداروں اور شہسواروں کے ساتھ بیعت کی اور خالد رضی اللہ عنہ کے خیمے کے سامنے جنگ کی حتیٰ کہ سب زخمی ہو گئے اور ان میں بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔ انھی میں سے ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ❷

واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ زخم کھا کر گر پڑے تو انہوں نے پانی طلب کیا، ان کے لیے پینے کا پانی حاضر کیا گیا، جب ان میں سے ایک کے سامنے پانی پیش کیا گیا تو دوسرے نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا: یہ پانی اس کو دے دو۔ جب دوسرے کے سامنے پانی پیش کیا گیا تو تیسرے نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی، اس نے کہا: پانی اس کو دے دو۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو پانی دینے کو کہا، یہاں تک کہ سب وفات پا گئے اور پانی کوئی نہ پی سکا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

کہتے ہیں کہ اس روز مسلمانوں میں سب سے پہلے شہید ہونے والا شخص ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے اپنی پوری تیاری کر لی ہے، کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کوئی کام ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں میری طرف سے انہیں سلام کہنا اور آپ ﷺ سے کہنا: اے اللہ کے رسول! ہمارے رب نے ہم سے جو وعدے کیے تھے ہم نے انہیں برحق پایا ہے۔ اس کے بعد وہ جنگ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور جام شہادت نوش کر لیا۔ تمام لوگ اپنے پرچم تلے ثابت قدم رہے اور رومی چکی کی طرح چکر لگانے لگے اور یرموک کے روز میدان کارزار میں گرے ہوئے سر، عمدہ کلائیاں اور اڑتی ہوئی ہتھیلیاں ہی نظر آ رہی تھیں۔ ❸

رومیوں کے میمنہ کا مسلمانوں کے میسرہ پر حملہ:

رومیوں کے میمنہ نے مسلمانوں کے میسرہ پر قناطر کی قیادت میں زور دار حملہ کیا۔ مسلمانوں کے میسرہ پر کنانہ، قیس، خثعم، جذام، قضاعہ، عاملہ اور غسان کے قبائل تھے۔ ان لوگوں کو اپنے مقام سے ہٹنا پڑا، جس کی وجہ سے میسرہ کی جانب سے قلب خطرہ میں آ گیا اور رومی شکست خوردہ مسلمانوں پر چڑھ دوڑے اور ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ مسلمان معسکر میں داخل ہو گئے۔ مسلم خواتین نے پتھروں اور خیمے کے ڈنڈوں سے ان کا استقبال کیا، ان کو مارتیں اور کہتیں: اسلام اور ماؤں اور بیویوں کی عزت کا پاس کہاں گیا؟ تم ہمیں کفار کے لیے چھوڑ کر کدھر

❶ فوج الشام للازدی: ۲۲۲، البداية والنهاية: ۷/ ۱۹۔ ❷ ترتیب وتهذيب البداية والنهاية: ۱۷۰۔

❸ البداية والنهاية: ۷/ ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ رہے ہو؟ جب خواتین نے انہیں اس طرح ڈانٹا تو انہیں شرم آئی اور پھر قتال کے لیے ٹوٹ پڑے، رومیوں میں سے بہت سے لوگ قتل کیے گئے۔ اس مرحلے میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ رومی میسرہ نے دوبارہ اسلامی میمنہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر پر زوردار حملہ کیا تاکہ صفوں کو چیرتے ہوئے گھیراؤ کر لیں۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن رومی معسکر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلم خواتین ٹیلے سے اتر آئیں اور واپس آنے والے مردوں کو مارنے لگیں۔ عمرو رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: اللہ اس کا برا کرے جو اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھاگتا ہے اور اللہ اس کا برا کرے جو اپنی بیٹی کو چھوڑ کر بھاگتا ہے۔ دیگر خواتین کہنے لگیں: اگر تم ہماری حفاظت نہیں کر سکتے تو تم ہمارے شوہر نہیں۔ اس سے مسلمانوں کو دوبارہ عزم وحوصلہ ملا اور دوبارہ قتال میں لگ گئے اور مسلمانوں نے نئے سرے سے رومیوں پر ایسا حملہ کیا کہ انہیں مقبوضہ علاقے کو چھوڑنا پڑا۔ [1]

دشمن کو بھاگنے کا موقع فراہم کرنا اور رومی پیادہ فوج کا صفایا:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے شہسوار ساتھیوں کو لے کر رومیوں کے میسرہ پر حملہ کر دیا جس نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ آور ہو کر اسے قلب کی طرف پھیر دیا تھا خالد رضی اللہ عنہ کے اس حملے میں چھ ہزار رومی قتل ہوئے۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کچھ تم دیکھ چکے ہو اس کے سوا ان کے پاس اب کوئی صبر وطاقت باقی نہیں رہی، مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں کو تمہارے قبضے میں دے گا۔ پھر آپ نے انہیں روکا اور سو شہسواروں کو لے کر ایک لاکھ پر حملہ کر دیا، وہ سب تتر بتر ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک ساتھ ان پر حملہ کیا وہ بکھر گئے اور مسلمان ان کا برابر تعاقب کرتے رہے۔ [2] اسلامی فوج کے میمنہ نے رومیوں کے سامنے تمام راستے بند کر دیے اور انہیں وادی یرموک اور دریائے زرقاء کے درمیان محصور کر دیا۔ معرکہ جاری رہا، گھمسان کی جنگ چلتی رہی، مسلمانوں نے خوب ایمانی جوہر دکھائے اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور رومی فوج کے شہسواروں کو پیادہ فوج سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر رومیوں پر حملہ کر دیا اور ان پر چڑھ دوڑے اور انہیں تھکا کر رکھ دیا۔ اس کی وجہ سے رومی شہسوار فرار کے لیے راہ تلاش کرنے لگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں بھاگنے کا موقع دو، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس طرح رومی شہسوار بھاگ کھڑے ہوئے اور پیادہ رومی فوج کو شہسواروں کی حمایت نہ مل سکی۔ اس طرح وہ خندقوں کی طرف زنجیروں میں باندھ کر لائے گئے اور ان کی مثال گری ہوئی دیوار کی طرح ہو گئی۔ مسلمان رات کی تاریکی میں ان کی خندق کی طرف بڑھے وہ سب کے سب وادی میں گرنے لگے، ان میں سے ایک شخص جب قتل ہوتا تو اس کے ساتھ جتنے

[1] العمليات التعرضية والدفاعية: ١٧٤ .

[2] ترتيب وتهذيب البداية والنهاية: ١٧١ ، فتوح البلدان للبلاذري: ١٧١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد زنجیر میں بندھے ہوتے سب گر پڑتے، اس مرحلے پر مسلمانوں نے ان کے بہت سے افراد کو قتل کیا، جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے کچھ فحل اور کچھ دمشق کی طرف بھاگ گئے۔ ❶

ان کے مقابلہ میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ڈٹ گئے اور خوب زور دار قتال کیا، ان کے والد ان کے پاس سے گذرے، فرمایا: میرے لخت جگر! اللہ کا تقویٰ اور صبر لازم پکڑو۔ آج اس وادی میں جو مسلمان بھی ہے اس پر لازم ہے کہ وہ قتال کرے۔ تو تم اور تم جیسے لوگ جو مسلمانوں کے امیر ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ لازم ہے۔ میرے لخت جگر! اللہ سے ڈرو اور تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی دوسرا تم سے بڑھ کر جنگ میں اجر وصبر کی رغبت رکھنے والا اور اعدائے اسلام کے خلاف جری نہ ہو۔ یزید رضی اللہ عنہ نے کہا: ان شاء اللہ ایسا ہی کروں گا، پھر ڈٹ کر زور دار قتال کیا۔ اس وقت یزید رضی اللہ عنہ قلب کی طرف تھے۔ ❷

سعید بن مسیب رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یرموک کے دن خاموشی طاری ہوئی تو ہم نے ایک زور دار آواز سنی جو پورے معسکر میں سنی جا رہی تھی: اللہ کی مدد قریب آ جا، مسلمانو! ڈٹ جاؤ، ڈٹ جاؤ۔ ہم نے دیکھا تو وہ آواز دینے والے ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے جو اپنے بیٹے یزید رضی اللہ عنہ کے پرچم تلے تھے۔ ❸

مسلمانوں نے مغرب وعشاء کی نماز مؤخر کی، یہاں تک کہ فتح مکمل ہوگئی۔ ❹ خالد رضی اللہ عنہ نے روم کے سپہ سالار اعظم ہرقل کے بھائی تذارق کے خیمے میں یہ رات گذاری۔ ❺ وہ بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا، شہسوار خالد رضی اللہ عنہ کے خیمے کے اردگرد چکر لگاتے رہے، جو رومی ادھر آتا اس کو قتل کرتے، صبح تک یہی کیفیت رہی۔ تذارق بھی قتل کیا گیا، اس دن اس کے تیس شامیانے اور تیس دیباج کے سائبان تھے اور مزید برآں قالین اور ریشمی پردے اور جوڑے تھے اور جب صبح ہوئی تو وہاں جو کچھ تھا مسلمانوں نے مال غنیمت میں حاصل کیا۔ ❻

اس معرکے میں مسلمانوں کے شہداء کی تعداد تین ہزار تھی، جن میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مسلم سربراہان اور زعماء شامل تھے۔ جام شہادت نوش کرنے والوں میں عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے بیٹے عمرو، سلمہ بن ہشام، عمرو بن سعید، ابان بن سعید وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔ ❼ اور رومی مقتولین کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ ان میں اسّی (۸۰) ہزار زنجیروں میں قید اور چالیس ہزار بغیر زنجیروں کے سب کے سب اس وادی میں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ❽

---

❶ العملیات التعرضیة والدفاعیة: ۱۷۵ .
❷ فتوح البلدان للازدی: ۲۲۸ .
❸ ترتیب وتهذیب البدایة والنهایة: ۱۷۳ .
❹ ترتیب وتهذیب البدایة والنهایة: ۱۷۳ .
❺ ترتیب وتهذیب البدایة والنهایة: ۱۷۳ .
❻ ترتیب وتهذیب البدایة والنهایة: ۱۷۳ .
❼ العملیات التعرضیة والدفاعیة: ۱۷۹ .
❽ العملیات التعرضیة والدفاعیة: ۱۷۹ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عظیم فتح سے مسلمان بے حد خوش ہوئے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر نے اس خوشی میں بدمزگی پیدا کر دی۔ مسلمان غم سے نڈھال ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عوض عمر فاروق رضی اللہ عنہ عطا کیا۔ ❶

رومیوں کے ساتھ یرموک میں جنگ کے دوران ہی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر خالد رضی اللہ عنہ کو پہنچ چکی تھی۔ لیکن آپ نے اس خبر کو مسلمانوں سے چھپائے رکھا تاکہ اس کی وجہ سے انہیں کمزوری نہ لاحق ہو اور جب فتح مکمل ہو گئی تو آپ نے ان کے سامنے حقیقت کا انکشاف فرمایا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام میں سپہ سالار اعظم مقرر فرمایا، خالد رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی اس قرارداد کو خوش دلی کے ساتھ قبول فرمایا۔ ❷ خلیفہ رسول کی وفات پر مسلمانوں سے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وفات دی۔ وہ میرے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب تھے اور تمام تعریف وشکر اللہ کے لیے ہے جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا حالانکہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں مجھے ناپسند تھے اور اس نے ان کی محبت مجھ پر لازم کر دی۔ ❸

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فوج کی قیادت سنبھالی۔ معرکہ یرموک سے متعلق جو اشعار کہے گئے، ان میں سے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ہے:

أَلَـم تَـرنـا علـى اليـرموك فُـزْنـا
كـمـا فُـزْنـا بـأيّـام العِـرَاق

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے یرموک پر ایسے ہی فتح پائی ہے جیسے عراقی جنگوں میں پائی ہے۔''

وعـذراءَ الـمَـدائـنِ قـد فَتَـحْـنَـا
ومـرج الـصـفـر بـالـجـراد العِتَاق

''اور اصیل گھوڑوں پر سوار ہو کر مدائن اور مرج الصفر کے آزاد علاقوں کو فتح کیا ہے۔''

فَتَـحْـنَـا قَبْلَهَـا بُصْرىٰ وَكـانَـتْ
مـحـرَّمَةَ الـجـنَـاب لذى النُّعَـاق

''اور اس سے قبل ہم نے بصریٰ کو فتح کیا جو کائیں کرنے والوں کے نزدیک ایسا شہر تھا جس کے صحن میں قدم رکھنا ممنوع تھا۔''

قَتَـلْـنَـا مـن أَقَـامَ لَـنَـا وَفِـيْـنَـا
نـهَـابُهُـم بـأسيـافٍ رِقَـاقِ

❶ البداية والنهاية: ٧/ ١٤.
❷ البداية والنهاية: ٧/ ١٦.
❸ البداية والنهاية: ٧/ ١٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جس نے ہمارا مقابلہ کیا، ہم نے اسے قتل کر دیا، اور ہم نے باریک دھار والی تلواروں کے ساتھ ان سے غنیمت حاصل کی۔''

قَتَلْنَا الروم حَتّٰى مَا تَسَاوٰى

عَلَى الْيَرْمُوْكِ مَعْرُوق الوِرَاقِ

''اور ہم نے رومیوں کو قتل کیا حتیٰ کہ وہ یرموک میں دبلے اور لاغر شخص کی برابری بھی نہ کر سکے۔''

فَضَضْنَا جَمْعَهُمْ لما اسْتَجَالُوْا

على الواقوص بالْبَتْرِ الرِّقَاق

''اور ہم نے شمشیر ہائے بُرّاں سے واقوصہ میں ان کی فوج کو پراگندہ کر دیا۔''

غَدَاةَ تَهَافَتُوا فيها فَصَاروا

إلى أمرٍ يُعَضِّل بالذَّوَاق ❶

''اس صبح کو جب کہ انہوں نے وہاں بھیڑ کر دی اور وہ ایسی چیز کی طرف چلے گئے جس کا چکھنا مشکل ہوتا ہے (یعنی موت)۔''

اس شکست سے ہرقل بہت افسردہ ہوا اور جب بچی کھچی اس کی فوجیں انطاکیہ پہنچیں تو اس نے کہا:

''تم برباد ہو، مجھے بتاؤ تم سے جو قتال کر رہے تھے کیا وہ تمہاری طرح انسان نہ تھے؟''

انہوں نے جواب دیا: ضرور، کیوں نہیں۔

ہرقل نے کہا: تم زیادہ تھے یا وہ؟

انہوں نے کہا: ہر مقام پر ہم ان سے کئی گنا زیادہ تھے۔

ہرقل نے کہا: پھر تم کیوں شکست کھاتے رہے؟

رومیوں کے عظیم لوگوں میں سے ایک بوڑھے نے کہا: اس وجہ سے کہ وہ رات کو قیام کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں اور عہد کو پورا کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، آپس میں انصاف کرتے ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ ہم شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، عہد شکنی کرتے ہیں، ظلم کرتے ہیں، ناپسندیدہ امور کا حکم دیتے ہیں اور جن باتوں سے اللہ راضی ہوتا ہے اس سے روکتے ہیں، زمین میں فساد کرتے ہیں۔

ہرقل بولا: تو نے مجھ سے سچ بات کہی۔ ❷

❶ البداية والنهاية: ۷/ ۱۵.

❷ البداية والنهاية: ۷/ ۱۵-۱٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

اہم دروس وعبر اور فوائد

خلافت صدیقی میں خارجی سیاست کے نقوش:

خلافت صدیقی نے اسلامی حکومت کے لیے خارجی سیاست کے اہداف متعین کیے۔

دوسری قوموں کے دلوں میں اسلامی حکومت کی ہیبت بٹھانا:

سیاست صدیقی نے اس ہدف کو متعدد طریقوں سے حاصل کیا:

ارتداد کی جنگ میں انتصار و کامیابی:...... حروب ارتداد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید سے امت اسلامیہ کو جو کامیابی حاصل ہوئی اس سے ایک طرف فتنہ ارتداد دفن ہوا اور دوسری طرف اسلامی حکومت کو قوت وثبات اور استحکام ملا۔ جب اس انتصار و کامیابی کی خبریں پڑوسی ممالک کو پہنچیں، خاص کر وہ جو اسلامی سلطنت کی خبروں پر کان لگائے ہوئے تھے، تو انہوں نے اسے اپنے لیے خطرہ محسوس کیا۔ روم وفارس کو اس وقت معاملات وحوادث کی معرفت پر قدرت حاصل تھی جب مرتدین کی تباہی اور لوگوں کی ثابت قدمی کی خبریں ان کو ملیں تو ان دونوں سپر طاقتوں نے محسوس کر لیا کہ اس نئی امت کی عمارت کو سازشوں کے ذریعے سے ڈھایا نہیں جا سکتا ہے۔ یہ مشکلات اور آزمائشیں ان کے لیے معمولی ہیں۔ اسلامی سلطنت کی ہیبت کو ان کے دلوں میں بٹھانے میں ان فتوحات اور کامیابیوں کا اہم کردار رہا۔

لشکر اسامہ:...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو لشکر اسامہ کو اس کی مہم پر روانہ فرمایا، اس نے اسلامی سلطنت کی ہیبت کو لوگوں کے دلوں میں بٹھانے میں گہرا اثر چھوڑا۔ رومی اس لشکر سے متعلق آپس میں سوال شروع کرنے لگے جس نے ان سے جنگ کی اور پھر فتح ونصرت کے ساتھ اپنے دارالخلافہ واپس ہو گئے۔ ان کے دل ہیبت وخوف سے پر ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہرقل نے دسیوں ہزار فوجی سرحد پر تعینات کر دی۔ یہ خبریں کسریٰ کو پہنچیں جس کی وجہ سے ان ممالک کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی۔ ❶

جہاد کو جاری رکھنا، جس کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلامی دعوت کے تحفظ اور لوگوں تک اس کو پہنچانے کے لیے جہاد کو جاری رکھا، فوجیں تیار کیں اور دعوت دین کی نشر واشاعت اور اس طاغوتی نظام کا تختہ الٹنے کے لیے (جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

❶ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۲۵۹۔۲۶۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت کو ٹھکرایا تھا اور اپنی قوموں سے نور حق کو روکنے کا عزم کر رکھا تھا) لوگوں کو تیار کیا۔ لوگ آپ کی اس محبوب دعوت پر لبیک کہتے ہوئے قائدین جہاد، خالد، ابوعبیدہ، یزید، عمرو اور شرحبیل وغیرہم رضی اللہ عنہم کے پرچم تلے آ گئے، جنہیں تجربہ کار، ماہر اور عجیب وغریب جنگی صلاحیت کے مالک خلیفہ نے منتخب فرمایا تھا۔ ان ظروف وحالات نے ان صلاحیتوں کو جلا بخشی جو امت کو مطلوب تھیں اور اس طرف توجہ کی متقاضی تھیں۔ آپ نے قائدین کو منتخب فرمایا اور انہیں اس سلسلہ میں تعلیمات اور رہنمائی بہم پہنچائی۔ انہوں نے شام وعراق کو انتہائی قلیل مدت میں اور انتہائی کم خرچ میں فتح کر لیا۔ ❷

مفتوحہ قوموں کے ساتھ عدل وانصاف اور نرمی کا برتاؤ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خارجہ پالیسی مفتوحہ ممالک میں عدل وانصاف کا پرچم لہرانے اور لوگوں کے درمیان امن و استقرار اور طمانیت پھیلانے پر قائم تھی تاکہ لوگ حق و باطل کی حکومت کے مابین فرق کو محسوس کر سکیں اور تاکہ یہ محسوس اور گمان نہ کریں کہ ایک ظالم کے جانے کے بعد ظلم وجبروت میں اس سے بڑھ کر یا اس جیسا دوسرا ظالم آن پہنچا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے قائدین کو لوگوں کے ساتھ عدل ورحمت اور احسان کا برتاؤ کرنے کی وصیت فرمائی۔ مغلوب رأفت ورحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ ایسی چیزوں سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی جنگی حمیت کو برانگیختہ کرنے کا سبب بن سکتی ہوں۔ مسلم فاتحین نے انسان اور انسانی وسائل دونوں کی حفاظت کی۔ مفتوحہ قوموں نے بلند ذوق اور سچی انسانیت میں نئی مخلوق کا مشاہدہ کیا، میزان شریعت مغلوبہ قوموں میں عدل وانصاف کے ساتھ قائم ہوا، نور اسلام پھیلا، لوگوں کے دل اس کے لیے تیار ہوئے اور قوموں نے اس دین کو قبول کرنے اور اس کے پرچم تلے شامل ہونے میں سبقت کی۔ روم وفارس کی عجمی فوجوں کی حالت یہ تھی کہ جب وہ کسی سرزمین پر قدم رکھتے تو اس کو پراگندہ کر ڈالتے، رعب وخوف پھیلاتے اور عزتیں لوٹتے، جس کی تباہی و بربادی کا لوگ تجربہ کر چکے تھے اور ان کی خوفناک داستانیں نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی آ رہی تھیں۔ جب اسلام آیا اور اسلامی فوجیں ان ممالک میں داخل ہوئیں تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ ان کے سروں پر عدل وانصاف کی چادر پھیلا رہے ہیں اور ظلم وطغیان نے جس انسانیت کو ان سے چھین لیا تھا اس کو واپس لا رہے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سیاست وپالیسی کے انتہائی حریص رہے، جہاں ذرا بھی کوتاہی اور کجی دیکھی فوراً اس کی اصلاح کی۔ بیہقی کی روایت ہے کہ روم و فارس جب اپنے کسی دشمن پر غالب آتے تو ہر چیز کو حلال سمجھتے اور انسانوں کے سر اپنے بادشاہوں کی خدمت میں فتح کی بشارت اور اعلان فخر کے طور پر پیش کرتے۔ رومیوں کے ساتھ برسر پیکار مسلم قائدین نے بہتر سمجھا کہ ان کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ کیا جائے جیسا یہ کرتے آئے ہیں۔ لہٰذا عمرو بن عاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے شام کے ایک بطریق (جرنیل) بنان کا سر عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے

❶ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۵۹۔۲۶۰۔ ❷ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ بھیجا، جب عقبہ رضی اللہ عنہ یہ سر لے کر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس پر نکیر کی۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! یہ لوگ اپنے دشمن کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ فرمایا: کیا روم وفارس کی تقلید کی جائے گی؟ آج کے بعد میرے پاس کسی کا سر نہ پیش کیا جائے، صرف خط اور خبر کافی ہے۔ ❶

مفتوحہ قوموں پر زور وزبردستی سے اجتناب:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خارجہ پالیسی کے نقوش میں سے مفتوحہ قوموں پر زور وزبردستی سے اجتناب کرنا ہے۔ کسی کو زور زبردستی دین اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا۔ آپ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل پیرا تھے:

﴿أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾﴾ (یونس: ۹۹)

''تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہو جائیں۔''

فتوحات سے مسلمانوں کا مقصود طاغوتی قوتوں کو ختم کر کے اقوام عالم کے سامنے دروازے کھولنا تھا تاکہ وہ نور اسلام کو دیکھ سکیں اور جب ظلم وطغیان کا خاتمہ ہو جائے تو پھر انہیں آزاد چھوڑ دیا جائے گا، انہیں کسی بات پر مجبور نہ کیا جائے گا، بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے عہد وپیمان کو پورا کرتے ہوں، جو مندرجہ ذیل نکات وقیود پر مشتمل ہوتا ہے:

الف: وہ مسلمانوں کی ماتحتی میں رہتے ہوئے جزیہ ادا کریں۔

ب: کلیدی اور حساس عہدے ان کو نہ دیے جائیں گے، جیسے فوج وغیرہ۔

ج: شعائر، عبادات، شریعت میں اسلام کے معادی ادارے نہیں قائم کریں گے۔

د: سابقہ دین کی جگہ اسلام ہی قابل قبول ہوگا۔

اور اسلامی سلطنت عملی اور نظری طور پر اسلام کی تفسیر وتشریح ان کے سامنے پیش کرے گی تاکہ وہ اس دین سے مطمئن ہو کر برضا ورغبت اس میں داخل ہوں کیونکہ زور وزبردستی عقائد ذہنوں میں نہیں اتارے جا سکتے اور اس پر ثبات حاصل نہیں ہو سکتا۔ ❷

صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں جنگی منصوبہ بندی کے نقوش:

عہد صدیقی میں اسلامی فتوحات کا مطالعہ کرنے والا، جو جنگی منصوبہ آپ نے اختیار کیا، اس کے بنیادی خدوخال اخذ کر سکتا ہے اور یہ معلوم کر سکتا ہے کہ اسباب کو اختیار کرنے میں اس عظیم خلیفہ کا تعامل کیسا رہا اور پھر یہی محکم منصوبہ بندی مسلمانوں کے لیے اللہ کی جانب سے فتح وتمکین کا بنیادی سبب کیسے ثابت ہوا؟ وہ خدوخال یہ ہیں:

جب تک دشمن مسلمانوں کے تابع نہ ہو جائے اس کے ملک میں اندر گھسنے سے پرہیز کیا جائے:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات کے انتہائی حریص تھے کہ دشمن کے ملک میں جب تک وہ فرماں برداری قبول نہ کر لے

❶ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱۲۳۔ ❷ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر نہ گھسا جائے۔ عراق و شام کی فتوحات میں یہ چیز بالکل نمایاں ہے۔ عراق پر چڑھائی کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد و عیاض رضی اللہ عنہما کو حکم بھیجا کہ وہ عراق پر حملہ جنوب اور شمال سے کریں۔ خط میں تحریر فرمایا:

''تم دونوں میں سے جو حیرہ پہلے پہنچ جائے وہ حیرہ کا امیر ہوگا اور ان شاء اللہ جب تم دونوں حیرہ میں جمع ہو جاؤ اور عرب و فارس کے درمیان جنگی قوتوں کو توڑنے میں کامیاب ہو جاؤ اور مسلمانوں کے پیچھے سے خطرہ باقی نہ رہے تو تم میں سے ایک حیرہ میں ٹھہر جائے اور دوسرا دشمن پر حملہ آور ہو کر ان کے قبضے میں جو ہے اس کو چھینے، اور اللہ کی مدد طلب کرو اور اس کا تقویٰ لازم پکڑو، دنیا پر آخرت کو ترجیح دو، دونوں تمہیں حاصل ہوں گی۔ دنیا کو ترجیح نہ دینا، ورنہ دونوں ہی ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ معصیت کو ترک کر کے اور توبہ کے ذریعے سے ان امور سے بچو جن سے اللہ نے ڈرایا ہے۔ خبردار! گناہوں پر اصرار اور توبہ میں تاخیر نہ کرنا۔'' [1]

یہ عظیم خط ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بلند فکر اور دقیق منصوبے پر دلالت کرتا ہے اور قبل ازیں توفیق الٰہی پر دال ہے۔ چنانچہ آپ کی جنگی منصوبہ بندی میں مہارت کی شہادت اس وقت کے سب سے بڑے جنگی ماہر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دی۔ چنانچہ جب وہ شمالی عراق میں عیاض رضی اللہ عنہ کے فرائض کی تکمیل کے لیے اٹھے اور کربلا میں نزول فرمایا اور مسلمانوں نے آپ سے مکھیوں کی اذیت کی شکایت کی، تو آپ نے عبداللہ بن وثیمہ سے فرمایا: صبر سے کام لو، میں اس وقت یہ چاہتا ہوں کہ ان فوجی مقامات کو خالی کرا لوں جن کا عیاض کو حکم دیا گیا ہے اور وہاں عربوں کو آباد کر دوں، اس طرح مسلمانوں کو پیچھے کے خطرات سے محفوظ کر لیں گے اور پھر عربوں کی کمک بغیر کسی خطرے کے ہم تک پہنچے گی اور خلیفہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ کی رائے پوری امت کی حمایت کے برابر ہے۔ [2]

اسی منصوبے پر عراق میں مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے عمل کیا چنانچہ اس نادرۂ روزگار کا بیان ہے: اہل فارس سے ان کی سرحدوں پر قتال کرو جو سرزمین عرب سے قریب ترین ہوں، ان کے ملک کے اندر نہ گھسنا اگر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا کیا تو ان کے پیچھے کا قبضہ برقرار رہے گا اور اگر اس کے برعکس ہوا تو بحفاظت اپنے لوگوں کی طرف واپس ہو جائیں گے اور انہیں اپنا راستہ معلوم ہوگا اور اپنی سرزمین پر جرأت کے ساتھ رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ دوبارہ انہیں غلبہ عطا فرمائے۔ [3]

اور شام کی فتوحات میں مسلمانوں کے پیچھے ان کی حمایت کے لیے صحرا کافی تھا لیکن اس کے باوجود مسلمان آگے بڑھنے سے قبل اس بات کا مکمل اطمینان حاصل کرتے تھے کہ دشمن پیچھے سے اچانک حملہ آور ہونے سے ناامید ہو چکا ہے اور پھر دائیں بائیں جو جو شہر اور علاقے ان کے قبضے میں آ ئے ہیں مکمل طور پر ان پر قابض ہو

---

[1] تاریخ الطبری: ٤/ ١٨٨ ـ ١٨٩ .
[2] تاریخ الطبری: ٤/ ١٨٩ .
[3] الاصابة: ٥/ ٥٦٨ ، ٧٧٣٦ ، تاریخ الدعوة الی الاسلام: ٣٣١ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں اور مقاتلین کے سامنے ہر راہ بند کردیں۔ اس بنیادی اصول کی مکمل طریقے سے پابندی کی جاتی تھی اور وہ اس پرسختی سے کاربند تھے۔ ❶

تیاری اور فوجوں کو جمع کرنا:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت سنبھالی تو جنگی تیاری کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہوئے تیاری اور فوجوں کو جمع کرنے کا اصول اختیار کیا۔ چنانچہ فتنہ ارتداد کا قلع قمع کرنے کے لیے مسلمانوں میں اعلان جنگ کیا اور اس کے بعد عراق وشام کی فتوحات کے لیے ان سے نکلنے کا مطالبہ کیا اور اس سلسلہ میں اہل یمن کو اپنا معروف خط روانہ کیا۔ ❷

فوجوں کی امدادی کارروائی کو منظم کرنا:

مشرقی محاذِ جنگ کے معرکوں میں جب تیزی آئی تو محاذ کے قائد خالد ومثنیٰ رضی اللہ عنہما نے نفری امداد کی ضرورت محسوس کی کیونکہ جو قوت اس وقت تھی وہ معرکے کے تقاضوں اور واجبات کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھی چنانچہ ان دونوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور آپ سے امداد طلب کی تو آپ نے ان سے کہا: جن لوگوں نے مرتدین سے قتال کیا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام پر باقی رہے، ان سب سے قتال کے لیے نکلنے کا مطالبہ کرو اور جو ارتداد کا شکار ہو چکے ہیں ان کو اپنے ساتھ نہ لینا جب تک کہ اس سلسلہ میں میرا فیصلہ نہ آجائے۔ ❸

جنگ کے مقاصد واہداف کی تحدید:

اسلامی فتوحات میں جنگی منصوبے میں اس نکتے کو اہمیت دی گئی تاکہ تمام لوگ ان جنگی کارروائیوں میں اس کے حصول کی سعی کریں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں اپنا منصوبہ اس اساس پر رکھا کہ فردِ مجاہد کو یہ معلوم ہو کہ ان فتوحات سے مسلمانوں کا مقصود طاغوتی نظام کو ختم کر کے لوگوں تک اسلام کی دعوت کو پہنچانا ہے کیونکہ اس نظام نے اپنی قوموں کو اس خیر عمیم سے روک رکھا تھا۔ اس لیے مسلم قائدین معرکہ سے قبل دشمن کو تین چیزوں کا اختیار دیتے تھے: اسلام، جزیہ یا جنگ۔ ❹

محاذ جنگ کو فوقیت دینا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف پہلی جنگی کارروائی کی قیادت خود فرمائی اور اس کے لیے فوج کو منظم کیا اور دیگر محاذوں کو نظر انداز نہ کیا بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو شام اور مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عراق روانہ کیا اور خلافت کے پہلے سال میں ارتداد کا قلع قمع کرنے کے لیے مسلمانوں کی کوششیں مرکوز کردیں اور جزیرۂ عرب اسلامی وحدت کے تحت واپس آگیا، تو اب قوی ومحفوظ مرکز قیادت سے مسلمانوں کے لیے ممکن ہوا کہ وہ شام وعراق کی فتوحات کی

---

❶ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۳۳۱.
❷ تاریخ الدعوة الی الاسلام: ۳۳۲.
❸ تاریخ الطبری: ۴/ ۱۶۳.
❸ تاریخ الدعوة الی الا سلام: ۳۳۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف متوجہ ہوں چنانچہ آپ نے شامی اور عراقی محاذوں پر کارروائی تیز تر کر دی اور جب شامی محاذ کو مدد کی ضرورت پیش آئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجوم کے محور کو شام کی طرف منتقل کرتے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کیا۔ مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عراق کے محاذ پر باقی رکھا۔

میدان معرکہ سے برطرفی:

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روم وفارس سے جنگ کے لیے فوجوں کو بھیجنا شروع کیا، خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو تبوک روانہ کیا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے پشت پناہ بن کر رہیں گے لیکن جب وہ یہ ذمہ داری ادا کرنے میں ناکام رہے تو انہیں یہاں سے معزول کر کے تیماء بھیج دیا اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔ ❶

جنگی اسلوب میں ترقی:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رومی افواج کی پیش قدمی اور اہل دمشق کے ان کے ساتھ مل جانے کی خبر ملی تو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط ارسال فرمایا:

> ''اپنے شہسواروں کو بستیوں اور دیہاتوں میں پھیلا دو، غلہ اور سامان پہنچنے کے راستے تنگ کر دو، شہروں کا محاصرہ نہ کرنا، جب تک کہ میرا حکم نہ آ جائے۔'' ❷

اور جب ان تک کافی فوج پہنچا دی تو ان کو لکھا:

> ''وہ تمہارے خلاف اٹھیں تو تم بھی ان کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہو۔ انہیں جو امداد پہنچے گی میں تمہیں اس کے مثل امداد بھیجتا رہوں گا۔'' ❸

قائدین کے ساتھ روابط کے وسائل کا تحفظ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور معرکے کے قائدین کے مابین روابط کے وسائل انتہائی منظم تھے۔ قائدین کے خطوط خلیفہ کو پورے امان وتحفظ کے ساتھ پہنچتے تھے اور خلیفہ کا جواب پوری راز داری اور ترقی یافتہ سرعت کے ساتھ قائدین کو پہنچتا۔ دشمن کی مجال نہ تھی کہ وہ اچانک مسلمانوں کے ساتھ کوئی کارروائی کر سکے، جس کی انہیں توقع نہ ہو۔ اسی طرح جنگی پلاننگ مسلمانوں کے یہاں انتہائی محکم ومنظم تھی، جو اللہ کے فضل وکرم سے اعدائے اسلام کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کے بنیادی اسباب وعوامل میں سے تھا۔ ❹

خلیفہ کی ذکاوت وزود فہمی:

اسلامی فتوحات کے آغاز میں اسلامی جنگی منصوبہ بندی کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ مسلمانوں کے پاس

---

❶ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۳۳۲۔
❷ العملیات التعرضیة والدفاعیة عند المسلمین: ۱۴۸۔
❸ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۳۳۴۔
❹ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۳۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا زیرک، سریع الفہم، ذکی، دانا، صاحب فراست اور مدبر موجود تھا۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طول صحبت سے عسکری منصوبہ بندی کے وسیع فہم میں بڑی مدد ملی تھی۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات کے سائے میں تربیت پائی تھی، جس سے آپ کو مختلف علوم اور انواع واقسام کی مہارت اور تجربے حاصل ہوئے چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کو انتہائی خوش اسلوبی سے سنبھالا، اسلامی افواج کو قیمتی نصیحتوں سے نوازا، مناسب اوقات میں امداد روانہ کی جن سے مجاہدین کو مدد ملی اور ان کی ہمت وعزیمت میں اضافہ ہوا۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیتوں کی روشنی میں اللہ، قائدین اور لشکر کے حقوق:

اللہ تعالیٰ کے حقوق: ...... قائدین اور لشکر کو دی گئی تعلیمات میں خلیفہ نے اللہ کے حقوق کو بیان کیا ہے۔ جیسے دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جانا، قتال میں اخلاص، امانت کی ادائیگی، اللہ کے دین کی نصرت میں ٹال مٹول اور کوتاہی نہ کرنا۔

دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جانا: ...... جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو عمان کی طرف روانہ کیا، ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کا تقویٰ لازم پکڑو اور جب دشمن سے ملاقات ہوتو ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ ❷

اسی طرح جب لشکر شام کی امداد کے لیے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو روانہ کیا تو ان سے فرمایا: جب تم دشمن سے ملو تو ڈٹ کر مقابلہ کرو اور یاد رکھو جو قدم بھی تم اٹھاؤ گے اور جو خرچ بھی تم کرو گے اور جو بھوک وپیاس تمہیں اللہ کے راستہ میں حاصل ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کے عوض تمہارے نامہ اعمال میں عمل صالح لکھے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔ ❸

قتال سے مقصود اللہ کے دین کی نصرت ہو:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کرنے کے سلسلے میں جو خط ارسال فرمایا اس خط سے یہ بات بالکل واضح ہے چنانچہ آپ نے انہیں کوشش کرنے اور نیت کو اللہ کے لیے خالص کرنے کا حکم دیا۔ خود پسندی، تکبر اور فخر وغرور سے منع فرمایا کیونکہ یہ خواہش نفس ہے جو عمل کو برباد کردیتی ہے اور انہیں اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنے عمل کے ذریعے سے اللہ پر احسان جتلائیں کیونکہ احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ توفیق اسی کے ہاتھوں میں ہے۔ ❹ یہ بعض تعلیمات تھیں جو اس خط میں آپ نے دی تھیں: ...... ''اے ابوسلیمان! اخلاص ونصیب مبارک ہو، اپنی ذمہ داری پوری کرو اللہ تمہارے لیے اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ خود پسندی تمہیں لاحق نہ ہو، ایسی

---

❶ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۳۳٤.

❷ عیون الاخیار: ۱/ ۱۸۸.

❸ فتوح الشام للازدی: ۳٤.

❹ تاریخ الدعوۃ الی الاسلام: ۲۹۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں تم کو نقصان اور رسوائی لاحق ہوگی۔ خبردار! تم اپنے کسی عمل کی وجہ سے احسان نہ جتلاؤ، حقیقت میں اللہ ہی احسان کرنے والا ہے اور وہی بدلہ دینے والا ہے۔'' ❶

امانت کی ادائیگی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امراء و فوج کو جو تعلیمات جاری کیں وہ اس سلسلہ میں بالکل واضح تھیں کہ وہ لوگ جو مال غنیمت حاصل کریں ان پر فرض ہے کہ وہ اس میں امانت داری کا ثبوت دیں۔ کوئی بھی اس میں ذرا بھی خیانت نہ کرے بلکہ پورے کا پورا جمع کریں اور پھر اس معرکے میں شریک تمام مجاہدین کے مابین تقسیم کیا جائے جنہوں نے ایک ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے۔ ❷ اور بطور مثال یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وہ وصیت بھی پیش کی جا سکتی ہے جو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو مال غنیمت میں خیانت سے منع کرتے ہوئے کی تھی۔ ❸

یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بعض تعلیمات قائدین اور لشکر پر حقوق اللہ سے متعلق ہیں۔

قائد کے حقوق:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر و رعایا پر قائدین و امراء کے حقوق بیان کیے۔ ان کی اطاعت کو لازم پکڑنا، ان کے حکم کی بجا آوری میں جلدی کرنا، مال غنیمت کی تقسیم وغیرہ میں ذرا بھی اختلاف نہ کرنا۔

اس کی اطاعت کا التزام:

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو خطاب خلافت میں سب سے پہلی چیز جس سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا وہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل پیرا ہوں گے اور آپ نے انہیں اطاعت کی طرف توجہ دلائی۔ فرمایا: جان لو، جو اعمال تم اللہ کے لیے بھیجتے وہ تمہاری اطاعت شعاری ہے۔ ❹

اور اپنے قائدین پر ایک دوسرے کی اطاعت کو لازم قرار دیا چنانچہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ کو لکھا: میں نے تمہاری طرف سرزمین عراق میں خالد بن ولید کو بھیجا کیا ہے، تم اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ ان کا استقبال کرو اور ان کا بھرپور ساتھ دو اور تعاون کرو، ان کے کسی حکم کو نہ ٹالنا اور اُن کی کسی رائے کی مخالفت نہ کرنا کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ٚ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ﴾ ❺ (الفتح: ۲۹)

---

❶ تاريخ الطبرى: ٤/ ٢٠٢.
❷ الإدارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ٤٦.
❸ تاريخ الخلفاء للسيوطى: ١٢١.
❹ تاريخ الطبرى: ٤/ ٤٤.
❺ فتوح الشام للازدى: ٦٠-٦١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا مندی کی جستجو میں ہیں۔ ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔''

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کی فتح پر روانہ ہونے والی فوجوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے سے تم پر انعام فرمایا اور جہاد کے ذریعہ تمہیں عزت بخشی اور اس دین کے ذریعہ تمام ادیان پر تمہیں فضیلت بخشی۔ لہٰذا اللہ کے بندو! شام میں رومیوں سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ میں تم پر امراء مقرر کروں گا اور پرچم متعین کروں گا لہٰذا تم اپنے رب کی اطاعت کرو اور اپنے امراء کی مخالفت مت کرو۔ تم اپنی نیتوں کو خالص کرو اور تمہارا کھانا پینا حلال ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔ ❶

ان لوگوں نے آپ کا جواب ان الفاظ میں دیا: آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم آپ کی رعایا ہیں۔ حکم دینا آپ کا حکم اور اطاعت کرنا ہمارا کام۔ ہم آپ کے حکم کے مطیع وفرمانبردار ہیں۔ آپ جدھر بھیجیں ہم ادھر کے لیے تیار ہیں۔ ❷

جس وقت صدیق رضی اللہ عنہ نے شامی فوج کی امارت خالد رضی اللہ عنہ کو سونپی تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ خالد رضی اللہ عنہ کی بات سنیں اور ان کی اطاعت کریں کیونکہ وہ زیرک اور جنگی امور کے ماہر ہیں اور جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شام پہنچے تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ہر پرچم کے حامل کو حکم دیں کہ وہ ان کی اطاعت کریں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس کو حکم دیا، وہ لوگوں میں گھوم گھوم کر نئے سالار اعظم خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا اعلان کرتے تھے۔ لوگوں نے ان کی سمع وطاعت کو اختیار کیا۔ ❸

اپنے آپ کو اس کی رائے کے تابع کر دیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِۦ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَٰنَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٣﴾﴾ (النساء: ٨٣)

''جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول اللہ (ﷺ) اور اپنے ذمہ داروں کے سپرد کر دیتے تو ان میں سے صلاحیت رکھنے والے یقیناً اس کی تہ تک پہنچ جاتے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو

❶ فتوح الشام للازدی: ٥۔ ❷ الفتوح لابن اعثم: ١/ ٨٢۔
❸ فتوح الشام للازدی: ١٨٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے رعایا کا اپنے امور و مسائل کو ذمہ دار کے سپرد کرنے کو حصول علم اور رائے کی درستی کا ذریعہ بتلایا ہے اور اگر ذمہ دار پر کوئی چیز مخفی رہ جائے جس کی صحت رعایا کے سامنے واضح ہو جائے تو وہ اس کو اس سے بیان کریں اور اس کو مشورہ دیں۔ اسی لیے مشورہ کا حکم دیا تاکہ صحیح بات کو اختیار کیا جا سکے۔ ❶

خلافت صدیقی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کے امراء وقائدین کو شام کی طرف روانہ فرمایا اور فوج کا معاملہ ان کے حوالے کیا اور ان سے فرمایا: اے ابوعبیدہ، معاذ، شرحبیل، یزید! تم اس دین کے محافظ ہو۔ میں نے اس لشکر کا معاملہ تمہارے حوالے کیا ہے تم اس سلسلہ میں کوشش کرو اور ثابت قدم رہو اور اپنے دشمن کے مقابلے میں ایک ہو جاؤ۔ ❷ پھر آپ نے قائدین کو لشکر کے حالات کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ اخلاص کا برتاؤ کرنے اور اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کا حکم فرمایا تاکہ ان کی آراء مختلف نہ ہوں۔ ❸ اور مزید فرمایا: جب تم شام پہنچ جاؤ اور دشمن کا سامنا ہو اور ان سے قتال پر تمہارا اتفاق ہو جائے تو تمہارے امیر ابوعبیدہ ہوں گے اور اگر ابوعبیدہ تم تک نہ پہنچ سکیں اور دشمن سے قتال ناگزیر ہو جائے تو تمہارے امیر یزید بن ابی سفیان ہوں گے۔ ❹

اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی قیادت ایک قائد کے حوالے کی اور اس کو اس کا ذمہ دار قرار دیا تاکہ آراء مختلف نہ ہوں اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس کی تاکید فرمائی، فرمایا: تم شام میں ہمارے امراء میں سے ہو لیکن اگر جنگ ہو تو تمہارے امیر ابوعبیدہ بن جراح ہوں گے۔ ❺

آپ کی یہی رائے فتح عراق کے قائدین کے متعلق بھی تھی چنانچہ مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں سرزمین عراق میں تمہارے پاس خالد بن ولید کو بھیج رہا ہوں .... جب تک وہ تمہارے ساتھ وہاں رہیں وہ امیر ہوں گے، اگر وہ وہاں سے چلے جائیں تو پھر تم امیر ہو۔ والسلام علیک! ❻

اس کی فرمانبرداری میں سبقت:

حروب ارتداد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کے سلسلے میں لکھا اور انہیں اس کے مقابلے میں جانے کا حکم فرمایا۔ خط ملتے ہی خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع فرمایا اور خلیفہ کا خط ان کو پڑھ کر سنایا اور ان کی رائے معلوم کی۔ لوگوں نے یک زبان ہو کر یہ کہا: رائے آپ کی رائے ہے ہم میں سے کوئی آپ کے احکام کی مخالفت نہیں کرے گا۔ ❼

❶ الاحکام السلطانیة للماوردی: ٤٨ .
❷ فتوح الشام للازدی: ٧ .
❸ الفتوح ابن اعثم: ١/ ٨٤ .
❹ فتوح الشام للازدی: ٧ .
❺ فتوح الشام للازدی: ٤٨ .
❻ الوثائق السیاسة: حمید اللہ ٣٧١ .
❼ الفتوح: ابن اعثم ١/ ٢٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق میں اقامت کے دوران میں خط تحریر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی آدھی فوج کو لے کر شام روانہ ہو جائیں اور آدھی فوج کو مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے چھوڑ دیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی مکمل پابندی کی اور فوج کو دو مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ❶

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا کہ وہ قضاعہ کے علاقے سے نکل کر یرموک پہنچ جائیں، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابوعبیدہ بن جراح اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو شام روانہ کیا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ حملہ آور ہوں لیکن شام کے اندر نہ گھسیں تاکہ ان کے پیچھے سے دشمن گھیراؤ نہ کر سکے۔ تمام قائدین اور لشکر نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعلیمات اور اوامر کی مکمل پابندی کی۔ ❷

مال غنیمت کی تقسیم میں اس سے اختلاف نہ کیا جائے:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مال غنیمت کی تقسیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار کو اختیار کیا چنانچہ معرکہ یمامہ کے اختتام کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کو فتح اور مال غنیمت کی خوشخبری بھیجی تو آپ نے ان کو لکھا:

> ''مال غنیمت اور جنگی قیدیوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بنو حنیفہ کا مال عطا کیا ہے وہ سب جمع کرو اور اس میں سے خمس نکال کر میرے پاس بھیج دو تاکہ اسے یہاں ہمارے پاس موجود مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا جائے اور باقی تمام حق داروں کے درمیان ان کے حق کے مطابق تقسیم کر دو۔ والسلام''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تمام قائدین مال غنیمت کی تقسیم میں ایسا ہی کرتے تھے۔ تقسیم کے سلسلہ میں فوج نے کبھی کسی طرح کا اختلاف نہ کیا۔ ❸

لشکر کے حقوق: ...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیتوں اور خطوط کے ذریعے سے لشکر کے حقوق بیان فرمائے۔ جیسے ان کی خبر گیری کرنا، ان کے حالات کا جائزہ لیتے رہنا، سفر کے دوران میں ان سے نرمی برتنا، ان پر عریف ونقیب مقرر کرنا، دشمن سے لڑنے کے لیے ان کے اترنے کے لیے صحیح جگہ منتخب کرنا اور فوج کی ضرورت کے مطابق غذا و چارہ مہیا کرنا، لشکر کی حفاظت کی خاطر دشمن کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے قابل اعتماد مخبروں اور جاسوسوں کو مقرر کرنا، لشکر کو جہاد پر برانگیختہ کرنا اور اللہ کا ثواب اور شہادت کے فضائل بیان کرنا، ان میں سے اصحاب بصیرت سے مشورہ کرنا، ان پر اللہ کے واجب کردہ حقوق کو لازم کرنا اور بحالت جہاد تجارت وزراعت

---

❶ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: سليمان آل كمال ١/ ١١٢ .

❷ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١١٣ .

❸ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٢٠ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ امور میں مشغول ہونے سے منع کرنا۔ ❶ ان میں سے بعض نکات کی تفصیل پیش خدمت ہے:

ان کے حالات کا جائزہ لینا اور ان کی خبر گیری کرنا:

جب مدینہ کو مرتدین کا خطرہ لاحق ہوا، تو آپ نے مدینہ والوں کو مسجد میں جمع کیا اور ان سے کہا: لوگ کافر ہو چکے ہیں، ان کے وفد نے تمہاری قلت دیکھ لی ہے، وہ رات یا دن میں کسی وقت بھی تم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ ان کا تم سے سب سے زیادہ قریب شخص ایک برید (بارہ میل) کے فاصلے پر ہے۔ ❷

پھر آپ نے لوگوں کو مدینہ کے راستوں پر حفاظت کے لیے مقرر کرنا شروع کیا۔ ❸ اور جس وقت شام کی مہم پر روانہ ہونے والی فوج جمع ہوئی آپ نے اپنی سواری پر سوار ہو کر ان کا مشاہدہ کیا جن سے میدان پر تھا، ان کی کثرت دیکھ کر آپ کا چہرہ کھل گیا۔ روانہ ہونے سے قبل ان کا جائزہ لینے لگے ان کو وصیت کی اور ان کے لیے دعائیں کیں، ان کے لیے پرچم متعین کیے اور ان کے ساتھ تقریباً دو میل چل کر گئے۔ ❹

اثنائے سفر میں لشکر کے ساتھ نرمی برتنا:

حروب ارتداد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی برتنے کی وصیت فرمائی اور راستہ طے کرنے کے لیے رہنما مقرر کرنے کا حکم فرمایا ❺ اور اسی بات کی وصیت حروب ارتداد کے تمام امراء وقائدین کو کی۔ ❻ اور فتوحات عراق میں جب خالد رضی اللہ عنہ نے الیس ❼ کے باشندوں کے ساتھ معاہدہ صلح طے کیا تو اس معاہدہ کے شروط میں سے یہ تھا کہ مسلمانوں کے لیے حفاظتی دستے کا کام دیں گے اور اہل فارس کے خلاف مسلمانوں کے لیے معاون اور راہ نما بنیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ اس ملک کے راستوں کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ ❽ اور جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مکلف کیا کہ وہ شام میں اسلامی فوج کی مدد کے لیے عراق سے شام کی طرف متوجہ ہو جائیں تو خالد رضی اللہ عنہ نے راستے کے ماہرین کو جمع کیا اور ان سے بیابانی راستے سے شام جانے کے سلسلے میں مشورہ کیا تاکہ جلدی سے وہاں مسلمانوں کی امداد کے لیے پہنچ جائیں پھر ان میں سے رافع بن عمیر الطائی کو اپنے ساتھ بحیثیت راہ نما رکھا۔ ❾

❶ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٣١، ٢٥٥.
❷ تاريخ الطبرى: ٤/ ٦٤. ❸ تاريخ الطبرى: ٤/ ٦٤.
❹ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٣٦.
❺ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٤٧.
❻ مآثر الإناقة فى معالم الخلافة للقلقشندى: ٣/ ١٤٠.
❼ یہ انبار کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ معجم البلدان: ياقوت ١/ ١٤٨.
❽ الخراج لابى يوسف: ٢٩٤.
❾ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٤٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو شام روانہ کرتے وقت وصیت فرمائی: جب چلنا تو اپنے نفس پر اور اپنے ساتھیوں پر سختی نہ کرنا اور تنگی میں نہ ڈالنا۔ ❶ اور جب لشکر کو چلنے میں مشقت محسوس ہوئی تو ایک شخص نے یزید رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ "لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا" یاد دلائی اور اس کے التزام کا مطالبہ کیا۔ ❷

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین روانہ کرتے وقت وصیت کی: ''اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک باپ کی طرح رہنا، چلنے میں ان کے ساتھ نرمی برتنا کیونکہ ان میں کمزور لوگ بھی ہیں۔'' ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قائدین نے لشکر کے ساتھ نرمی کی وصیت کو نافذ کیا، انہوں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ جب بھی دشمن سے قتال کے لیے نکلتے تو اپنے ساتھ راہ نما رکھتے جو ایسے راستوں سے لے کر جاتے جو آسان ترین ہوں اور پانی وچارہ اس راستے میں میسر ہوتا کہ دشمن تک بآسانی اپنی قوت کھوئے بغیر پہنچ سکیں۔ ❹

ہر دستے اور گروہ کا اپنا خاص شعار ہو جس سے ایک دوسرے کو پکاریں:

قتال روم پر روانہ ہونے والے لشکر اسامہ کا شعار "یا منصور امت" تھا۔ ❺ اور حروب ارتداد میں جب خالد رضی اللہ عنہ نے یمامہ میں مسیلمہ کذاب پر چڑھائی کی تو ان کا شعار "یا محمداہ یا محمداہ" تھا ❻ اور فتوحات عراق میں تنوخ کا شعار "یا آل عباد اللہ" تھا ❼ معرکہ یرموک میں ہر قائد اور ہر قبیلے کا شعار الگ الگ تھا جس سے ان کی شناخت ہوتی تھی اور قتال کے وقت اس شعار کو بلند کرتے تھے جو تعارف کا ذریعہ تھا۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا شعار "امت امت"، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا شعار "یا حزب اللہ"، قبیلہ عبس کا شعار "یا لعبس"، یمن کے مخلوط لوگوں کا شعار "یا انصار اللہ"، حمیر کا شعار "الفتح"، دارم وسکاسک کا شعار "الصبر الصبر"، بنو مراد کا شعار "یا نصر اللہ انزل" تھا۔ یہ معرکہ یرموک میں نمایاں شعار تھے۔ ❽

لشکر کی روانگی کے وقت ان کا قاعدے سے جائزہ لینا:

حروب ارتداد میں قائدین کو یہ وصیت آپ فرماتے تھے کہ اپنے ساتھیوں کو جلد بازی اور فساد سے روکیں، ان میں زائد لوگوں کو داخل نہ ہونے دیں، یہاں تک کہ ان کو اچھی طرح پہچان لیں کہ وہ کہیں دشمن کے جاسوس نہ ہوں اور ان کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔ ❾

---

❶ فتوح الشام للواقدی: ١/ ٢٣ ۔
❷ فتوح الشام للواقدی: ١/ ٢٣ ۔
❸ فتوح الشام للواقدی: ١/ ١٣٠ ۔
❹ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٤٩ ۔
❺ الطبقات لابن سعد: ٢/ ١٩١ ۔
❻ تاریخ الطبری: ٤/ ١١١ ۔
❼ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٧٤ ۔
❽ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ١٧٤ ۔
❾ تاریخ الطبری: ٤/ ٧١۔٧٢ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اپنے قائدین کو دشمن سے جہاد میں مرتدین سے تعاون لینے سے منع فرمایا اور یہ سب مسلم فوج کے تحفظ وسلامتی کی خاطر تھا۔ ❶

اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتوحات شام کے قائدین کو دشمن کے سفراء کے ساتھ حذر واحتیاط اور بیدار مغزی اختیار کرنے کی وصیت کی تاکہ وہ ان کی فوج کی کمزوریوں کو بھانپ نہ سکیں اور انہیں حکم دیا کہ لشکر سے ملنے سے انہیں روکیں ان کے ساتھ بات چیت کرنے نہ دیں چنانچہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جب دشمن کا سفیر تمہارے پاس آئے تو اس کا اکرام کرو، تمہاری طرف سے یہ پہلی خبر ان کو پہنچے گی اور انہیں جلد از جلد رخصت کر دو تاکہ وہ تمہارے امور پر مطلع نہ ہو سکیں اور اپنے لشکر کو ان سے بات چیت کرنے سے روک دو، خود ان سے گفتگو کرو، اپنے راز کو نمایاں نہ ہونے دو ورنہ مسئلہ ٹیڑھا ہو جائے گا۔ ❷

دشمن کے خطرے سے بچاؤ کے لیے بحالت اقامت وسفر حفاظتی پہرے:

یہ اہتمام اس وقت نمایاں ہو کر سامنے آیا جب مرتد قبائل کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کے خوف سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر حفاظت دستے بٹھائے اور جس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین سے جہاد کے لیے روانہ کیا تو ان کو سوتے وقت اچانک دشمن کے حملے سے متنبہ کیا اور فرمایا: سوتے وقت حفاظتی انتظامات کا اہتمام کرنا کیونکہ عربوں کی عادت اچانک حملہ آور ہونے کی ہے۔ ❸

اور فتوحات شام کے قائدین اور امراء کو آپ نے حفاظت انتظامات اور لشکر کو دشمن سے محفوظ رکھنے کے لیے محافظین اور پہرے داروں کو مقرر کرنے کی وصیت فرمائی اور انہیں محافظین کی اچانک تفتیش اور جانچ پڑتال کرنے کا حکم فرمایا تاکہ جس ذمہ داری پر ان کو مامور کیا گیا ہے اس سلسلہ میں اطمینان اور تاکید حاصل ہو جائے کہ وہ کما حقہ اس کو ادا کر رہے ہیں چنانچہ آپ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: محافظین کی تعداد میں اضافہ کرو اور اکثر وبیشتر رات دن میں ان کے پاس اچانک پہنچو۔ ❹

اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو پہرہ کا حکم دیں پھر تم ان کی کارکردگی پر برابر مطلع رہنے کی کوشش کرو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات کے وقت مجلس طویل کرو، ان کے ساتھ رہو اور بیٹھو اٹھو۔ ❺

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے امراء وقائدین نے لشکر کے لیے اقامت وسفر کی حالت میں حفاظتی دستے اور پہرہ داروں کو مقرر کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مکمل پیروی کی۔ ❻

---

❶ تاریخ الطبری: ٤/ ١٦٣.
❷ مروج الذهب للمسعودی: ٢/ ٣٠٩.
❸ نهاية الارب للنويري: ٦/ ١٦٨.
❹ مروج الذهب: ٢/ ٣٠٩.
❺ فتوح الشام للواقدی ١/ ٢٣.
❻ الادارة العسكرية فی الدولة الاسلامية: ١/ ١٩٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر کی ضرورت کے مطابق ساز و سامان اور توشہ و چارہ تیار کرنا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ خریدتے اور اسے جہاد کے لیے وقف کر دیتے، ❶ اور اس کے ساتھ دشمن سے جو ساز و سامان اور اسلحہ قبضے میں آتا وہ بھی اسی مقصد کے لیے ہوتا۔ ❷ اور جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین سے جنگ کا مکلّف کیا تو ان کو اس بات کی وصیت فرمائی کہ جب دشمن کی سرزمین میں پہنچیں تو اس وقت تک دشمن کی طرف نہ بڑھیں جب تک کہ ساز و سامان اور توشے کا انتظام اور تیاری مکمل نہ کر لیں۔ ❸

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قائدین جب دشمن سے مصالحت کرتے تو ان سے یہ شرط لگاتے کہ وہ جو مسلمان ان کے پاس سے گذریں گے ان کے لیے حلال کھانے پینے کا انتظام کریں گے۔ ❹ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کی مہم پر روانہ ہونے والے اسلامی لشکر کو وصیت کرتے ہوئے یہ اجازت دی تھی کہ وہ صرف کھانے کی غرض سے دشمن کے اونٹ اور بکری ذبح کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ ❺

میدان جنگ میں فوج کی ترتیب:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قائدین اپنے جنگی معرکوں میں صف بندی کے نظام کو استعمال کرتے تھے اور میدان قتال میں قائد کی صواب دید اور وقت کی ضرورت کے مطابق صفوں کی تعداد میں کمی و زیادتی ہوتی رہتی تھی ❻ لیکن معرکہ یرموک میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کردوس کا نظام متعارف کروایا۔ کردوس کے نظام میں فوجیوں کا ایک مجموعہ صفوں کے درمیان کھڑا ہوتا ہے۔ یہ صفیں دوسری سے جدا نہیں ہوتیں، ہر دو کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے کہ آسانی سے نقل و حرکت کر سکتے ہیں۔ کردوس کا نظام اختیار کرتے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر سے فرمایا: تمہارا دشمن تعداد میں زیادہ ہے اور سرکشی پر اتر آیا ہے اور کردوس کے نظام سے بڑھ کر کوئی نظام نہیں ہے جس میں بظاہر فوج زیادہ نظر آئے۔ ❼ چنانچہ قلب پر کردوسوں کو رکھا اور ان کے ساتھ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور میمنہ پر کردوسوں کو رکھا اور ان کے ساتھ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ان کے ساتھ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور میسرہ پر کردوسوں کو رکھا اور ان پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔ اس طرح آپ نے چھتیس (۳۶) سے چالیس (۴۰) کردوس مقرر کیے اور فوج کو میدان میں اس طرح منظم کیا، جس تنظیم سے عرب واقف نہ تھے اور انتظامی امور کی ادارت و ذمہ داری قائدین کے درمیان تقسیم کر دی۔ ❽ مگر واقعہ یرموک کے بعد صفوں کا نظام اسلامی جنگی نظام میں معمول بہ رہا۔ ❾

---

❶ الادارة العسکریة فی الدولة الاسلامیة: ۱/ ۲۱۵ .
❷ الخراج لابی یوسف ۲۸۶۔۲۸۷ .
❸ نهاية الأرب للنويری: ٦/ ١٦٨ .
❹ الخراج لابی یوسف ۲۸۹ .
❺ نهاية الارب للنويری ٦/ ١٦٨ .
❻ الادارة العسکریة فی الدولة الاسلامیة ۱/ ۲۳۱ .
❼ تاریخ الطبری: ٤/ ٢١٥ .
❽ تاریخ الطبری: ٤/ ٢١٥ .
❾ الادارة العسکریة فی الدولة الاسلامیة: ۱/ ۲۳۲ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر کو قتال پر برانگیختہ کرنا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ مجاہدین کو قتال پر برانگیختہ کرتے، ان کے نفوس میں قوت پیدا کرتے، جس سے ان کے اندر ظفر وفتح مندی کا شعور بیدار ہوتا۔ ان سے فتح ونصرت کے اسباب بیان کرتے جس سے دشمن ان کی نگاہوں میں کم نظر آتا اور اس کے خلاف جرأت پیدا ہوتی اور جرأت سے فتح وکامرانی آسان ہو جاتی ہے۔ ❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو قتال پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا: ''موت کے حریص بنو، حیات عطا ہوگی۔'' ❷ اور جس وقت شام کی فتح کے لیے فوجوں کو تیار کیا اس وقت انہیں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی، اس پر برانگیختہ کیا اور ان کو وصیت کرتے رہے اور اللہ سے فتح ونصرت کی دعا میں لگے رہے۔ ❸

لشکر کو اللہ کا ثواب اور جہاد کی فضیلت یاد دلانا:

شام کی مہم پر روانہ ہونے والے لشکر کو جہاد کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا: خبردار ہو جاؤ! اللہ کی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا جو اجر وثواب بیان کیا گیا ہے ایک مسلمان کو چاہیے کہ اس کو اپنے لیے خاص کرنے کو پسند کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی تجارت کی طرف رہنمائی کی ہے اور اس کے ذریعے سے ذلت ورسوائی سے نجات بخشتا ہے اور دنیا وآخرت میں شرف ومنزلت اور کرامت عطا کرتا ہے۔ ❹

ان میں سے اصحاب بصیرت واہل دانش سے مشورہ طلب کرنا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حروب ارتداد، فتوحات شام، فقہی اور اسلامی معاشرے میں نو آمدہ مسائل میں یہی اصول اختیار فرمایا اور اپنے قائدین کو بھی اس کا حکم فرمایا کہ وہ آپس میں نصیحت اور رائے ومشورہ کرتے رہیں۔ ❺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں قدوہ کی حیثیت رکھتے تھے حروب ارتداد میں آپ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: اے عمرو! تم قریش میں صاحب رائے ہو، طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے اور ان سے مشورہ طلب کیا، پھر جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر کی قیادت کے لیے منتخب فرمایا تو ان سے خالد رضی اللہ عنہ سے متعلق سوال کیا، جس کا جواب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دیتے ہوئے فرمایا: ''وہ تو جنگی پالیسی کے ماہر، موت کے ساتھی اور فاختہ کے انتظار وتحمل اور شیر کی اچھل کود کے مالک ہیں۔'' اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو قیادت سونپ دی۔ ❻ اور خالد رضی اللہ عنہ کو اس کا مکلّف کر دیا گیا، وہ اس کی تنفیذ کے لیے روانہ ہوئے اور برابر مرتدین سے جنگ کے لیے منصوبہ تیار کرنے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیتے رہے اور مرکزی قیادت کو لشکر کی قراردادوں سے مطلع کرتے رہے۔ ❼

---

❶ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ٢٣٤ .
❷ الادارة العسكرية فى الدولة الاسلامية: ١/ ٢٣٨ .
❸ فتوح الشام للازدى: ١١-١٥ .
❹ تاريخ الطبرى: ٤/ ٢٠٨ .
❺ العمليات التعرضية والدفاعية عند المسلمين: ١٤٣ .
❻ تاريخ اليعقوبى: ٢/ ١٢٩ .
❼ الفتوح: ابن اعثم ١/ ٢٩ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رومیوں پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مشورہ کیا۔ جب آپ نے ان کی رائے معلوم کر لی اور وہ ایک رائے پر متفق ہو گئے تو آپ نے فوج کو تیاری کا حکم صادر کر دیا۔ ❶ اور آپ نے لشکر شام کے قائدین و امراء کو آپس میں مشورہ کرنے کی وصیت فرمائی چنانچہ آپ نے یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''یہ ربیعہ بن عامر ❷ ہیں، شرف و منزلت کے مالک ہیں، ان کی جنگی قوت تم جانتے ہو، میں نے ان کو تمہارے ساتھ لگا دیا ہے اور تمہیں ان کا امیر بنایا ہے۔ ان کو اپنے ساتھ مقدمۃ الجیش میں رکھنا اور ان سے مشورہ کرتے رہنا، ان کی مخالفت نہ کرنا۔'' ❸ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: جب تم فوج لے کر راستہ طے کرنا تو اپنے اوپر اور اپنے ساتھیوں پر تنگی و مشقت نہ ڈالنا، اپنی قوم اور ساتھیوں پر غصہ نہ ہونا، ان سے برابر مشورے کرتے رہنا اور عدل و انصاف کو قائم رکھنا۔ ❹ نیز فرمایا: جب تم مشورے لو تو خبر سچی بتاؤ، تمہیں سچا مشورہ ملے گا اور مشیروں سے بات مت چھپاؤ ورنہ تمہاری ہی وجہ سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔ ❺ یہ اور اس طرح دیگر شورائیت کے اصول و مبادی سے متعلق یزید رضی اللہ عنہ سے باتیں کیں اور ایسے ہی دیگر لشکر شام کے امراء و قائدین کو بھی وصیت فرمائی۔ ❻

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قائدین کو مشورہ کرنے سے متعلق جو وصیت فرمائی اس کو انہوں نے نافذ کیا چنانچہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمرو! وہ دن تمہارے لیے بہتر ہے جس میں مسلمانوں کو تمہاری رائے اور حاظری سے برکت حاصل ہو۔ میں تو تم میں سے ایک فرد ہوں اگرچہ میں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن میں تم لوگوں کے مشورے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا لہٰذا روزانہ تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کر دیا کرو۔ میں تم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ❼

مزید برآں میدان قتال سے قائدین کا مرکزی قیادت سے مشکل عسکری امور سے متعلق جنگی منصوبہ وضع کرنے اور اس کی تنفیذ اور قیدیوں کے ساتھ تعامل کے لیے مشورہ طلب کرنا شامل تھا۔ ❽

لشکر پر ان حقوق کی ادائیگی لازم قرار دینا جن کو اللہ نے فرض کیا ہے:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے قائدین و امراء کو اس بات کی تاکید کرتے تھے چنانچہ جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین روانہ کیا تو ان کو تاکید فرمائی: ظاہر و باطن میں اللہ کا تقویٰ لازم پکڑنا، اپنی خلوت میں اللہ سے حیا کرنا وہ تمہارے ہر کام کو دیکھتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ میں نے تم کو ان لوگوں پر مقدم کیا ہے جو تم سے اسلام میں سبقت رکھتے ہیں اور

❶ تاریخ فتوح الشام: ۲. الفتوح: ابن اعثم ۱/ ۸۱.
❷ ربیعہ بن عامر قرشی عامری رضی اللہ عنہ کا ذکر فتوحات میں آیا ہے، یہ صحابی ہیں، ان کا شمار اہل فلسطین میں ہوتا ہے۔
❸ فتوح الشام للواقدی ۱/ ۲۲.
❹ فتوح الشام للواقدی ۱/ ۲۲.
❺ مروج الذهب: ۲/ ۳۰۹.
❻ تاریخ فتوح الشام للازدی: ۱۳، ۱۵، ۲۰، ۲۱.
❼ تاریخ فتوح الشام للازدی ۵۱، ۸٤.
❽ الادارة العسكرية في الدولة الاسلامية: ۱/ ۲۷۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب احترام ہیں لہٰذا آخرت کے لیے عمل کرنے والوں میں سے بنو اور اپنے عمل سے اللہ کی رضا طلب کرو اور اپنے ساتھیوں کے لیے باپ بن کر رہو۔ نماز کا اہتمام کرو، نماز کا اہتمام کرو، اس کا جب وقت ہو جائے تو اذان دو اور کوئی بھی نماز اس وقت تک نہ پڑھو جب تک لشکر کے لوگ اذان سن نہ لیں اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے ساتھیوں پر تلاوت قرآن لازم کر دو اور انہیں جاہلیت کے واقعات بیان کرنے سے روکو، اس سے ان کے مابین عداوت جنم لے گی۔ دنیا کی چمک دمک اور رنگینیوں سے اعراض کرو، یہاں تک کہ اپنے ان اسلاف سے جا ملو جو گزر چکے ہیں اور ان ائمہ میں سے بنو جن کی مدح قرآن میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ﴿۷۳﴾﴾ (الانبیاء: ۷۳) [1]

''ہم نے ان کو پیشوا بنا دیا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہبری کریں اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی (تلقین) کی اور وہ سب کے سب ہمارے اطاعت گزار بندے تھے۔''

یہ وہ اہم ترین اللہ، قائدین اور لشکر کے حقوق ہیں جنہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے قائدین کی وصیتوں اور خطوط میں ذکر فرمایا ہے۔

فارس و روم کی قوتوں کا صفایا کرنے کا راز:

اسلامی فتوحات کی تحریک میں غور وفکر کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لشکر کو کس قدر توفیق بخشی۔ یہ ظفر مند لشکر عراق و شام کی طرف روانہ ہوا اور روم و فارس کی طاقت وشوکت کو توڑنے اور جنگ کی تاریخ میں معمولی وقت میں ان کے ملک کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس فتح کی سرعت وتیزی کا سبب دو طرح کے عوامل و اسباب ہیں: ایک وہ عوامل جو مسلم فاتحین سے متعلق ہیں اور دوسرے ان قوموں سے متعلق ہیں جن کے ممالک کو مسلمانوں نے فتح کیا۔

مسلمانوں سے متعلق عوامل: (۱)...... دین حق پر مسلمانوں کا ایمان جس کی خاطر وہ قتال کر رہے تھے۔

(۲)...... رزق وموت اور قضاء وقدر کے سلسلے میں مسلمانوں کا اپنے رب پر یقین کامل۔

(۳)...... جنگی صفات مسلمانوں میں گھر کر چکے تھے۔

(۴)...... دوسری قوموں کے ساتھ مسلمانوں کی رواداری اور عدل وانصاف۔

(۵)...... جزیہ وخراج مقرر کرنے میں مسلمانوں کی رحمت وشفقت اور ان سے کیے گئے عہد و پیمان کو پورا کرنا۔

---

[1] الادارة العسكرية فی الدولة الاسلامية ۱/ ۲۵۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶)...... مسلمانوں کے پاس عظیم قائدین اور مجاہدین کی ثروت وقوت۔

(۷)...... اسلامی جنگی منصوبہ بندی کا مستحکم ہونا۔ ❶

مفتوحہ ممالک سے متعلق اسباب وعوامل: ...... روم وفارس کی کمزوری، وہ کمزور ہو چکے تھے ان کے اندر ظلم کا دور دورہ تھا، فساد عام ہو چکا تھا، بداخلاقیاں اور بری عادات پھیل چکی تھیں، ان کی تہذیب کو بڑھاپا لاحق ہو چکا تھا، ان کے بادشاہوں کے اسراف نے اس کا جنازہ نکال دیا تھا، یہ اللہ کے منہج سے منحرف ہو چکے تھے، ان کے اندر اللہ کی سنت نافذ ہو چکی تھی جو رحم، مجاملت اور تبدیلی قبول نہیں کرتی۔

اور ان کے بالمقابل مسلمان، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے صحیح منہج کے ذریعے سے شرف بخشا، انہوں نے اس پر عمل کیا اور غلبہ وتمکین کے اسباب اختیار کیے، اس کی شرائط کو پوری کیا اور قوموں اور حکومتوں کے قیام اور معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں اللہ کے قوانین فطرت کو اپنایا۔

میری بات سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ روم وفارس کی کمزوری نے مسلمانوں کے سامنے بڑے پیمانے پر راستہ ہموار کیا۔ مذکورہ اسباب کی بنا پر دونوں سلطنتوں کی کمزوری کے باوجود انہوں نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بڑے اونچے پیمانے پر تیاری کی، لاکھوں تربیت یافتہ فوجی تیار کیے جو تعداد اور جنگی ساز وسامان میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ فوقیت رکھتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے اسلحہ بھی استعمال کیا جو مسلمانوں کے پاس میسر نہ تھے۔ مثلاً ہاتھیاں اور آنکس وشکنجے جنہیں وہ قلعوں کے پیچھے روانہ کرتے اور مسلمانوں کا شکار کرتے۔ اور اسی طرح یہ گمان بھی صحیح نہیں ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں کو اہمیت نہ دی، جس کی وجہ سے انہوں نے تیاری نہ کی۔ اس خیال کی تردید ابن عساکر کی اس روایت سے ہوتی ہے: ''ہرقل قیصر روم نے اپنے جرنیلوں کو حمص میں اکٹھا کیا اور ان سے کہا: میں نے تمہیں متنبہ کیا تھا لیکن تم نے میری بات نہ مانی۔ عرب مہینہ بھر کا سفر کر کے آتے ہیں اور تم پر حملہ کر کے چلے جاتے ہیں، ان کو زخم تک نہیں آتا۔ اس پر قیصر کے بھائی نے کہا: بلقاء میں محافظ فوج بھیج دیجیے۔ اس نے وہاں محافظ فوج تعینات کر دی اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو ان پر ذمہ دار بنایا۔ یہ محافظ فوج وہاں برابر ڈٹی رہی، یہاں تک کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے دور میں وہاں اسلامی فوجیں پہنچیں۔'' ❷

---

❶ تاریخ الدعوة الاسلامية: ۲۲۲۔۲۲۷.

❷ تاریخ الدعوة الاسلامية: ۳۳۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

عمر رضی اللہ عنہ کا استخلاف اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات

عمر رضی اللہ عنہ کا استخلاف:

جمادی الاخری ۱۳ ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پڑے اور آپ کی بیماری بڑھتی رہی۔ ❶ جب بیماری بہت زیادہ بڑھ گئی اور آپ کو اپنے سلسلے میں اندازہ ہو گیا تو لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''میری حالت تم لوگ دیکھ رہے ہو اور میرا خیال ہے کہ میں اس بیماری میں بچوں گا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ہاتھ میری بیعت سے کھول دیے ہیں اور تمہارا معاملہ تمہارے حوالے کر دیا ہے، تو تم لوگ جس کو چاہو اپنا امیر بنا لو۔ اگر تم نے میری زندگی میں امیر منتخب کر لیا تو یقین ہے کہ میرے بعد اختلاف نہ کرو گے۔'' ❷

نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا متعدد کارروائیاں عمل میں لانا:

۱...... مہاجرین وانصار میں سے کبار صحابہ سے مشورہ کیا۔ ہر ایک اس ذمہ داری کو اٹھانے سے فرار اختیار کرتا اور جس کے اندر اہلیت سمجھتا اس کی طرف اشارہ کرتا۔ آخر کار سب نے یہ معاملہ آپ کے سر چھوڑ دیا اور عرض کیا: ہماری وہی رائے ہے جو آپ کی رائے ہے۔ فرمایا: مجھے موقع دو، دیکھو اللہ، اس کے دین اور اس کے بندوں کے لیے کون مناسب ہے پھر آپ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

مجھے عمر بن خطاب کے بارے میں بتلاؤ؟

عرض کیا: آپ کو ہم سے زیادہ خبر ہے۔

فرمایا: اس کے باوجود اے ابوعبداللہ!

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جس چیز کے متعلق آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں اسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگرچہ؟

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: واللہ وہ تو ان کے متعلق آپ کی رائے سے کہیں زیادہ افضل ہیں۔

پھر آپ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

مجھے عمر بن خطاب کے بارے میں بتلاؤ؟

---

❶ البداية والنهاية: ۷/ ۱۸، تاريخ الطبرى: ۴/ ۲۳۸.
❷ التاريخ الاسلامى: ۹/ ۲۵۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: واللہ میرے علم کے مطابق ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، کاش یہ خوبیاں بیان کرنا چھوڑ دیتے۔

پھر آپ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کے سامنے بھی یہی بات رکھی۔

اسید نے عرض کیا: میں انہیں آپ کے بعد سب سے بہتر جانتا ہوں، اللہ کی رضا مندی کی چیزوں سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی ناراضی کی چیزوں پر ناراض ہوتے ہیں۔ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے۔ ان سے بڑھ کر خلافت کی طاقت کوئی نہیں رکھتا۔

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور دیگر مختلف انصار ومہاجرین سے مشورہ کیا۔ سب نے تقریباً عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک ہی رائے دی۔ صرف طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی سختی سے خوف کا اظہار کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: عمر رضی اللہ عنہ کے استخلاف سے متعلق اللہ جب آپ سے پوچھے گا تو آپ کیا جواب دیں گے جبکہ آپ کو ان کی سختی معلوم ہے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ، کیا مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہو؟ وہ ناکام ونامراد ہوا جو ظلم لے کر جائے۔ میں اللہ سے عرض کروں گا: میں نے تیرے بندوں میں سب سے بہتر کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ❶

جن لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی سختی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی، ان سے فرمایا: ان کی سختی اس وجہ سے ہے کہ وہ مجھے نرم دیکھ رہے ہیں جب خلافت کی ذمہ داری ان کے سر پر پڑے گی تو بہت سی سختیاں ان کی ختم ہو جائیں گی۔ ❷

۲...... پھر آپ نے عہد نامہ تحریر فرمایا جو مدینہ میں اور امراء ووالیان کے ذریعے سے دوسرے شہروں میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ وہ فرمان نامہ یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کا عہدنامہ ہے، جو انہوں نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے جاری کیا ہے۔ جبکہ کافر ایمان لے آتا ہے، فاجر یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے۔ میں نے اپنے بعد تمہارے اوپر عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ان کی سنو اور اطاعت کرو۔ میں نے اللہ، رسول، دین اور اپنے اور تمہارے بارے میں خیر اختیار کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اگر وہ عدل پر قائم رہیں تو میرا یہی ان سے گمان اور ان کے بارے میں یہی علم

❶ الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۷۹، التاریخ الاسلامی: محمود شاکر ۱۰۱۔

❷ الکامل لابن الاثیر: ۲/ ۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص جو کرے گا اس کا ذمہ دار ہے۔ میں نے خیر ہی چاہی ہے لیکن مجھے غیب کا علم نہیں۔

﴿وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾ ❶ (الشعراء: ۲۲۷)

''جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی عنقریب جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امت کے لیے اپنی آخری خیر خواہی عمر رضی اللہ عنہ کی شکل میں پیش کی۔ آپ نے دیکھا کہ دنیا تیزی سے آ رہی ہے اور ان کی قوم کے لوگ پہلے سے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے تھے اور جب یہ دنیا کی طرف جھکیں گے تو دنیا کی شہوتیں انہیں اپنی طرف کھینچ لیں گی۔ پھر دنیا انہیں پھیر لے جائے گی اور ان پر غالب آ جائے گی اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ڈراتے ہوئے فرمایا: ❷

((فو الله لا الفقر أخشى عليكم ولكن أخشى عليكم ان تُبسط عليكم الدنيا كما بُسِطت على من كان قبلكم ، فتنافسوها كما تنافسوها ، وتهلككم كما اهلكتهم .))❸

''اللہ کی قسم میں تمہارے اوپر محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ مجھے تمہارے اوپر دنیا کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر اسی طرح پھیلا دی جائے جیسا کہ گذشتہ امتوں پر پھیلا دی گئی۔ پس تم دنیا سمیٹنے میں سبقت کرنے لگو، جیسا کہ گذشتہ قوموں نے اس سلسلہ میں مسابقت کی، تو جس طرح دنیا نے انہیں ہلاک و برباد کیا تمہیں بھی ہلاک و برباد کر دے گی۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیماری کا اندازہ لگا لیا، پھر اس کے لیے مفید دوا پیش کی ....اور بلند پہاڑ اس کے سامنے رکھ دیا۔ جب دنیا نے دیکھا تو مایوس ہو کر منہ پھیر کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت تو وہ ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((اَيُّهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ .))❹

''اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان جس راستے میں تمہیں چلتا ہوا دیکھتا ہے اس کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔''

بڑے مصائب و آلام جس سے امت دوچار ہوئی اس کا آغاز عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوا، یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست اور عمر رضی اللہ عنہ کو ولی عہد مقرر کرنے میں آپ کے نقطہ نظر کی صداقت پر بہترین شاہد ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن

❶ تاریخ الاسلام للذهبی: عهد الخلفاء ۱۱۶۔۱۱۷ . ❷ ابوبکر رجل الدولة: ۹۹ .

❸ البخاری: الجزية والموادعة ۳۱۵۸ . ❹ البخاری: فضائل اصحاب النبی ﷺ: ۳۶۸۳ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب فراست تین اشخاص تھے: وہ خاتون جس نے اپنے والد سے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا: اے ابا جان! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجیے کیونکہ آپ جنہیں اجرت پر رکھیں ان میں سب سے بہتر ہے وہ جو قوی اور امانت دار ہو۔ یوسف علیہ السلام کا مالک جس نے اپنی بیوی سے کہا: اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ رکھو، بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جب انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ ❶

عمر رضی اللہ عنہ امت کے لیے مضبوط بند تھے جس نے امت کو فتنوں کی موجوں سے محفوظ رکھا۔ ❷

۳...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے منصوبے سے آگاہ کیا۔ چنانچہ جب عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں اپنے عزائم کی خبر دی، انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں تلوار کی دھمکی سنائی، تو پھر عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔ ❸

۴...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحالت ہوش وحواس اپنی زبان سے لوگوں تک یہ بات پہنچانی چاہی تاکہ آپ کے بعد کسی طرح کا التباس نہ پیدا ہونے پائے۔ آپ لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا: کیا آپ لوگ اس کو پسند کریں گے جس کو میں نے خلیفہ بنایا ہے؟ اللہ کی قسم میں نے غور وفکر میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ میں نے اپنے کسی قرابت دار کو خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے تمہارے اوپر عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا ہے، ان کی سنو اور اطاعت کرو۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا: ہم نے سن لیا اور ہم مطیع ہو گئے۔ ❹

۵...... آپ دعا کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ اللہ سے سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنی آرزوؤں کو ظاہر کرنے لگے۔ دعا کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے اللہ! میں نے عمر کو تیرے نبی کے حکم کے بغیر خلیفہ بنایا ہے، اس سے میرا مقصود امت کی بھلائی ہے۔ مجھے ان پر فتنے کا خوف ہوا، میں نے اپنی بساط بھر غور وفکر کیا اور ان پر ان میں سب سے بہتر اور ان کی ہدایت پر سب سے زیادہ حریص شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ اے اللہ! تیرا حکم مجھ پر آپہنچا ہے یہ تیرے ہی بندے ہیں، تو ان میں میرا خلیفہ ہو جا۔ ❺

۶...... آپ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکلف کیا کہ وہ لوگوں کو فرمان نامہ پڑھ کر سنائیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل لوگوں سے عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لیں اور مزید توثیق کی خاطر فرمان نامے پر مہر ثبت کی تاکہ کسی طرح کی سلبیات رونما نہ ہونے پائیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا: کیا اس فرمان نامے

---

❶ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۲۶۸، الحاکم: ۳/ ۹۰، وصححه ووافقه الذهبي.

❷ ابوبکر رجل الدولة: ۱۰۰.

❸ مآثر الإنافة للقلقشندي: ۱/ ۴۹.

❹ تاریخ الطبري: ۴/ ۲۴۸.

❺ طبقات ابن سعد: ۳/ ۱۹۹، تاریخ المدینة لابن شبه: ۲/ ۶۶۵-۶۶۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جو ہے اس کے مطابق آپ لوگ بیعت کریں گے؟ سب نے کہا: ہاں، اور سب لوگوں نے اس کا اقرار کیا اور اس سے راضی ہوئے۔ ❶

۷......ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل ہی عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ جب فرمان نامہ پڑھ کر لوگوں کو سنایا گیا سب نے اس سے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا، اس کے بعد لوگ آگے بڑھے اور بیعت کی۔ ❷ بیعت آپ کی وفات کے بعد نہیں بلکہ آپ کی زندگی ہی میں عمل میں آئی اور عمر رضی اللہ عنہ نے بحیثیت خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے فوراً بعد اپنی ڈیوٹی شروع کر دی۔ ❸ محقق کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل حل وعقد کے اتفاق وارادے سے خلاف کی باگ ڈور سنبھالی۔ انہوں نے ہی خلیفہ کا انتخاب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا تھا اور اس سلسلہ میں ان کو اپنا نائب بنا دیا تھا۔ پھر آپ نے لوگوں سے مشورہ کر کے خلیفہ کی تعیین فرمائی پھر اس تعیین کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ سب نے اس کا اقرار کیا اور اس سے موافقت کی۔ اصحاب حل وعقد ہی حقیقت میں اس امت کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ کا استخلاف شورائیت کے انتہائی صحیح ترین اور عادلانہ اسلوب کے مطابق عمل میں آیا تھا۔ ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں جو اقدامات کیے وہ شورائیت سے کسی صورت میں متجاوز نہیں تھے اگرچہ عمر رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں جو کارروائیاں عمل میں آئیں وہ ویسی نہ تھیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں عمل میں لائی گئیں۔ ❺ اس طرح شورائیت اور اتفاق رائے سے عمر رضی اللہ عنہ خلافت کے لیے منتخب کیے گئے۔ اس کے بعد آپ کی خلافت کے سلسلے میں تاریخ میں کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا اور نہ آپ کی خلافت کے دوران میں کوئی آپ کا مدمقابل بن کر اٹھا، آپ کی خلافت کے دوران میں آپ کی خلافت واطاعت پر سب کا اجماع تھا۔ سب ایک تھے۔ ❻

۸......عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت:

ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلوت میں ہوئے اور ان کو اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہوئے مختلف وصیتیں فرمائیں۔ امت کے لیے پوری کوشش ومحنت کے بعد آپ نے یہ چاہا کہ جب رب العالمین سے ملیں تو ہر ذمہ داری سے بری ہوں۔ ❼ چنانچہ وصیت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو، اللہ تعالیٰ نے دن میں کچھ اعمال مقرر کیے ہیں جنہیں رات میں قبول نہیں کرتا اور رات میں کچھ اعمال مقرر

---

❶ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۰۔
❷ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۲۷۲۔
❸ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۲۷۲۔
❹ ابوبکر الصدیق: علی الطنطاوی: ۲۳۷۔
❺ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۲۷۳۔
❻ النظرية السياسة الإسلامية: ضياء الريس ۱۸۱۔
❼ دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة: ۲۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے ہیں جنہیں دن میں قبول نہیں کرتا۔ جب تک فرض ادا نہ کیا جائے نفل قبول نہیں کرتا۔ حقیقت میں میزان اس کا بھاری ہے جس کا میزانِ عمل قیامت کے دن دنیا میں اتباع حق کی وجہ سے بھاری ہو اور حق ہے کہ وہ میزان بھاری ہوگا جس میں قیامت کے دن حق رکھا جائے اور اس کا میزان ہلکا ہے جس کا میزان قیامت کے دن باطل کی اتباع کی وجہ سے ہلکا پڑ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر فرمایا تو انہیں ان کے اچھے اعمال کے ساتھ ذکر کیا اور برے اعمال سے تجاوز کیا۔ جب میں نے ان کو یاد کیا تو میں نے کہا: مجھے خوف ہے کہ میں ان لوگوں کا ساتھ نہ پا سکوں اور اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر فرمایا اور ان کے برے اعمال کو بیان کیا اور اچھے اعمال کو لوٹا دیا۔ جب میں نے ان کو یاد کیا تو کہا: مجھے امید ہے کہ میں ان لوگوں میں سے نہ ہوں تاکہ بندہ رغبت ورہبت کے ساتھ زندگی گذارے، نہ تو اللہ سے غلط امیدیں باندھے اور نہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو۔ اگر تم میری وصیت کو یاد رکھو تو تیرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض موت نہ ہو، اور تم موت کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ ❶

موت کا وقت قریب آ گیا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موت کا آغاز یوں ہوا کہ آپ نے غسل فرمایا، یہ انتہائی سرد دن تھا۔ آپ پر بخار طاری ہو گیا اور پندرہ دن تک بخار میں مبتلا رہے، نماز کے لیے نہیں نکل سکتے تھے۔ آپ کے حکم سے عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے، صحابہ برابر آپ کی عیادت کے لیے آتے رہتے اور عثمان رضی اللہ عنہ برابر آپ کے ساتھ لگے رہتے۔ ❷ جب آپ کی بیماری بڑھ گئی، لوگوں نے عرض کیا: کیا آپ کے لیے طبیب کو نہ بلائیں؟ آپ نے فرمایا: طبیب نے مجھے دیکھا ہے اور اس نے کہا ہے کہ یقیناً میں جو چاہتا ہوں کر گذرتا ہوں۔ ❸

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھو، جب سے میں خلافت میں داخل ہوا ہوں میرے مال میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ اس کو میرے بعد کے خلیفہ کے حوالے کر دو۔ جب ہم نے حساب کیا تو ایک نوبی غلام تھا جو آپ کے بچوں کو اٹھایا کرتا تھا اور دوسرے ایک اونٹ تھا جو آپ کے باغ کو سیراب کرتا تھا۔ ہم نے ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، یہ دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنے بعد والوں کو بری طرح تھکا دیا۔ ❹

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، موت کے عوارض آپ کو لاحق ہو رہے تھے، آپ کا سانس آپ کے سینے میں تھا، اس موقع کی مناسبت

---

❶ صفة الصفوة: ١/ ٢٦٤-٢٦٥.
❷ اصحاب الرسول ﷺ: محمد المصری ١/ ١٠٤.
❸ ترتیب وتهذیب البدایة والنهایة: ٣٣.
❹ صفة الصفوة: ١/ ٢٦٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے میں نے یہ شعر پڑھا:

لَعَمْرُكَ مَا يُغْنِي الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰى
إِذَا حَشْرَجَتْ يَوْمًا وَضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

''تمہارے دین کی قسم! مال ودولت نوجوان کو مفید نہیں ہو سکتی جبکہ روح اٹک جائے اور سینہ تنگ ہو جائے۔''

آپ نے میری طرف غصے کی حالت میں دیکھا اور فرمایا: ام المومنین! یوں نہیں بلکہ اللہ کا فرمان سچ ہے:

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿١٩﴾﴾ (ق: ١٩)

''اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آ پہنچی، یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا۔''

پھر فرمایا: اے عائشہ! تو میرے گھر والوں میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے، میں نے تجھے ایک باغ ہدیہ میں دیا تھا لیکن اس سلسلہ میں میں اپنے جی میں کھٹک محسوس کر رہا ہوں، لہٰذا تم اسے میراث میں لوٹا دو۔ پھر ام المومنین نے اسے لوٹا دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے خلافت سنبھالی ہے ایک درہم و دینار بھی مسلمانوں کا نہیں کھایا ہے لیکن ہم نے ان کے بھوسی دار غلے کھائے ہیں اور موٹے کپڑے پہنے ہیں اور مسلمانوں کے لیے مال فے میں سے میرے پاس قلیل یا کثیر کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس حبشی غلام اور سینچائی کے اونٹ کے۔ ان کو الگ کر دو اور جب میری وفات ہو جائے تو اسے عمر کے پاس بھیج دینا اور میرا دامن ان سے بری کر دینا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بر پہنچا تو آپ رو پڑے اور آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے، آپ فرماتے جاتے: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! اپنے بعد کے لوگوں کو تھکا دیا۔ اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! اپنے بعد کے لوگوں کو تھکا دیا۔ اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! اپنے بعد کے لوگوں کو تھکا دیا۔ [1]

اور ایک روایت میں ہے: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا تو فرمایا کہ عمر نے مجھے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میں نے بیت المال سے چھ ہزار درہم لیے اور میرا فلاں باغ جو فلاں جگہ ہے اس کے عوض ہے۔ جب آپ کی وفات ہوگئی تو عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا گیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، آپ نے یہ چاہا کہ آپ کے بعد کوئی آپ پر انگلی نہ اٹھا سکے۔ [2]

آپ کے ان مواقف سے سرکاری مال میں آپ کے زہد و ورع کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کے مسائل میں مشغولیت اور خلافت کی ذمہ داریوں کے پیش نظر تجارت اور ذرائع آمدنی کو ترک کر دیا۔ مجبوراً بیت المال سے نفقہ لیا، جو بھوک مٹانے اور ستر پوشی کی ضرورت سے زیادہ نہ تھا اور آپ مسلمانوں کے لیے وہ عظیم

---

[1] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٤٦ ـ ١٤٧ ، رجاله ثقات .

[2] المنتظم لابن الجوزی: ٤/ ١٢٧ ، اصحاب الرسول: ١/ ١٠٥ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات پیش کر رہے تھے جن کی ادائیگی کے لیے خزانے ناکافی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب آپ کی وفات کا وقت آیا اور آپ کے پاس یہ حقیر زائد مال تھا، اس کو بیت المال میں لوٹانے کا حکم دیا تاکہ اپنے رب سے امن واطمینان کے ساتھ ملیں، دل اور نفس پاک ہو، تقویٰ کے سوا کوئی بوجھ نہ رہے، دونوں ہاتھ ایمان کے سوا ہر چیز سے خالی ہوں، اس میں عقلمندوں کے لیے درس وعبرت کا سامان ہے۔ ❶

اسی طرح آپ نے اپنے اور اپنے بال بچوں کے اخراجات کے لیے جو مال وظیفے کے طور پر لیا تھا اس کا عوض چکانے کے لیے وصیت فرمائی کہ ان کی مذکورہ زمین بیت المال کو دے دی جائے۔ یہ آپ کا ورع وتقویٰ تھا، آپ یہ چاہتے تھے کہ خلافت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی خالص اللہ کے لیے ہو، اس میں دنیاوی مفاد کا شائبہ نہ ہو۔

آپ مسلسل پندرہ دن تک بیمار رہے۔ جب آپ کی زندگی کا آخری دوشنبہ آیا، ام المومنین فرماتی ہیں: آپ نے مجھ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا: دوشنبہ کے دن۔ فرمایا: میری بھی یہی آرزو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ پھر پوچھا: کتنے کپڑوں میں آپ ﷺ کو کفن دیا گیا تھا؟ ام المومنین نے عرض کیا: تین یمنی سوتی چادروں میں، نہ تو اس میں قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میرے اس کپڑے کو دیکھو اس میں زعفران یا مشک لگا ہوا ہے اس کو دھو دو، اور اس کے ساتھ دو کپڑے اور شامل کر لو۔ ❷ آپ سے عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر عطا کیا ہے، ہم آپ کو نئے کپڑے میں کفن دیں گے۔ فرمایا: میّت کی بہ نسبت زندہ شخص نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے تاکہ اپنی ستر پوشی کرے۔ میّت تو پیپ اور بوسیدگی کے حوالے ہے۔ ❸

آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں اور رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے آپ کے آخری کلمات یہ تھے:

﴿تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾﴾ (یوسف: ۱۰۱)

''تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں کر دے۔'' ❹

اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرزو پوری کی۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ہجری دوشنبہ کا دن گذار کر سہ شنبہ کی رات انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات سے پورے مدینہ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس غمگین شام سے بڑھ کر کسی دن مدینہ میں زیادہ رونے والے نہ پائے گئے۔

وفات کی خبر سنتے ہی علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے

❶ اشهر مشاهير الاسلام: ١/ ٩٤.

❷ اصحاب الرسول: ١/ ١٠٦.

❸ التاريخ الاسلامي: محمود شاكر، الخلفاء الراشدون: ١٠٤.

❹ الشيخان ابوبكر الصديق، وعمر بن الخطاب بروايت البلاذري في انساب الأشراف: تحقيق د. احسان صدقي العمد: ٦٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

''ابوبکر! اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ رسول اللہ ﷺ کے محبوب، مونس، معتمد علیہ، راز دار مشیر تھے۔ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے بڑھ کر مخلص اور سب سے زیادہ اللہ پر یقین رکھنے والے، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، سب سے بڑے دیندار، سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے والے، اسلام پر سب سے زیادہ مہربان، سب سے بہترین صحبت والے، سب سے زیادہ مناقب والے، سب سے افضل، سب سے بلند مقام کے مالک، سب سے زیادہ مقرب اور اخلاق و عادات میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے اور آپ کے نزدیک سب سے زیادہ اشرف، ارفع اور مکرم تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی اس وقت تصدیق فرمائی جب لوگوں نے آپ کی تکذیب کی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آنکھ وکان کی طرح تھے۔ اللہ نے آپ کو قرآن میں صدیق قرار دیا:

﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۳۳﴾ (الزمر: ۳۳)

''جو سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں۔''

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مواسات کی جبکہ لوگوں نے بخیلی کا ثبوت دیا۔ ناپسندیدہ حالات میں آپ ان کے ساتھ رہے، جبکہ لوگ بیٹھ گئے۔ سخت حالات میں اچھی صحبت کا ثبوت دیا۔ دو میں دوسرے، یار غار رہے، آپ پر سکینت کا نزول ہوا، ہجرت میں آپ کے رفیق سفر رہے، اللہ کے دین اور امت میں آپ کے خلیفہ بنے، جب لوگوں نے ارتداد اختیار کیا آپ نے خلافت کا حق ادا کیا۔ آپ نے تو وہ کارنامہ انجام دیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں کیا۔ آپ اس وقت اٹھے جب دوسرے لوگ کمزور پڑ گئے، نکلے جب لوگ بیٹھ گئے، قوی بن کر ابھرے جب لوگ کمزور ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کار کو اختیار کیا جب لوگ دنیا دار ہو گئے۔ آپ بالکل ویسے ہی تھے جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جسم میں کمزور، اللہ کے دین میں قوی، اپنی ذات میں متواضع، اللہ کے نزدیک عظیم، لوگوں کی نگاہوں میں عظمت کے حامل، ان کے نزدیک بڑے، کسی کو آپ کے بارے میں کلام نہیں، کوئی آپ پر طعن وتشنیع کرنے والا نہیں، مخلوق کے لیے آپ کے پاس کوئی نازک پہلو نہیں تھا۔ کمزور وذلیل شخص آپ کے نزدیک قوی تھا جب تک کہ اس کا حق نہ دلا دیں، قریب وبعید سب اس میں برابر تھے۔ آپ کے نزدیک سب سے قریب وہ تھا جو اللہ کا سب سے زیادہ اطاعت شعار اور متقی ہو۔ حق، صداقت اور نرمی آپ کی شان تھی۔ آپ کی بات فیصلہ کن اور حتمی ہوا کرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ آپ کا حکم بردباری اور دور اندیشی پر مبنی ہوا کرتا تھا۔ آپ کی رائے علم وعزم کا پرتو ہوتی تھی۔ آپ کے ذریعے سے دین قائم ہوا، ایمان قوی ہوا، اللہ کا حکم غالب آیا۔ واللہ آپ نے بڑی سبقت کی، اپنے بعد میں آنے والوں کو سخت تھکا دیا اور خیر کے ساتھ فوز مبین حاصل کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ کی قضا وقدر پر ہم راضی ہیں، اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔ واللہ! مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی موت جیسی مصیبت نہیں آئی۔ آپ دین کے لیے عزت وامان اور پناہ گاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نبی محمد ﷺ سے ملا دے اور ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہی سے محفوظ رکھے۔''

لوگ خاموشی کے ساتھ آپ کی یہ باتیں سنتے رہے پھر جب آپ نے اپنی بات مکمل کر لی تو لوگ رو پڑے اور رونے کی آواز بلند ہوئی اور سب نے کہا: آپ نے جو کچھ کہا سچ کہا۔ ❶

اور ایک روایت میں ہے کہ جس وقت علی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انہیں چادر اڑھا دی گئی تھی، فرمایا: ''میرے نزدیک اس چادر سے ڈھکے ہوئے شخص سے بڑھ کر کوئی نہیں جس کے نامہ اعمال کے ساتھ مجھے اللہ سے ملاقات کرنی زیادہ محبوب ہو۔'' ❷

وفات کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔ اس پر تمام روایات متفق ہیں۔ آپ اور رسول اللہ ﷺ کی عمر برابر تھی۔ آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا، جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی۔ ❸ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کا سر رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے برابر رکھا گیا ❹ اور آپ کی نماز جنازہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کی قبر میں عمر، عثمان، طلحہ اور آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم اترے اور آپ کی لحد کو رسول اللہ ﷺ کی قبر سے چپکا کے رکھا گیا۔ ❺

اس طرح چہار دانگ عالم میں اللہ کے دین کی نشر واشاعت کی خاطر عظیم جہاد کرتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ انسانی تمدن وتہذیب اس بطل جلیل کی مقروض رہے گی جس نے وفات نبوی کے بعد دعوت نبوت کا پرچم اٹھایا اور آپ کے لگائے ہوئے پودے کی حفاظت کی، عدل وحریت کے بیج کی نگہبانی کی اور اسے شہداء کے پاکیزہ خون سے سیراب کیا، جس سے ہر طرح کے ثمرات امت کو وافر مقدار میں ملے اور تاریخ

❶ التبصرۃ لابن الجوزی: ۱/ ۴۷۷۔ ۴۷۹ بحوالہ اصحاب الرسول: ۱/ ۱۰۸۔
❷ تاریخ الاسلام للذہبی: عہد الخلفاء الراشدین ۱۲۰۔
❸ الطبقات لابن سعد: ۳/ ۲۰۳۔ ۲۰۴، وإسنادہ صحیح۔
❹ تاریخ الاسلام للذہبی: عہد الخلفاء الراشدین ۱۲۰۔
❺ اصحاب الرسول: ۱/ ۱۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں علوم و ثقافت اور فکر میں عظیم تقدم حاصل ہوا۔ انسانی تہذیب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مقروض رہے گی کیونکہ آپ کے جہاد اور صبر عظیم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت فرمائی اور اسلام کو اقوام و امم اور مختلف ممالک میں عظیم فتوحات کے ذریعے سے پھیلا دیا، جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

میں اس کتاب کو ابوعبداللہ محمد عبداللہ قحطانی اندلسی کے ان اشعار پر ختم کرتا ہوں:

قُلْ اِنَّ خَیْرَ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٌ
وَأجلُّ مَنْ یَّمْشِی علی الكُثبانِ

''کہو! انبیاء میں سب سے بہتر اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے عظیم محمد ﷺ ہیں۔''

وأجلُّ صَحْبِ الرُّسْلِ صَحْبُ مُحَمَّدٍ
وكان افضل صَحْبِه العُمَرَان

''انبیاء کے ساتھیوں میں سب سے عظیم محمد ﷺ کے صحابہ ہیں اور صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔''

رَجُلانِ قد خُلقَا لِنَصْرِ محمدٍ
بدمی ونَفْسِی ذانك الرجلان

''ان دونوں پر میں جان و دل سے قربان جاؤں یہ دونوں محمد ﷺ کی نصرت و تائید کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔''

فهما اللذان تظاهرا لنبینا
فی نصره وهما له صِهْران

''ان دونوں نے ہمارے نبی ﷺ کی تائید میں بھرپور حصہ لیا اور دونوں آپ کے سسر تھے۔''

بنتاهُما أسنی نساء نبینا
وهما له بالوحی صاحبتان

''ان دونوں کی بیٹیاں ہمارے نبی کی افضل ترین بیویوں میں سے ہیں اور ان دونوں کے نبی کی بیویاں ہونے پر وحی شاہد ہے۔''

أبواهُما أسنی صحابةِ احمد
یا حبَّذا الابوان والبِنتان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان دونوں کے والد صحابہ کرام میں سب سے افضل ہیں، کیا خوب دونوں باپ ہیں اور کیا خوب دونوں بیٹیاں ہیں۔''

وهما وزيراه اللذان هما هما
لفضائل الاعمال مُستَبِقان

''یہ دونوں ہمارے نبی ﷺ کے وزیر ہیں، جن کا مقام مت پوچھیے، فضائل اعمال میں دونوں سبقت لے جانے والے ہیں۔''

وهما لاحمد نظره وسمعه
وبقربه في القبر مُضْطَجِعان

''یہ دونوں نبی کریم ﷺ کے کان اور آنکھ کی حیثیت رکھتے ہیں اور قبر میں بھی آپ کے قریب لیٹے ہوئے ہیں۔''

كانا على الاسلام اشفق اهله
وهما لدين محمد جَبَلان

''دونوں اسلام پر سب سے زیادہ شفیق ومہربان تھے اور دین محمدی کے لیے وہ پہاڑ تھے۔''

اصفاهما اقواهما اخشاهما
اتقاهما في السر والإعلان

''ان دونوں میں سب سے باصفا، قوی ترین اور ظاہر و باطن میں سب سے بڑھ کر خشیت وتقویٰ کے پیکر۔''

أسناهما أزكاهما أعلاهما
أوفاهما في الوزن والرُّجحان

''اور ان دونوں میں سب سے افضل، پاک باز، بلند ترین، میزان میں سب سے بھاری۔''

صديق احمد صاحب الغار الذي
هو في المغارة والنبي اثنان

''احمد ﷺ کی تصدیق کرنے والے یار غار ہیں جب وہ اور نبی دونوں غار میں تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعـنـی ابـا بـكـر الذی لم يختلف

مـن شـر عـنـا فـی فضلـه رجلان

''یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کی فضیلت و بزرگی میں ہماری شریعت میں کسی کو اختلاف نہیں۔''

هـو شيـخ اصحاب النبی وخيرهم

وامـامهـم حـقـا بـلا بـطـلان

''وہ صحابہ کے شیخ، امام اور حقیقت میں سب سے بہتر ہیں۔''

وابـو الـمـطهـرة التـی تَنْـزِيهُهَـا

قـد جاءنـا فـی الـنـور والـفـرقان ❶

''آپ عائشہ طاہرہ کے والد ہیں جن کی پاکی وصفائی قرآن کی سورۂ نور میں بیان ہوئی ہے۔''

---

❶ نونية القحطانی: ۲۱۔۲۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ

۱...... خلفائے راشدین کی سیرت اور ان کی تابناک تاریخ ایمان اور صحیح اسلامی جذبات کے مصادر میں سے ہے، جس سے امت برابر ایمانی روشنی حاصل کر رہی ہے اور اس سے سامانِ دعوت لے کر لوگوں کے دلوں میں انوار حق روشن کر رہی ہے تاکہ اسلامی دعوت و تاریخ کے خلاف اعدائے اسلام کے باطل جھونکوں سے بجھنے نہ پائے۔

۲...... مسلمان بلکہ پوری انسانیت کو آج اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل، حقائق اور ان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے آثار کی معرفت حاصل کریں اور اس علو منزلت کو جانیں جس کی وجہ سے وہ بشریت کی تاریخ میں نادر مثالی حیثیت کے حامل قرار پائے۔

۳...... اسلامی تاریخ عام طور سے اور صدر اوّل کی تاریخ خاص طور سے تزویر، تشکیک اور تحریف و تبدیل اور حذف و اضافہ کا شکار ہوئی ہے۔ یہ بدترین کارنامے روافض و مستشرقین، یہود و نصاریٰ اور لادینی ذہنیت کے حاملین نے انجام دیے ہیں۔ اس لیے امت پر فرض کفایہ ہے کہ وہ حقائق کی تصحیح کریں۔ جو شخص اپنے اندر صدر اوّل کی تاریخ کی تصحیح کی صلاحیت رکھتا ہے اس کو اسے افضل ترین عبادت تصور کرتے ہوئے اپنی مقدور بھر جدوجہد کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے تاکہ نوجوانان امت کے سامنے ان کے اسلاف کی صالح مثال ہو، جس کی وہ اقتداء کریں اور ان کے منہج پر چل کر اپنے سیرت و کردار کی اصلاح کریں اور وہ تابناک عہد تازہ کر دیں۔

۴...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت دروس و عبر سے بھری ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی شخصیت تاریخ اسلام میں سب سے عظیم ہے۔ یہ صحابی جلیل دور جاہلیت ہی سے مکارم اخلاق اور صفات حمیدہ سے متصف رہا، نہ کبھی کسی بت کو سجدہ کیا اور نہ شراب پی۔

۵...... ابوبکر رضی اللہ عنہ انساب کے عالم تھے اور عربوں کے دلوں میں آپ کی جو محبوب ترین خصوصیت تھی، وہ یہ کہ انساب میں عیب نہیں نکالتے تھے اور نہ ان کے عیوب اور نقائص کا تذکرہ فرماتے۔ آپ قریش میں سب سے بڑے انساب کے ماہر اور قریش کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپ تجارت میں مشہور تھے، اپنا مال پوری فیاضی و سخاوت کے ساتھ خرچ کرتے اور جاہلیت میں یہ بات آپ کے سلسلے میں معروف تھی۔

۶...... ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک عظیم گراں مایہ خزانہ تھے، جسے اللہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کر رکھا تھا، قریش کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے۔ بلند اخلاق اور نرم خوئی کی وجہ سے لوگ آپ کے گرویدہ ہو جاتے اور آپ کا شمار ان عظیم لوگوں میں ہوتا تھا جو دوسروں سے مانوس ہوتے اور لوگ ان سے مانوس ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷...... دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جدوجہد اس دین پر ایمان اور اللہ و رسول کی فرمانبرداری کی وہ تصویر پیش کرتی ہے جو ایک مومن صادق کی تصویر ہوتی ہے جس کو اس وقت تک قرار و سکون نہیں آتا جب تک لوگوں کے درمیان وہ چیز عام نہ ہو جائے جس پر وہ ایمان لایا ہے۔

۸...... ابوبکر رضی اللہ عنہ ابتلاء و آزمائش سے دوچار ہوئے، دین کی خاطر آپ کو اذیت پہنچائی گئی، آپ کے سر پر مٹی ڈالی گئی، مسجد حرام میں جوتوں سے پٹائی ہوئی، یہاں تک کہ چہرے اور ناک کا پتہ نہیں چل رہا تھا، لوگ اٹھا کر گھر لائے۔

۹...... جرأت اور شجاعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ممتاز صفات میں سے تھے۔ آپ حق کے بارے میں کسی سے خوف نہیں کھاتے تھے، دین حق کی نصرت اور اس پر عمل پیرا ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے۔

۱۰...... ستائے ہوئے مسلمانوں کی گردن آزاد کرانے کی پالیسی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ منہج مستضعفین کو تعذیب سے نجات دلانے کے لیے اسلامی قیادت کے تیار کردہ منصوبے میں شامل کیا گیا۔ آپ نے اسلامی دعوت کو مال اور افراد کے ذریعے سے قوت بخشی، مسلم غلام اور لونڈیوں کو خرید کر اللہ واسطے آزاد کر دیتے۔

۱۱...... آپ نے علم انساب کو دعوت الی اللہ کے وسائل کے طور پر استعمال کیا۔ اسی لیے عرب کے بازاروں میں قبائل کو دعوت دیتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے۔

۱۲...... مدینہ کی طرف ہجرت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر رہے۔ اسلام کی دعوت کے طلوع سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کا دایاں بازو رہے۔ پوری خاموشی اور گہرائی و گیرائی کے ساتھ سرچشمہ نبوت سے حکمت و ایمان، یقین و عزیمت، تقویٰ و اخلاص کا جام نوش فرماتے رہے۔ اس صحبت کے نتیجے میں صلاح و صدیقیت، ذکر و بیدار مغزی، حب و صفائے عزیمت و پختگی کے ثمرات چنے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ (مثلاً لشکر اسامہ کو روانہ کرنا، حروب ارتداد) میں نمایاں اور قابل قدر موقف اختیار کیا۔ آپ نے فاسد کو درست کیا، منہدم کو تعمیر کیا، بکھرے ہوؤں کو جوڑا اور منحرف کو سیدھا کیا۔

۱۳...... ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، کوئی غزوہ آپ سے نہ چھوٹا اور احد کے روز جب سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈٹے رہے اور تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عظیم پرچم آپ کو عطا کیا۔

۱۴...... ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدنی زندگی دروس و عبر سے بھری ہوئی ہے۔ فہم اسلام اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں ہمارے لیے زندہ مثال آپ نے چھوڑی ہے۔ آپ کی شخصیت عظیم صفات کے ساتھ ممتاز ہے۔ بہت سی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مدح و تعریف اور دیگر صحابہ پر آپ کی فضیلت و فوقیت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمائی ہے۔

۱۵......ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ پر عظیم ایمان کے مالک تھے۔ آپ نے حقیقت ایمان کو سمجھا تھا اور کلمہ توحید آپ کے قلب وروح میں پیوست ہو چکا تھا، اس کے آثار آپ کے اعضاء وجوارح میں نمایاں ہو چکے تھے۔ ان آثار کے ساتھ آپ نے زندگی گذاری، آپ بلند اخلاق سے متصف اور برے اخلاق سے پاک رہے، شریعت الٰہی کی پابندی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کے حریص رہے اور آپ کا ایمان باللہ آپ کی حرکت وہمت، نشاط وسعی، جہد ومجاہدہ، جہاد وتربیت اور عزت وسربلندی کا باعث رہا اور آپ کے دل میں بہت زیادہ ایمان ویقین تھا۔ اس سلسلہ میں صحابہ میں سے کوئی آپ کے مساوی نہ تھا۔

۱۶......ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والے تھے۔ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ امت کے سب سے بڑے عالم ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ بہت سے لوگوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور علم وفضل میں تمام صحابہ پر تقدم وفوقیت کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ رہنا تھا۔ آپ ہمیشہ رات ہو یا دن، سفر ہو یا حضر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے۔ آپ عشاء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر مسلمانوں کے مسائل کے سلسلہ میں گفتگو فرماتے۔ مدینہ سے جو پہلا حج کیا گیا اس کا امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مقرر فرمایا اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ مناسک حج کا علم انتہائی دقیق ہے۔ اگر وسعت علم نہ ہوتی تو آپ کو امیر نہ بناتے۔ اسی طرح نماز میں آپ کو نیابت سونپی۔ اگر علم نہ ہوتا تو آپ کو نائب نہ مقرر کرتے۔ آپ کے سوا کسی دوسرے کو نہ تو حج میں اور نہ نماز میں نیابت سونپی اور زکوٰۃ کی تفصیلی کتاب جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا تھا، انس رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حاصل کی اور زکوٰۃ سے متعلق یہ سب سے صحیح ترین روایت ہے۔ اسی پر فقہاء وغیرہ نے ناسخ ومنسوخ کو سمجھنے کے سلسلہ میں اعتماد کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ ناسخ حدیثوں کے بڑے عالم تھے۔ آپ سے کوئی ایسا قول منقول نہیں جو نصوص کتاب وسنت کے مخالف ہو۔ یہ آپ کے انتہائی درجہ مہارت وعلم کی دلیل ہے۔

۱۷......جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگ مضطرب وپریشان ہو کر ہوش وحواس کھو بیٹھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے امت کو ثبات عطا فرمایا اور اس موقع پر آپ نے عظیم موقف اختیار فرمایا اور اعلان کیا: ''جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے رہے ہوں وہ سن لیں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے ہیں وہ جان لیں اللہ تعالیٰ زندہ وجاوید ہے، اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی۔'' اسی طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کا عظیم موقف سامنے آیا، امت کو کسی فتنے سے دوچار کیے بغیر انصار کو اپنی رائے پر مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے مان لیا کہ یہی حق ہے چنانچہ آپ نے کتاب وسنت سے انصار کی فضیلت بیان کر کے ان کی تعریف کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸...... سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے سقیفہ بنی ساعدہ کی گفتگو کے بعد ہی دعوائے امارت سے دست بردار ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور آپ کی فرماں برداری کو قبول کیا اور آپ کے چچا زاد بھائی بشیر بن سعد انصاری سقیفہ بنی ساعدہ کے اجتماع میں سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے والے شخص تھے۔ کسی صحیح نص کے ذریعے سے چھوٹے یا بڑے کسی خلفشار کا ثبوت نہیں ملتا اور نہ کسی انقسام اور پارٹی بندی کا ثبوت ملتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک خلافت کا متمنی اور امیدوار رہا ہو، جیسا کہ بعض تاریخ نگاروں کا زعم ہے۔ اسلامی اخلوت برابر برقرار رہی بلکہ صحیح نصوص کے مطابق اس میں مزید اضافہ ہوا اور تقویت حاصل ہوئی۔

۱۹...... متعدد آیات کریمہ اور احادیث نبویہ وارد ہوئی ہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور اہل سنت والجماعت کا سلف سے لے کر خلف تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع رہا ہے کیونکہ ایک طرف آپ کی فضیلت و بزرگی اور خدمات جلیلہ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیگر صحابہ پر نماز کی امامت کے لیے مقدم کیا جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مراد و مقصود کو سمجھ لیا اور خلافت میں بھی آپ کو مقدم رکھنے پر اجماع واتفاق فرمایا۔

۲۰...... اسلامی خلافت ہی وہ طریقہ کار ہے جسے امت اسلامیہ نے حکومت کے لیے طریقہ واسلوب کے طور پر اختیار کیا اور اس پر اجماع واتفاق فرمایا جس کے ذریعے سے امت اپنے امور و مسائل اور اپنے مصالح کی حفاظت کرتی رہی۔ خلافت کی نشو ونما امت کی ضرورت اور تسلیم سے مرتبط رہی۔ اسی وجہ سے مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے انتخاب میں جلدی کی۔ خلافت ہی مسلمانوں کا نظام حکومت ہے جس نے اپنے اصول مسلمانوں کے دستور کتاب وسنت سے حاصل کیے ہیں۔ فقہائے امت نے اسلامی خلافت کی بنیاد پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ شوریٰ اور بیعت یہ دو اصل ہیں جس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے۔

۲۱...... علامہ ابوالحسن علی ندوی نے خلافت نبوت کے شرائط ومتطلبات پر گفتگو کرتے ہوئے سیرت صدیقی کی روشنی میں دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ خلافت کی تمام شرطیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اندر موجود تھیں۔

۲۲...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت عامہ کے بعد امت کو جو خطاب فرمایا، اپنے ایجاز کے باوجود چنندہ اسلامی خطبوں میں سے ہے، اس کے اندر آپ نے حکومت کی قیادت کے لیے اپنے طریقہ کار کو بیان فرمایا اور حاکم ومحکوم کے مابین تعامل کے سلسلہ میں عدل و رحمت کے اصول مقرر کیے اور اس بات پر زور دیا کہ حاکم کی اطاعت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر موقوف ہوتی ہے اور امت کے قوت و غلبہ میں جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کا خاص طور سے ذکر فرمایا اور معاشرے کو زوال وفساد سے محفوظ رکھنے میں فواحش ومنکرات سے اجتناب کی اہمیت کے پیش نظر اس پر زور دیا۔

۲۳...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے لیے تیار کردہ پالیسی کو نافذ کرنے کا ارادہ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اپنا معاون ومساعد بنایا۔ چنانچہ امین امت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بیت المال کے امور یعنی وزارت مالیہ کا عہدہ سونپا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قضاء کا محکمہ (وزارت عدل) حوالے کیا اور خود بھی قضاء کی ذمہ داری سنبھالتے رہے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو محکمہ کتابت (وزارت برید ومواصلات) حوالے کیا، اور بسا اوقات دیگر وقت پر موجود صحابہ جیسے علی بن ابی طالب یا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم یہ کام کرتے رہے۔ مسلمانوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول کا لقب دیا اور صحابہ نے یہ ضرورت محسوس کی کہ آپ کو منصب خلافت کے لیے فارغ کیا جائے چنانچہ امت نے آپ کے ضروری اخراجات کی کفالت کی۔

۲۴...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے درمیان خلیفہ رسول کی حیثیت سے زندگی گذاری۔ چنانچہ آپ لوگوں کی تعلیم، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر برابر کرتے رہے، آپ کے کارناموں سے رعایا میں ہدایت وایمان اور اخلاق کی کرنیں پھوٹیں۔

دور صدیقی دور رشد کا آغاز ہے۔ دور نبوی سے متصل اور قریب ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت نمایاں ہے۔ خلافت راشدہ کا دور عام طور سے قضا اور خاص طور سے، دور نبوی میں ثابت شدہ تمام امور کی مکمل محافظت اور پھر نصاً ومعناً اس کی تنفیذ وتطبیق میں دور نبوی کے قضا کا امتداد تھا۔

۲۶...... ابوبکر رضی اللہ عنہ مختلف شہروں میں امراء وگورنر مقرر فرماتے اور ان کے ذمہ ادارت، حکومت، امامت، زکوٰۃ کی وصولی اور دیگر امور ولایت سونپتے۔ امراء اور گورنروں کے انتخاب وتقرر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا فرماتے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کے مقرر کردہ جو امراء وگورنر اپنے عہدہ پر فائز تھے ان میں سے کسی کو بھی آپ نے معزول نہیں کیا الا یہ کہ کسی دوسری جگہ پر ان کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر ان کی رضا ورغبت سے منتقل کیا ہو جیسا کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔ امراء اور گورنروں کے اختیارات بدرجہ اولیٰ انہی اختیارات کا امتداد تھے جو عہد نبوی میں موجود تھے۔ خاص کر وہ امراء وگورنر جن کی تعیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوئی تھی۔

۲۷...... علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسی طرح زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تاخیر سے متعلق بہت سی روایات بیان کی جاتی ہیں، جن کا صحت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے کہ علی و زبیر رضی اللہ عنہما فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیعت سے پیچھے رہ گئے۔ تو اس کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین میں مہاجرین کی ایک جماعت کی مشغولیت تھی، جن میں علی رضی اللہ عنہ پیش پیش تھے۔ چنانچہ زبیر بن عوام اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما دونوں نے وفات نبوی کے دوسرے دن بروز منگل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

۲۸...... جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فاطمہ اور عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم انبیاء جو کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوا کرتا ہے۔ آل محمد اس مال سے کھاتے رہیں گے۔'' اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتے تھے اس کو میں چھوڑ نہیں سکتا، میں اسے ضرور کروں گا، مجھے خوف ہے کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔''

اور تاریخی حیثیت سے یہ ثابت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دوران میں مدینہ کے فے، مال فدک اور خیبر کے خمس میں سے اہل بیت کا حق برابر دیتے رہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے آپ نے احکام میراث اس میں نافذ نہ کیا۔

۲۹...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطاب میں خلیفہ رسول کی حیثیت واضح کی اور یہ بتلایا کہ وہ اللہ کے خلیفہ نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور وہ بشر ہیں معصوم نہیں، وہ اس کی استطاعت وطاقت نہیں رکھتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت ورسالت کے ساتھ رکھتے تھے۔ وہ اپنی سیاست وپالیسی میں متبع ہیں مبتدع نہیں۔

۳۰...... لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کے دروس وعبر میں سے یہ ہے کہ حالات کے اندر تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے لیکن حالات کی تبدیلی اور شدائد ومحن اہل ایمان کو امور دین سے مشغول نہیں کر سکتے اور تحریک دعوت کسی ایک فرد سے مرتبط نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واجب ہے، اہل ایمان کے درمیان اختلاف رونما ہوسکتا ہے لیکن اس کا حل کتاب وسنت ہے، دعوت عمل سے مربوط ہے اور اس سے خدمت اسلام میں نوجوانوں کے مقام ومرتبہ اور جہاد میں اسلامی آداب کا پتہ چلتا ہے۔ لشکر اسامہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہا۔ اس کے اثر سے شمال میں ارتداد کی تحریک سرد پڑ گئی اور اس کے لیے یہ کمزور ترین خطہ ثابت ہوا۔

۳۱...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو عرب قبائل ارتداد کا شکار ہوئے اس کے مختلف اسباب تھے، من جملہ ان اسباب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا صدمہ، دین ونصوص کی کم فہمی، جاہلیت کا اشتیاق، نظام سے فرار اور اسلامی حکومت کے خلاف خروج، قبائلی عصبیت، حکومت و بادشاہت کی طمع، دین کے ذریعے سے دنیا کمانا، مال میں بخیلی، حسد، خارجی اثرات جیسے یہود ونصاریٰ اور مجوس کی سازشیں۔

۳۲...... ارتداد کی مختلف اقسام تھیں: کچھ لوگوں نے اسلام کو کلی طور سے ترک کر دیا اور دوبارہ وثنیت اور بت پرستی میں لگ گئے، کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، کچھ لوگ ترک صلاۃ کے مرتکب ہوئے اور کچھ لوگ اسلام کا اعتراف کرتے ہوئے نماز قائم رکھتے ہوئے زکوٰۃ کی ادائیگی سے رک گئے، کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر خوشی منائی اور جاہلی عادات ورسوم کو اختیار کر لیا اور کچھ لوگ حیرانی اور تردد کا شکار ہو کر اس انتظار میں لگ گئے کہ غلبہ کس کو ملتا ہے۔ علمائے فقہ اور سیرت نگاروں نے ان سب کی وضاحت فرمائی ہے۔

۳۳...... مرتدین کے سلسلے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف میں ذرا بھی نرمی اور سودے بازی اور تنازل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے بعد اپنی اصلی ہیئت وشکل میں دین کی سلامتی وبقا آپ ہی کی مرہون منت ہے۔ سب نے اس کو تسلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور تاریخ نے اس بات کی شہادت دی کہ ارتداد کی تند و تیز آندھی کے سامنے (جو اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر تلی تھی) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو موقف اختیار کیا وہ انبیاء و رسل کا موقف تھا جو انہوں نے اپنے اپنے دور میں باطل کے سامنے اختیار کیا تھا اور یہی خلافت نبوت تھی جس کا حق ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادا کیا اور قیامت تک کے لیے مسلمانوں کی مدح وثنا اور دعا کے مستحق قرار پائے۔

۳۴...... یقیناً یہ بنیادی حقائق میں سے ہے کہ تمام لوگ ارتداد کا شکار نہ ہوئے تھے، بہت سے قائدین، قبائل، افراد اور جماعتیں ہر علاقے میں اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہیں۔

۳۵...... حروب ارتداد کے دوران میں یمن میں خواتین کی دو مختلف ومتضاد تصویریں سامنے آئیں: ایک پاک باز و باعصمت خاتون کی تصویر، جس نے رذائل کے خلاف جنگ کی اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر شیاطین انس وجن کی قوت کو کچلنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کی چچا زاد بہن اور شہر بن باذان کی بیوی آزاد فارسیہ کی شخصیت، اور دوسری تاریک تصویر حضر موت کی یہودی اور ان کی ہم نوا خواتین کی تصویر، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے شاداں وفرحاں ہوئیں اور فسق و فجور کے ساتھ رنگین راتیں قائم کیں، رذائل و منکرات کا بازار گرم کیا ان کے ساتھ شیطان اور اس کے کارندوں نے ننگا ناچ ناچا اور اسلام سے لوگوں کے پھرنے اور اسلام کے خلاف بغاوت و جنگ کی دعوت پر جشن منایا۔

۳۶...... حق پر ثبات، اسلام کی دعوت اور اپنی قوموں کو ارتداد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرنے اور ڈرانے کے سلسلہ میں بعض اہل یمن کا عظیم موقف رہا، انہی میں سے بادشاہان یمن میں سے مران بن ذی عمیر ہمدانی اور عبداللہ بن مالک الارجبی رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کندہ کی شاخ بنو معاویہ کے شرحبیل بن سمط اور ان کے بیٹے تھے۔

۳۷...... حروب ارتداد کے بعد یمن مرکزی قیادت کے تحت متحد ہوا، جس کا دارالخلافہ مدینہ تھا۔ یمن کو تین اداری حصوں میں تقسیم کیا گیا، قبائل کو اساس نہ بنایا گیا: صنعاء، جند اور حضر موت۔ اور امارت و سرداری میں قبائلی عصبیت کو اساس نہ بنایا گیا، قبائل کی حیثیت فوجی یونٹ کی رہی اور اصل مقیاس ایمان، تقویٰ اور عمل صالح قرار پائے۔

۳۸...... معرکہ بزاخہ میں طلیحہ اسدی کی شکست فاش سے بہت سے قبائل دائرۂ اسلام میں واپس آ گئے۔ چنانچہ بنو عامر اس معرکہ کے بعد یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے: ہم جہاں سے نکلے تھے وہاں واپس ہو جائیں گے۔ چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے اہل بزاخہ، اسد، غطفان اور طے سے اور جن شرطوں پر بیعت لی ان سے بھی بیعت لی۔

۳۹...... مالک بن نویرہ کے قتل کا اصل سبب اس کا کبر وغرور اور تردد تھا۔ اس کے اندر جاہلیت کا حصہ باقی رہا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ رسول کی فرماں برداری اور بیت المال کے حق زکوٰۃ کی ادائیگی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹال مٹول کیا۔

۴۰...... ابوبکر رضی اللہ عنہ مالک بن نویرہ کے قتل کی تحقیق کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دامن اتہام قتل سے بری ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں حقائق امور کا دیگر صحابہ کے مقابلے میں زیادہ علم تھا، اس لیے کہ آپ خلیفہ تھے اور ساری خبریں آپ کو پہنچتی تھیں۔

۴۱...... خالد رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کرنا اور ان سے تعاون لینا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کمال کی دلیل ہے کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کے اندر شدت تھی، آپ کی نرم طبیعت سے ان کی شدت نے مل کر اعتدال کی راہ لی کیونکہ مجرد نرمی اور مجرد سختی سے خرابی پیدا ہوسکتی ہے لہٰذا آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر رکھ کر اور خالد رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے اعتدال پیدا کیا۔ یہ وہ کمال ہے جسے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا۔

۴۲...... مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بحرین کے فتنے کو بجھانے اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی فوج سمیت شامل ہونے میں بڑا اچھا اور عظیم کردار رہا۔ آپ اپنی فوج لے کر بحرین سے شمال کی طرف روانہ ہوئے اور قطیف اور ہجر پر قبضہ کرتے ہوئے دجلہ کے دہانے تک پہنچ گئے اور اپنے راستے میں فارسی فوج اور فارسی نائبین وامراء کا قصہ تمام کیا۔ ان کی مہم کی خبریں برابر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچتی رہیں ان کے بارے ان کے ساتھیوں سے دریافت کیا تو قیس بن عاصم منقری نے ان کے بارے میں شہادت دی: یہ شخص گمنام اور مجہول النسب نہیں اور نہ رزیل آدمی ہے، یہ تو مثنیٰ بن حارثہ شیبانی عظیم شخصیت کے مالک ہیں۔

۴۴...... یمامہ میں لشکر خالد کے سامنے بنو حنیفہ کی ہزیمت وشکست تحریک ارتداد کے لیے کمر توڑ ثابت ہوئی۔ معرکہ یمامہ میں شہداء کی فہرست میں بہت سے حفاظ قرآن شامل تھے۔ جس کے نتیجے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن کو جمع کروایا اور یہ عظیم ذمہ داری صحابی جلیل زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔

۴۵...... دور صدیقی اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں تمکین وغلبہ کی تمام شرائط وجود میں آئیں اور اللہ رب العالمین کے بعد امت کو ان شرائط کی تذکیر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بڑا ہاتھ رہا۔ اسی لیے آپ نے اعراب کے زکوٰۃ کی عدم وصولی کے مطالبے کو مسترد کر دیا، لشکر اسامہ کو روانہ کرنے پر مصر رہے، مکمل شریعت کا التزام کیا، چھوٹی یا بڑی کسی چیز سے تنازل قبول نہ کیا۔

۴۶...... حروب ارتداد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تیاری معنوی اور مادی ہر پہلو کو شامل تھی۔ آپ نے فوج تیار کی، فوجی دستے اور ان کے لیے پرچم مقرر کیے، قائدین وجرنیل منتخب کیے، مرتدین سے خط کتابت کی، صحابہ کو مرتدین سے قتال پر ابھارا، اسلحے، گھوڑے، اونٹ جمع کیے، مجاہدین کو ساز وسامان کے ساتھ تیار کیا، بدعت، جہالت، نفس پرستی کے خلاف جنگ کی، شریعت کو نافذ کیا، وحدت واتحاد کے اصول اپنائے، کسی ذمہ داری کے لیے ذمہ دار کو مکمل فارغ کر دینے اور اس کے لیے مطلوبہ صلاحیت کے اصول کو اپنایا۔ چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ کو فوج کی قیادت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن کے لیے، ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو جنگی خط کتابت کے لیے مقرر کیا اور امن اور نشر واشاعت وغیرہ شعبوں کا بھرپور اہتمام کیا۔

۴۷...... دور صدیقی میں شریعت الٰہی کے نفاذ کی برکات صحابہ کرام کے غلبہ وتمکین کی شکل میں نمودار ہوئیں۔ اپنے اور اپنے اہل وعیال پر اللہ کے شعائر کو نافذ وقائم کرنے کے حریص بنے اور شریعت کے نفاذ میں اخلاص سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو قوت وطاقت بخشی، مرتدین پر ان کو فتح نصیب فرمائی اور امن واستقرار عطا فرمایا۔

۴۸...... حروب ارتداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو جہاد کیا یہ اللہ کی طرف سے آئندہ اسلامی فتوحات کی الٰہی تیاری تھی۔ اس دوران میں پرچم ممتاز ہوئے، قدرتیں اور صلاحیتیں نمودار ہوئیں، طاقتیں ابھریں، جنگی قیادتوں کا انکشاف ہوا، قائدین نے انواع واقسام کے جنگی اسلوب اور منصوبے وضع کیے، سچی، مطیع وفرمانبردار، منضبط اور بیدار مغز عسکریت کی صلاحیتیں نمودار ہوئیں، جن کے سامنے قتال کے مقاصد واہداف عیاں تھے اپنی کوششوں اور قربانیوں کا مقصد انہیں معلوم تھا، اسی لیے کارکردگی ممتاز رہی اور فدائیت عظیم رہی۔

۴۹...... جزیرۂ عرب اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ اللہ کے فضل وکرم اور پھر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہاد سے پرچم اسلام کے نیچے متحد ہوا۔ اسلامی دارالخلافہ مدینہ کو پورے جزیرہ عرب پر کنٹرول حاصل ہوا۔ ایک زعیم وقائد کی قیادت میں ایک اصول وفکر کے تحت پوری امت چلنے لگی، یہ انتصار وغلبہ اسلامی دعوت اور امت کی وحدت کی فتح تھی، جو اختلاف وعصبیت کے عوامل واسباب پر غلبہ پا کر حاصل ہوئی اور یہ اس بات کی دلیل وبرہان تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت انتہائی شدید بحران ومشکلات پر غلبہ حاصل کرنے پر قادر تھی۔

۵۰...... تاریخی واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ دین اسلام کے خلاف تمرد وعصیان کی ہر کوشش خواہ فرد کی طرف سے ہو یا جماعت کی طرف سے یا حکومت وسلطنت کی طرف سے، اسے بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا ہوگا۔ کیونکہ یہ تمرد وعصیان اللہ کے حکم (قرآن) کے خلاف تمرد وعصیان ہے جس کی حفاظت اور اس پر قائم رہنے والی جماعت کی حفاظت کی ذمہ داری خود رب العالمین نے لے رکھی ہے۔

۵۱...... جوں ہی ارتداد کی جنگ ختم ہوئی اور جزیرہ عرب میں استقرار آیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتوحات کے منصوبے کی تنفیذ شروع کر دی، جن کی پلاننگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی۔ چنانچہ آپ نے شام وعراق کو فتح کرنے کے لیے لشکر تیار کر کے روانہ کیا۔

۵۲...... فتح عراق کے قائدین خالد وعیاض رضی اللہ عنہما کو جو تعلیمات اور اوامر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاری کیے وہ ترقی یافتہ فوجی حکیمانہ شعور پر دلالت کرتا ہے، جن کے آپ مالک تھے۔ آپ نے مختلف حکیمانہ اور ٹیکنیکل عسکری تعلیمات دیں، دونوں مسلم قائدین کے لیے عراق میں داخلہ کے جغرافیائی حدود اور علاقوں کی تحدید فرمائی گویا کہ آپ خود حجاز میں مرکز قیادت (آپریشن روم) سے جنگ کی قیادت فرما رہے ہیں اور آپ کے سامنے عراق کا مکمل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ (Map) پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

۵۳...... خالد رضی اللہ عنہ نے عراق میں متعدد معرکے سر کیے جو فتح عراق کا سبب بنے، جیسے معرکہ ذات السلاسل، معرکہ مذار، معرکہ ولجہ، معرکہ الیس، فتح حیرہ، معرکہ انبار، معرکہ عین التمر، معرکہ دومۃ الجندل، معرکہ حصید، معرکہ مصیخ اور معرکہ فراض۔

۵۴...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب شام کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا تو کبار صحابہ سے مشورہ فرمایا، اہل یمن سے جہاد پر نکلنے کا مطالبہ کیا، قائدین فوج کے پرچم متعین کیے اور شام کی طرف چار لشکر روانہ کیے اور یزید بن ابی سفیان، ابوعبیدہ بن جراح، عمرو بن عاص، شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم فتح شام پر نکلنے والی اسلامی فوج کے قائدین تھے۔

۵۵...... فتح شام پر مکلّف کی ہوئی فوج کو مشکلات کا سامنا تھا کیونکہ ان کے مقابلے میں رومی سلطنت کی ترقی یافتہ فوج تھی، جو تعداد اور جنگی سازوسامان کے اعتبار سے امتیازی پوزیشن کی حامل تھی۔ قائدین نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خط کتابت کی اور ان کو اس سنگین صورت حال سے آگاہ کیا، تو آپ نے انہیں مختلف شامی علاقوں سے انخلاء کر کے یرموک میں ایک ساتھ جمع ہونے کا حکم فرمایا اور پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فتح عراق پر متعین نصف اسلامی فوج کو لے کر شام پہنچنے اور وہاں کمان سنبھالنے کا حکم فرمایا۔

۵۶...... خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رومی فوج پر مختلف معرکوں میں فتح وانتصار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، جن میں سے اہم اجنادین اور یرموک کے معرکے ہیں۔

۵۷...... محقق خلافت صدیقی میں خارجہ پالیسی کے اہم خطوط ونقوش کا استنباط کر سکتا ہے، جو یہ ہیں: دوسری قوموں کے دلوں میں اسلامی خلافت کی ہیبت ورعب جمانا، جہاد کو جاری رکھنا، جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا، مفتوحہ قوموں کے درمیان عدل وانصاف قائم کرنا اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، ان سے زور زبردستی کو دور کرنا اور ان کے اور اسلام کے مابین بشری موانع کا خاتمہ۔

۵۸...... فتوحات صدیقی کا مطالعہ کرنے والا آپ کے جنگی منصوبے کی بنیادی پلاننگ معلوم کر سکتا ہے۔ اس عظیم خلیفہ نے اسباب کا استعمال کیسے کیا؟ اور کس طرح یہ محکم منصوبہ مسلمانوں کے لیے الٰہی فتح وتمکین کے نزول کا سبب رہا؟ انہی پلاننگ میں سے یہ ہیں: دشمن کے ملک میں اندر گھسنے سے احتراز کیا جائے، یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کے تابع ہو جائے، فوج اکٹھی کرنا اور مکمل تیاری، فوج کو امداد وکمک بھیجنے کا باقاعدہ انتظام، مقاصد جنگ کی تحدید، میدان معرکہ کی ضروریات کو اہمیت وفوقیت دینا، میدان معرکہ سے برطرفی، اسلوب قتال میں تطور وترقی، قائدین کے ساتھ روابط کی حفاظت، خلیفہ کی ذکاوت وزیرکی۔

۵۹...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قائدین اور لشکر کو دی گئی تعلیمات میں اللہ کے حقوق کو بیان کیا، جیسے دشمن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے ڈٹ جانا، قتال میں اخلاص، امانت داری، اللہ کے دین کی نصرت وتائید میں ٹال مٹول اور کوتاہی نہ کرنا اور آپ نے لشکر ورعایا پر قائدین کے حقوق متعین کیے، جیسے قائدین کی اطاعت کا التزام کرنا، ان کی فرمانبرداری میں جلدی کرنا، مال غنیمت کی تقسیم میں ان سے اختلاف نہ کرنا وغیرہ۔

اسی طرح آپ نے اپنے خطوط اور وصیتوں میں فوجیوں کے حقوق کو بھی تفصیل سے بیان کیا جیسے ان کا جائزہ لینا اور ان کے حالات کو برابر معلوم کرتے رہنا، سفر کے دوران میں ان پر نرمی کرنا، ان پر عریف ونقیب متعین کرنا، دشمن سے جنگ کے لیے صحیح جگہ ان کو اتارنے کے لیے متعین کرنا، لشکر کی ضرورت کے مطابق زاد وچارہ کا انتظام کرنا، لشکر کی حفاظت کی خاطر بااعتماد مخبروں اور جاسوسوں کے ذریعے سے دشمنوں کی خبر معلوم کرتے رہنا، انہیں جہاد پر ابھارنا، ثواب اور جہاد کی فضیلت ان سے بیان کرتے رہنا، ان میں سے ذی فہم لوگوں سے مشورے کرنا، حقوق اللہ کی ادائیگی کی ان کو تلقین کرنا اور زراعت وتجارت میں لگ کر جہاد سے مشغول ہونے سے ان کو منع کرنا وغیرہ۔

ان سب حقوق کو میں نے آپ کے خطوط اور قائدین کو بھیجی گئی وصیتوں سے اخذ کیا ہے۔

٦٠...... فتوحات اسلامی میں غور وفکر کرنے والا یہ دیکھتا ہے کہ الٰہی توفیق ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوج کے شامل حال رہی۔ اس ظفریاب فوج نے روم وفارس کی شان وشوکت کو خاک میں ملایا اور ان ممالک کو جنگ کی تاریخ میں انتہائی معمولی وقت میں فتح کیا۔ ان فتوحات کے اہم اسباب یہ تھے: مسلمانوں کا اس حق پر ایمان جس کی خاطر وہ جنگ کر رہے تھے، جنگی صفات کا مسلمانوں کے اندر رچ بس جانا، ان قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا عدل و انصاف اور نرمی، جزیہ اور خراج کی تعیین میں مسلمانوں کی رحمت وشفقت، ان کے ساتھ ایفائے عہد، مسلمانوں کے پاس افراد وقائدین کی عظیم ثروت، اسلامی جنگی منصوبہ بندی کا محکم ہونا، وغیرہ۔

٦١...... جب ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے ہونے والے خلیفہ کے انتخاب کے لیے مختلف عملی اقدام کیے: مہاجرین و انصار میں سے کبار صحابہ سے مشورہ کرنا، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی تجویز دی اور تمام صحابہ نے اس پر اتفاق کرلیا تو آپ نے فرمان نامہ لکھوایا ہے جو مدینہ اور دیگر شہروں میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے، عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے عزائم سے آگاہ کیا اور آئندہ اقدامات سے باخبر کیا اور پورے ہوش وہواس کی حالت میں بزبان خود لوگوں کو یہ بات بتلائی تاکہ کسی طرح کا التباس پیدا نہ ہونے پائے، دعا کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مناجات کرنے لگے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس بات کا مکلف کیا کہ وہ لوگوں کو یہ فرمان نامہ پڑھ کر سنائیں، اپنی وفات سے قبل عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لی اور عمر رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں تعلیمات دیں۔

٦٢...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لیے جو اقدامات کیے وہ کسی حالت میں بھی شورائیت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے منافی اوراس سے متجاوز نہیں۔ اگر چہ یہ اقدامات وہ نہ تھے جو خود ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے وقت اختیار کیے گئے تھے اور اس طرح شورائیت اور اتفاق رائے سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت وجود میں آئی اور تاریخ میں اس کے بعد آپ کی خلافت کے سلسلے میں کوئی اختلاف رونما نہ ہوا اور نہ آپ کے دور خلافت میں کوئی آپ کا مدمقابل بن کر کھڑا ہوا اور آپ کی خلافت کے دوران میں آپ کی خلافت واطاعت پر مسلمانوں کا اجماع رہا، سب کے سب ایک ہی وحدت میں پروئے ہوئے تھے۔

۶۳...... دنیا میں اللہ کے دین کی نشر واشاعت کے راستے میں عظیم جہاد کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ انسانی تمدن اس شیخ جلیل کی مقروض رہے گی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی دعوت کا پرچم بلند کیا، آپ کے لگائے ہوئے پودے کی حفاظت کی، عدل وحریت کے بیج کی نگہبانی کی اور اسے شہداء کے پاکیزہ خون سے سیراب کیا، جس سے ہر طرح کے ثمرات امت کو وافر مقدار میں ملے اور تاریخ میں علوم وثقافت اور فکر کو عظیم تقدیم حاصل ہوا۔ تہذیب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مقروض رہے گی کیونکہ آپ کے جہاد اور صبر عظیم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت فرمائی اور اسلام کو اقوام وامم اور مختلف ممالک میں عظیم فتوحات کے ذریعے سے پھیلا دیا۔

۶۴...... میری یہ متواضع کوشش قابل نقد اور رہنمائی کی محتاج ہے۔ یہ ایک حقیر کوشش ہے جس سے مقصود خلافت راشدہ کے دور کی حقیقت کی معرفت ہے تاکہ اس سے ہم نفاذ شریعت اور لوگوں میں اس کی نشر واشاعت میں استفادہ کریں۔ میں ناقدین کی خدمت میں شاعر کا یہ قول پیش کرتا ہوں:

إن تـجـد عيبـا فَسُدَّ الـخـلَـلَا
جـلَّ مَـنْ لا عـيـب فيـه وعَلَا

''اگر آپ کو کوئی نقص وعیب نظر آئے تو اس خلل کو دور کر دیجیے، صرف اللہ جل وعلا کی ذات ایسی ہے جس کے اندر کوئی نقص وعیب نہیں ہے، صرف اسی کا کام اس سے پاک ہے۔''

میں عرش عظیم کے مالک اللہ علی وعظیم سے دعا گو ہوں کہ اس ناچیز کی کوشش کو اچھی طرح قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا کرے اور اسے میرے ان اعمال صالحہ میں شمار فرمائے جس سے مجھے اس کی قربت حاصل ہو، مجھے اور میرے ان دوستوں کو اجر وثواب سے محروم نہ کرے جنھوں نے اس کی تکمیل میں میرا تعاون کیا ہے، اور ہم سب کو انبیاء وصدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت نصیب فرمائے۔

میں اپنی اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر ختم کرتا ہوں:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝﴾ (الحشر: ١٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔''

اور آخر میں ابن الوردی شاعر کا یہ قول پیش کرتا ہوں، جو اس نے اپنے لخت جگر سے کہا تھا:

اطلُبِ العلم ولا تَكْسَلْ فما
أَبْعَدَ الخَيْرَ على أهلِ الكَسَلْ

''علم طلب کر، سستی مت کر، سستی کرنے والوں سے خیر بہت ہی دور ہوتا ہے۔''

احْتَفِل لِلْفِقْهِ فِي الدِّيْنِ وَلا
تشتغل عنه بمال وخَوَل

''دین کا علم وفہم حاصل کرنے کے لیے جت جا اور مال ومتاع کے چکر میں اس سے مشغول نہ ہو۔''

وَاهْجُرِ النَّومَ وَحَصِّلْه فَمَنْ
يَعْرِفِ المطلوب يَحْقِرْ مَا بَذَلْ

''نیند کو خیر باد کہہ دے اور اس کو حاصل کرنے میں لگ جا، جو مطلوب کی قدر وقیمت پہچانتا ہے وہ اپنی تمام کوششوں کو حقیر سمجھتا ہے۔''

لا تَقُلْ قَدْ ذَهَبَتْ أَرْبَابُهُ
كل من سار على الدَّرْبِ وَصَلْ

''یہ مت کہو کہ علم والے ختم ہو گئے۔ جو بھی صحیح راستے پر لگتا ہے، منزل تک پہنچتا ہے۔''

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليه.

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع ومصادر

۱: أباطیل یجب ان تُمحی من التاریخ ، د: ابراھیم علی شعوط۔ ط: ششم ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸ء۔ المکتب الاسلامی .

۲: ابوبکر الصدیق ، أوّل الخلفاء الراشدین ، محمد رشید رضا ، ط: ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء ، دار الکتب العلمیة ، بیروت .

۳: أبوبکرٍ الصدیق ، أفضل الصحابة واحقُّهم بالخلافة ، محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن قاسم ، ط: اوّل ، ۱۴۱۷ھ ، ۱۹۹۶ء دارالقاسم .

۴: ابوبکرٍ الصدیق ، د: نزار الحدیثی ، د: خالد جاسم الجنابی ، ط: اوّل ، ۱۹۸۹ء ، دارالشئون الثقافیة العامة ، العراق .

۵: ابوبکرٍ الصدیق ، علی طنطاوی ، ط: سوم ، ۱۴۰۶ھ ، ۱۹۸۶ء ، دارالمنارة ، جدة السعودیة .

۶: ابوبکر الصدیق ، محمد مال الله ، ط: اوّل ، ۱۴۱۰ھ ، ۱۹۸۹ء ، مکتبه ابن تَیمیَّه .

۷: ابوبکر رجل الدَّولة ، مجدی حمدی ، ط: اوّل ، ۱۴۱۵ھ دار طیبة ، الریاض .

۸: الاحکام السلطانیة ، ابوالحسن الماوردی ، دارالکتب العلمیة ، بیروت .

۹: اخطاء یجب ان تصحح فی التاریخ ، استخلاف ابوبکر الصدیق ، د:جمال عبدالهادی محمد مسعود ، دکتور: محمد رفعت جمعة ، ط: اوّل ، ۱۴۰۶ھ ، ۱۹۸۶ء .

۱۰: الاساس فی السُّنَّة ، سعید حوّی ، ط: اوّل ، ۱۴۰۹ھ ، ۱۹۸۹ء ، دارالسلام ، مصر .

۱۱: أُسد الغابة فی معرفة الصحابة ، ابو الحسن علی بن محمد الجزری ، ط: اوّل ، ۱۴۱۷ھ ، ۱۹۹۶ء ، دار احیاء التراث العربی .

۱۲: اشهر مشاهیر الاسلام فی الحرب والسیاسة ، رفیق العظم ، ط: ششم ، ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء دارالرائد العربی ، بیروت ، لبنان .

۱۳: اصحاب الرسول ، محمود المصری ، ط: اوّل ، ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء ، مکتبه ابوحُذَیفه السلفی .

۱۴: أضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن ، محمد الایمن بن محمد المختار الجنکی الشّنقیطی ، ط: ۱۳۸۶ھ ، مطبعة المدنی .

۱۵: أضواء علی الهجرة ، توفیق محمد سبع ، ط: ۱۳۹۳ھ ، ۱۹۷۳ء ، مطبعة الهیئة العامَّة لشئون المطابع الامیریّة .

۱۶: الانصار فی العصر الراشدی (سیاسیًا وعسکریا وفکریا) د: حامد محمد خلیفة ، رسالة دکتوراه من کلیة الآداب فی جامعة بغداد ، لم تطبع من صورة مصورة .

۱۷: الإبانة عن اصول الدِّیانة ، ابوالحسن الاشعری ، ط: ۱۹۷۵ء ، الجامعة الاسلامیة .

۱۸: الإحسان فی صحیح ابن حبان ، علاء الدین علی بن بلبان الفارسی ، ط: اوّل ، ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۱ء ، مؤسَّسة الرسالة ، بیروت .

۱۹: الادارة العسکریة فی الدولة الاسلامیة نَشأتها وتطوُّرها ، د: سلیمان بن صالح بن سلیمان آل کمال ، ط: اوّل ، ۱۴۱۹ھ ، ۱۹۹۸ء ، جامعة اُمّ القری معهد البحوث وإحیاء التُّراث .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰: الإصابة فی تمییز الصحابة، احمد بن علی بن حجر، ط: اوّل، ۱٤۱۵ھ ـ ۱۹۹۵ء، دار الکتب العلمیة، بیروت.

۲۱: الإمامة العظمی عند اهل السنة والجماعة، عبدالله بن عمر بن سلیمان الدُّمیجی، ط: دوم، ۱٤۰۹ھ ـ، دار طیبة السعودیة.

۲۲: الایمان واثره فی الحیاة، یوسف القرضاوی، ط: دهم، ۱٤۰۵ھ ـ، ۱۹۸٤ء، مؤسّسة الرسالة، بیروت.

۲۳: الأبعاد السیاسة لمفهوم الامن فی الاسلام، مصطفی محمود منجود، ط: اوّل، ۱٤۱۷ھ ـ، ۱۹۹٦ء، المعهد العالی للفکر الاسلامی.

۲٤: إتمام الوفاء فی سیرة الخلفاء، محمد الخضری، ط: اوّل، ۱٤۱۷ھ ـ، ۱۹۹٦ء دار المعرفة، بیروت.

۲۵: احکام المرتدّ فی الشرعیة الاسلامیة، نعمان عبدالرزاق السامرائی، ط: ۱۹٦۸ء، دارالعربیة.

۲٦: الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ابوعمر بن عبدالبر، دارالکتاب العربی، بیروت.

۲۷: الاعتقاد علی مذهب السلف اهل السنة والجماعة، ابوبکر احمد بن الحسین البیهقی، ناشر: حدیث اکیڈمی، نشاط آباد، فیصل آباد، باکستان.

۲۸: الاکتفاء بما تضمّنه من مغازی رسول الله والثلاثة الخلفاء، ابوالربیع سلیمان الکلاعی الأندلسی، ط: اوّل، ۱٤۱۷ھ ـ، ۱۹۹۷ء، عالم الکتب بیروت.

۲۹: البِدایة والنِّهایة، ابوالفداء الحافظ ابن کثیر الدِّمشقی، ط: اوّل، ۱٤۰۸ھ ـ، ۱۹۸۸ء دارالرّیّان، القاهرة.

۳۰: تاریخ الأُمم والملوك، ابوجعفر الطَّبری، ط: اوّل، ۱٤۰۷ھ ـ، ۱۹۸۷ء، دارالفکر، بیروت.

۳۱: تاریخ الانصار السیاسی، د: عبدالمنعم الدُّسوقی، دار الخلفاء، مصر.

۳۲: تاریخ الاسلام للذهبی، عهد الخلفاء الراشدین، ط: اوّل، ۱٤۰۷ھ ـ، ۱۹۸۷ء، دارالکتاب العربی.

۳۳: التاریخ الاسلامیُّ، الخلفاء الراشدون، محمود شاکر، ط: پنجم، ۱٤۱۱ھ ـ، ۱۹۹۰ء، المکتب الاسلامی.

۳٤: التاریخ الاسلامیُّ، مواقف وعِبَر، د: عبدالعزیز عبدالله الحُمَیدی، ط: اوّل، ۱٤۱۸ھ ـ، ۱۹۹۸ء، دارالدعوة، الاسکندریة، دارالأندلس الخضراء، جِدَّه.

۳۵: تاریخ الخلافة الراشدة، محمد بن احمد کنعان، ط: اوّل، ۱٤۱۷ھ ـ، ۱۹۹۷ء، مؤسّسة المعارف، بیروت، لبنان.

۳٦: تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین السُّیوطی، تحقیق: ابراهیم صالح، ط: اوّل، ۱٤۱۷ھ ـ، ۱۹۹۷ء، دار صادر، بیروت.

۳۷: تاریخ الدعوة إلی الاسلام فی عهد الخلفاء الراشدین، د: یسری محمد هانی، ط: اوّل، ۱٤۱۸ھ ـ، جامعة ام القری، معهد البحوث العلمیة وإحیاء التُّراث.

۳۸: تاریخ الدعوة الاسلامیة فی زمن الرسولﷺ والخلفاء الراشدین، د: جمیل عبدالله المصری، ط: اوّل، ۱٤۰۷، ۱۹۸۷ء مکتبة الدار بالمدینة المنورة.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹: التاریخ السیاسی والعکسری، د: علی معطی، ط: اوّل، ۱٤۱۹ھـ، ۱۹۹۸ء، موسسة المعارف، بیروت.

٤۰: تاریخ القضاء فی الاسلام، د: محمد الزُّحیلی، ط: اوّل، ۱٤۱۵ھـ، ۱۹۹۵ء، دارالفکر المعاصر، بیروت، دارالفکر، دِمَشق.

٤۱: تاریخ الیعقوبی، ط: ۱٤۰۰ھـ، ۱۹۸۰ء، دار بیروت لطباعة والنشر.

٤۲: تاریخ بغداد، أو مدینة السلام، ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان.

٤۳: تاریخ صدر الاسلام وفجره، د: شحادة علی الناطور، ط: ۱۹۹۵ء.

٤٤: تاریخ فتوح الشام، ابوزکریا یزید بن محمد الأزدِیّ، تحقیق: عبدالمنعم عبدالله عامر، ط: ۱۹۷۰ء موسسة القاهرة.

٤۵: التبیین فی أنساب القرشیِّین، ابو محمد عبدالله بن احمد بن محمد بن قدامة المَقْدِسی، عالم الکتب، بیروت.

٤٦: التَّحالف السیاسی فی الاسلام، منیر الغضبان، ط: دوم، ۱٤۰۸ھـ، ۱۹۸۸ء دارالسلام.

٤۷: تحفة الاحوذی بشرح الترمذی، عبدالرحمن بن عبدالرحیم المبارکفوری، ط: دوم، ۱۳۸۵ھـ، ۱۹٦۵ء، دارالاتحاد العربی للطباعة.

٤۸: تُراث الخلفاء الراشدین فی الفقه الاسلامی، د: صبحی محمصانی، ط: اوّل، ۱۹۸٤، دارالعلم للملایین.

٤۹: التربیة القیادیة، غضبان، ط: اوّل، ۱٤۱۸ھـ، ۱۹۹۸ء، دارالوفاء، المنصورة.

۵۰: ترتیب وتهذیب البدایة والنهایة، خلافة ابی بکرٍ الصدیق، د: محمد بن صامل السَّلمی، ط: اوّل، ۱٤۱۸ھـ، ۱۹۹۷ء دارالوطن، الریاض.

۵۱: تفسیر ابن کثیر، ط: دوم، ۱۳۸۹ھـ ۱۹۷۰ء، دارالفکر للطباعة، بیروت.

۵۲: تفسیر الآلوسی المسمّٰی روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، آلوسی (محمود الآلوسی البغدادی) ادارة الطباعة المصطفائیة بالهند، سن طبع مذکور نہیں ہے۔

۵۳: تفسیر الرازی، ط: سوم، دارإحیاء التُّراث العربی، بیروت.

۵٤: تفسیر القاسمی المسمّٰی محاسن التأویل، محمد جمال الدین القاسمی، ط: دوم، ۱۳۹۸ھـ، ۱۹۷۸ء دارالفکر، بیروت.

۵۵: تفسیر القرطبی، ابوعبدالله محمد بن احمد الانصاری القرطبی، ط: ۱۹٦۵ء، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان.

۵٦: التفسیر المنیر فی العقیدة والشریعة والمنهج، د: وهبة الزُّحیلی، ط: اوّل، ۱٤۱۱ھـ، ۱۹۹۱، دارالفکر المعاصر، بیروت، دارالفکر، دمشق.

۵۷: التَّفوُّق والنَّجابة علی نهج الصحابة، حمد بن بلیه بن مرهان العجمی، ط: اوّل، مکتبة العبیکان، الریاض.

۵۸: التمکین لامة الاسلامیة فی ضوء القرآن الکریم، محمد السید محمد یوسف، ط: اوّل ۱٤۱۸ھـ، ۱۹۹۷ء، دارالسلام، مصر.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

:٥٩ تهذيب تاريخ دمشق الكبير، ابن عساكر، ط: سوم١٤٠٧هـ، ١٩٨٧ء، دارإحياء التراث العربى، بيروت.

:٦٠ الثابتون على الاسلام، ايام فتنة الردة فى عهد الخليفة ابى بكر الصديق، د: مهدى رزق الله احمد، ط: اوّل، ١٤١٧هـ، ١٩٩٦ء دار طيبة.

:٦١ جامع الاصول فى احاديث الرسولﷺ، ابوالسعادات المبارك بن محمد الجزرى، تحقيق عبدالقادر الارناؤوط، ط: ١٣٩٢هـ، مكتبة الحلوانى، سوريا.

:٦٢ الجامع لاخلاق الراوى وآداب السامع، خطيب البغدادى، ط: ١٤٠٣هـ، ١٩٨٣ء مكتبة المعارف، بالرياض.

:٦٣ الجهاد والقتال فى السياسة الشرعية، محمد خير هيكل، ط: اوّل ١٤١٤هـ، ١٩٩٣ء دار البيارق، عمان.

:٦٤ الحجاز والدولة الاسلامية، د: ابراهيم بيضون، ط: ١٤١٦هـ، ١٩٩٥ء، دارالنهضة العربية.

:٦٥ الحرب النفسية من منظور أسلامى، د: احمد نوفل، ط: ١٤٠٧، ١٩٨٧ء، دارالفرقان، عمان.

:٦٦ حركة الردة، د: على العتوم، ط: دوم، ١٩٩٧، مكتبة الرسالة الحديثة، عمان.

:٦٧ الحركة السَّنوسية فى ليبيا، على محمد الصَّلابى، ط: اوّل ١٩٩٩ء دار البيارق، عمان.

:٦٨ حركة الفتح الاسلامى، شكرى فيصل، ط: ششم، ١٩٨٢ء، دارالعلم للملايين.

:٦٩ حروب الاسلام فى الشام، محمد احمد باشميل، ط: اوّل ١٤٠٠هـ، ١٩٨٠ء دارالفكر.

:٧٠ حروب الردة من قيادة النبى الى إمرة ابى بكر، شوقى ابوخليل، دارالفكر، دمشق.

:٧١ حروب الردة وبناء الدولة الاسلامية، احمد سعيد بن سالم، ط: ١٤١٥هـ، ١٩٩٤ء، دارالمنار.

:٧٢ حروب الردة، محمد احمد باشميل، ط: اوّل، ١٣٩٩هـ، ١٩٧٩ء، دارالفكر.

:٧٣ الحكم بغير ما انزل الله، احواله واحكامه، د: عبدالرحمن بن صالح المحمود، ط: اوّل ١٤٢٠هـ، ١٩٩٩ء دار طيبة، الرياض.

:٧٤ حِلية الاوّلياء وطبقات الاصفياء، ابو نُعَيم احمد بن عبدالله الأصفهانى، دارالكتب العلمية، بيروت.

:٧٥ حياة ابى بكر، محمود شلبى، ط: اوّل، ١٩٧٩ء دارالجيل، بيروت.

:٧٦ خاتم النبيين، ابوزهرة، ط: اوّل ١٩٧٢ء، دارالفكر، بيروت.

:٧٧ خالد بن الوليد، صادق ابراهيم عرجون، ط: چهارم، ١٤٠٧هـ، ١٩٩٩، الدار السلفية.

:٧٨ الخَراج، ابو يوسف، منشورات مكتبة الرياض الحديثة، سن طبع مذکور نہیں ہے۔

:٧٩ خطب ابى بكر الصديق، د: محمد احمد عاشور، جمال عبدالمنعم الكومى، دارالاعتصام.

:٨٠ الخلافة الراشدة والدولة الاموية من فتح البارى، د: يحيى ابراهيم اليحيى، ط: اوّل، ١٤١٧هـ، ١٩٩٦، دارالهجرة، السعودية.

:٨١ الخلافة والخلفاء الراشدون بين الشورى والديمقراطية، سالم بهنساوى، ط: دوم، ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء، مكتبة المنار الاسلامية، الكويت.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٨٢: الخلفاء الراشدون بين الاستخلاف والاستشهاد، صلاح عبدالفتاح الخالدی، ط: اوّل، ١٤١٦هـ، ١٩٩٥ء، دار القلم، دمشق، الدار الشامية، بيروت.

٨٣: الخلفاء الراشدون، عبدالوهاب النجار، ط: اوّل، ١٤٠٦هـ، ١٩٨٦ء، دارالقلم، بيروت.

٨٤: خلفاء الرسولﷺ، خالد محمد خالد، ط: اوّل، ١٤١٥هـ، ١٩٩٤، دار الفكر، دمشق.

٨٥: الدُّر المنثور فی التفسير بالمأثور، امام السُّيوطی، ناشر: محمد امين دمج، بيروت، لبنان.

٨٦: دراسات فی الحضارة الاسلامية، احمد ابراهيم الشريف، دارالفكر العربی.

٨٧: دراسات فی السيرة النبوية، عماد الدين خليل، ط: ١١، ١٤٠٩هـ، ١٩٨٩ء، بيروت.

٨٨: دراسات فی عهد النبوة والخلافة الراشدة، د: عبدالرحمن الشجاع، ط: اوّل، ١٤١٩هـ، ١٩٩٩ء، دارالفكر المعاصر.

٨٩: دلائل النبوة ومعرفة احوال صاحب الشريعة، ابوبكر احمد البَيْهقی، تحقيق: عبدالمعطی قلعجی، ط: اوّل ١٤٠٥هـ، دارالكتب العلمية، بيروت.

٩٠: دواعی الفتوحات الاسلامية ودواعی المستشرقين، د. جميل عبدالله المصری، ط: اوّل، ١٤١١هـ، ١٩٩١ء، دارالقلم، دمشق، الدار الشامية، بيروت.

٩١: دور الحجاز فی الحياة السياسية العامّة فی القرنين الاوّل والثانی للهجرة، د: احمد ابراهيم الشريف، ط: دوم، ١٩٧٧ء، دارالفكر العربی.

٩٢: الدور السياسی للصَّفوة فی صدر الاسلام، السيد عمر، ط: اوّل، ١٤١٧هـ، ١٩٩٦ء، المعهد العالمی للفكر الاسلامی.

٩٣: الدولة العربية الاسلامية اوّلی، عصام محمد سابور، ط: سوم، ١٩٩٥ء، دارالنهضة العربية، بيروت.

٩٤: الدولة العربية الاسلامية، منصور الحرابی، ط: دوم، ١٣٩٦هـ، ١٩٨٧ء، منشورات جمعية الدعوة الاسلامية اللِّيبيَّة.

٩٥: ديوان الردة، د: علی العتوم، ط: اوّل، ١٤٠٨هـ، ١٩٨٧ء، مكتبة الرسالة الحديثة، عمان.

٩٦: ديوان حسان بن ثابت، تحقيق: وليد عرفات.

٩٧: الرياض النضرة فی مناقب العشرة، ابوجعفر احمد الشهير بالمحب الطبری، المتوفی ٦٩٤هـ، المكتبة القيمة القاهرة.

٩٨: سلسلة الاحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الالبانی، منشورات المكتب الاسلامی.

٩٩: سنن ابی داود، سليمان السجستانی، تحقيق و تعليق: عزت الدَّعاس، ط: ١٣٩١هـ، سوريا.

١٠٠: سنن الترمذی، ابو عيسی محمد بن عيسی الترمذی، ط: ١٣٩٨هـ، دارالفكر.

١٠١: السياسة الشرعية بين الراعی والرعية، شيخ الاسلام ابن تيميّة.

١٠٢: سير أعلام النُّبلاء، محمد بن احمد بن عثمان الذهبی، ط: هفتم، ١٤١٠هـ، ١٩٩٠ء، موسسة الرسالة.

١٠٣: السيرة الحلبية فی سيرة الامين والمامون، علی بن برهان الدين الحلبی، دار المعرفة.

١٠٤: السيرة النبوية: عرض لوقائعها وتحليل لاحداثها، د: علی محمد الصلابی، غير مطبوع.

١٠٥: السيرة النبوية فی ضوء المصادر الاصلية، د: مهدی رزق الله احمد، ط: اوّل ١٤١٢هـ، مركز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الملك فيصل للبحوث والدراسات الاسلامية، الرياض.
١٠٦: السيرة النبوية، ابو شهبة، ط: دوم، ١٤١٧هـ، ١٩٩٦ء، دار القلم، دمشق.
١٠٧: السيرة النبوية، ابن هشام، ط: دوم، ١٤١٧هـ، ١٩٩٧ء، دار احياء التراث.
١٠٨: السيرة النبوية: دروس و عبر، د: مصطفى السّباعى، ط: نهم، ١٤٠٦هـ، ١٩٨٦ء، المكتب الاسلامى، بيروت، لبنان.
١٠٩: السيرة النبوية، ابن كثير، امام ابوالفداء اسماعيل، تحقيق: مصطفى عبدالواحد، ط: دوم، ١٣٩٨هـ، دارالفكر، بيروت.
١١٠: سيرة وحياة الصديق، مجدى فتحى السيد، ط: اوّل، ١٤١٧هـ، ١٩٩٦ء، دارالصحابة للتراث، بطنطا.
١١١: الشورى بين الأصالة والمعاصرة، عز الدين التميمى، ط: اوّل، ١٤٠٥هـ، ١٩٨٥ء، دارالبشير.
١١٢: الشيخان ابوبكر الصديق وعمر بن الخطاب برِوايت البلاذرى فى انساب الاشراف، تحقيق: د. احسان صدقى العمد، ط: سوم، ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء، الموتمن للنشر، السعودية.
١١٣: صحيح البخارى، ابو عبدالله محمد بن اسماعيل البخارى، ط: اوّل، ١٤١١هـ، ١٩٩١ء دارالفكر.
١١٤: صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الالبانى، ط: سوم، ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨ء، المكتب الاسلامى، بيروت، لبنان.
١١٥: صحيح السيرة النبوية، ابراهيم صالح العلى، ط: سوم، ١٤٠٨هـ، ١٩٩٨ء، دارالنفائس.
١١٦: الصحيح المسند من فضائل الصحابة، ابوعبدالله مصطفى العدوى، ط: اوّل ١٤١٦هـ، ١٩٩٥ء، دار ابن عفان، السعودية.
١١٧: صحيح سنن ابن ماجة، محمد ناصر الدين الالبانى، منشورات المكتب الاسلامى.
١١٨: صحيح سنن ابى داود، محمد ناصر الدينى الالبانى، منشورات المكتب الاسلامى.
١١٩: صحيح مسلم بشرح النَّوَوِى، ط: اوّل، ١٣٤٨هـ، ١٩٢٩ء، المطبعة المصرية بالازهر.
١٢٠: صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقى، ط: دوم، ١٩٧٢ء دارإحياء التراث العربى، بيروت، لبنان.
١٢١: الصديق اوّل الخلفاء، عبدالرحمن الشّرقاوى، ط: اوّل، ١٤١٠هـ، ١٩٩٠ء، دارالكتاب العربى.
١٢٢: الصديق ابوبكر، محمد حسين هيكل، ط: ١٩٧١ء دارالمعارف بمصر.
١٢٣: صفة الصفوة، امام ابوالفرج ابن الجوزى، دار المعرفة، بيروت.
١٢٤: صفحات من تاريخ ليبيا الاسلامى، على محمد الصلابى، ط: ١٤١٨هـ، ١٩٩٨، دارالبيارق، عمان.
١٢٥: صور من جهاد الصحابة، عمليات جهادية خاصة تنفّذها مجموعات خاصة من الصحابة، د: صلاح عبدالفتاح الخالدى، ط: اوّل ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء، دارالقلم، دمشق.
١٢٦: الطبقات الكبرى، ابن سعد، دار صادر، بيروت.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۷: عبقرية الصديق، عباس محمود العقاد، المكتبة العصرية، بيروت.
۱۲۸: عتيق العتقاء الامام ابوبكر الصديق، محمود على البغدادى، ط: اوّل ۱۴۱۴هـ، ۱۹۹۴ء، دارالندوة الجديدة، بيروت.
۱۲۹: العشرة المبشرون بالجنة، د: سيد الجميلى، ط: دوم، ۱۴۰۸هـ، ۱۹۸۸ء، دارالرَّيَّان للتُّراث، بيروت.
۱۳۰: عصر الخلافة الراشدة، د: اكرم ضياء العمرى، ط: اوّل ۱۴۱۴هـ، ۱۹۹۴ء، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة.
۱۳۱: عصر الخلفاء الراشدين، دكتورة فتحية عبدالفتاح النّبراوى، ط: سوم: ۱۴۱۵هـ، ۱۹۹۴ء الدار السعودية.
۱۳۲: عصر الصحابة، عبدالمنعم الهاشمى، ط: سوم۱۴۲۱هـ، ۲۰۰۰ء، دارابن كثير.
۱۳۳: عقيدة اهل السنة والجماعة فى الصحابى الكرام، ناصر بن على عائض حسن الشيخ، ط: اوّل، ۱۴۱۳هـ، ۱۹۹۳ء، مكتبة الرشد، الرياض.
۱۳۴: العقيدة فى اهل البيت بين الافراط والتفريط، د: سليمان بن سالم بن رجاء السُّحيمى، ط: اوّل، ۱۴۲۰هـ، ۲۰۰۰، مكتبة الامام البخارى.
۱۳۵: العمليات التّعرضية والدِّفاعية عند المسلمين، الرائد نهاد عباس شهاب الجبورى، دار الحرية، بغداد.
۱۳۶: العواصم من القواصم، تحقيق: محب الدين الخطيب، اعداد محمد سعيد مبيض، ط: دوم، ۱۹۸۹ء، دار الثقافة، الدّوحة.
۱۳۷: عيون الاخبار، ابو محمد عبدالله بن مسلم بن قتيبه، ط: اوّل ۱۴۰۶هـ، ۱۹۸۶ء، دارالكتب العلمية.
۱۳۸: فتح البارى، ط: دوم، ۱۴۰۱هـ، المطبعة السلفية.
۱۳۹: فتوح البلدان، ابو العباس احمد بن يحيى البلاذرى، ط: ۱۴۰۷هـ، ۱۹۸۷ء، موسّسة المعارف، بيروت، لبنان.
۱۴۰: فتوح الشام، محمد بن عمر الواقدى، دار ابن خلدون.
۱۴۱: فرائد الكلام للخلفاء الكرام، قاسم عاشور، ط: اوّل ۱۴۱۹هـ، ۱۹۹۸ء، دار طويق السعودية.
۱۴۲: الفصل فى الملل والأهواء والنِّحل، ابو محمد بن حزم الظاهرى، مكتبة الخانجى، مصر.
۱۴۳: فضائل الصحابة، ابو عبدالله احمد بن محمد بن حنبل، ط: دوم، ۱۴۲۰هـ، ۱۹۹۹ء، دار ابن الجوزى، السعودية.
۱۴۴: فقه التمكين فى القرآن الكريم، د: على محمد الصلابى، ط: اوّل، ۱۴۲۱هـ، ۲۰۰۱ء، دارالوفاء المنصورة.
۱۴۵: فقه الشورى والاستشارة، د: توفيق الشاوى، ط: دوم، ۱۴۱۳هـ، ۱۹۹۲ء، دارالوفاء بالمنصورة.
۱۴۶: الفن العسكرى الاسلامى، د: ياسمين سويد، ط: اوّل، ۱۴۰۹هـ، ۱۹۸۸ء، شركة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المطبوعات للتوزيع والنشر، لبنان.
۱۴۷: فی التاريخ الاسلامی، د: شوقی ابو خليل، ط: دوم، ۱۴۱۷ھـ، ۱۹۹۶ء، دارالفكر المعاصر، بيروت.
۱۴۸: فی ظلال القرآن، سيد قطب، ط: نهم، ۱۴۰۰ھـ، ۱۹۸۰ء، دارالشُّروق.
۱۴۹: قراءة سياسة للسيرة النبوية محمد قلعجی، ط: اوّل، ۱۴۱۶ھـ، ۱۹۹۶ء دارالنفائس، بيروت، لبنان.
۱۵۰: قصة بعث جيش اسامة، د: فضل الٰهی، ط: دوم ۱۴۲۰ھـ، ۲۰۰۰ء، دار ابن حزم، بيروت.
۱۵۱: القيادة العسكرية فی عهد الرسولﷺ، د: عبدالله محمد الرشيد، ط: اوّل ۱۴۱۰ھـ، ۱۹۹۰ء، دار القلم، دمشق.
۱۵۲: الكامل فی التاريخ، ابوالحسن علی بن ابی المكارم الشَّيبانی المعروف بابن الأثير، تحقيق علی شيری، ط: اوّل ۱۴۰۸ھـ، ۱۹۸۹ء، داراحياء التراث العربی، بيروت.
۱۵۳: كيف نكتب التاريخ الاسلامی، محمد قطب، ط: اوّل، ۱۴۱۲ھـ، دارالوطن السعودية.
۱۵۴: لطائف المعارف، ابن رجب الحنبلی.
۱۵۵: مآثر الإنافة فی معالم الخلافة، قلقشندی، تحقيق: عبدالستار احمد الفرج، عالم الكتب، بيروت.
۱۵۶: مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد، نور الدين علی بن ابی بكر الهيثمی، دارالرّيّان، القاهرة، دارالكتاب العربی، بيروت.
۱۵۷: مجموع الفتاوی، تقی الدين احمد بن تيميَّة الحَرَّانی، ط: اوّل ۱۴۱۸ھـ، ۱۹۹۷ء، دارالوفاء مكتبة العبيكان.
۱۵۸: مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوی والخلافة الراشدة، د: محمد حميد الله، ط: پنجم، ۱۴۰۵ھـ، ۱۹۸۵ء، دارالنفائس.
۱۵۹: محمد رسول الله، محمد صادق عرجون، ط: دوم، ۱۴۱۵ھـ، ۱۹۹۵ء، دارالقلم.
۱۶۰: محنة المسلمين فی العهد المكی، د: سليمان السُّويكت، ط: اوّل، ۱۴۱۲ھـ، ۱۹۹۲ء، مكتبة التوبة، الرياض.
۱۶۱: المرتضی سيرة امير المومنين ابی الحسن علی بن ابی طالب، ابوالحسن الندوی، ط: دوم، ۱۴۱۹ھـ، ۱۹۹۸ء، دارالقلم، دمشق.
۱۶۲: مرض النبیﷺ ووفاته واثره علی الامة، خالد ابو صالح، ط: ۱۴۱۴ھـ، دار الوطن.
۱۶۳: مُرُوج الذهب ومعادن الجواهر، ابوالحسن علی بن الحسين بن علی المسعودی، ط: ۱۴۰۳ھـ، ۱۹۸۲ء، دارالمعرفة، بيروت.
۱۶۴: مرويات ابی مِخْنَف فی تاريخ الطَّبَری عصر الخلافة الراشدة، د: يحيی ابراهيم اليحيی، ط: اوّل ۱۴۱۰ھـ، دار العاصمة بالرياض.
۱۶۵: المستدرك علی الصحيحين، ابو عبدالله محمد بن عبدالله النَّيسابوری، ط: اوّل، ۱۴۱۱ھـ، ۱۹۹۰، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان.
۱۶۶: المستفاد من قصص القران، عبدالكريم زيدان، ط: اوّل ۱۴۱۸ھـ، ۱۹۹۷ء، مؤسَّسة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرسالة .
١٦٧: المسلمون والروم فی عصر النبوة ، د: عبدالرحمن احمد سالم ، ط: ١٤١٨هـ ، ١٩٩٧ء ، دار الفكر العربی .
١٦٨: معارك خالد بن الوليد ضدّ الفرس ، عبدالجبار محمود السامرائی ، ط: اوّل ١٩٨٤ء ، الدار العربية للموسوعات ، لبنان .
١٦٩: معارك خالد بن الوليد ، د: ياسين سويد ، ط: چهارم ، ١٩٨٩ء ، الموسسة العربية للدّراسة والنشر .
١٧٠: مُعجَم البُلدان ، ياقوت الحموی ، ط: ١٣٩٧هـ ، ١٩٧٧ء ، دار صادر ، بيروت .
١٧١: المعجم الكبير ، ابو القاسم سليمان بن احمد الطبرانی (٢٦٠هـ - ٣٦٠هـ) ، ط: دوم ، ١٤٠٦هـ ، ١٩٨٥ء دار مكتبة العلوم والحكم .
١٧٢: المغازی ، الواقدی ، محمد بن عمر بن واقد ، تحقيق مارسدن جوسن ، ط: سوم ، ١٤٠٤هـ ، ١٩٨٤ء عالم الكتب ، بيروت .
١٧٣: مقدمة ابن خلدون .
١٧٤: مقوّمات النصر فی ضوء القرآن والسنة ، د: احمد ابوالشباب ، ط: اوّل ١٤٢٠هـ ، ١٩٩٩ء المكتبة العصرية ، بيروت .
١٧٥: ملامح الشوری فی الدعوة الاسلامية ، عدنان علی رضا النحوی ، ط: دوم ، ١٤٠٤ ، ١٩٨٤ء .
١٧٦: من دولة عمر إلى دولة عبدالملك ، ابراهيم بيضون ، ط: ١٤١١هـ ، ١٩٩١ء ، دارالنهضة العربية ، بيروت .
١٧٧: من معين السيرة ، صالح احمد الشامی ، ط: دوم١٤١٣هـ ، ١٩٩٢ء ، المكتب الاسلامی .
١٧٨: منهاج السنة ، ابن تيميّة ، تحقيق: محمد رشاد سالم ، موسسة قُرطُبة .
١٧٩: منهج كتابة التاريخ الاسلامی ، محمد صامل العليانی ، ط: اوّل ، ١٤٠٦هـ ، ١٩٨٦ء دار طيبة .
١٨٠: مواقف الصديق مع النبیﷺ فی مكة ، د: عاطف لماضة ، ط: اوّل ١٤١٣هـ ، ١٩٩٣ء دار الصحابة ، للتراث بطنطا ، مصر .
١٨١: مواقف الصديق مع النبیﷺ فی المدينة ، د: عاطف لماضة ، ط: اوّل ، ١٤١٣هـ ، ١٩٩٣ء ، دارالصحابة للتراث .
١٨٢: موسوعة التاريخ الاسلامی ، د: احمد شاكر ، ط: ١٢ ، ١٩٨٧ء ، مكتبة النهضة المصرية ، القاهرة .
١٨٣: موسوعة فقه ابی بكر الصديق ، د: محمد رواس قلعجی ، ط: دوم ، ١٤١٥هـ ، ١٩٩٤ء ، دار النفائس .
١٨٤: موسوعة نظرة النعيم فی مكارم اخلاق الرسول الكريمﷺ ، مجموعة العلماء زير نگرانی صالح عبدالله بن حميد امام وخطيب الحرم المكی ، ط: اوّل ١٤١٨هـ ، ١٩٩٨ء ، دارالوسيلة ، جدة .
١٨٥: نسب قريش ، ابو عبدالله مصعب بن عبدالله بن المصعب الزبيری ، دارالمعارف ، القاهرة .
١٨٦: نظام الحكم فی الاسلام ، عارف ابو عيد ، ط: اوّل ، ١٤١٦هـ ، ١٩٩٦ء ، دارالنفائس الاردن .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۷: نظام الحکم فی الشریعة والتاریخ الاسلامی، ظافر القاسمی، ط: سوم، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷ء، دار النفائس، بیروت۔
۱۸۸: نظام الحکم فی عهد الخلفاء الراشدین، حمد محمد العمد، ط: اوّل، ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء، الموسسة الجماعیة للدّراسات والنشر والتّوزیع، بیروت۔
۱۸۹: نظام الحکومة النبویة، المسمّی التراتیب الإداریة، محمد عبدالحی الکتانی الادریسی الحسن الفاسی، شرکة الارقم بن ابی الارقم، بیروت۔
۱۹۰: نقد علمی لکتاب الاسلام واصول الحکم، محمد الطاهر ابن عاشور۔
۱۹۱: النّهایة فی غریب الحدیث، ابن الأثیر، تحقیق: طاهر احمد الزاوی، ومحمود محمد الطناحی۔
۱۹۲: نونیة القحطانی، ابو محمد عبداللّٰه بن محمد الأندلسی القحطانی، ط: سوم، ۱۴۱۰ھ، ۱۹۸۹ء، دارالسوادی، السعودیة۔
۱۹۳: الهجرة النبویة المبارکة، د: عبدالرحمن البر، ط: اوّل ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء، دارالکلمة المنصورة، مصر۔
۱۹۴: الهجرة فی القرآن الکریم، احزمی سامعون جزولی، ط: اوّل، ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶ء، مکتبة الرشد، الریاض۔
۱۹۵: الوحی وتبلیغ الرسالة، د: یحیی یحیی۔
۱۹۶: وقائع ندوة النُّظم الاسلامیة، ابوظبی، ط: ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۴ء۔
۱۹۷: ولایة الشُّرطة فی الاسلام، العمید الدکتور نمر بن محمد الحمیدانی، ط: دوم، ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء، دار عالم الکتب، الریاض۔
۱۹۸: الولایة علی البلدان فی عصر الخلفاء الراشدین، د: عبدالعزیز ابراهیم العمری، ط: اوّل ۱۴۰۹ھ۔
۱۹۹: الیمن فی صدر الاسلام، د: عبدالرحمن شجاع، دار الفکر، دمشق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Sayyedna Abu bakar Siddique ﷺ

Personalty & Nobel Deeds

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

شخصیته و عصره

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ أَبُوْبَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِيْ بَكْرٍ

''نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ اپنی مصاحبت اور اپنے اموال کے ذریعے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکرؓ بن ابوقحافہ ہیں۔ اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو جگری دوست بناتا تو ابوبکر صدیق کو جانی دوست بناتا۔ (رضی اللہ عنہ) مگر اسلام کا بھائی چارہ اور اسلامی محبت ان کے ساتھ سب سے زیادہ ہے۔ دیکھو! مسجد (نبوی) کی طرف کسی بھی دوسرے صحابی کا دروازہ نہ رہے مگر یہ کہ ان سب دروازوں کو بند کر دیا جائے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ (اسے کھلا رہنے دیا جائے)''

صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل أبي بكر بعد النبي ﷺ، حديث:٣٦٥٤، وصحيح مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسىٰ، حديث:٢٣٧٢.

ہماری دعوت
اسلاف کا راستہ

الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270

مکتبۃ الکتاب حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ